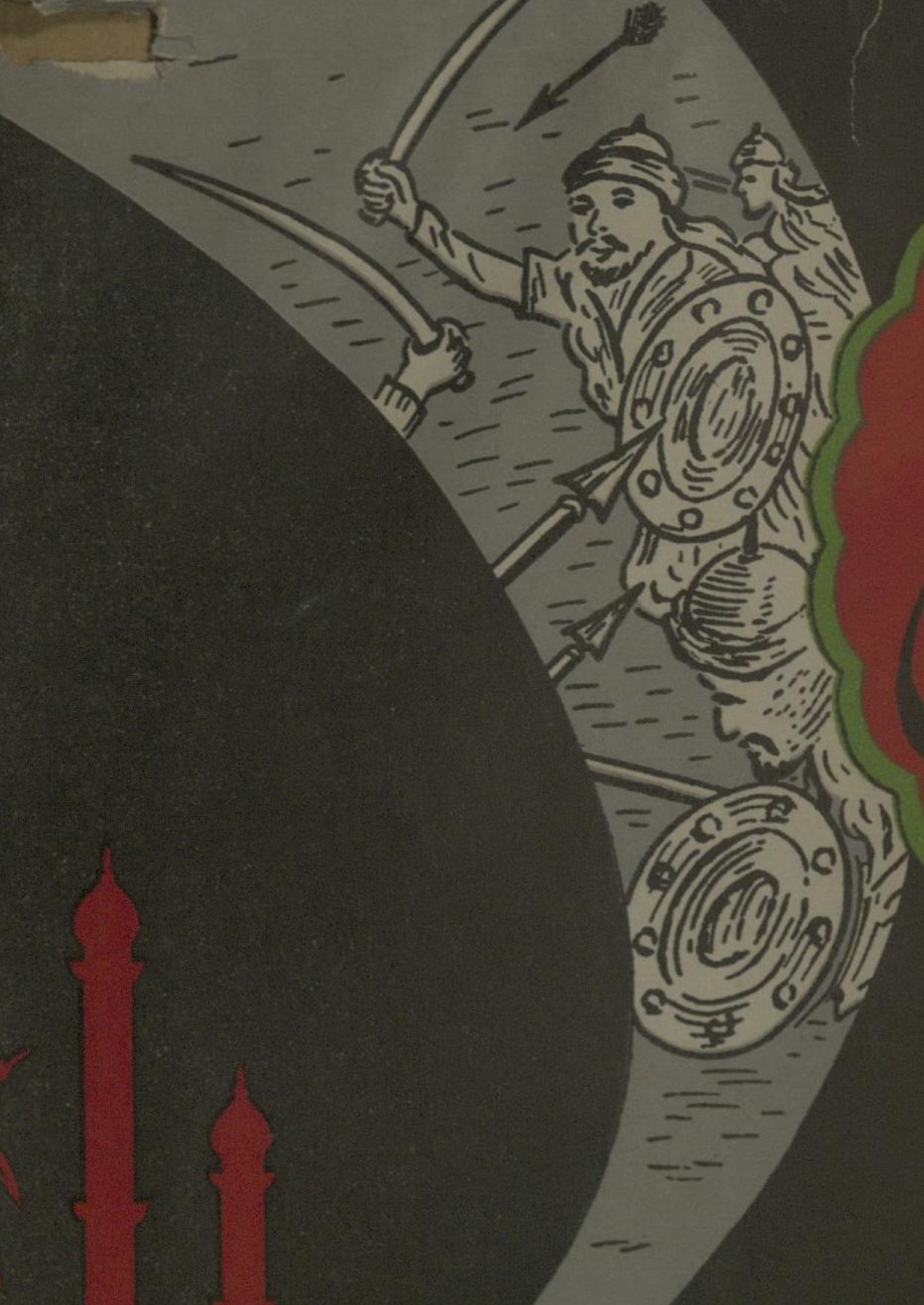


تاریخ ابنِ خلدون


حصہ سوم

خلافتِ بنو عباس رض



ترجمہ:
علامہ حکیم احمد حسین عثمانی

نفیس اکیڈمی - کراچی



تاریخ ابنِ خلدون

حصّہ سوم ۳

خلافتِ بنو عباسؓ

(حصّہ اوّل)

خلافت عباسیہ کے بانی المنصور السفاح کی سفاکی، اسلامی سلطنت کے نئے دار الخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر، ابو مسلم خراسانی کی سرکشی، نبوت کے دعویدار ابن مقنع کا خروج، مشرقی دنیا کے نامور خانوادے البرامکہ کی تباہی، ہارون کے بیٹوں امین اور مامون کی کشمکش سے لیکر المعتضد مکتفی باللہ تک مسلمانوں کے تمدن آفریں دور

کے حالات و واقعات

تصنیف:۔ رئیس المورخین علامہ عبد الرحمٰن بن خلدون (۷۳۲-۸۰۸ھ)

ترجمہ:۔ علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی ترتیب و تبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی

بلاسس اسٹریٹ ـــــ کراچی (پاکستان)

قیمت:۔ پچیس روپے ۲۵

کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر من احوال العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ملوک التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ کا اردو ترجمہ

بہ اہتمام: —— خالد اقبال گاہندری

اشاعت اول: —— نفیس اکیڈیمی کراچی —— مئی ۱۹۷۷ء

کتابت: —— انوری بیگم دہلوی

ٹیلی فون: —— ۵۱۳۳۰۳

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس. کراچی

اسلامی تاریخ کا تمدن آفریں دور

از محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کو اردو میں جدید ترتیب و تبویب سے شائع کرنے کا شرف نفیس اکیڈیمی کی قسمت میں لکھا تھا۔ اس کے دو حصے رسولؐ اور خلفائے رسولؐ اور خلافتِ معاویہ و آلِ مروان شائع ہو کر تاریخ اسلام کے شائقین سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ آج ہم بڑے فخر کے ساتھ اُس کا تیسرا حصہ خلافتِ بنو عباس حصہ اوّل آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ حصہ خلافت بنو عباس کے عروج کی داستان ہے۔ بنو عباس کا زمانہ بجا طور پر اسلامی تاریخ کا سنہرا دور کہلاتا ہے۔ اور صرف دل فریب ہی نہیں، طویل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی ربط و تسلسل قائم رکھنے اور طالب علموں کی آسانی کے لئے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ خلافتِ بنو عباس کے بانی ابو جعفر عبداللہ المنصور السفاح سے لے کر علی بن معتضد مکتفی باللہ کے عہد تک پھیلا ہوا ہے۔ آل مروان سے بنو عباس کی طرف خلافت کے انتقال کی داستان درد انگیز ہی نہیں، عبرت ناک بھی ہے۔ اسلامی سلطنت کے نئے دار الخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر اور عظمت، خراسان کے نقاب پوش پیغمبر ابن مقنع کا ظہور و خروج، تاریخ اسلام کے اس زیرک سائنس دان اور شعبدہ باز کے اشارے، چاہِ نخشب سے چاند کا طلوع کرنا اور مہدی عباسی کے ہاتھوں اس مکار کا خاتمہ۔ ہارون الرشید اور مشرقی دنیا کی نامور ملکہ زبیدہ، اور ہارون الرشید کے بیٹوں امین اور مامون کی خلافت کے لئے کشمکش، آل برامکہ کی علم دوستی اور فیاضی کے حیرت انگیز حالات، غرض کہ یہ زمانہ اسلامی تاریخ کا بڑا ہی اہم ترین زمانہ ہے اور یہ ہر مورخ کے بس کی بات بھی نہیں کہ علامہ ابن خلدون کی سی بالغ نظری اور ژرف نگاہی سے تاریخ کے اس دور کا مطالعہ کرے اور اس قدر عمدگی کے ساتھ اس کو بیان بھی کر دے۔

پانچواں حصہ امیرانِ اندلس اور خلفاء مصر کے آغاز و انجام، چھٹا حصہ عثمانی سلاطین اور ساتواں

حصہ ۱۹۳۸ء تک کے عجیب وغریب واقعات کا دل کش مرقع ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس تاریخی سلسلے کو تشکیل پاکستان تک بڑھا کر ہر اعتبار سے مکمل کر دیا جائے۔ اس کے بعد تاریخ کے طالب علم کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کریں گے۔

تاریخ ابن خلدون کے پہلے دو حصوں کی طرح اس حصے کو بھی فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب عثمانی نے اردو میں ڈھالا ہے اور اس کی ترتیب و تبویب جناب شبیر حسین صاحب قریشی، لکچرار اردو کالج کراچی نے بحسن و خوبی ادا کیا ہے۔

آج دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کے دس کروڑ توحید پرست ایسے نازک دور سے گزر رہے ہیں جس میں تاریخ ابن خلدون کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ماضی کی روشنیاں حال کا سینہ چیر کر مستقبل کی منزلیں دکھاتی ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ ایسی رنگین، ریشمی ڈوری کی حیثیت رکھتی ہے جسے لگام کی طرح تھام کر آنے والی نسلوں کے تازہ دم قافلے بے خوف وخطر مستقبل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ راز فاش ہوتا ہے کہ روئے زمین کی ساری قومیں، بابلی، آشوری، کلادنی، مصری، یونانی، ایرانی اور رومی کسی زمانے میں تھے۔ لیکن آج ان کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ اس کے خلاف تیرہ طویل صدیوں کا گرد و غبار مسلمانوں کے قومی خد و خال کو متاثر کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مسلمان ماضی کی طرح آج بھی زندہ و پائندہ ہیں۔ جن قوموں کو تاریخ کے کسی موڑ پر ان پراسرار غازیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ قُقنس کی طرح مسلمان بھی اپنے نفس کی آگ میں جل کر نئی، نوخیز نسل پیدا کرنے کا اہل ہے۔ اس کے پر و بال آج بھی مضبوط اور کشادہ ہیں اور طوفان حوادث کا ہر جھونکا اس کی بلندیوں میں اضافہ کر دیتا ہے۔

جغرافیائی محل وقوع اور فوجی و سیاسی حیثیت سے تاریخ عالم نے پاکستان کو ایسا مقام عطا کر دیا ہے کہ ساری اسلامی دنیا کی نظریں پاکستانیوں پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم ایک نئے تابناک اسلامی مستقبل کے نقیب ہیں۔ ہمیں اپنے پاؤں سے ناکامیوں کا گرد و غبار جھاڑ کر آگے، اور آگے بڑھنا ہو گا اور تاریخ ابنِ خلدون کا مطالعہ ہمیں نئی منزلیں دکھائے گا!

وما علینا الا البلاغ

فہرست مضامین خلافتِ بنو عباس

حصہ اول

مضامین

باب ۱
تحریک شیعانِ علی ۲۱
واقعہ قرطاس ۲۱
فرمان فاروقی ۲۱
قصۂ شوریٰ ۲۲
حضرت عثمانؓ کی مخالفت ۲۲
امام حسنؓ کی بیعت ۲۲
امیر معاویہ کی سیاست ۲۲
یزید کی تخت نشینی ۲۳
توابین ۲۳
مختار کا خروج ۲۳
زید بن علی کی حکمت عملی ۲۳
زید کا قتل ۲۴
شیعان محمدؐ حنفیہ ۲۴
امامت کی منتقلی ۲۴
باب ۲
خلافت عباسیہ کا قیام ۲۵
فرقہ رواندیہ ۲۵
ابوالعباس سفاح ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ ۲۵
حبیب بن مرہ کی بغاوت ۲۶
ابوالورد کی بغاوت ۲۶
اہلِ دمشق کی بغاوت ۲۶
اہل قنسرین کی اطاعت ۲۷
دمشق پر قبضہ ۲۷
ابومحمد سفیانی کا انجام ۲۷
اہل جزیرہ کی بغاوت ۲۷
الرہا کا محاصرہ ۲۸
یزید بن ہبیرہ ۲۸
ابوجعفر کا تقرر ۲۸
مالک اور ابن ہبیرہ میں جنگ ۲۸
مصالحت کی کوشش ۲۹
ابن ہبیرہ کا قتل ۲۹
ابوسلمہ و سلیمان بن کثیر کا قتل ۳۰
عمال سفاح ۳۱
رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ ۳۲
بغاوتیں اور اُن کا استیصال ۳۲
اہلِ بخارا کی بغاوت ۳۲
معرکہ طراز ۳۲
بسام کی بغاوت ۳۳
خازم کی سفاکی ۳۳
خارجیوں کی سرکوبی ۳۴
کش پر قبضہ ۳۴
سندھ کی بغاوت ۳۴
زیاد بن صالح کی بغاوت ۳۵
حج ابوجعفر و ابومسلم ۳۵
باب ۳
ابوجعفر عبداللہ المنصور ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ
المنصور کی تخت نشینی ۳۶
عبداللہ بن علی کی بغاوت ۳۷
ابومسلم کا سفر حج ۳۹
ابومسلم کی سرکشی کے اسباب ۳۹
ابومسلم کا قتل ۴۱
قتل ابومسلم کا ردعمل ۴۳
ابونصر کی گرفتاری ۴۴
سنباد کی بغاوت ۴۴
عبداللہ بن علی ۴۶
راوندیہ کی شورش ۴۶
خراسان کی بغاوت ۴۹
عبدالجبار کی سرکشی ۴۹
المہدی کا تقرر ۵۰
حاکم سندھ کی سرکشی ۵۰
اصبہد کی سرکشی ۵۰
بنوہاشم اور مسئلہ خلافت ۵۰
عبداللہ بن حسن ۵۲
بنوحسن کی گرفتاری
محمد بن عبداللہ کا قتل
محمد المہدی کا خروج ۵۵
محمد المہدی کا قتل ۶۸
ابراہیم بن عبداللہ ۷۰
ابراہیم بن عبداللہ کا خروج ۷۱
بصرہ و اہواز پر قبضہ ۷۱
کوفہ پر لشکر کشی ۷۲
ابراہیم بن عبداللہ کا قتل ۷۲
تعمیر شہر بغداد ۷۳
المہدی کی ولیعہدی ۷۵

حصہ ۱۲۵۸ء تک کے عجیب و غریب واقعات کا دل کش مرقع ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس تاریخی سلسلے کو تشکیل پاکستان تک بڑھا کر ہر اعتبار سے مکمل کر دیا جائے۔ اس کے بعد تاریخ کے طالب علم کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کریں گے۔

تاریخ ابن خلدون کے پہلے دو حصوں کی طرح اس حصے کو بھی فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب عثمانی نے اردو میں ڈھالا ہے اور اس کی ترتیب و تبویب جناب شبیر حسین صاحب قریشی، لکچرار اردو کالج کراچی نے بحسن و خوبی ادا کیا ہے۔

آج دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کے دس کروڑ توحید پرست ایسے نازک دور سے گزر رہے ہیں جس میں تاریخ ابن خلدون کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ماضی کی روشنیاں حال کا سینہ چیر کر مستقبل کی منزلیں دکھاتی ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ ایسی زنگین، ریشمی ڈوری کی حیثیت رکھتی ہے جسے لگام کی طرح تھام کر آنے والی نسلوں کے تازہ دم قافلے بے خوف و خطر مستقبل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ راز فاش ہوتا ہے کہ روئے زمین کی ساری قومیں، بابلی آشوری، کلدانی مصری یونانی، ایرانی اور رومی کسی زمانے میں تھے۔ لیکن آج ان کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ اس کے خلاف تیرہ طویل صدیوں کا گرد و غبار مسلمانوں کے قومی خد و خال کو متاثر کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مسلمان ماضی کی طرح آج بھی زندہ و پائندہ ہیں۔ جن قوموں کو تاریخ کے کسی موڑ پر ان پر اسرار رمغازیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ قُقنس کی طرح مسلمان بھی اپنے نفس کی آگ میں جل کر نئی، نوخیز نسل پیدا کرنے کا اہل ہے۔ اس کے پر و بال آج بھی مضبوط اور کشادہ ہیں اور طوفان حوادث کا ہر جھونکا اس کی بلندیوں میں اضافہ کر دیتا ہے۔

جغرافیائی محل وقوع اور فوجی و سیاسی حیثیت سے تاریخ عالم نے پاکستان کو ایسا مقام عطا کر دیا ہے کہ ساری اسلامی دنیا کی نظریں پاکستانیوں پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم ایک نئے تابناک اسلامی مستقبل کے نقیب ہیں۔ ہمیں اپنے پاؤں سے ناکامیوں کا گرد و غبار جھاڑ کر آگے، اور آگے بڑھنا ہوگا اور تاریخ ابنِ خلدون کا مطالعہ ہمیں نئی منزلیں دکھائے گا!

وما علینا الا البلاغ

فہرست مضامین خلافت بنو عباس

حصہ اول

مضامین	
باب ۱	
تحریک شیعان علی	۲۱
واقعہ قرطاس	۲۱
فرمان فاروقی	۲۱
قصہ شوریٰ	۲۲
حضرت عثمانؓ کی مخالفت	۲۲
امام حسنؓ کی بیعت	۲۲
امیر معاویہ کی سیاست	۲۲
یزید کی تخت نشینی	۲۳
توابین	۲۳
مختار کا خروج	۲۳
زید بن علی کی حکمت عملی	۲۳
زید کا قتل	۲۴
شیعان محمد حنفیہ	۲۴
امامت کی منتقلی	۲۴
باب ۲	
خلافت عباسیہ کا قیام	۲۵
فرقہ روانديه	۲۵
ابوالعباس سفاح ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ	۲۵
حبیب بن مرہ کی بغاوت	۲۶
ابوالورد کی بغاوت	۲۶
اہل دمشق کی بغاوت	۲۶
اہل قنسرین کی اطاعت	۲۷
دمشق پر قبضہ	۲۷
ابومحمد سفیانی کا انجام	۲۷

مضامین	
اہل جزیرہ کی بغاوت	۲۷
الرہا کا محاصرہ	۲۸
یزید بن ہبیرہ	۲۸
ابوجعفر کا تقرر	۲۸
مالک اور ابن ہبیرہ میں جنگ	۲۸
مصالحت کی کوشش	۲۹
ابن ہبیرہ کا قتل	۲۹
ابوسلمہ وسلیمان بن کثیر کا قتل	۳۰
عمال سفاح	۳۱
رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ	۳۲
بغاوتیں اور اُن کا استیصال	۳۲
اہل بخارا کی بغاوت	۳۲
معرکہ طراز	۳۲
بسام کی بغاوت	۳۳
خازم کی سفاکی	۳۳
خارجیوں کی سرکوبی	۳۴
کش پر قبضہ	۳۴
سندھ کی بغاوت	۳۴
زیاد بن صالح کی بغاوت	۳۵
حج ابوجعفر و ابومسلم	۳۵
باب ۳	
ابوجعفر عبداللہ المنصور ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ	
المنصور کی تخت نشینی	۳۶
عبداللہ بن علی کی بغاوت	۳۷
ابومسلم کا سفر حج	۳۹

مضامین	
ابومسلم کی سرکشی کے اسباب	۳۹
ابومسلم کا قتل	۴۱
قتل ابومسلم کا ردعمل	۴۳
ابونصر کی گرفتاری	۴۴
سنباد کی بغاوت	۴۴
عبداللہ بن علی	۴۶
راوندیہ کی شورش	۴۶
خراسان کی بغاوت	۴۹
عبدالجبار کی سرکشی	۴۹
المہدی کا تقرر	۵۰
عامل سندھ کی سرکشی	۵۰
اصبہبد کی سرکشی	۵۰
بنوہاشم اور مسئلہ خلافت	۵۰
عبداللہ بن حسن	۵۲
بنوحسن کی گرفتاری	
محمد بن عبداللہ کا قتل	
محمد المہدی کا خروج	۵۵
محمد المہدی کا قتل	۶۸
ابراہیم بن عبداللہ	۷۰
ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	۷۱
بصرہ و اہواز پر قبضہ	۷۱
کوفہ پر لشکر کشی	۷۲
ابراہیم بن عبداللہ کا قتل	۷۲
تعمیر شہر بغداد	۷۳
المہدی کی ولیعہدی	۷۵

استاذسیس کا خروج ۷۳
ہشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ ۷۶
تعمیر رضافہ ۷۸
معن بن زائدہ کا قتل ۷۸
السفاح اور المنصور کے عمال ۷۹
بیرونی مہمات ۸۳
المنصور کی وصیت ۸۵
وفات ۸۷

باب ۴

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ
تخت نشینی ۸۸
حسن بن ابراہیم ۸۹
مقنع کا ظہور اور ہلاکت ۹۰
المہدی کے عمال ۹۱
الہادی کی ولیعہدی اور عیسٰی کی معزولی ۹۲
فتح بارید ۹۳
المہدی کا حج ۹۳
وزیر ابو عبداللہ ۹۴
اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور و انقطاع ۹۵
ہارون کی ولی عہدی ۹۶
وزیر یعقوب کا زوال ۹۶
طبرستان کی بغاوت ۹۷
خلیفہ مہدی کے عمال ۹۸
بیرونی مہمات ۹۹
وفات ۱۰۰

باب ۵

ابو محمد موسٰی الہادی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ
آغاز خلافت ۱۰۱
زنادقہ ۱۰۲
حسین بن علی کا خروج ۱۰۲
ہارون کی ولی عہدی ۱۰۸
وفات ۱۰۶

باب ۶

ہارون الرشید ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ
تخت نشینی ۱۱۰
امین کی ولی عہدی ۱۱۲
یحیٰی بن عبداللہ کا خروج ۱۱۲
عمر بن مہران کی گورنری ۱۱۳
دمشق کی بغاوت ۱۱۳
وفد کی روانگی ۱۱۴
دمشق پر قبضہ ۱۱۴
لشکریوں کا اجتماع ۱۱۵
سندھ کی لشکر کشی ۱۱۵
فتنہ و فساد کا سبب ۱۱۶
موصل و مصر کی بغاوت ۱۱۶
عمال کی تبدیلی و تقرری ۱۱۶
خوارج کی بغاوتیں ۱۱۷
علی بن عیسٰی کا تقرر ۱۱۷
معرکہ نیشاپور ۱۱۷
حمزہ کی غارت گری ۱۱۸
مامون کی ولیعہدی ۱۱۸
بغاوتیں اور ان کا استیصال ۱۱۸
علی بن عیسٰی کی شکایات ۱۱۹
تیس ہزار کا دفینہ ۱۱۹
علی بن عیسٰی کی گرفتاری ۱۲۰
مامون کی ولیعہدی کی تجدید ۱۲۰
عہد نامہ ولی عہدی ۱۲۰
خاندانِ برامکہ ۱۲۱
برامکہ کا عروج ۱۲۱
برامکہ کے زوال کے اسباب ۱۲۱
جعفر کا قتل ۱۲۲
عبدالملک بن صالح ۱۲۲
عبدالملک کی اسیری ۱۲۳
یحیٰی اور فضل ۱۲۳
ابراہیم بن عثمان کا قتل ۱۲۴
عرض مترجم ۱۲۴
مشاہیر برامکہ ۱۲۴
خالد برمکی ۱۲۴
یحیٰی برمکی ۱۲۵
فضل برمکی ۱۲۶
جعفر برمکی ۱۲۷
عباسیہ کا واقعہ ۱۲۷
ہارون الرشید کے خصائل ۱۲۸
فتوحات ۱۲۹
رومیوں سے پہلی مصالحت ۱۲۹
ابن عبدالملک کا حملہ ۱۲۹
خاقان کی لڑائی ۱۲۹
شمالی خاقان کا خروج ۱۲۹
قاسم بن رشید کی گورنری ۱۳۰
نقفور کی تخت نشینی ۱۳۰
بلاد روم پر لشکر کشی ۱۳۰
ہرقلہ کا محاصرہ ۱۳۱
جزیرہ قبرص پر قبضہ ۱۳۱
دیگر فتوحات ۱۳۲
عمال ۱۳۳
افریقیہ میں شورش ۱۳۳
مصر میں بغاوت ۱۳۳

شام میں شورش ۱۳۳
یحییٰ بن سعد کی معزولی ۱۳۴
ابراہیم بن اغلب کی تقرری ۱۳۴
عمال کی تبدیلی و تقرری ۱۳۴
رافع بن لیث کی بغاوت ۱۳۵
سمرقند پر قبضہ ۱۳۵
سمرقند کا محاصرہ ۱۳۶
رافع کی گرفتاری ۱۳۶
ہارون الرشید کی روانگی ۱۳۶
وفات ۱۳۶
سیرت اور کارنامے ۱۳۷

باب

امین کی خلافت ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

خلافت کی بیعت ۱۳۸
مامون الرشید کا رد عمل ۱۴۰
فضل بن ربیع کی مخالفت ۱۴۰
فضل بن سہل کا مشورہ ۱۴۰
امراء کو عہدوں کی پیش کش ۱۴۱
قاسم المؤتمن کی معزولی ۱۴۱
حمص میں شورش ۱۴۱
رافع بن لیث ۱۴۱
روم میں الیون کی تخت نشینی ۱۴۲
امین اور مامون کے مابین کشمکش ۱۴۲
مامون کی ولی عہدی ۱۴۳
عہد نامہ کی بے حرمتی ۱۴۴
امین اور مامون کی خانہ جنگی ۱۴۴
علی بن عیسیٰ اور طاہر کی جنگ ۱۴۵
علی بن عیسیٰ کی شکست ۱۴۶
نامہ بشارت ۱۴۶
ابن جبلہ کی روانگی ۱۴۷
ہمدان کا محاصرہ ۱۴۷
ہمدان اور قزوین پر قبضہ ۱۴۷
ابن جبلہ کا خاتمہ ۱۴۷
مامون کی بیعت ۱۴۸
سفیانی کا ظہور ۱۴۸
دمشق پر قبضہ ۱۴۸
سفیانی کی شکست ۱۴۸
سفیانی کا فرار ۱۴۹
اسد بن یزید کی شرائط ۱۴۹
اسد بن یزید کی اسیری ۱۴۹
امینی لشکر کی بغیر جنگ کے واپسی ۱۴۹
عبدالملک بن صالح کی وفات ۱۵۰
امین کی معزولی و بحالی ۱۵۱
حسین بن علی کا قتل ۱۵۱
طاہر کی کارگزاریاں ۱۵۱
اہواز پر قبضہ ۱۵۲
واسط کوفہ اور بصرہ پر قبضہ ۱۵۲
مدائن پر قبضہ ۱۵۲
حجاز میں مامون کی بیعت ۱۵۳
معرکہ صرصر ۱۵۴
محاصرہ بغداد ۱۵۵
قصر صالح کی حوالگی ۱۵۵
آہنی لشکر کو شکست ۱۵۶
عبداللہ بن خازم کا فرار ۱۵۶
بغداد پر قبضہ ۱۵۶
امین کی امان طلبی ۱۵۷
امین کے محل سرا کا محاصرہ ۱۵۷
امین کا فرار ۱۵۸
امین کا قتل ۱۵۸

باب

عبداللہ ابوجعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

بغداد میں شورش ۱۶۰
حسن ہرثمی کی بغاوت ۱۶۰
نصر کی بغاوت ۱۶۱
یمامہ و نزاریہ میں لڑائی ۱۶۱
ابوالسرایا کی بغاوت ۱۶۱
عین التمر پر حملہ ۱۶۲
ابن طباطبا کا ظہور ۱۶۲
ابن طباطبا کا انتقال ۱۶۳
ابوالسرایا کی فتوحات ۱۶۳
ابوالسرایا کی پسپائی ۱۶۴
مکہ پر قبضہ ۱۶۴
کوفہ کا محاصرہ ۱۶۴
ابوالسرایا کا خاتمہ ۱۶۵
حجاز و یمن ۱۶۵
محمد بن جعفر کی بیعت ۱۶۶
ابن افطس کی بداعمالیاں ۱۶۶
عباسیوں کی فتح ۱۶۷
محمد بن جعفر کی دست برداری ۱۶۷
ہرثمہ کی روانگی ۱۶۷
ہرثمہ کے خلاف شکایت ۱۶۸
ہرثمہ کا قتل ۱۶۸
بغداد میں شورش ۱۶۸
محمد بن ابی خالد ۱۶۹
فضل بن ربیع کو امان ۱۶۹
عیسیٰ بن محمد کی تقرری ۱۷۰
حسن بن سہل کی پسپائی ۱۷۰

منصور بن مہدی ۱۷۰
رضا کار ۱۷۰
علی رضا کی ولی عہدی ۱۷۱
ابراہیم بن مہدی کی بیعت ۱۷۱
قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ ۱۷۲
کوفہ میں شورش ۱۷۲
اہل کوفہ کو امان ۱۷۳
سہل بن سلامہ ۱۷۳
بغداد پر قبضہ ۱۷۴
ابراہیم بن مہدی کی شکست ۱۷۴
ابراہیم کی روپوشی ۱۷۵
المامون کی بے خبری ۱۷۵
علی رضا کا انکشاف ۱۷۵
فضل بن سہل کا قتل ۱۷۶
علی رضا کا عقد ۱۷۷
علی رضا کا انتقال ۱۷۷
مامون کا دار الخلافہ میں ورود ۱۷۷
درباری لباس میں تبدیلی ۱۷۸
فتنہ موصل ۱۷۸
طاہر بن حسین کی گورنری ۱۷۹
احمد بن ابی خالد کی ضمانت ۱۸۰
طاہر بن حسین کی وفات ۱۸۰
عبداللہ بن طاہر کی گورنری ۱۸۱
نصر بن شبث کی بغاوت ۱۸۱
ابن عائشہ کا قتل ۱۸۲
ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری ۱۸۲
دیگر بغاوتیں ۱۸۵
بلاد مصریہ میں فساد ۱۸۵
ابودلف ۱۸۵

اہل قم کی بغاوت ۱۸۶
عبدوس کا قتل ۱۸۶
علی بن ہشام کا قتل ۱۸۶
جعفر بن داؤد کی گرفتاری و قتل ۱۸۶
بیرونی مہمات ۱۸۷
روم میں توفل کی تخت نشینی ۱۸۷
بابک خرمی کا ظہور ۱۸۷
ابوبلال کا خروج ۱۸۷
محمد بن علی رضا کی آمد ۱۸۷
بازنطینی جنگیں ۱۸۷
فتوحات ۱۸۸
رومیوں کی بد عہدی ۱۸۸
طوانہ کی تعمیر ۱۸۸
وفات ۱۸۹
مامون اور مسئلہ خلق قرآن ۱۸۹

باب ۹

ابو اسحاق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ
معتصم باللہ کی بیعت ۱۹۰
محمد بن قاسم کا خروج ۱۹۰
محمد بن قاسم کی گرفتاری و فرار ۱۹۰
زط کی شورش ۱۹۱
تعمیر سامرا ۱۹۱
فضل بن مروان کا زوال ۱۹۱
بابک خرمی کا استقبال ۱۹۲
بابک سالار کی گرفتاری ۱۹۲
افشین کی سالاری ۱۹۲
بغا الکبیر کی کمک ۱۹۳
افشین کا حملہ ۱۹۳

بذ کا معرکہ ۱۹۳
شب خون ۱۹۴
طرہ خان کا قتل ۱۹۴
جعفر خیاط کی کمک ۱۹۴
اذین کی پسپائی ۱۹۴
افشین کی مشکلات ۱۹۵
جعفر طیار کا حملہ ۱۹۵
افشین اور رضا کاروں میں مصالحت ۱۹۶
جعفر و بابک خرمی میں معرکہ ۱۹۶
آذین کی پسپائی ۱۹۷
قلعہ بذ پر قبضہ ۱۹۸
بابک کا فرار ۱۹۸
بابک کی گرفتاری ۱۹۸
افشین کی واپسی ۱۹۸
بابک کا قتل ۱۹۹
بازنطینیوں سے جنگ ۱۹۹
توفل کا شبخون ۲۰۰
ایک ہاشمی خاتون کی فریاد ۲۰۰
فتح عموریہ کا قصد ۲۰۰
انقرہ کی فتح ۲۰۱
رومیوں کی گرفتاری ۲۰۱
رومیوں کا بیان ۲۰۱
معتصم کی روانگی ۲۰۲
عموریہ کا محاصرہ ۲۰۲
سنگ باری ۲۰۲
بطریق وندوا کی امان طلبی ۲۰۳
عموریہ کی فتح ۲۰۳
عباس بن مامون کا انجام ۲۰۴
عجیف کا مخالفانہ رویہ ۲۰۴

سازش کا انکشاف ۲۰۵
عباس بن مامون کا خاتمہ ۲۰۵
مازیار کی مخالفت ۲۰۵
حسن بن حسین کی لشکر کشی ۲۰۶
سرخستان کی گرفتاری و قتل ۲۰۶
مازیار کے رفقاء کی گرفتاری ۲۰۷
ساریہ پر قبضہ ۲۰۷
مازیار کی گرفتاری ۲۰۸
موصل میں بغاوت ۲۰۹
افشین حیدر بن کاؤس ۲۰۹
افشین کے زوال کے اسباب ۲۱۰
افشین کی گرفتاری ۲۱۰
حسن بن افشین کی گرفتاری ۲۱۱
افشین کے خلاف الزامات ۲۱۱
افشین کا قتل ۲۱۳
مبرقع کا خروج ۲۱۳
وفات ۲۱۵

باب ۱۰

ابو جعفر واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ
دمشق میں شورش ۲۱۶
ترک نوازی ۲۱۶
حجاز کی شورش ۲۱۷
یمامہ کی شورش ۲۱۸
یمامہ کی فتح ۲۱۸
واقعہ قتل احمد بن نصر ۲۱۹
مختلف واقعات ۲۱۹
وفات ۲۲۰

باب ۱۱

جعفر المتوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ
تخت نشینی ۲۲۱
امراء پر عتاب ۲۲۱
ابن الزیات کا خاتمہ ۲۲۲
عمر بن فرج کا ادبار ۲۲۲
ایتاخ کی گستاخی ۲۲۲
ایتاخ کا سفر حجاز ۲۲۳
ایتاخ کا خاتمہ ۲۲۳
محمد بن بعیث پر عتاب ۲۲۳
محمد بن بعیث کا خاتمہ ۲۲۴
ولی عہدی کی بیعت ۲۲۴
محمد بن ابراہیم کی موت ۲۲۵
آرمینیہ کی بغاوت ۲۲۵
تفلیس کا محاصرہ ۲۲۵
بغا کبیر کی مزید فتوحات ۲۲۶
قضاۃ پر عتاب قاضی احمد بن ابی داؤد ۲۲۶
حمص کی بغاوت ۲۲۷
بجاۃ کی بدعہدی ۲۲۷
محمد بن عبداللہ قمی کا تقرر ۲۲۷
علی بابا کی اطاعت ۲۲۸
بیرونی مہمات ۲۲۸
رومیوں کی بدعہدی ۲۲۸
بغا کبیر کا بلاد روم پر حملہ ۲۲۸
بطریق کی اسیری ۲۲۹
عمال کی تفصیل ۲۲۹
قاضی ابی داؤد کی معزولی ۲۳۰
علی بن عیسیٰ ۲۳۰
موسیٰ بن ابراہیم ۲۳۰
جعفریہ کی تعمیر ۲۳۰
نجاح بن سلمہ کا انجام ۲۳۰
متوکل اور منتصر میں کشیدگی ۲۳۱
منتصر کی تذلیل ۲۳۱
متوکل کے قتل کی سازش ۲۳۱
متوکل کا قتل ۲۳۲
منتصر باللہ کی بیعت ۲۳۲
لشکریوں میں شورش ۲۳۳

باب ۱۲

زوال بنو عباس ۲۳۳
عبدالرحمن بن معاویہ کی اندلس پر حکومت ۲۳۴
مغرب اقصیٰ میں ادریس بن عبداللہ کی حکومت ۲۳۴
افریقہ میں عبداللہ المہدی کی خلافت ۲۳۴
طبرستان میں بنو حسین کی بغاوت ۲۳۴
بلاد یمن میں زیدیہ حکومت ۲۳۴
یحییٰ بن حسین کا خروج ۲۳۴
بحرین و عمان میں قرامطہ کا ظہور ۲۳۴
مصر و شام ۲۳۵
دولت دیلم ۲۳۵
خلیفہ مستعصم کا قتل ۲۳۵

باب ۱۳

منتصر باللہ ۲۳۶
معتز و موید کی معزولی ۲۳۶
معزولی کا محضر ۲۳۶
وصیف کی روانگی ۲۳۶
وفات ۲۳۷
مستعین باللہ کی خلافت ۲۳۷
محمد بن عبداللہ کی مخالفت ۲۳۷
عمال کا تقرر ۲۳۸
عبداللہ بن یحییٰ کی جلاوطنی ۲۳۸

عمر بن عبداللہ کی شہادت ۲۳۸
علی بن یحییٰ کی شہادت ۲۳۹
بغداد و سامرا میں شورش ۲۳۹
اتامش کا قتل ۲۳۹
ابوالحسین کا ظہور ۲۴۰
ابوالحسین کی فتوحات ۲۴۰
ابوالحسین کا قتل ۲۴۰
طبرستان میں علویہ کا قیام ۲۴۱
اہل طبرستان کی مزاحمت ۲۴۱
حسن بن زید کی بیعت ۲۴۱
آمد پر چڑھائی ۲۴۲
رے پر قبضہ ۲۴۲
محمد بن جعفر کی گرفتاری ۲۴۲
موسیٰ بن بغا کبیر کی آمد ۲۴۲
باغر کے وکیل کی گرفتاری ۲۴۲
باغر کے خلاف شکایات ۲۴۳
سازش کا انکشاف ۲۴۳
باغر کا قتل ۲۴۳
ترکوں میں ہیجان ۲۴۳
مستعین کا بغداد میں قیام ۲۴۴
معتز کی بیعت ۲۴۴
بغداد کی قلعہ بندی ۲۴۴
مستعین کا ترکوں کو انتباہ ۲۴۵
موسیٰ بن بغا کبیر کی واپسی ۲۴۵
بغداد کی طرف پیش قدمی ۲۴۵
معرکہ شماسیہ ۲۴۶
شاہ ابن میکال کی فتح ۲۴۶
اہواز کا خراج ۲۴۶
محمد بن خالد کی شکست ۲۴۶
ترکوں کی لوٹ مار ۲۴۷
موسیٰ بن بغا میں اختلاف ۲۴۷
بلاد اسلامیہ کا تحفظ ۲۴۷
معرکہ انبار ۲۴۷
آغاز جنگ ۲۴۸
حسین بن اسمٰعیل کی شکست ۲۴۸
اہل بغداد اور ترکوں میں جھڑپیں ۲۴۸
مصالحت کی کوشش ۲۴۹
بدظنی کی فضا ۲۴۹
ابن طاہر کا قصد مدائین ۲۴۹
ابن طاہر کا نعرہ خیر خواہی ۲۵۰
مستعین کے خلاف سازش ۲۵۰
صلح نامہ ۲۵۰

باب ۱۴

مستعین کی خلافت سے دستبرداری و معزولی ۲۵۱
امور سلطنت میں تبدیلیاں ۲۵۱
بغا اور وصیف کے خلاف سازش ۲۵۱
لشکر بغداد کی سرکشی ۲۵۲
موید کی معزولی کا محضر ۲۵۲
موید کا قتل ۲۵۳
سابق خلیفہ مستعین کا خاتمہ ۲۵۳
مغاربہ اور ترکوں میں جنگ ۲۵۳
مساور خارجی ۲۵۴
مساور کی موصل کی جانب پیش قدمی ۲۵۴
اہل جلولہ سے لڑائیاں ۲۵۴
حسن بن ایوب کی شکست ۲۵۴
مساور کا موصل پر قبضہ ۲۵۴
مساور اور عبیدہ میں جنگ ۲۵۵
بلاد عراق پر قبضہ ۲۵۵
مفلح کا تقرر ۲۵۵
مفلح کی مراجعت ۲۵۵
وصیف کا قتل ۲۵۶
بغا کا قتل ۲۵۶

باب ۱۵

صفاریہ سلطنت کا قیام ۲۵۷
یعقوب بن لیث کی فتوحات ۲۵۷
ہراۃ پر قبضہ ۲۵۷
کرمان پر قبضہ ۲۵۸
شیراز پر قبضہ ۲۵۸
فارس پر قبضہ ۲۵۸
یعقوب کا اظہار اطاعت ۲۵۹
مصر میں ابن طولون کی حکومت کی ابتدا ۲۵۹
عبید اللہ بن طاہر کی گورنری ۲۵۹
سلیمان بن طاہر کی گورنری ۲۶۰
ابواحمد بن متوکل کی حفاظت ۲۶۰
عبدالعزیز بن دلف کی گورنری ۲۶۱
معرکہ ہمدان ۲۶۱
مفلح کا کرخ پر قبضہ ۲۶۱
دلف بن عبدالعزیز کا قتل ۲۶۱
معتز کی معزولی ۲۶۲
معزولی کا محضر نامہ ۲۶۲

باب ۱۶

خلیفہ مہتدی ۲۶۴
صالح بن وصیف کا قتل ۲۶۴
موسیٰ بن بغا کی مراجعت ۲۶۵
مہتدی کی نظر بندی ۲۶۵
تجدید بیعت ۲۶۵

ترکوں میں اختلاف	۲۶۶	اہل بصرہ کی مزاحمت	۲۷۳	موفق اور مفلح کی پیش قدمی	۲۸۲
صالح بن وصیف کا خط	۲۶۶	ابو ہلال ترکی کی شکست	۲۷۴	علی بن ابان کی فتح	۲۸۲
خلیفہ مہتدی کی سرزنش	۲۶۶	ابو منصور کی شکست	۲۷۴	معرکہ نہر ابو خصیب	۲۸۲
کرخ اور شاہی محلات کے خدام کی	۲۶۷	جعلان ترکی کی پسپائی	۲۷۴	یحییٰ بن محمد بحرانی کا قتل	۲۸۲
عرض داشت	۲۶۷	زنگیوں کا اہواز پر قبضہ	۲۷۵	زنگیوں کا اہواز پر قبضہ	۲۸۳
فرمان خلافت	۲۶۷	زنگیوں کو ہزیمت	۲۷۵	موسیٰ بن بغا کا تقرر	۲۸۳
عرض داشت کی منظوری	۲۶۷	محمد بن بغا کا قتل	۲۷۵	علی بن ابان کی شکست	۲۸۳
کرخ اور شاہی محلات کے خدام	۲۶۸	بابکیال کی گرفتاری	۲۷۵	علی بن ابان کا قلعہ مہدی پر حملہ	۲۸۴
کے مطالبات		مہتدی کی ترکوں کے خلاف جنگ	۲۷۶	بادودو پر حملہ	۲۸۴
مطالبات کی منظوری	۲۶۸	مہتدی کی گرفتاری	۲۷۶	عبدالرحمٰن اور علی بن ابان میں جنگ	۲۸۴
صالح بن وصیف کو امان	۲۶۸	مہتدی کا قتل	۲۷۶	صفار کو بلخ وطخارستان کی سندگورنری	۲۸۴
صالح بن وصیف کا قتل	۲۶۹	زوال مہتدی کی دوسری روایت	۲۷۶	کابل پر قبضہ	۲۸۵
عہد منتصر سے امام مہتدی تک کی	۲۶۹	باب ۱۷		کرونج ہرات بازغیس پر قبضہ	۲۸۵
بیرونی مہمات		احمد بن متوکل معتمد علی اللہ			
احمد بن خصیب کی وزارت	۲۷۰	تخت نشینی	۲۷۸	صفار اور عبداللہ سنجری	۲۸۵
اتامش کی وزارت	۲۷۰	وزرا کی تبدیلیاں	۲۷۸	صفار کا نیشاپور پر قبضہ	۲۸۵
جعفر بن فضل بحیثیت والی مکہ	۲۷۰	مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور	۲۷۸	نیشاپور پر قبضہ کی دوسری روایت	۲۸۶
بغا اور وصیف کی بحالی	۲۷۱	ابو عبدالرحمٰن عمری	۲۷۸	صفار کا ساریہ اور آمل پر قبضہ	۲۸۶
باجور بحیثیت والی دمشق وشام	۲۷۱	معرکہ اشمونین	۲۷۸	حسن بن زید کا تعاقب	۲۸۶
موسیٰ بن بغا کی گورنری	۲۷۱	علی بن زید کی بغاوت	۲۷۹	عبداللہ سنجری کی گرفتاری و قتل	۲۸۷
صفاریہ حکومت کا قیام	۲۷۱	زنگیوں کے بقیہ حالات	۲۷۹	خراسان پر تسلط	۲۸۷
زنگیوں کے حالات	۲۷۲	علی بن ابان کی فتوحات	۲۸۰	اذکرتکین کی بداعمالیاں	۲۸۷
بصرہ پر قبضہ	۲۷۲	بصرہ پر قبضہ	۲۸۰	یحییٰ بن سلیمان کا تقرر	۲۸۷
علی بن عبدالرحیم	۲۷۲	بصرہ میں قتل عام	۲۸۰	ہیثم بن عبداللہ کا موصل پر حملہ	۲۸۷
معرکہ بجسوین	۲۷۲	مولد کی زنگیوں کے خلاف لشکر کشی	۲۸۰	اسحاق و یحییٰ میں جنگ	۲۸۸
علی کا بغداد میں قیام	۲۷۲	مولد کی شکست	۲۸۱	جنگ ابن مفلح و ابن واصل	۲۸۸
علی کی مراجعت	۲۷۳	نہر جی کا معرکہ	۲۸۱	موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ	۲۸۸
زنگی غلاموں کی آزادی	۲۷۳	منصور کا خاتمہ	۲۸۱	ابوالساج کی معزولی	۲۸۸
دجلہ وقادسیہ پر قبضہ	۲۷۳	جنگ موفق۔ موفق کی تقرری	۲۸۱	فارس پر صفار کا قبضہ	۲۸۹
			۲۸۰		

باب ۱۸

سامانی حکومت کا قیام ۲۹۰
اسد بن سامان خراسانی ۲۹۰
طاہر بن حسین ۲۹۰
عبداللہ بن طاہر ۲۹۰
یعقوب صفار ۲۹۰
آل لیث بن نصر ۲۹۱
اسمٰعیل ۲۹۱
ولی عہد کی بیعت ۲۹۱
یعقوب صفار کے جواب طلبی ۲۹۱
یعقوب صفار کی روانگی ۲۹۲
جنگ صفار و موفق ۲۹۳
یعقوب صفار کی شکست ۲۹۳
ابن واصل کو فارس کی سندگورنری ۲۹۳
خلیفہ معتمد و موفق کی مراجعت ۲۹۳
زنگیوں کے حالات ۲۹۳
شاہی لشکر کو شکست ۲۹۳
محمد بن عبیداللہ اور خبیث میں
معاہدہ ۲۹۴
احمد اور زنگیوں میں جنگ ۲۹۴
ابراہیم کا قتل ۲۹۵
خجستانی ۲۹۵
نیشاپور اور بسطام پر قبضہ ۲۹۶
ابوحفص یعمر کی گرفتاری ۲۹۶
خجستانی عامل کا نیشاپور سے اخراج ۲۹۶
خجستانی کی مراجعت ۲۹۷
رافع بن ہرثمہ کا فریب ۲۹۷
محاصرہ نیشاپور ۲۹۷
نیشاپور پر خجستانی قبضہ ۲۹۸
حسن بن زید سے جنگ ۲۹۸
خجستانی اور عمرو بن لیث ۲۹۸
عمرو بن لیث کا نیشاپور پر قبضہ ۲۹۸
ابوالعباس نوفلی کی شکست و قتل ۲۹۹
خجستانی کا قتل ۲۹۹
اہواز پر صفار کا قبضہ ۳۰۰
زنگیوں کا واسط پر قبضہ ۳۰۰
ابن طولون کا شام پر قبضہ ۳۰۲
انطاکیہ اور طرسوس پر قبضہ ۳۰۳
حران پر قبضہ ۳۰۳
محمد بن اتامش کی گرفتاری ۳۰۳
زنگیوں کا پھر سر اٹھانا ۳۰۴
تستر پر فوج کشی ۳۰۴
تستر پر تکین کا قبضہ ۳۰۴
یعقوب صفار کا انتقال عمرو کی حکومت ۳۰۵
اغرتمش اور زنگیوں میں جنگ ۳۰۵
محمد بن عبیداللہ اور علی بن ابان میں
ان بن ۳۰۶
علی بن ابان اور مسرور بلخی میں جنگ ۳۰۷

باب ۱۹

ابوالعباس اور زنگیوں میں معرکہ ۳۰۷
ابوالعباس کی زنگیوں پر پہلی فتح ۳۰۷
زنگیوں کی دوسری شکست ۳۰۸
موفق کی آمد ۳۰۹
منیعہ پر موفق کا قبضہ ۳۰۹
شاہی لشکر کی منصورہ کی طرف
پیش قدمی ۳۱۰
شہر پر قبضہ ۳۱۰
منصورہ کی فتح ۳۱۱
مختارہ کا محاصرہ ۳۱۱
اسیر زنگیوں سے حسن سلوک ۳۱۱
زنگیوں کا بحری حملہ ۳۱۱
موفق کا عام معافی کا اعلان ۳۱۲
موفقیہ کی تعمیر ۳۱۲
ابوالعباس کا حملہ ۳۱۲
پچاس ہزار زنگیوں کی اطاعت ۳۱۲
خبیث کا شبخون کا منصوبہ ۳۱۳
علی بن ابان کی شکست ۳۱۳
زنگیوں کے سروں کی نمائش ۳۱۴
مختارہ کے محاصرہ میں سختی ۳۱۴
زنگیوں کا ناکام حملہ ۳۱۴
زنگیوں اور عساکر شاہی میں جھڑپیں ۳۱۴
ابوالعباس کی ناکامی ۳۱۵
موفق کا مختارہ پر حملہ ۳۱۵
جانبین کی سنگ باری ۳۱۵
شہر فصیل پر قبضہ ۳۱۶
معرکہ میدان خبیث ۳۱۶
ابوالعباس کی فتح مندانہ مراجعت ۳۱۶
زنگی سپہ سالار کی اطاعت ۳۱۷
مختارہ پر حملہ اور پسپائی ۳۱۷
بنوتمیم کی سرکوبی ۳۱۷
بہبود کا قتل ۳۱۸
شہر پناہ کی دیواروں کا انہدام ۳۱۸
زنگیوں کی مزاحمت ۳۱۹
موفق کی زخمی حالت میں مراجعت ۳۱۹
مختارہ کے شہر پناہ کی دوبارہ تعمیر ۳۱۹
بحری جھڑپیں ۳۲۰
قصر خبیب پر دوسرا حملہ ۳۲۰

امیر البحر نصیر کا خاتمہ	۳۲۱	ابن طولون کی وفات	۳۳۲	ابن طولون کا بلاد شامیہ پر قبضہ	۳۴۱
شکستہ ٹیلوں کی از سر نو تعمیر	۳۲۱	محمد بن زید والیٔ طبرستان	۳۳۳	عبداللہ بن رشید کی بلاد روم پر فوج کشی	۳۴۲
نہر ابی خصیب کا معرکہ	۳۲۱	رافع بن ہرثمہ کی جرجان پر فوج کشی	۳۳۳	اذنہ پر حملہ	۳۴۲
موفق کی نہر ابی کے مشرقی جانب	۳۲۲	سالوس کا محاصرہ	۳۳۴	معرکہ صقلیہ	۳۴۲
پیش قدمی		ابن کنداج وابن ابی الساج کی مخالفت	۳۳۴	قلمیہ میں رومیوں کو شکست	۳۴۲
خبیث کے ہمراہیوں کو امان	۳۲۲	ابن ابی الساج کی سرکشی	۳۳۵	بازمار کی وفات	۳۴۲
قلعہ پر قبضہ	۳۲۲	خمارویہ اور اسحاق کا اتحاد	۳۳۵	گورنروں کی خود مختاری	۳۴۳
جانب غربی موفق کا قبضہ	۳۲۳	ابن ابی الساج بحیثیت گورنر آذربائیجان	۳۳۶	بغاوتیں	۳۴۳
جانب شرقی پر موفق کا قبضہ	۳۲۴	عمرو بن لیث	۳۳۶	مسلوک الاختیار خلیفہ	۳۴۳
بند نہر ابی خصیب پر قبضہ	۳۲۵	اصفہان سے خراج کی وصولی	۳۳۶	گورنروں کی تقرریاں	۳۴۳
شبل بن سالم کا حملہ	۳۲۶	عمرو بن لیث کی معزولی	۳۳۶	خانقین کا معرکہ	۳۴۴
شہر پر قبضہ	۳۲۶	ابوطلحہ اور علی بن لیث کی اطاعت	۳۳۷	علی بن زید کی بغاوت	۳۴۴
پناہ گزین زنگیوں کی سرفروشی	۳۲۶	موفق کی مراجعت	۳۳۷	زنگیوں کی سرکوبی	۳۴۴
خبیث زنگی کا قتل	۳۲۶	معتضد کی گرفتاری	۳۳۷	حسن بن زید کا خراسان پر قبضہ	۳۴۴
انکلائے اور جلبی کی گرفتاری	۳۲۷	موفق کی علالت	۳۳۸	مصر پر ابن طولون کا قبضہ	۳۴۴
اعلانِ امن	۳۲۷	موفق کی وفات	۳۳۸	موفق اور مسرور بلخی کو اسنادِ حکومت	۳۴۵
اسحاق بن کنداج کی سرگرمیاں	۳۲۷	قرامطہ کا ظہور	۳۳۸	والیٔ کوفہ کی سرکشی و قتل	۳۴۵
ابن کنداج کی گورنری	۳۲۸	عقائدِ قرامطہ	۳۳۹	طبرستان موصل اور حمص کے واقعات	۳۴۵
موصل میں خوارج کی لڑائیاں	۳۲۸	طرسوس کی بغاوت	۳۴۰	موسیٰ بن بغا کا استعفا	۳۴۵
رافع بن ہرثمہ	۳۲۹	خوارج اور اہلِ موصل میں معرکہ	۳۴۰	موفق کی ولی عہدی	۳۴۶
نیشاپور کا محاصرہ	۳۲۹	محمد بن یحییٰ کی تقرری و معزولی	۳۴۱	موفق اور ابن طولون میں کشیدگی	۳۴۹
محمد بن مهندی کی ہزیمت	۳۲۹	بیرونی مہمات	۳۴۱	موصل کے واقعات	۳۵۲
خلیفہ معتمد اور موفق کی ناانصافی	۳۳۰	رومیوں کا کرہ پر قبضہ	۳۴۱		

اسمائے خلفاء اور زمانہ حکومت

۱ - عبداللہ بن محمد السفاح
سنہ ۱۳۲ھ تا سنہ ۱۳۶ھ

۲ - ابو جعفر عبداللہ المنصور
سنہ ۱۳۶ھ تا سنہ ۱۵۸ھ

۳ - محمد بن منصور المہدی
سنہ ۱۵۸ھ تا سنہ ۱۶۹ھ

۴ - موسیٰ بن مہدی الہادی
سنہ ۱۶۹ھ تا سنہ ۱۷۰ھ

۵ - ابو جعفر ہارون الرشید بن مہدی
سنہ ۱۷۰ھ تا سنہ ۱۹۳ھ

۶ - امین محمد ابو عبداللہ بن ہارون الرشید
سنہ ۱۹۳ھ تا سنہ ۱۹۸ھ

۷ - عبداللہ بن ہارون الرشید المامون
سنہ ۱۹۸ھ تا سنہ ۲۱۸ھ

۸ - محمد بن ہارون الرشید معتصم باللہ
سنہ ۲۱۸ھ تا سنہ ۲۲۷ھ

۹ - ہارون بن معتصم واثق باللہ
سنہ ۲۲۷ھ تا سنہ ۲۳۲ھ

۱۰ - جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ
سنہ ۲۳۲ھ تا سنہ ۲۴۷ھ

۱۱ - محمد بن متوکل منتصر باللہ
سنہ ۲۴۷ھ تا سنہ ۲۴۸ھ

۱۲ - احمد بن معتصم مستعین باللہ
سنہ ۲۴۸ھ تا سنہ ۲۵۱ھ

۱۳ - ابو عبداللہ محمد بن متوکل معتز باللہ
سنہ ۲۵۱ھ تا سنہ ۲۵۵ھ

۱۴ - محمد بن واثق مہتدی باللہ
سنہ ۲۵۵ھ تا سنہ ۲۵۶ھ

۱۵ - احمد بن متوکل معتمد علی اللہ
سنہ ۲۵۶ھ تا سنہ ۲۷۹ھ

پیش لفظ

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی

علامہ عبدالرحمن بن خلدون کی مشہور و معروف تاریخ کتاب العبر کا یہ حصہ اس دور کی داستان ہے جو تاریخ اسلام میں خلافت بنی عباس کا زمانہ کہلاتا ہے۔

بنی عباس یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں سے ابوالعباس السفاح کے ہاتھ پر ۱۳۲ھ میں بیعت ہوئی اور مروان بن الحکم کی اولاد میں سے آخری فرماں روا مروان ثانی اسی سال قتل کر دیا گیا۔ اس طرح مروانی خلفاء کا دورِ حکمرانی ختم ہوا اور عباسی خلفاء کا دَور شروع ہوا۔ انتہائی پستی و اضمحلال کے مختلف ایام سے گزرتا ہوا خلافت بنی عباس کا زمانہ بغداد میں بربادی بغداد (۶۵۶ھ) تک قایم رہا۔ اور اس کے بعد بھی برائے نام ہی سہی لیکن عباسی خلافت قاہرہ میں زندہ کی گئی، اور ۹۲۳ھ تک قایم رہی جب کہ خلیفہ المتوکل الثانی نے سلطان سلیم العثمانی کے ہاتھوں پر بیعت کر کے خلافت کا منصب عثمانی سلطان کے سپرد کر دیا۔

اس کے بعد سے ترکی سلاطین عثمانی خلفائے اسلام سمجھے جاتے رہے اور امیرالمومنین کہلاتے رہے۔ ایران کی حکومت کے سوا ساری دنیا کے مسلمان اِن ترک سلاطین سے خلیفہ سمجھ کر محبت و عقیدت رکھتے تھے، اور خادم حرمین شریفین ہونے کی بنا پر ان کا خاص احترام کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۳۳۲ھ تا ۱۳۳۷ھ کی جنگ عظیم میں ترکوں نے شکست کھائی اور اتاترک کی قیادت میں ایک جدید ترکی حکومت پیدا ہوئی۔ اس جدید ترکی حکومت نے عربوں کی بے وفائی کی ضد میں آ کر اپنی بنیاد نسلیت پر رکھی اور ۱۳۴۲ھ میں خلافت کا ادارہ ہی توڑ دیا۔

دنیا کے عام مسلمانوں نے اس سے پہلے شریف حسین ہاشمی کی غدّاری کو بھی نفرت کی نگاہ سے

دیکھا تھا، اور حکیم الاسلام علامہ اقبالؒ نے کہا تھا ؎

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دینِ مصطفیٰ
خاک و خون میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

اب جو اتاترک نے خلافت کا حکم جاری کر کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی کو ترکی سے جلاوطن کر دیا تو پھر علامہ اقبالؒ سے نہ رہا گیا، انھوں نے بڑے ہی درد کے ساتھ کہا۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا

اس طرح خلافت اسلامی کا ادارہ ۱۱ھ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وجود میں آیا تھا اور ۱۳۳۱ سال کے بعد ۱۳۴۲ھ میں ختم ہو گیا۔

اس طویل زمانہ میں سے ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ پانچ سو چوبیس سال کا زمانہ خلافت عباسی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اگرچہ اسی مدت میں ان کے مدِ مقابل فاطمیوں نے اپنی خلافت بھی قایم کی اور ایک طویل مدت تک جاہ و جلال کے ساتھ فاطمیوں کی خلافت قایم بھی رہی، اسی طرح دور افتادہ اسلامی حکومت اندلس بھی عباسی خلفا کے قبضہ سے ہمیشہ ہی باہر رہی بلکہ عبدالرحمٰن الناصر کے بعد سے تو اندلس کے مروانی یا اموی فرماں روا اپنے علاقے میں خلیفہ ہی بن گئے اور امیرالمومنین کے لقب سے ملقب ہو گئے لیکن عام طور سے ساری دنیا نے عباسیوں ہی کو حقیقۃً خلیفہ سمجھا۔

یہ عباسی خلافت کن حالات میں قایم ہوئی اور کیسے قایم ہو سکی۔ یہ تاریخ اسلامی کا بڑا واقعہ ہے۔ کس طرح مروانی خلفا کے ہاتھ سے اقتدار نکل کر عباسیوں کے ہاتھوں میں آیا، کن کن موثرات نے کام کیا۔ کیا کیا تحریکیں چلائی گئیں، یہ سب ایک بڑی طویل داستان ہے جسے آپ دنیا کے سب سے بڑے مورخ اور فلسفۂ تاریخ کے بانی علامہ ابن خلدون کی لکھی ہوئی تاریخ کے اس حصہ میں پڑھیں گے جس کے اردو ترجمہ کا سرورق خلافت بنی عباس (حصہ اول) ہے۔ اور اسی طرح اس پانچ سو سالہ حکومت کے زوال کی داستان آپ کو خلافت بنی عباس حصہ دوم میں ملے گی۔ غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ نسل و وطن کے خونی دیوتاؤں نے کس طرح انسانی خون سے کھیلا ہے۔ شاید ان ہی داستانوں سے متاثر ہو کر حکیم مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا۔

از نسب بنیادِ تعمیرِ اُمم
با وطن وابستہ تقدیرِ اُمم

ملّتِ ما را اساسِ دیگر است
آں اساس اندر دلِ ما مضمر است

جس اساس پر امتِ اسلامیہ کی بنیاد قایم ہے۔ اس کے خلاف نسلی افتخار کے مسلسل پروپیگنڈہ نے مروانیوں کی حکومت کو کمزور کرنا شروع کیا۔ عرب و عجم کی وطنی تقسیم نے اس زہریلے درخت کی آبیاری کی اور ابو مسلم خراسانی کی تنگ ظرفی نے ہزاروں کا خون بہا کر اولادِ

رسولؐ کے نام کا واسطہ دے دے کر وہ زمین ہموار کی جس میں علویوں نے اپنی حکومت کا درخت لگانے کی اور پھولنے پھلنے کی جھوٹی آس لگا رکھی تھی۔ لیکن جب اقتدار کی منتقلی کا وقت آیا تو دنیا نے دیکھا کہ اقتدار علویوں کے ہاتھوں میں نہیں منتقل ہوا بلکہ عباسیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گیا۔ اور سب سے پہلے عباسی فرماں روا نے نہ صرف امویوں کو چن چن کر قتل کیا بلکہ امویوں کے خلاف کام کرنے والے اپنے بھائیوں اور کامریڈوں یعنی علویوں کا خون بہانے میں بھی کوئی کمی نہیں کی، اور اس قدر خوں ریزی کی کہ تاریخ کی زبان سے السفاح یعنی خوں ریز کا لقب پایا۔

عباسیوں کے دور میں یہ تو ہوا کہ اقتدار حکومت پر عرب کی بجائے اہل عجم چھا گئے۔ عربی سادگی، اور اسلامی مساوات افسانہ بن گئی، اس کی جگہ عجمی تکلف اور طبقہ واری نظام رائج ہو گیا۔ مگر علویوں کے حصہ میں اس کے بعد بھی بار بار کی ناکام بغاوت اور کچلے جانے کے سوا کچھ نہ آیا۔ اگرچہ عباسی خلافت قائم ہو چکنے کے بعد بھی طالبیوں نے بار بار فوجی بغاوتیں کیں، مگر کامیابی کبھی نہ ہو سکی۔

ایسا کیوں ہوا۔ اس کے کیا وجوہ و اسباب تھے۔ اس کی تفصیلات آپ کو تاریخ کے صفحات پر نظر آئیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس اُمّت کو نسل پرستی سکھائی نہیں گئی تھی۔ اس لئے برگزیدہ نسل کا یہودی نظریہ مسلمانوں کی انتہائی بے راہ روی کے باوجود اہلِ علم کی محفل میں قبولیت کا مقام حاصل نہ کر سکا۔

دورِ توسیع

جب کوئی قوم زیادہ بہتر نظریۂ حیات اور اعلیٰ درجہ کا تصورِ اجتماع لے کر صفحۂ عالم پر جلوہ افروز ہوتی ہے تو اس کا ابتدائی دور اس نظریے کو عام کرنے اور اس تصورِ اجتماع کو دوسروں تک پہنچانے میں صرف ہوتا ہے۔ اس میں جہاں قوت کے ذریعہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وہاں فوجی ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے ورنہ مالِ تجارت کی طرح نظریۂ حیات اور تصورِ اجتماع بھی، سیاحوں کے ساتھ، تاجروں کے ساتھ، طالب علموں اور پروفیسروں کے ساتھ ملکوں ملکوں اور شہروں شہروں پھیلتا چلا جاتا ہے۔ یہ دور کسی قوم کا دورِ توسیع یا پھیلاؤ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لازمی طور پر اس کے ساتھ ہر جگہ کشور کشائی نظریۂ حیات کی تبدیلی کا سبب بھی بن جائے۔

مسلمانوں کا یہ دورِ توسیع عہدِ رسالت ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ خلفائے راشدینؓ اور بنو اُمیہ نے اس کو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھایا۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے اسلام کا پیغام دنیا کے دور دور ملکوں تک پہنچایا۔ علامہ اقبال مرحوم نے شکوہ میں اس کی شرح اس طرح ادا کیا ہے۔

محفلِ کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرے
کوہ میں، دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے

ایک دوسرے بند میں کہتے ہیں ؎

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

مسلمانوں کا یہ دورِ توسیع بنو امیہ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بنو عباس کے دور میں پھیلاؤ تو کیا ہوتا، سارے عالمِ اسلامی کو ایک جھنڈے کے تلے رکھنا بھی ان سے ممکن نہ ہو سکا۔ اندلس پہلے ہی دن سے الگ ہو گیا۔ سندھ، سمرقند، اور مغرب کا حصہ کچھ دنوں کے بعد ٹوٹ کر علیحدہ ہوا۔ اور اس کے بعد تو نہ جانے کتنے ہی ٹکڑے ہو گئے۔

بنو عباس کے دورِ خلافت میں ہر چیز میں ایک ٹھہراؤ سا پیدا ہو گیا۔ اور اس ٹھہراؤ کا لازمی نتیجہ طبقہ واریت اور تکلفاتِ زندگی پوری قوت کے ساتھ نشوونما پانے لگی۔ صنائع اور علوم کی بہتات اور تمدنی جاہ و جلال کی فراوانی ہمیشہ ٹھہراؤ کے زمانے ہی میں ہوئی ہے۔ اس لئے شہرِ بغداد کا اس زمانے میں دنیا کا حسین ترین، متمدن ترین، اور مہذب مرکزِ علوم ہونا ضروری تھا۔ اور واقعتہً یہ ہو بھی گیا۔ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے جس بغداد کا نقشہ الف لیلہ کی داستانوں میں کھینچا گیا ہے وہ اگرچہ تمام تر صحیح نہیں، لیکن بالکل ہی بے بنیاد بھی نہیں ہے۔ داستان سرائے ذوقِ داستان سرائی کے ماتحت ایسی پُرکاری سے کام لیا ہے کہ خوابوں کی دنیا معلوم ہوتی ہے، لیکن عباسیوں کا بغداد حقیقتہً بھی اس سے بڑا ہی قریب تر تھا۔ ابونواس کی شاعری، اسحٰق الندیم کی داستان گوئی، کسائی کی زبان دانی، طفیلیوں کے لطائف، اور اسی کے ساتھ ساتھ امام وکیع کی جرح و تعدیل، امام شیبانی کی قانونی موشگافیاں، یہ سب کچھ ہارون الرشید کے بغداد ہی میں ہوا کرتی تھیں۔

تمدن کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے کے لئے عباسیوں کا دور سب سے بہتر دور ہے، اور اس میں سے تقریباً دو سو سال کا ابتدائی زمانہ بہت ہی اہم زمانہ ہے۔ اسی زمانے میں اسلامی عربی شاعری نے ارتقائی منازل طے کیے، تجرباتی علوم پر دوسری زبانوں سے کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ خود عربی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں، پارچہ بافی، کاغذ سازی، سفال گری، سادہ کاری اور زردوزی نے ترقی کی۔ فنِ طب، کیمیا، طبعیات، اور نباتیات پر بڑے بڑے تجربے کئے گئے۔ بڑی بڑی درس گاہیں قائم ہوئیں۔ عربی زبان کے قواعد مرتب ہوئے،

لغت کی کتابیں لکھی گئیں، حدیث کے جو مجموعے پہلے سے موجود تھے ان کو ملا ملا کر بڑی بڑی کتابیں بنائی گئیں۔ اسلامی قوانین (فقہ) اور اس کے اصول وجود میں آئے۔

آپ تاریخ ابن خلدون میں سے ان دو حصوں کا مطالعہ کرتے ہوئے جن میں عہد عباسی کی تاریخ درج ہے۔ عروج و زوال دونوں کی صورتیں بڑی صاف اور نمایاں دیکھ سکیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسے دلچسپ بھی پائیں گے اور چشم کشا بھی۔ آپ جہاں یہ دیکھ سکیں گے کہ خلافت بنی عباس کن حالات میں اور کن اسباب کی بنا پر قائم ہو سکی۔ وہاں آپ سے وہ اسباب بھی پوشیدہ نہ رہ سکیں گے جو کسی حکومت کے زوال کو ایک فیصلہ قضا و قدر کی طرح ضروری بنا دیتے ہیں۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا
وارزقنا اجتنابہ

باب ۱

تحریکِ شیعانِ علیؓ

ابتداء دولت شیعہ

سمجھو لو کہ دولت شیعہ کی ابتداء یوں ہوئی ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کا خیال یہ ہوا کہ ہم ہی حکومت و فرماں روائی کے مستحق ہیں اور خلافت ہمارے ہی نفوس کے ساتھ مخصوص ہے ہمارے سوا قبیلۂ قریش میں کوئی شخص اس خصوصیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

واقعۂ قرطاس

صحیح میں وارد ہوا ہے کہ عباسؓ نے علیؓ سے اُس درد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہؓ کہا تھا جس میں آپ نے وفات پائی ہے کہ آؤ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور یہ دریافت کریں کہ آپ کے بعد زمامِ حکومت اسلام کس کے ہاتھ میں ہوگی اگر ہمارے قبضہ میں رہے گی ہم کو اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا دوسروں کے اختیار میں جائے گی تو بھی ہم کو اس سے واقفیت ہو جائے گی۔" حضرت علیؓ بولے یہ مناسب نہیں ہے! اگر ہم اُس سے روک دیئے گئے تو یاد رکھنا کہ آپ کے بعد لوگ اس کو ہمارے قبضہ میں نہ دیں گے"۔ صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے ارشاد فرمایا تھا "آؤ میں تم کو ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو"۔ صحابہؓ نے جو اُس وقت حاضر خدمت تھے فرمان لکھانے میں اختلاف کیا باہم بحث و مباحثہ کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فرمان عالی شان نہ لکھا گیا۔ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ بے شک مصیبت اور سخت مصیبت وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریر فرمان کے مابین بوجہ اختلاف اور شور و غوغا صحابہؓ کے واقع ہوئی۔

اس سے شیعہ نے یہ سمجھ لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں خلافت کی وصیت علیؓ کے حق میں کی ہے۔ حالانکہ اس کی صحت کسی وجہ سے اُس حد تک نہیں ہوئی کہ جس کی طرف پوری توجہ کی جائے اور بے شک عائشہ صدیقہؓ نے اس وصیت کا انکار کیا ہے اور ان کا انکار کرنا کافی ہے۔ یہی بات اہلِ بیت اور اُن کے ہوا خواہوں میں مشہور و معروف باقی رہ گئی۔

فرمان فاروقی

منجملہ اُس کے جو اہل آثار نقل کرتے ہیں یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروقؓ نے ابنِ عباسؓ سے مخاطب ہو کے فرمایا تھا کہ "چونکہ تمہاری قوم (یعنی قریش) نے یہ نہیں چاہا تھا کہ بنو ہاشم ہی میں بیعت و خلافت جمع کر دی جائے اس وجہ سے وہ تم سے کبیدہ خاطر ہوئے" ابن عباسؓ نے اس سے اختلاف کر کے جواب دینے کی اجازت طلب کی اور جیسا کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کی طرف داری کا خیال تھا

اس کے موافق کہا۔ ان دونوں بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس امر سے آگاہ تھے کہ اہلِ بیت کے دلوں میں امر خلافت اور ان کے قبضہ میں اس کے نہ جانے سے ایک خاص قسم کا خیال قائم ہے۔

قصہ شوریٰ

قصہ شوریٰ میں یہ ہے کہ ایک گروہ صحابہؓ کا حضرت علیؓ کا ہوا خواہ تھا اور وہ لوگ انھیں کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے لیکن جب خلافت دوسرے کے قبضہ میں چلی گئی تو ان کو اس کا افسوس و ملال ہوا مثلاً زبیر، عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود وغیرہم۔ مگر چونکہ ان لوگوں میں دین داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اخوت اسلامی کا بہت بڑا خیال تھا اس وجہ سے مشوروں میں سوائے تاسف وتاسف کے اور کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی مخالفت

پھر جب حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو برہمی پیدا ہوئی اور ان پر طعن ہونے لگا تو عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السودا نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ یہ شخص حضرت علیؓ کی تعریف وتوصیف کرتا تھا۔ حضرت عثمانؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ کو خلافت نہ دی تھی۔ ایسے ایسے طعن کرتا تھا جس سے خود حضرت علیؓ راضی نہ تھے اس کا یہ خیال تھا کہ حضرت علیؓ کے سوا اور لوگ بغیر کسی استحقاق کے خلیفہ بنائے گئے۔ عبداللہ بن عامر نے اس کو بصرہ سے شہر بدر کیا مصر پہنچا ایک گروہ اس کے پاس ایسے ہی خیال والوں کا مجتمع ہو گیا جو اس بارے میں غالی اور مذاہب فاسدہ کے قبول کرنے کی طرف مائل تھا۔ مثلاً خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن لبشر وغیرہ۔ اس کے بعد خلافت علیؓ کی بیعت ہوئی پھر واقعہ جمل وصفین پیش آیا۔ خوارج نے آپ سے دینی کام میں حکم مقرر کرنے کی وجہ سے مخالفت کی اور علحدہ ہو گئے۔ اور آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ جنگ معاویہؓ میں مرنے پر تیار ہو گئے۔

امام حسنؓ کی بیعت

اس اثناء میں حضرت علیؓ شہید کر ڈالے گئے اور آپ کے لڑکے حسنؓ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ امام حسنؓ نے مصلحتاً زمام حکومت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی شیعہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور ان کی امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسن سے بھی اسی وجہ سے ناراض ہو گئے۔ امام حسینؓ کو طلبی کا خط لکھا آپ نے سر دست آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد میں اس اقرار کو پورا کروں گا۔ اس وقت شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور وہ ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا۔

امیر معاویہ کی سیاست

ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور امیر معاویہؓ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو بنظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع وقمع بھی کر دیتے تھے جیسا کہ حُجر بن عدی اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے امیر معاویہ اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور ان کے دعوائے تقدم واستحقاق سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے منہ نہ آتا تھا یہاں

تک کہ امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور یزید تخت نشین ہوا۔

یزید کی تخت نشینی

یزید کے زمانہ میں امام حسینؓ نے خروج کیا اور آپ کا واقعہ شہادت جیسا کہ مشہور ہے پیش آیا یہ واقعہ اسلام میں نہایت شنیع گزرا ہے جس سے علی العموم مسلمانوں کے قلوب بھر آئے شیعوں نے اس میں بے حد غلو کیا اور اُس شخص پر علانیہ طعن و تشنیع کرنے لگے جو اس امر کا متولی ہوا تھا یا ان کی امداد سے رُک گیا تھا پھر اس امر پر باہم ملامت کرنے لگے کہ امام حسینؓ کو خود اُن لوگوں نے ضائع کر ڈالا خود بلایا اور ان کی مدد نہ کی خود کردہ پشیمان ہو کے مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اس کا کوئی کفارہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ اُن کے معاوضہ خون لینے کے لئے مرنے پر تیار ہو جاؤ۔

توابین

اس خیال سے اپنے آپ کو توابین کے نام سے موسوم کیا اور بہ افسری سلیمان بن صرد خزاعی نے خروج کر دیا اس کے ساتھ اصحاب علیؓ کی ایک جماعت تھی۔ اسی زمانہ میں ابن زیاد کے خلاف اہل عراق میں شورش پیدا ہوگئی تھی۔ ابن زیاد عراق سے شام چلا آیا تھا اور لشکر جمع کر کے پھر بقصد عراق جا رہا تھا شیعوں نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی۔ سلیمان اور بہت سے اس کے ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے جیسا کہ ہم نے سلیمان کے حالات میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

مختار کا خروج

بعد اس کے مختار ابن ابی عبید نے خروج کیا اور محمد بن حنفیہ کی خلافت کی دعوت دی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ ان واقعات سے خواص اور عوام میں اہل بیت کی طرف داری کا خیال ایسا پھیل گیا کہ حدود حق سے متجاوز ہو گئے اور مذاہب شیعہ میں اس بابت اختلاف پڑ گیا کہ اہل بیت میں سے کون شخص مستحق امامت و خلافت ہے۔ ہر ایک گروہ نے اپنے معتقد علیہ کی در پردہ بیعت کر لی یہ اسی اُدھیڑ بُن میں تھے کہ ملک و حکومت پر بنو امیہ کے قدم استقلال کے ساتھ جم گئے اور شیعوں کے قلوب میں یہ عقائد مستحکم ہو گئے اور باوجود کثرت اختلاف کے اُن عقائد کو سینہ بسینہ چھپاتے رہے جیسا کہ ہم نے کتاب اول کی فصل امامت میں ان کے مذاہب کے نقل کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

زید بن علی کی حکمت عملی

زید بن علی بن حسینؓ بڑے ہوئے تو واصل بن عطار سے تعلیم پائی جو اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں علیؓ کے برسر صواب ہونے میں اس کو تردد تھا ایک روز زید بن علی بن حسینؓ نے اس عقیدہ کو بر سبیل تذکرہ بیان کیا محمد باقر ان کے بھائی نصیحت کرتے گئے "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کرتے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے"۔ زید بن علی باوجودیکہ افضلیت علی کے قائل تھے بیعت شیخین کو صحیح سمجھتے اور برخلاف عقیدہ شیعہ مفضول علیہ کو مفضول کے ہوتے امیر بنانے کو جائز جانتے تھے اور یہ بھی اُن کا عقیدہ تھا کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا بعد چندے ایسی حالتیں پیش آئیں جس سے انہوں نے ۱۲۱ھ مقام کوفہ میں خروج کیا شیعوں کا ایک بہت بڑا گروہ آپ کے پاس مجتمع ہو گیا مگر ان میں سے بعض اس وجہ سے آپ سے منحرف ہو گئے کہ آپ شیخین کی تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر کبھی کسی قسم کا ظلم نہیں کیا اُن شیعوں نے یہ کہہ کے کہ ان لوگوں (یعنی بنو امیہ) نے بھی تم پر کچھ ظلم نہیں کیا

زید بن علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی دعوت چھوڑ دی اُسی تاریخ سے اور اسی وجہ سے یہ رافضی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

زید کا قتل

اس کے بعد یوسف بن عمر نے اُن کو قتل کر کے سر ہشام کے پاس بھیج دیا لاشہ کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دیا آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید خراسان بھاگ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے بعد ازاں شیعوں نے اُن کو پھر خروج پر ابھارا چنانچہ ۱۲۵ھ میں یحییٰ نے خراسان میں خروج کیا۔ نصر بن سیار نے ایک لشکر بسرافسری سالم بن احوز مازنی مقابلہ پر روانہ کیا جس نے یحییٰ کو قتل کر کے سر ولید کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو جوزجان میں صلیب پر چڑھا دیا اُسی وقت سے زیدیہ کا خاتمہ ہو گیا باقی شیعہ اپنے حال پر قائم رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے اور در پردہ ممالک اسلامیہ میں آل محمد کی حمایت کی دعوت دینے لگے اور اُس شخص کو جو آپ کی دعوت قبول نہ کرتا تھا بخوف حاکم وقت مجبور نہ کرتے تھے۔

شیعان محمد بن حنفیہ

محمد بن حنفیہ کے شیعوں میں اکثر وہی لوگ تھے جو اہلِ بیت کے ہوا خواہ تھے اور وہ اس امر کے معتقد تھے کہ محمد بن حنفیہ کے بعد آپ کے لڑکے ابو ہاشم عبداللہ امامت و خلافت کے مستحق ہیں یہ اکثر سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ کسی سفر میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مقام حمیمہ (مضافات بلقار) میں ہو کے گذرے۔ جہاں کہ ابو ہاشم عبداللہ خیمہ زن تھے محمد بن علی اُتر پڑے۔ وقت آپہنچا تھا مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ مرتے وقت امامت کی اُن کے حق میں وصیت کر گئے۔

امامت کی منتقلی

اُن شیعوں کو جو عراق و خراسان میں تھے اس امر سے مطلع کر دیا کہ عنقریب امامت و خلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے پس جب عبداللہ نے وفات پائی تو شیعوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کے خفیہ طور سے آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے دُعاۃ کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیج دیا اہل خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر آپ کی دعوت قبول کر لی بعد ازاں ان پر نقباء مامور کیے گئے ایک زمانہ تک آپ کا کام یوں ہی جاری رہا تا آنکہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی نے وفات پائی اور اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا ولی عہد بنا گئے اور دعاۃ کو اُس کی ہدایت و وصیت کر گئے۔ دعاۃ اُن کو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے انھوں نے اپنی طرف سے اُن لوگوں کی طرف جو خراسان میں دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تاکہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایات کو جاری کرے۔ اس کے بعد مروان بن محمد نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے عراق میں قید کر دیا۔ چنانچہ وہیں آپ کا انتقال بھی ہو گیا اور ابو مسلم نے خراسان پر قبضہ حاصل کر کے عراق کا قصد کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے پیشتر بیان کیا ہے اور بنو امیہ کو حکومت و امارت میں مغلوب کر دیا اور اُن کی امامت و دولت کو اُن کے قبضہ سے نکال لیا۔

باب ۲

خلافتِ عبّاسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

دولتِ عباسیہ اس دولت کا آغاز دولت شیعہ سے ہوا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں شیعوں کے بعض فرقے کیسانیہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد اُن کے لڑکے ابو ہشام عبد اللہ کو امام جانتے ہیں۔ ان کے بعد محمدؒ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امامت کے معتقد ہیں۔ بوجہ اُس وصیت کے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے بعد ازاں ان کے لڑکے ابراہیم امام ابن محمد کو بعدہٗ ان کے بھائی ابو العباس سفاح (یعنی عبد اللہ بن حارثیہ) کو امام کہتے ہیں۔ ان کیسانیوں کے نزدیک اماموں کی یہی ترتیب ہے۔ کیسانیہ کو حراقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ابو مسلم کا لقب حراق بھی تھا۔

فرقہ راوندیہ شیعان بنو عباس میں سے جو خراسان میں رہتے تھے ایک فرقہ روانديہ کے نام سے بھی مشہور ہے جن کا زعم یہ ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق امامت کے عباس ابن عبد المطلب ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور عصبہ ہیں" بدلیل (قولہ تعالیٰ) (والو الارحام بعضھم ولی ببعض فی کتاب اللہ) لوگوں نے آپ کو خلافت و امارت سے روکا اور ان سے ظلماً اس کو لے لیا تا آنکہ اللہ جل شانہٗ نے اس کو اُن کی اولاد کی طرف لوٹا دیا۔ شیخین اور عثمانؓ سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور علیؓ کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں کیونکہ عباس ابن عبد المطلب نے علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا تھا یا ابن اخی ھلم ابایعک فلا تختلف علیک اثنان (اے برادر زادہ آؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں میری بیعت کے بعد دو آدمی بھی تم سے اختلاف نہ کریں گے) اور نیز اس وجہ سے کہ داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے جس دن سفاح کی خلافت کی بیعت لی جا رہی تھی ممبرِ کوفہ پر کھڑے ہو کر کہا تھا یا اھل کوفۃ انہ لم یقم فیکم امام بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا علی ابن ابی طالب وھذا القایم فیکم (اے اہل کوفہ بے شک تم میں کوئی امام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قائم ہوا سوائے علی ابن ابی طالب کے اور اس شخص کے جو اس وقت تم میں موجود ہے) مقصود اس سے سفاح تھا۔

ابو العباس سفاح ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ آغاز اس دولت کا کیونکر ہوا اور خراسان میں ابو مسلم کے ہاتھ سے کیسے یہ ظہور پذیر ہوئی پھر ان کے شیعوں کا خراسان و عراق میں کس طرح غلبہ ہوا بعد ازاں ۱۳۲ھ مقام کوفہ میں سفاح کی خلافت کی بیعت

ہوئی اس کے بعد مروان بن محمد مارا گیا اور دولت امویہ منقرض ہو گئی ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض ہواخواہوں اور سپہ سالاران نے ابو العباس سفاح پر خروج کیا۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت

سب سے پہلے جس نے علم مخالفت بلند کیا وہ حبیب بن مرہ مری مروان کا ایک سپہ سالار تھا جو حوران و بلقار میں مامور تھا۔ اس نے اپنی اور اپنی قوم کی جان کے خوف سے خلع خلافت کیا سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات (پھریرے) نصب کئے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا قیس اور جو لوگ اس کے قرب وجوار میں تھے انھوں نے اس کی اتباع کی سفاح ان دنوں حیرہ میں تھا انہی دنوں یہ خبر آئی کہ ابو الورد مجزاۃ بن کوثر بن زلسہ بن حرث کلابی بھی قنسرین میں باغی ہو گیا۔ یہ بھی مروان کے سپہ سالاران میں سے تھا۔ مگر جس وقت مروان کو ہزیمت ہوئی تھی اور عبداللہ بن علی قنسرین میں وارد ہوئے تھے تو اس نے مع اپنے لشکر کے سفاح کی بیعت کر لی تھی۔ مسلمہ بن عبدالملک کے اہل وعیال اسی کے قریب بالس[ل] وناعورہ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن علی کے ایک سپہ سالار نے ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

ابو الورد کی بغاوت

ان لوگوں نے ابو الورد سے اس کی شکایت کی ابو الورد نے اس سپہ سالار کو جس نے مسلمہ بن عبدالملک کے اہل وعیال کو نکال دیا تھا قتل کر کے علم خلع خلافت بلند کر دیا اہل قنسرین اس کے ساتھ ہو گئے اور اہل حمص کو بھی خط وکتابت کر کے مخالفت پر ابھار دیا۔ ان سب لوگوں نے متفق ہو کر ابو محمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اپنا افسر بنایا اور یہ ظاہر کیا کہ یہی سفیانی ہے جس کا تذکرہ کیا جاتا تھا جب یہ خبر وحشت اثر عبداللہ بن علی کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر کے بقصد جنگ ابو الورد قنسرین کی طرف کوچ کر دیا۔ دمشق پہنچا ابو غانم عبدالحمید بن ربعی طائی کو بسر افسری چار ہزار سواروں کے اپنا نائب بنایا اور اپنے اہل وعیال اور اسباب کو اس کی حفاظت میں چھوڑ کے حمص کی طرف روانہ ہوا۔

اہل دمشق کی بغاوت

جونہی حمص پہنچا اہل دمشق کی بغاوت کی خبر پہنچی کہ انھوں نے بھی سفید رایات نصب کئے ہیں اور عثمان بن عبد الاعلیٰ ابن سراقہ ازدی ان کا افسر بنایا گیا ہے اور انھوں نے ابو غانم اور اس کے لشکر کو شکست فاش دے کے ان میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو مار ڈالا ہے اور جو کچھ مال واسباب چھوڑ آیا تھا اس کو انھوں نے لوٹ لیا ہے مگر عبداللہ نے اس سے اعراض کر کے سفیان و ابو الورد سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا اور میدان جنگ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی جنگ چھڑنے کے بعد عبداللہ کا بھائی عبدالصمد بن علی دس ہزار فوج کی جمعیت سے آ پہنچا اور دوسری جانب سے لڑائی شروع کر دی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ تھوڑی دیر لڑنے کے بعد ہزیمت اٹھا کر اپنے بھائی کے پاس بھاگ آیا۔

[ل] اس مقام پر کتاب میں خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶ جلد ۵ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

اہل قنسرین کی اطاعت

عبداللہ بن علی نے فوراً از سرنو اپنی فوج کو مرتب کر کے بہمراہی مشہور سپہ سالاروں کے فرج اعظم میں ابوالورد کے لشکر پر حملہ کر دیا اس وقت اس کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی۔ سفیانی اور ابوالورد کا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا لیکن ابوالورد پانچ سو کی جمعیت سے جو اس کے قوم اور قبیلہ کے تھے میدان جنگ میں کمال ثابت قدمی سے لڑتا رہا تاآنکہ سب کے سب مار ڈالے گئے اور ابو محمد عبداللہ بن یزید ترمذ کی طرف بھاگ گیا اور اہل قنسرین نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔

دمشق پر قبضہ

عبداللہ بن علی اس مہم سے فارغ ہو کے اہل دمشق سے جنگ کرنے کو لوٹا عثمان بن سراقہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اہل دمشق نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر کے عبداللہ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابو محمد سفیانی کا انجام

اسی زمانہ سے ابو محمد سفیانی ایک زمانہ دراز تک ترمذ میں رہا بعد ازاں ارض حجاز میں چلا آیا اور برابر عہد حکومت المنصور تک روپوش رہا۔ تاآنکہ زیاد بن عبداللہ حارثی عامل حجاز نے ابو محمد سفیانی کو قتل کر ڈالا اور اس کے دونوں لڑکوں کو قید کر کے مع اس کے سر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت

اس کے بعد اہل جزیرہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ سفید رایات نصب کئے سفاح نے تین ہزار فوج زیر افسری اپنے نامی سپہ سالار موسیٰ بن کعب کے روانہ کیا۔ موسیٰ بن کعب نے اس کو حران میں ٹھہرایا۔ اسحٰق بن مسلم عقیلی مروان کی جانب سے ارمینیہ کا گورنر تھا جب اس کو مروان کی ہزیمت کی خبر پہنچی تو اس نے ارمینیہ سے کوچ کر دیا اہل جزیرہ نے متفق ہو کر اسحٰق کی سر پر سرداری کی ٹوپی رکھ دی اور حران میں پہنچ کر حران پر محاصرہ ڈال دیا دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہے سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مامور کیا۔ یہ واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے تھا چنانچہ ابو جعفر واسط سے بقصد جنگ اسحٰق بن مسلم قرقیسیا ورقہ ہوتا ہوا حران کی طرف روانہ ہوا اہل قرقیسیا ورقہ بھی باغی ہو گئے تھے اور سفید پھریرے بنائے تھے۔ اسحٰق بن مسلم یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کے الرہا چلا گیا اور اپنے بھائی بکار بن مسلم کو قبائل ربیعہ کے پاس اطراف ماردین کی جانب بھیج دیا۔ اہل ماردین کا سردار ان دنوں بریکہ نامی ایک شخص حروریہ سے تھا ابو جعفر یہ سن کر ماردین پر جا پہنچا لڑائی ہوئی۔ بریکہ مارا گیا۔

الرہا کا محاصرہ

بکار بن مسلم اپنے بھائی کے پاس الرہا لوٹ آیا۔ اسحٰق اس کو الرہا میں چھوڑ کر لشکر کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لے کے سمیساط چلا آیا۔ عبداللہ بن علی یہ خبر سن کر الرہا آ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابو جعفر بھی آ گیا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ بکار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن کسی میں عبداللہ وابو جعفر کو کامیابی نہ ہوئی بکار اکثر کہا کرتا تھا کہ "میں خلع بیعت نہ کروں گا۔ جب تک میں اس کی موت کی خبر نہ سن لوں گا جس کی میں بیعت کر چکا ہوں" ہنوز جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ مروان کی موت کی خبر پہنچ گئی۔ بکار نے امان طلب کی اور سفاح کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی

امان دیدی گئی اور حاضری کا حکم صادر ہو گیا۔ اسحٰق بھی ابو جعفر کے پاس چلا آیا اور اُس کے معتمدین احباب میں داخل ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد اہل جزیرہ و شام نے پھر سرتابی نہ کی۔ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مقرر کر دیا۔ اُس زمانہ سے برابر ابو جعفر اُسی عہدہ پر رہا تا آنکہ ولی عہد بنایا گیا

یزید بن ہبیرہ

یزید بن ہبیرہ حسن بن قحطبہ سے شکست کھا کے بھاگ گیا تھا اور یہ کہ واسط میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ حوثرہ اور اس کے بعض ہمراہیوں نے بعد ہزیمت کوفہ چلے جانے کی رائے دی۔ لیکن اُس نے انکار کیا تھا تب یحیٰی بن حفص نے مروان کے پاس چلے جانے کو کہا۔ ابن ہبیرہ نے یہ بھی منظور نہ کیا۔ کیونکہ مروان کی مخالفت کی وجہ سے اس کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مجبوراً واسط میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو اُس کے محاصرہ پر مامور کیا۔ ابن ہبیرہ بھی لشکر شام لے کر مقابلہ پر نکلا اس کے میمنہ پر داؤد تھا اور حسن بن قحطبہ کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ۔ لڑائی ہوئی۔ لشکر اہل شام ہزیمت اٹھا کر مضطربانہ دجلہ کی طرف بھاگا۔ کثیر التعداد آدمی ڈوب مرے اور اکثر کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ابن ہبیرہ نے مع بقیہ ماندہ فوج کے شہر میں جا کر جان بچائی۔ اس واقعہ کے سات دن بعد دوبارہ جنگ کرنے کو نکلا مگر پھر بھی ہزیمت اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ایک مدت تک فریقین لڑائی سے رُکے رہے لیکن وقتاً فوقتاً جنگ کی یاد دہانی کے لئے ایک دوسرے پر تیر باری کر دیا کرتے تھے۔ اس اثناء میں ابن ہبیرہ کو یہ خبر لگی کہ ابو امیہ تغلبی نے بغرض اظہار ہوا خواہی دولت عباسیہ سیاہ کپڑے پہنے ہیں ابن ہبیرہ نے اس کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے اس میں سرگوشی شروع کی معن بن زائدہ کو بھی اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اُن لوگوں نے تین آدمیوں کو فزارہ سے ابو امیہ کے عوض گرفتار کر لیا اور معن و عبداللہ بن عبدالرحمن بن بشیر عجلی مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے بیٹھ رہے۔ ابن ہبیرہ نے مجبور ہو کر ابو امیہ کو رہا کر دیا اور اُن لوگوں سے معافی چاہی یہ لوگ پھر جیسا کہ باہم متفق تھے متفق الکلمہ ہو گئے۔

ابو جعفر کا تقرر

اسی اثناء میں سجستان کی طرف سے ابو نصر مالک بن ہثیم آ پہنچا۔ حسن بن قحطبہ نے ایک وفد کو بسرگروہی غیلان بن عبداللہ خزاعی سفاح کی خدمت میں ابو نصر مالک کے آنے کی خبر دینے کے لئے روانہ کیا۔ غیلان نے عرض و معروض کر کے سفاح کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر کرے چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مامور کیا اور حسن بن قحطبہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا "اگرچہ شاہی لشکر تمہارا ہی لشکر ہے اور سپہ سالان فوج تمہارے ہی ماتحت ہیں لیکن ما بدولت کو یہ منظور ہوا کہ میں اپنے بھائی کو موقع جنگ پر بھیج دوں۔ پس تم کو مناسب ہے کہ تم اُس کی بطیب خاطر اطاعت کرو اور بکمال عمدگی سے اس کی وزارت کو انجام دو" حسن بن قحطبہ نے نہایت عزت و احترام سے ابو جعفر کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور عثمان بن نہیک کو اُس کی محافظت پر مامور کیا۔

مالک اور ابن ہبیرہ میں جنگ

اس کے بعد مالک بن ہثیم اہل شام و ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کو نکلا اہل شام نے جنگ چھیڑنے سے پہلے معن بن زائدہ و ابو یحیٰی کو کمین گاہ میں بٹھا کر لڑائی شروع کی تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ جب وقت مالک بن ہثیم کمین گاہ

سے آگے بڑھا معن بن زائدہ و ابو یحییٰ نے کمیں گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ رات تک نہایت شدت سے لڑائی ہوتی رہی۔ پھر خود بخود لڑائی رک گئی۔ چند دنوں تک لڑائی رکی رہی بعد ازاں اہل واسط نے معن بن زائدہ و محمد بن نباتہ کے ساتھ ہو کر حملہ کیا حسن بن قحطبہ کے ہمراہیوں نے اُن کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا اکثر اہل واسط دجلہ میں گر کر مر گئے۔ اب اس وقت لڑائی ختم ہو چکی تھی فتح مند گروہ اپنے مورچہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ اتفاق سے مالک بن ہیثم کی نظر ایک لاش پر پڑی جو مقتل میں خاک و خون پر پڑی ہوئی تھی ٹھہر گیا غور سے دیکھتا رہا معلوم ہوا کہ یہ لاش اس کے لڑکے کی ہے۔ جوش میں آ کر اہل واسط پر اس زور کا دوبارہ حملہ کیا کہ اہل واسط نے شہر میں جا کر دم لیا۔ مالک نے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی شروع کی کشتیوں پر لکڑیاں کو بار کراتا اور اُن کو جلا دیتا تھا۔ اس غرض سے کہ جس سمت سے یہ ہو کر گذریں اس کو جلا دیں ابن ہبیرہ اُن کو بڑی بڑی دست پناہوں سے گھسٹوا کر بجھوا دیتا تھا۔ گیارہ مہینے اسی حالت میں گذر گئے اور جنگ کا خاتمہ نہ ہوتا تھا کہ اسمٰعیل بن عبداللہ قسری نے ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ کر مروان کے مارے جانے کی خبر سنائی یمانیہ نے یہ سنتے ہی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور اریہ اُن سے اس معاملہ میں متفق ہو گئے اس کے بعد ابن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ میں سوائے اس کے خاص خدام و ملازمین کے اور کوئی لڑنے کو نہ آیا۔

مصالحت کی کوشش

روزانہ جنگ سے تنگ ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسین مثنیٰ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ آ جائیں میں آپ کی بیعت کر لوں گا۔ محمد بن عبداللہ نے جواب بھیجنے میں تاخیر کی۔ سفاح نے ابن ہبیرہ کے ہمراہیوں میں سے یمانیہ سے خط و کتابت شروع کر دی اور اُن کو انعام و اکرام کی طمع دی جس سے زیاد بن صالح و زیاد بن عبیداللہ حرثیان ابن ہبیرہ سے یہ وعدہ کر کے کہ ہم درمیان میں پڑ کر سفاح سے صلح کرا دیں گے۔ ابن ہبیرہ کے لشکر سے نکل کر سفاح کے پاس چلے آئے مگر ایفاء وعدہ نہ کیا سفراء فریقین صلح کرانے کی فکریں کرنے لگے بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ امان اُن شرائط کے ساتھ لکھا جائے جس کو ابن ہبیرہ منظور کرے چنانچہ ابن ہبیرہ اس سلسلہ میں علماء سے چالیس روز تک مشورہ کرتا رہا تا آنکہ عہد نامہ صلح لکھ بھیجا ابو جعفر نے اس کو سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا سفاح نے اس کے نفاذ کا حکم دیدیا۔

چونکہ سفاح کوئی کام خلاف مشورہ ابو مسلم نہ کرتا تھا اس وجہ سے اُس نے ابو مسلم کو اس واقعہ سے مطلع کیا ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ "جب راستہ میں کوئی پتھر آ جائے تو اُس کو توڑ ڈالو اور اللہ کی قسم ہے جس راستہ میں ابن ہبیرہ ہو گا وہ درست و سیدھا نہیں ہو سکتا"۔ تکمیل عہد نامہ کے بعد ابن ہبیرہ ایک ہزار تین سو سواروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے کو آیا حاجب نے بڑھ کر ادب سے سلام کیا عزت و احترام سے بٹھا کر کہا ذرا صبر کیجئے ابو جعفر کی خدمت میں اس وقت خراسان کے دس ہزار رؤسا کسی امر میں گفتگو کر رہے ہیں"۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ کو حاضری کی اجازت دی گئی ابو جعفر المنصور دیر تک ابن ہبیرہ سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا۔ بعد ازاں ابن ہبیرہ رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ پر چلا آیا۔

ابن ہبیرہ کا قتل

ایک مدت تک ہر دوسرے روز ابو جعفر کے پاس ابن ہبیرہ اسی آن بان سے جاتا رہا لوگوں نے ابو جعفر کو یہ باور کرایا کہ ابن ہبیرہ پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں

کی جمعیت لے کر آپ کی خدمت میں آیا کرتا ہے اس سے لشکریوں کی نظروں میں اس کی وقعت بڑھتی جاتی ہے۔ ابو جعفر اس فریب میں آگیا حکم دیا کہ آئندہ صرف اپنے مصاحبین کے ساتھ آیا کرے۔

ابن ہبیرہ بیس آدمیوں کے ساتھ جانے لگا۔ آخر اس کے ساتھ فقط تین آدمی جاتے تھے سفاح کو اس پر بھی صبر نہ آیا لکھ بھیجا کہ ابن ہبیرہ کا سر اُتار کر میرے پاس بھیج دو مگر ابو جعفر اس عہد نامہ کے لحاظ سے جس کو وہ لکھ چکا تھا اس فعل سے رُکتا تھا تا آنکہ سفاح نے ایک سخت فرمان روانہ کیا کہ "فوراً ابن ہبیرہ کو بار حیات سے تم سبک دوش کرو ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کردوں گا جو اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کے قتل کر ڈالیں گے"۔ ابو جعفر نے سرداران قیسیہ و مضریہ کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے بلا بھیجا اور ابن نہیک نے ایک سو خراسانی سپاہیوں کو مکان کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جب وہ لوگ بیس آدمیوں کی تعداد سے جن کے سردار محمد بن بناتہ و حوثرہ بن سہیل تھے دارالامارت کے دروازہ پر آئے تو سلام بن سلیم حاجب نے دو دو آدمیوں کو اندر بلانا شروع کیا اور ابن نہیک وغیرہ ان کی مشکیں باندھنے لگے جس وقت یہ سب قید کر لئے گئے اس وقت ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ کو ایک سو کی جمعیت سے ابن ہبیرہ کی گرفتاری پر مامور کیا۔ خازم و ہیثم نے ابن ہبیرہ سے جا کر یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بیت المال سے مال لینے کو آئے ہیں۔ ابن ہبیرہ کے حاجب نے بیت المال کے دروازے کھول دیے خزانوں کی کنجیاں دیدیں۔ کچھ لوگ بیت المال اور خزانوں کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگ ابن ہبیرہ کی جانب لپکے۔ حاجب نے آگے بڑھ کر روکنے کا قصد کیا۔ ہیثم نے اس پر تلوار چلائی حاجب تیورا کے گر پڑا۔ داؤد بن ابن ہبیرہ لڑنے لگا۔ داؤد اور اس کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ مارڈالا گیا آخر میں ابن ہبیرہ بھی قتل کیا گیا اور سب کے سر اتار کر ابو جعفر کے پاس بھیج دیئے گئے بہ استثنار حکیم بن عبدالملک بن بشرہ خالد بن مسلمہ مخزومی اور عمر بن ذر کے باقی ماندہ لوگوں کے امان کا اعلان کر دیا گیا۔ حکیم تو بھاگ گیا۔ خالد بن مسلمہ کو ابو جعفر نے امان دیدی۔ لیکن سفاح نے اس کو منظور نہ کیا اور مارڈالا گیا۔ البتہ زیاد بن عبیداللہ نے عمر ابن ذر کی سفارش کی جس کو امن دیا گیا اور یہ بچ گیا۔

ابو سلمہ و سلیمان بن کثیر کا قتل

اس سے پیشتر ہم اُن واقعات کو بیان کر آئے ہیں جو ابو سلمہ خلال سے دوبارہ حکومت ابوالعباس سفاح واقع ہوئے تھے اور شیعوں نے اس بات پر اس کو متہم کیا تھا۔ اور سفاح کو اس سے برہمی پیدا ہوئی تھی۔ جس وقت کہ سفاح اپنے لشکر گاہ حمام اعین میں (کوفہ کے باہر) مقیم تھا۔ اس کے بعد سفاح مدینہ ہاشمیہ میں چلا آیا اور اپنے قصر میں قیام کیا مگر ابو سلمہ کی طرف سے برہمی کی وہی کیفیت تھی ابو مسلم کو اس کی سرکشی کے حالات لکھ بھیجے اور مشورہ طلب کیا۔ ابو مسلم نے ابو سلمہ کے قتل کی رائے دیدی۔ داؤد بن علی نے کہا: "تم یہ فعل نہ کرو یہ امر تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ ابو مسلم اور وہ لوگ جو اس کے ہمراہ ہیں اس میں موشگافیاں کریں گے اور وہ لوگ اس کے مطیع زیادہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ابو مسلم کو لکھ بھیجو وہ خود کسی ایسے شخص کو بھیج دے جو اس کو قتل کر ڈالے۔ سفاح نے ایسا ہی کیا ابو مسلم نے مرار بن انس ضبی کو ابو سلمہ کے قتل پر مامور کیا۔ مرار نے سفاح سے آنے کا سبب ظاہر کیا سفاح نے منادی کرا دی کہ امیرالمومنین ابو سلمہ سے خوش ہو گئے ہیں اور

طلب فرمایا ہے۔ چنانچہ ابو سلمہ سفاح کی خدمت میں گیا تمام رات باتیں کرتا رہا صبح کو اپنی فرودگاہ کی طرف آ رہا تھا اثنائے راہ میں مرار بن انس اور اس کے ہمراہی مل گئے مرار نے لپک کر ابو سلمہ پر تلوار چلائی ابو سلمہ بے دم ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ ہمراہی چلا اٹھے۔ "افسوس کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا" دن چڑھے یحییٰ برادر سفاح نے نماز جنازہ پڑھائی دفن کر دیا گیا۔ ابو سلمہ وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا جیسا کہ ابو مسلم امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا۔ ابو سلمہ کے مارے جانے کے بعد ابو مسلم کو اس کی اطلاع دی گئی ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کی بیخ کنی کی فکر شروع کر دی۔ دو ہی چار روز بعد اس کے قتل کا بھی حکم دیدیا اور فارس پر محمد بن اشعث کو مامور کر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ابن ابو سلمہ کو مار ڈالنا پس محمد بن اشعث نے ایسا ہی کیا۔

عمال سفاح

جس وقت سفاح کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت اس نے کوفہ و سواد پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا پھر بعد ازاں اس کو کوفہ و سواد سے معزول کر کے حجاز یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی اور بجائے اس کے کوفہ و سواد پر اپنے برادر زادہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد کو مقرر فرمایا ۱۳۳ھ میں داؤد کے انتقال کر جانے پر اپنے ماموں یزید بن عبید اللہ بن عبدالمدان حارثی کو حجاز و یمامہ کی اور محمد بن یزید بن عبد اللہ بن عبدالمدان کو یمن کی گورنری عنایت کی۔ سنہ گزشتہ (یعنی ۱۳۲ھ) میں سفیان بن عینیہ مہلبی بصرہ کا عامل بنایا گیا۔ لیکن ۱۳۳ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا سلیمان بن علی کو سند گورنری دیدی اور کور دجلہ بحرین اور عمان کو اس کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ اسی زمانہ یعنی ۱۳۲ھ میں سفاح کا ایک چچا اسمٰعیل بن علی اہواز کا دوسرا چچا عبد اللہ بن علی شام کا۔ ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا اور ابو مسلم خراسان و جبال کا گورنر اور خالد بن برمک دیوان الخراج (محکمہ مال گذاری) کا متولی۔ اس سنہ میں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کی سند گورنری مرحمت کر کے فارس روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن اشعث ابو مسلم کی جانب سے گورنر ہو کر فارس پہنچ گیا تھا۔ محمد بن اشعث عیسیٰ بن علی کے قتل کے درپے ہوا لوگ مانع ہوئے تو یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابو مسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص میرے سوا کسی دوسرے کی طرف سے والی فارس ہو کر آئے اس کو قتل کر ڈالنا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر عیسیٰ کے قتل سے رک گیا اور بحلف شرعی یہ اقرار لے لیا کہ تا زندگی کسی منبر پر خطبہ دینے کی غرض سے نہ جائے گا اور نہ جہاد کے سوا کبھی تلوار اٹھائے گا چنانچہ عیسیٰ نے اس اقرار کو پورا کیا۔ محمد بن اشعث کے بعد سفاح نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو فارس پر اور محمد بن صول کو موصل پر متعین کیا اہل موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا اور یہ کہا کہ خثعم کو ہمارا حاکم بناؤ یہ لوگ بنو عباس سے منحرف تھے سفاح نے غصہ میں اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ یحییٰ بن محمد نے موصل پہنچ کر جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں قیام کیا اور حیلہ و فریب سے اہل موصل کو بلا کر ان میں سے بارہ آدمیوں کو مار ڈالا اہل موصل میں اس سے سخت برہمی پیدا ہو گئی۔ معاوضہ لینے کے غرض سے سب کے سب جنگ کرنے پر تیار ہو گئے یحییٰ نے یہ رنگ دیکھ کر منادی کرا دی کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا اس کو امان دیدی جائے گی۔ لوگ یہ سن کر جامع مسجد کی جانب دوڑ پڑے یحییٰ نے پہلے سے جامع مسجد کے دروازوں پر آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا

جو شخص جامع مسجد کے اندر جاتا تھا اُس کو یہ لوگ مار ڈالتے تھے اس مکروفریب سے بیان کیا جاتا ہے گیارہ ہزار آدمی مار ڈالے گئے یہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جو آمادہ بہ جنگ ہوئے تھے اُن کے ماسوا اور لوگ بھی قتل کیے گئے جن کا کچھ شمار نہیں ہے رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں اُن عورتوں کے رونے کی آواز آئی جن کے بھائی، باپ بیٹے اور شوہر مار ڈالے گئے تھے صبح ہوتے ہی حکم دیدیا کہ عورتیں اور لڑکے بھی قتل کر ڈالے جائیں۔ تین روز تک خون مباح کر دیا گیا۔ پھر کیا تھا قتل عام کا بازار گرم ہو گیا اس کے لشکر میں چار ہزار زنگی تھے انھوں نے عورتوں کی عصمت و پاک دامنی پر دست اندازی شروع کر دی ہزاروں عورتوں کو جبراً پکڑ لے گئے اس قتل عام کے بعد چوتھے روز یحییٰ شہر کے دیکھنے کی غرض سے سوار ہو کر نکلا۔ جلوس میں گرد بہ گرد ہزاروں آدمی برہنہ شمشیر اور آلات حرب لئے ہوئے تھے ایک عورت نے لپک کر یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی، کہنے لگی "کیا تم بنو ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم کو اس کی خبر نہیں پہنچی کہ مومنات و مسلمات سے زنگیوں نے جبراً نکاح کر لیا ہے" یحییٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ چلا گیا۔ اگلے دن زنگیوں کو روزینہ دینے کو بلایا۔ جب کل زنگی جمع ہو گئے تو سب کے قتل کا حکم دیدیا۔ سفاح کو اس کے اہل موصل کے ساتھ بدعملی، ظلم اور خوں ریزی کی خبر ہوئی اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اسمٰعیل بن علی کو مامور کیا اور بجائے اسمٰعیل بن علی کے اس کو اہواز فارس کی حکومت پر بھیج دیا۔

رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ

سنہ ۱۳۳ھ میں قسطنطین والی روم نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر کے ملطیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں جزیرہ میں بھی بغاوت پھیلی ہوئی تھی ان دنوں اس کا عامل موسیٰ بن کعب بن اسان تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل ملطیہ امان حاصل کر کے بلاد جزیرہ کی طرف چلے آئے جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے اپنے ہمراہ اٹھا لائے رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا کا قصد کیا اور مرج حصیٰ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا قسطنطین نے ایک لشکر بسر افسری اپنے نامی سپہ سالار کوشان ارمنی کے قالیقلا (اطراف ماردین) کی جانب روانہ کیا کوشان نے قالیقلا پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا شہر ہی کے ایک ارمنی نے کوشان سے سازش کر کے شہر پناہ کی دیوار میں کھڑکی کر دی کوشان رات کے وقت بحالت غفلت مع اپنی قوم کے گھس پڑا اور قالیقلا پر بہ زور تیغ قبضہ کر لیا ہزاروں مسلمان اس معرکہ میں کام آ گئے۔

بغاوتیں اور اُن کا استیصال

مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اُس کے باپ نے یمامہ پر مامور کیا تھا جب اس کا باپ مارا گیا تو اُس نے یمامہ پر سفاح کے عامل کو قبضہ دینے سے انکار کر دیا محمد بن عبید اللہ بن عبدالمدان نے مدینہ سے ایک لشکر بہ سرافسری ابراہیم بن حبان سلمی یمامہ کی طرف روانہ کیا ابراہیم بن حبان نے مثنیٰ بن یزید کو مع اُس کے ہمراہیوں کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

اہل بخارا کی بغاوت

اسی سنہ میں شریک بن شیخ مہری نے بخارا میں برخلاف ابو مسلم کے خروج کیا اور اس کے اکثر انتظامات کو درہم و برہم کر ڈالا۔ تیس ہزار سے زیادہ لوگ اُس کے

پاس مجتمع ہو گئے ابو مسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو شریک سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شریک و زیاد میں لڑائی ہوئی شریک مارا گیا۔ اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے بلاد ختل پر چڑھائی کی۔ حبش بن تبل بادشاہ ختل بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا دہقانوں نے مقابلہ کیا ابوداؤد نے ان کو شکست دے کر اس قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا جس میں حبش چھپا ہوا تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد حبش مع دہقانوں کے نکل کر فرغانہ اور فرغانہ سے چین چلا گیا ابوداؤد نے جن لوگوں کو قلعہ میں پایا ان کو مع مال غنیمت ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

اسی سنہ میں اخشید [illegible] بادشاہ شاش کے درمیان فساد پیدا ہوا۔ اخشید نے بادشاہ چین سے [illegible] امداد طلب کی بادشاہ چین نے ایک لاکھ فوج سے اخشید کی مدد کی۔ اخشید نے بادشاہ شاش کا محاصرہ [illegible] تا آنکہ بادشاہ شاش قلعہ سے نکل آیا اخشید و بادشاہ چین نے اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور نہ اس کی قوم سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی ابو مسلم کو یہ خبر لگی تو اس نے زیاد بن صالح کو ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ زیاد بن صالح کی نہر طراز پر مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو ان میں سے مسلمانوں نے قتل کر ڈالا اور بیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ باقی جو رہے وہ ملک چین بھاگ گئے یہ واقعہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

بسام کی بغاوت

سنہ ۱۳۴ھ کا دور شروع ہوا تو بسام بن ابراہیم بن بسام نے جو خراسان کا ایک نامی سپہ سالار تھا علم بغاوت بلند کیا اور لشکر سفاح سے ایک گروہ کو اپنا ہم صفیر بنا کر مع ان کے مدائن کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفاح نے اس کے بعد ہی خازم بن خزیمہ کو بسام سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ بسام اور خازم میں لڑائی ہوئی بسام کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ بسام میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگا۔ خازم تھوڑی دور تعاقب کر کے واپس ہوا۔

خازم کی سفاکی

اتفاق سے مقام ذات المطامیر کی طرف سے گزر ہوا۔ جہاں پر کہ سفاح کے ماموں بنو عبدالمدان کا خاندان ستر آدمیوں کی تعداد سے جس میں ان کے اعزہ و اقارب اور خدام بھی تھے مقیم تھا لوگوں نے بیان کیا کہ مغیرہ بسام کے ہمراہیوں میں سے ان کے پاس مقیم ہے خازم نے ان لوگوں کو بلا کر مغیرہ کا حال دریافت کیا ان لوگوں نے جواب دیا "وہ ہمارے پاس اجازت حاصل کر کے آیا تھا ایک شب رہ کر چلا گیا" خازم نے ان لوگوں کو ڈانٹا دھمکایا وہ لوگ بھی سختی کے ساتھ پیش آئے۔ خازم نے ان سب کو قتل کر کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مکانات کو منہدم کرا دیا۔ یمانیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی اور اکٹھے ہو کر زیاد بن عبیداللہ حارثی کے پاس گئے۔ زیاد بن عبداللہ حارثی ان لوگوں کے ساتھ سیدھا سفاح کے پاس چلا گیا۔ خازم کے اس فعل ناشائستہ کی شکایت کی اور اس کو خازم کے قتل پر آمادہ کر لیا۔

موسیٰ بن کعب و ابوالجہم بن عطیہ یہ خبر پا کر سفاح کے پاس دوڑے آئے عرض کیا۔ امیرالمومنین خازم آپ کا قدیمی جان نثار ہے۔ اس نے آپ کی بے حد اعانت کی ہے آپ کے ساتھ مل کر اپنے اعزہ و اقارب سے لڑا ہے اور جو شخص آپ کا مخالف ہوا ہے اس کو اس نے قتل ہی کر ڈالا ہے۔ مناسب ہے کہ اس سے

درگذر کیجئے اور اگر بغیر قتل کیے ہوئے چارہ نہ ہو تو کسی سرحد پر بھیج دیجئے اگر جنگ میں مارڈالا گیا تو فہو المراد اور اگر کامیاب ہو گیا تو آپ کو اس کا ثواب ملے گا ہمارے نزدیک خازم کو ان خوارج کی سرکوبی کے لئے بھیج دیجئے جو عمان و جزیرہ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز یشکری کی ماتحتی میں ہیں۔ سفاح نے اس رائے کے مطابق سات سو جنگ آوروں کو خازم کے ساتھ مامور کیا۔

خارجیوں کی سرکوبی

سلیمان بن علی نے بصرہ سے کشتیوں پر سوار کرا کر جزیرہ ابن کاوان کی طرف خازم کو روانہ کیا۔ خازم کے ساتھ علاوہ ان سات سو فوج کے اس کے اہل و عیال خاندانی اعزہ، یا خدام اور چند لوگ بنو تمیم کے بھی بصرہ سے گئے تھے۔ خازم نے جزیرہ ابن کاوان کے قریب پہنچ کر فضلہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ شیبان مع اپنے ہمراہیوں کے ہزیمت کھا کر کشتیوں پر سوار ہو کر عمان کی طرف بھاگا یہ فرقہ صفریہ سے تھا عمان پہنچا تو جلندی نے جو فرقہ اباضیہ سے تھا اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ کیا چنانچہ شیبان اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ شیبان وہ شیبان بن سلمہ نہیں ہے جو خراسان میں مارا گیا تھا بسا اوقات ان دونوں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔

خازم نے اس مہم سے فارغ ہو کر ساحل عمان پر پہنچ کر جلندی سے لڑائی چھیڑ دی ایک مدت تک ایک حالت سے لڑائی ہوتی رہی فریقین ایک دوسرے سے مغلوب نہ ہوتے تھے بالآخر خازم کے حکم سے اس کے لشکریوں نے اپنے تیروں کے پھلوں کو روغن سے آلودہ کیا اور آگ سے مشتعل کر کے جلندی کی فوج کے گھروں پر پھینکنا شروع کیا۔ تیروں کا مکانات پر پہنچنا تھا کہ آگ لگ گئی۔ مجبوراً جلندی کے ہمراہی اہل و عیال کے بچانے کی غرض سے آگ بجھانے کی طرف مشغول ہوئے خازم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا جلندی اور اس کے ہمراہی جو تعداد میں دس ہزار تھے مارڈالے گئے خازم نے ان کے سروں کو سلیمان کے پاس بصرہ میں اور سلیمان نے دارالخلافہ میں سفاح کے پاس بھیج دیا اس سے سفاح کو اپنی پہلی رائے پر ندامت ہوئی۔

کیش پر قبضہ

بعد ازاں اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر جہاد کیا اور بادشاہ کش کو مارڈالا حالانکہ وہ مطیع تھا اور اہل کش کے خون کو مباح کر دیا قیمتی قیمتی ظروف چینی منقوش مذہب (سنہری)، ریشمی کپڑے سامان آرائش اور نفیس نفیس اسباب چینی جس کو زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا لوٹ کر سمرقند میں ابومسلم کے پاس بھیج دیا اور چند دہقانان کش کو بھی اس واقعہ میں قتل کر ڈالا تھا۔ اور طاران برادر اخرید کو تخت نشین کر کے بلخ لوٹ آیا۔

ان دنوں ابومسلم زیاد بن صالح کو بخارا و سمرقند کا نائب بنا کر بعد خونریزی اہل صغد و بخارا اور سمرقند شہر پناہ بنانے کا حکم دے کر مرو میں واپس آگیا تھا۔

سندھ کی بغاوت

ان واقعات کے بعد سفاح کو سندھ میں منصور بن جمہور کی عہد شکنی و بغاوت کی خبر پہنچی اپنے افسر پولیس موسیٰ بن کعب کو اس مہم پر بھیج دیا اور بجائے اس کے اس

عہدہ پر مسیب بن زہیر کو مامور کیا موسیٰ اور منصور سے سرحد ہند پر مقابلہ ہوا منصور کے ہمراہ بارہ ہزار فوج تھی باایں ہمہ موسیٰ سے شکست کھا کر بھاگا اور ریگستان میں شدت تشنگی سے مر گیا منصور کے گورنر نے جو سندھ میں تھا یہ سن کر مع اہل و عیال و اسباب کے بلاد خزر چلا گیا۔

زیاد بن صالح کی بغاوت

۱۳۵ھ میں زیاد بن صالح نے ورا النہر میں خروج کیا ابو مسلم اس سے جنگ کرنے کو مرو سے روانہ ہوا۔ اور ابو داؤد۔ خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو زیاد کے دست برد سے ترمذ کے بچانے کے لیے ترمذ کو بھیج دیا۔ جوں ہی نصر ترمذ پہنچا۔ چند لوگوں نے طالقان سے نکل کر عیسیٰ بن ماہان کو قاتلین نصر کے تعاقب پر مامور کیا۔ چنانچہ عیسیٰ نے قاتلین نصر کو چن چن کر قتل کر ڈالا۔ اس اثنا میں ابو مسلم آمد پہنچ گیا اس کے ساتھ سباع بن نعمان آزادی بھی تھا جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کے ساتھ یہ سمجھا کر بھیجا تھا کہ اگر فرصت و موقع ملے تو ابو مسلم کو مار ڈالنا کسی نے یہ خبر ابو مسلم تک پہنچا دی۔ ابو مسلم نے سباع کو آمد میں قید کر دیا اور گورنر آمد کو اس کے قتل کا حکم دے کر روانہ ہو گیا۔ اثنائے راہ میں زیاد کے چند سپہ سالار ملے جو اس کی سواری سے منحرف ہو گئے تھے۔ ابو مسلم بخارا میں داخل ہوا زیاد ڈر کر ایک دہقان کے گھر جا چھپا دہقان نے اس کو قتل کر ڈالا اور سر ابو مسلم کے پاس لا کر رکھ دیا۔ ابو مسلم نے قتل زیاد کی خبر ابو داؤد کو لکھ بھیجی۔ ابو داؤد ان دنوں مہم طالقان میں مصروف تھا فارغ ہو کر کش واپس آیا اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف روانہ کیا مگر اس کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد عیسیٰ نے چند خطوط ابو مسلم کے ہمراہیوں کے پاس بھیجے تھے جس میں ابو داؤد کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں۔ ابو مسلم نے ان خطوط کو ابو داؤد کے پاس بھیج دیا ابو داؤد نے عیسیٰ کو پٹوا کر قید کر دیا اور کچھ عرصہ بعد قید سے رہا کر دیا۔ رہا ہوتے ہی لشکری ٹوٹ پڑے اور اس کو مار ڈالا اور ابو مسلم بخارا سے مرو لوٹ آیا۔

حج ابو جعفر و ابو مسلم

۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے سفاح سے بغرض ادائے حج آنے کی اجازت طلب کی کیونکہ یہ جس زمانہ سے والی خراسان ہوا تھا خراسان سے جدا نہ ہوا تھا۔ سفاح نے پانچ سو لشکر کے ساتھ آنے کی اجازت دی۔ ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ "مجھ سے اور اکثر لوگوں سے عداوت ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے"۔ اس پر سفاح نے ایک ہزار فوج لانے کی اجازت دی اور وجہ یہ ظاہر کی کہ شہر مکہ اس قدر لشکر کے رسد کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ابو مسلم آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا مال و اسباب کو رے میں چھوڑا اور فوجوں کو نیشا پور و رے میں تقسیم کر کے ایک ہزار کی جمعیت سے دار الخلافت کے قریب پہنچا۔ سفاح نے اپنے نامور سپہ سالاروں کو ابو مسلم کے استقبال پر مامور کیا۔ جوں ہی ابو مسلم دربار میں داخل ہوا سفاح نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اور حسب درخواست ابو مسلم کو حج کی اجازت دی اور یہ کہا کہ اگر ابو جعفر کا قصد حج کرنے کا نہ ہوتا تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا اور اس سے پیشتر ابو جعفر کو یہ جواب خط لکھ چکا تھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے اجازت دیدی ہے اور اس کا قصد امیر حج ہونے کا ہے اور اب تم مجھ سے حج کی اجازت چاہتے ہو ایسی حالت میں تم اس کی امید نہ رکھو کہ تمہارے ہوتے ہوئے وہ امیر بنایا جائے بہرکیف میں تم کو حج کی اجازت دیتا ہوں" اس بنا پر ابو جعفر انبار آ رہا۔

ابو جعفر و ابو مسلم میں باہم کشیدگی اُس زمانہ سے چلی آرہی تھی جس زمانہ میں سفاح نے ابو جعفر کو خراسان میں اپنے اور اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت لینے کو بھیجا تھا اور ابو مسلم کو خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی۔ ابو مسلم نے ابو جعفر کی انھیں ایام میں کسی قدر تحقیر کی تھی جب اس مرتبہ ابو جعفر سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو مسلم کی پچھلی شکایت پیش کر کے اس کے قتل کرڈالنے کی اجازت طلب کی سفاح نے اجازت دیدی پھر خود بخود اُس کو اس فعل پر ندامت ہوئی۔ اور ابو جعفر کو اس فعل سے روک دیا۔ غرض ابو جعفر و ابو مسلم ساتھ ساتھ حج کرنے کو گئے اور حران پر مقاتل بن حکیم مامور کیا گیا۔

باب ۳

ابو جعفر عبداللہ المنصور[1] ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

المنصور کی تخت نشینی

ذی الحجہ ۱۳۴ھ میں ابو العباس سفاح حیرہ سے انبار چلا آیا تھا (اور اسی کو دار الخلافت بنا لیا تھا) دو برس کے قیام کے بعد ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں جب کہ تیرہ راتیں ماہ مذکور کی گذر چکی تھیں اپنی حکومت کے پانچویں برس یعنی چار برس آٹھ مہینے پر، انتقال کر گیا۔ اس کے چچا عیسیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انبار میں دفن کیا گیا۔ ابو جہم بن عطیہ اس کا وزیر تھا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابو جعفر اور بعد ابو جعفر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولیعہدی کا عہد نامہ لکھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اور اپنے اہل بیت کی مہروں سے مرتب کر کے عیسیٰ کے پاس رکھوا دیا تھا۔ جس وقت سفاح نے وفات پائی اس وقت ابو جعفر مکہ میں تھا۔ ابو جعفر کی طرف سے عیسیٰ ابن موسیٰ نے لوگوں سے بیعت لی اور اس حادثہ سے اس کو مطلع کیا۔ ابو جعفر کو اس حادثہ کے سننے سے صدمہ ہوا۔ ابو مسلم کو بلا کر خط پڑھنے کو دیا۔ ابو مسلم خط دیکھتے ہی رو پڑا انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے لگا۔ جب ابو جعفر کو قدرے سکون ہوا تو ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے اور کسی کا اندیشہ نہیں ہے۔ البتہ عبداللہ بن علی کے شر سے مجھے خطرہ پیدا ہو رہا ہے"۔ ابو مسلم نے عرض کیا۔ "میں اس کے لئے کافی ہوں۔ اور اس کے لشکر میں زیادہ تر عام طور سے خراسانی بھرے ہوئے ہیں اور وہ میرے مطیع ہیں" اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی ابو جعفر کی باچھیں کھل گئیں۔ ابو مسلم اور حاضرین نے بیعت کی اور دونوں

---

[1] ابو جعفر المنصور کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ سلامہ بربریہ ام الولد کے بطن سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

مراجعت کر کے کوفہ آ پہنچے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ابومسلم ہی کو سفاح کی موت کی خبر پہنچی تھی اور اسی نے ابوجعفر کو تعزیت اور اور خلافت کی تہنیت کا خط لکھا تھا۔ اور دو دن کے بعد بیعت خلافت کی عرض داشت بھیجی تھی۔

۱۳۷ھ میں ابوجعفر المنصور وارد کوفہ ہوا تھا اور پھر وہاں سے انبار چلا آیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خزائن اور دواوین کو ابوجعفر المنصور کے سپرد کر دیا اور ابوجعفر المنصور مستقل طور سے خلافت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبداللہ بن علی کی بغاوت

عبداللہ بن علی قبل وفات سفاح کے دربار خلافت میں آیا تھا۔ سفاح نے لشکر شام و خراسان کے ساتھ صائفہ کی طرف بھیج دیا تھا۔ رفتہ رفتہ دلوک پہنچ ہنوز کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا خط مشعر وفات سفاح و بیعت ابوجعفر المنصور و ولی عہدی عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا۔ جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا۔ عبداللہ بن علی نے لوگوں کو جمع کر کے خط پڑھا۔ اور اس واقعہ کو یاد دلایا کہ جس وقت سفاح نے مروان کی طرف لشکر بھیجنے کا قصد کیا تھا اس کے بھائیوں نے جانے سے جی چرایا تھا۔ اس پر سفاح نے کہا تھا "جو شخص اس مہم پر جائے گا وہی میرا ولی عہد ہوگا" اس وقت سوائے میرے کسی نے مہم مروان کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا۔ ابوغانم طائی خفاف مروزی اور ان کے علاوہ اور سرداروں نے بھی اس کی شہادت دی۔ سب نے عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی۔ جن میں حمید بن حکیم بن قحطبہ اور خراسان، شام اور جزیرہ کے مشہور و معروف سردار تھے۔ بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن علی نے حران پہنچ کر مقاتل بن حکیم کا محاصرہ کر لیا۔ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا۔ اثنائے محاصرہ میں اہل خراسان سے خائف ہو کر ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور حمید بن قحطبہ کو والی حلب مقرر کر کے ایک خط دیا اور حلب روانہ کیا۔ جو زفر بن عاصم گورنر حلب کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حمید کو پہنچتے ہی قتل کر دو۔ حمید نے راستہ میں خط کھول کر پڑھ لیا اور بجائے حلب جانے کے عراق کی طرف چلا گیا۔

ابوجعفر المنصور نے حج سے لوٹ کر ابومسلم کو جنگ عبداللہ بن علی پر مامور کیا۔ حمید بن قحطبہ چونکہ عبداللہ بن علی سے ناراض ہی تھا اس خبر کے ملتے ہی ابومسلم سے آ ملا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم خزاعی تھا۔ عبداللہ بن علی نے ابومسلم کی آمد کی خبر سن کر مقاتل بن حکیم کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے امان دیدی اور حران پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں مقاتل کو مع ایک خط کے عثمان بن عبدالاعلیٰ کے پاس (رقہ) روانہ کر دیا۔ عثمان نے خط پڑھتے ہی مقاتل کو قتل کر کے اس کے دونوں لڑکوں کو قید کر دیا۔ اور جب عبداللہ بن علی کو ہزیمت ہوئی اس وقت اس نے مقاتل کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔ ابوجعفر المنصور نے بعد روانگی ابومسلم محمد بن صول کو آذربائیجان سے طلب کر کے عبداللہ بن علی کے پاس دھوکا دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد بن صول نے عبداللہ بن علی کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا "کہ میں نے سفاح سے سنا ہے" وہ فرماتے تھے کہ میرے بعد میرا جانشین میرا چچا عبداللہ ہوگا" عبداللہ بن علی بولے "تو جھوٹا ہے میں تیرے فریب کو سمجھ گیا" محمد بن صول یہ سن کر ٹھہر اٹھا۔ عبداللہ بن علی نے تلوار اٹھا کر گردن مار دی یہ وہی محمد ہے جو ابراہیم بن عباس صولی کاتب کا دادا تھا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے حران سے نصیبین میں آ کر

قیام کیا اور خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیا اس اثناء میں ابو مسلم مع ان لوگوں کے جو اُس کے ہمراہ تھے آپہنچا اس سے پیشتر المنصور نے حسن بن قحطبہ والی ارمینیہ کو ابو مسلم کی کمک کو لکھ بھیجا تھا چنانچہ حسن بن قحطبہ نے ابو مسلم سے موصل میں ملاقات کی تھی اور اس کے ساتھ نصیبین آیا تھا۔ ابو مسلم نے عبداللہ بن علی سے اعراض کر کے شام کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا اور یہ کہلا بھیجا کہ "مجھے صوبہ شام کی گورنری ملی ہے مجھے تم سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا" اہل شام جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے انھوں نے عبداللہ بن علی سے کہا۔ "اب آپ ہمارے ہمراہ شام چلئے تاکہ ہم اپنے اہل و عیال کو ابو مسلم کے پنجۂ غضب سے بچائیں" عبداللہ بن علی نے ہر چند اُن لوگوں کو سمجھایا کہ ابو مسلم ہمارے ہی مقابلہ پر آیا ہے اور وہ ہم کو دھوکا دیتا ہے لیکن اُن لوگوں نے ایک بھی نہ سُنی مجبور ہو کر عبداللہ بن علی نے اہل شام کے ساتھ شام کی طرف کوچ کر دیا۔ اور ابو مسلم یہ سُن کر اس مقام پر گیا جہاں عبداللہ بن علی کے لشکر کا پڑاؤ تھا۔ سطح پانی کو نیچا کر کے اُس میں مردار جانور ڈلوا دیئے۔۔

عبداللہ بن علی کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا "کیوں میں یہ نہ کہتا تھا کہ یہ شخص تمھارے مقابلہ پر آیا ہے" ہمراہیوں نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ عبداللہ بن علی لوٹ آئے اور ابو مسلم کے لشکر کے پڑاؤ پر قیام کیا ان کے میمنہ پر بکار بن مسلم عقیلی تھا میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی اور سواروں پر عبدالصمد بن علی (یعنی عبداللہ کا بھائی) ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ مہینوں لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن علی کے ہمراہیوں نے لشکر ابو مسلم پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابو مسلم کا لشکر تاب مقاومت نہ لا سکا اپنے مورچہ سے ہٹ گیا۔ ان کا ہٹنا تھا کہ عبدالصمد نے حملہ کر دیا۔ جس میں اٹھارہ آدمی ابو مسلم کے مارے گئے ہنوز وہ سنبھلنے نہ پائے تھے کہ عبدالصمد نے دوبارہ حملہ کر دیا جس سے ابو مسلم کے لشکر کی ترتیب جاتی رہی، لشکر کی تمام صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے ابو مسلم کے منادی نے ابو مسلم کے حکم سے اہل خراسان کو لوٹنے کی اجازت دی۔ ابو مسلم کے لئے میدان جنگ میں ایک عریش بنوا دیا جاتا تھا۔ جس پر وہ بیٹھ کر لڑائی دیکھا کرتا تھا جس طرف کی جماعت یا اُن کی کمزوری کا احساس کرتا تھا اُس طرف اور سپاہیوں کو بھیج دیتا تھا۔ غرض مابین ابو مسلم اور مشہرین کے قاصدوں نے ایسی دوڑ مچائی کہ وہ سب کے سب لوٹ آئے اور اپنی گئی ہوئی ہمت کے سنبھالنے میں مصروف ہوئے جب یوم چار شنبہ آیا اور جمادی الثانی ۱۳۶ھ کی سات تاریخیں گذر گئیں تو پھر فریقین میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑی۔ ابو مسلم نے اثناء جنگ میں حسن بن قحطبہ کو میمنہ سے میسرہ میں چلے آنے اور میمنہ میں معدودے چند آدمیوں کے چھوڑ آنے کا حکم دیا۔ جونہی حسن میمنہ سے میسرہ میں آیا اہل شام یہ سمجھ کر کہ شاید ابو مسلم ہمارے میمنہ کے ضعف سے آگاہ ہو کر میمنہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ میسرہ سے بہ غرض مقابلہ و تقویت میمنہ میں چلے آئے ابو مسلم نے فوراً قلب کو میمنہ کے ساتھ مل کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا لشکر شام گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو مسلم کے سواروں نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ سے مشورہ طلب کیا ابن سراقہ نے کہا "میرے نزدیک میدان جنگ میں لڑ کر جان دیدینا بہتر ہے۔ اس سے کہ آپ جیسا شخص ہزیمت اٹھا کر بھاگ جائے" عبداللہ بن علی بولے "نہیں! یہ موقع اظہار مردانگی کا نہیں ہے

میرا قصد عراق کا ہے" اور جواب کا انتظار کئے بغیر عراق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن سراقہ بھی یہ کہتا ہوا "تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں" جان بچا کر بھاگا۔ ابو مسلم مظفر و منصور اہلِ شام کے لشکر گاہ میں گیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ فتح کا اطلاع نامہ المنصور کی خدمت میں بھیج دیا لوگوں کو ہزیمت کے بعد امن دے کر لشکریوں کو قتل و غارت سے منع کر دیا۔

عبدالصمد بن علی بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی امان طلب کی المنصور نے امان دیدی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد نے رصافہ میں قیام کیا تھا تا آنکہ جمہور بن مرار عجلی جس کو المنصور نے ایک دستہ فوج سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا وارد رصافہ ہوا اور اس نے عبدالصمد کو گرفتار کر کے پابہ زنجیر ابو الخطیب کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اور المنصور نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا۔ باقی رہا عبداللہ اُس نے بصرہ میں اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس جا کر قیام کیا۔ ایک مدت تک چھپا رہا تا آنکہ سلیمان کو المنصور نے طلب کیا اور یہ دار الخلافت انبار کو روانہ ہوا۔

ابو مسلم کا سفر حج

جن دنوں ابو مسلم المنصور کے ساتھ حج کرنے کو گیا تھا اُن دنوں اُس نے سفر حج میں نیک نامی کے خیال سے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے کنوئیں کھدوائے پانی کا انتظام کیا اور وفود کے ساتھ بسلوک احسن پیش آیا اُس نے برہنوں کو کپڑے دیئے اور بھوکوں کو کھانا کھلوایا بعد انقضاء موسم حج ابو مسلم المنصور سے آگے بڑھ آیا تھا۔ اور بیشتر اسی کو خبر وفات سفاح ملی تھی۔ اُس نے ابو جعفر المنصور کے پاس تعزیت کا خط تو لکھا لیکن خلافت کی مبارک باد نہ دی اور نہ اُس نے اس کی طرف مراجعت کی اور نہ اُس کا انتظار کیا۔ ابو جعفر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی ایک عتاب آمود خط لکھ بھیجا تب ابو مسلم نے تہنیت خلافت کی عرض داشت لکھی مگر انبار پہنچ کر یہ رنگ لایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر بیعت لینے کی درخواست پیش کی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے انکاری جواب دیا اور ابو جعفر المنصور جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا مسندِ خلافت پر بیٹھ گیا اسی زمانہ میں عبداللہ بن علی نے اپنی مخالفت کا اعلان کر دیا المنصور نے اس مہم پر ابو مسلم کو مامور کیا پس اس نے اُس کو ہزیمت دیدی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور عبداللہ بن علی کے لشکر کے مالِ غنیمت کو مجتمع کرایا المنصور نے اپنے خادم ابو خصیب کو مال غنیمت کی فہرست مرتب کرنے کو روانہ کیا ابو مسلم کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہنے لگا "میں لوگوں کی جانوں کا محافظ و امین ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ مال و اسباب میں خیانت کروں۔ خیر المنصور نے میرا اعتبار نہیں کیا اچھا کیا" ابو مسلم کی یہ برہمی مزاج اس حد تک بڑھی کہ ابو خصیب کی جان کا دشمن ہو گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا۔

ابو مسلم کی سرکشی کے اسباب

المنصور کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ ابو مسلم مبادا خراسان نہ چلا جائے۔ مصر و شام کی سند گورنری لکھ کر ابو مسلم کے پاس بھیج دی۔ ابو مسلم کو اس سے اور نفرت پیدا ہوئی۔ جزیرہ سے بقصد خراسان نکل کھڑا ہوا المنصور نے یہ خبر پا کر انبار سے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم کو بلا بھیجا۔

ابومسلم[1] نے حاضری سے انکار کرکے یہ ظاہر کیا کہ میں دور ہی سے آپ کی اطاعت کروں گا اور اگر اس کے سوا آپ اور کسی امر پر مجبور کرنا چاہیں گے تو میں آپ کی خلع خلافت کا علم بلند کردوں گا۔ المنصور نے اس رائے کو منظور نہ کیا اور اس قسم کی اطاعت سے اپنی خوشنودی ظاہر کی۔ یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ بھیجا گیا تھا۔ اس غرض سے کہ ابومسلم کو موانست پیدا ہو اور اس کے خیالات پلٹ جائیں۔

---

[1] مسلم نے جو المنصور کے فرمان کا جواب لکھا تھا اس کو ہم تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۲۴ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بنظر دلچسپی ناظرین درج کرتے ہیں وھو ہذا اما بعد فانی اتخذت رجلا اماما ودلیلا علی ما افترض اللہ علی خلقہ وکان فی محلۃ العلم نازلا وفی قرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریبا فاستجہلنی بالقرآن فحرفہ عن مواضعہ طمعا فی قلیل قد نعاہ اللہ الی خلقہ ... (عبارت کا ترجمہ) امیرالمومنین کا اللہ آپ کو نیک کرے۔ اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب نہ کیا ہو۔ بے شک ہم سے ملوک آل ساسان کی یہ روایت کی گئی ہے کہ وزیروں کے لئے وہ حالت خطرناک ہوتی ہے۔ جب کہ ہنگامہ و فساد فرو ہو جاتا ہے۔ پس اب ہم عرب سے کنارہ کش ہوتے ہیں مگر وفاداری پر قائم رہیں گے جب تک آپ بھی وفاداری کرتے رہیں گے۔ مدہی سے جب تک سلامتی شامل حال رہے گی بسروچشم اطاعت کے ہم سزاوار ہوں گے اگر آپ اس امر پر راضی ہو جائیں گے تو ہم آپ کے غلامان غلام بنے رہیں گے۔ اور اگر آپ اس سے انکار کریں گے بایں طور کہ ہماری سلامتی کے نہ خواہاں ہوں گے تو ہم نے جو عہد کیا تھا اپنی جان بچانے کی غرض سے اس کو شکست کردیں گے۔ المنصور نے اس خط کو پڑھ کر ابومسلم کے نام یہ فرمان روانہ کیا۔ قد فہمت کتابک ولیست صفتک صفۃ اولئک الوزراء الغششۃ ملوکہم الذین یتمنون اضطراب حبل الدولۃ لکثرۃ جرائمہم فانما راحتہم فی انتشار نظام الجماعۃ فلم سویت نفسک بہم فانت فی طاعتک و مناصحتک واصطلاعک بما حملت من اعباء ہذا الامر علی ما انت بہ ولیس مع الشریطۃ التی اوجبتک منک سمعا ولا طاعۃ وحمل الیک امیرالمومنین عیسیٰ بن موسیٰ رسالۃ لتسکن الیہا ان اصغیت الیہا واسال اللہ ان یحول بین الشیطان ونزغاتہ وبینک فانہ لم یجد بابا یفسد بہ نیتک اوکد عندہ واقرب من الباب الذی فتحہ علیک (ترجمہ) میں تمہارے خط کا مطلب سمجھ گیا۔ تم اُن دغاباز وزیروں میں نہیں ہو جو اپنے بادشاہ کی حکومت و سلطنت کے اضطراب کی بوجہ اپنے کثرت جرائم کے خواہش کرتے ہیں کیونکہ اُن کی راحت اس میں ہے کہ شیرازہ حکومت و اتفاق منتشر رہے۔ تم نے اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ کیوں شمار کرلیا۔ تم تو اس وقت تک ہماری فرماں برداری میں ہو ہمارے ساتھ خلوص کا برتاؤ کرتے ہو اور اسی مضبوطی سے اس کام کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ پہلے اٹھاتے تھے اور اُس وقت تم نے یہ قید اپنی اطاعت سمعا وطاعۃ میں نہیں لگائی تھی۔ امیرالمومنین محض تمہارے تسلی خاطر کے لئے عیسیٰ ابن موسیٰ کے ہاتھ خط روانہ کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۶ پر)

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم نے المنصور کے فرمان کے جواب میں خلع خلافت کی دھمکی دی اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ میں نے آج تک جو عباسیہ کی خلافت کی دعوت دینے کا گناہ کیا ہے۔ اس سے میں نے اب توبہ کرلی ہے۔

ابو مسلم کا قتل

ابو مسلم نے خط روانہ کرکے حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ المنصور کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے چچا عیسیٰ اور سرداران بنو ہاشم کو طلب کرکے ابو مسلم کا خط دکھلایا اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آپ لوگ متفق ہوکر ابو مسلم کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کریں کہ "اطاعت امیر المومنین سے منحرف ہونا بہتر نہیں ہے۔ بغاوت کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ جو کام تم کررہے تھے اس کو پورا کرو اور بدستور سابق امیر المومنین کے دائرہ اطاعت میں واپس آجاؤ" یہ خط المنصور کا آزاد غلام ابو حمید مروزی لے کر گیا تھا المنصور نے بوقت روانگی ابو حمید کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ابو مسلم سے اولاً بہ نرمی و ملاطفت گفتگو کرنا منت سماجت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اگر اس سے ابو مسلم کے خیالات تبدیل نہ ہوں اور تم کو اپنی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو یہ کہہ دینا کہ امیر المومنین نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں تیرے کام کو دوسرے کے سپرد نہ کروں گا میں خود بنفس نفیس تیری مہم پر آؤں گا اگر تو دریا میں غوطہ مارے گا تو میں بھی تیری جستجو میں غوطہ ماروں گا اگر تو جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے گا تو میں بھی کود پڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے قتل کرڈالوں یا خود جان بحق تسلیم کردوں" ابو حمید نے المنصور کی ہدایت کے مطابق ابو مسلم کو خط دیا نرمی ملاطفت اور منت وسماجت سے گفتگو کی اور اس کو المنصور کی اطاعت وفرماں برداری کی ترغیب دی۔ ابو مسلم نے مالک بن ہیثم سے مخاطب ہوکر کہا "تم سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے" مالک بن ہیثم بولا "تم ایسی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ واللہ اگر تم المنصور کے پاس گئے تو وہ بے شک تم کو قتل کرڈالے گا" ابو مسلم یہ سن کر سہم گیا۔ نیزک والی رے سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے بھی المنصور کے پاس جانے سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ تم رے میں آکر مابین خراسان ورے قیام پذیر ہوجاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہترین مقام ہوگا" ابو مسلم نے اس رائے کو پسند کرکے ابو حمید کو انکار کردیا۔

اس وقت ابو حمید نے المنصور کا زبانی پیام کہنا شروع کیا اور ابو مسلم کا چہرہ خوف وغصہ سے متغیر ہونے لگا۔ اس سے پیشتر المنصور نے ابوداؤد گورنر خراسان کو (جو ابو مسلم کے جانب سے مامور تھا) ابو مسلم سے منحرف ہوجانے کو لکھا تھا اور اس صلہ میں خراسان کی سند امارت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوداؤد نے اس کو درپردہ منظور کرلیا تھا اور اسی زمانہ میں ابو مسلم کو بھی اس نے المنصور کی مخالفت وبغاوت سے احتراز کرنے کے لئے ایک خط لکھا تھا اتفاق سے یہ خط ابو مسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابو حمید پیام زبانی ادا کررہا تھا۔ ابو مسلم کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) بشرطیکہ گوش ہوش سے سنو۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ مابین تمہارے اور شیطان اور اس کے وسوسوں کے حائل ہوجائے کیونکہ اس کمبخت نے کوئی راستہ جس سے تمہاری نیت میں فساد ڈالتا اپنے نزدیک مضبوط، بہتر اور آسان اس سے نہیں پایا کہ جس کا دروازہ اس نے تم پر کھولا ہے۔

دل پر اس خط سے اور زیادہ رعب چھا گیا۔ ابو حمید سے قبل واپسی مخاطب ہو کر بولا "اگرچہ میں نے خراسان جانے کا مصمم قصد کر لیا تھا۔ لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں رائے طلب کرنے کی غرض سے بھیج دوں۔ کیونکہ مجھے اس پر زیادہ اعتماد ہے" جس وقت ابو اسحٰق دربار خلافت کے قریب پہنچا۔ سرداران بنو ہاشم اور کل اراکین دولت استقبال کو آئے اور المنصور نے کمال احترام و عزت سے بٹھایا ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا "اگر تم ابو مسلم کو خراسان جانے سے روک دو اور کسی طرح اس کو میرے پاس لے آؤ تو میں تم کو خراسان کی ولایت دیدوں گا" ابو اسحٰق یہ سن کر خوش ہو گیا۔ مراجعت کر کے ابو مسلم کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بجھا کر المنصور کے پاس چلنے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ابو مسلم اپنے لشکر کو حلوان میں بسر افسری مالک بن ہیثم ٹھہرا کر تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن پہنچ گیا۔

وزیر السلطنت ابو ایوب کو ابو مسلم کے اس کروفر کے ملاحظہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کوئی ایسا حادثہ ابو مسلم کے ہمراہیوں کی جانب سے پیش آجائے جس سے خلیفہ وقت اور ساتھ ہی اس کے میری جان خطرے میں پڑ جائے! اس خطرہ سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک شخص کو اپنے بھائیوں میں سے بلا کر یہ چکمہ دیا کہ تم ابو مسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس کے ذریعے سے المنصور سے ملو اور ولایت کسکر کی اس سے سفارش کراؤ اس میں تم کو بہت بڑا تمول حاصل ہو جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ اس نفع میں تم میرے بھائی کو بھی شریک کرنا کیونکہ امیر المومنین ابو مسلم کے آتے ہی اس کا انتظام کرنے والے ہیں۔ وہ شخص اس دم پٹی میں آگیا۔ ابو ایوب نے المنصور سے اس شخص کے بیٹے ابو مسلم سے ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی بس یہ شخص ابو مسلم سے اثنا راہ میں ملا اور اس واقعہ سے اس کو مطلع کر کے المنصور سے سفارش کرنے کی درخواست کی۔ ابو مسلم کا دل یہ خبر سنتے ہی باغ باغ ہو گیا۔ رنج و غم جس قدر تھا دور ہو گیا۔

جوں ہی دار الخلافہ کے قریب ابو مسلم کے پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی سرداران بنو ہاشم و اراکین سلطنت حسب حکم المنصور ابو مسلم کے استقبال کو آئے ابو مسلم نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر المنصور کی دست بوسی کی اور آرام کرنے کی غرض سے اجازت حاصل کر کے واپس چلا آیا صبح ہوئی تو المنصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک کو چار محافظین کے ساتھ جس میں شبیب بن رواح اور ابو حنیفہ حرب بن قیس تھا طلب کیا اور ان کو پس پردہ بٹھا کر یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے ہاتھ کو ہاتھ پر ماروں۔ ابو مسلم کو فوراً قتل کر ڈالنا اس کے بعد ابو مسلم کو بلایا گیا باتوں باتوں میں المنصور نے ان دو تلواروں کا حال دریافت کیا جو ابو مسلم کو اس کے چچا عبداللہ بن علی سے ملی تھیں (اتفاق وقت سے اس وقت ابو مسلم ان میں سے ایک کو اپنی کمر سے لگائے ہوئے تھا) عرض کیا "یہ ایک منجملہ انہیں دو کے ہے" المنصور بولا "لاؤ ذرا میں تو دیکھوں" ابو مسلم نے کمر سے کھول کر تلوار دیدی۔ المنصور تھوڑی دیر تک اس کو الٹتا پلٹتا اور دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اپنے فرش کے نیچے رکھ کر عتاب آمیز گفتگو کرنے لگا: "کیوں ابو مسلم تم نے سفاح کو زولی زمینوں کے نہ لینے کو لکھا تھا؟" ابو مسلم: "ہاں! مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ ان کے لئے جائز نہ ہو گا لیکن پھر میں نے انہیں کے فرمان کے مطابق عمل کیا یہ سمجھ کر کہ آپ لوگ معدن علم ہیں"۔

المنصور: "اچھا تم اس کی وجہ ظاہر کرو کہ سفر حج میں تم میرے آگے کیوں رہتے تھے؟" ابو مسلم: "مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ ہم اور آپ ایک چشمہ پر جمع ہوں"۔ المنصور: "کیا تم یہ بتلا سکتے ہو کہ تم کو کس امر نے میری طرف مراجعت کرنے سے روکا تھا جب کہ تم کو سفاح کی موت کی خبر ملی تھی یا قیام کرتے سے کون سی چیز مانع ہوئی تھی تاکہ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا۔"

ابو مسلم: "لوگوں کو نفع پہنچانے اور آپ سے پیشتر کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے میں نے مراجعت نہیں کی اور نہ قیام کیا۔"

المنصور: "(ترش رو ہو کر) تو تمہارا یہ ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن علی کی لونڈی پر تم قابض ہو جاؤ"۔

ابو مسلم:۔ "نہیں خداوندا میں نے اس پر ایسے شخص کو مامور کیا ہے جو اس کی حفاظت کرے گا"۔
المنصور:۔ "اچھا تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی اور تم خراسان کیوں جا رہے تھے"۔؟
ابو مسلم:۔ "میں آپ کے خوف سے خراسان جا رہا تھا کہ وہاں سے عذر و معذرت کر کے آپ سے صفائی کرلوں گا"۔
المنصور:۔ "وہ مال کہاں ہے جو تم نے حران میں جمع کیا تھا"۔
ابو مسلم:۔ "میں نے وہ مال لشکریوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ان کو تقویت ہو اور ان کا دل بڑھے"۔
المنصور:۔ (چیں بہ جبیں ہو کر) کیا تو ہمیشہ خطوط میں اپنے نام کو میرے نام سے پہلے نہیں لکھا کرتا اور کیا تو نے آسیہ بنت علی سے خطبہ (منگنی) نہیں کی اور کیا تو اس کا مدعی نہیں ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے، اللہ اللہ تو نے بڑی ترقی کی روسیاہ تو نے سخت دشوار راستہ اختیار کیا"۔
ہنوز ابو مسلم جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے پھر غیظ و غصہ کے لہجہ میں کہنا شروع کیا۔
"کیوں خود سر! تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا باوجودیکہ وہ ہمارا بہت خیر خواہ تھا اور وہ اس زمانہ سے ہمارا نقیب تھا جب کہ تو اس کام میں شریک بھی نہیں کیا گیا تھا"۔
ابو مسلم:۔ "اس نے میری مخالفت کی اس وجہ سے میں نے اس کو قتل کر ڈالا"
المنصور کا چہرہ یہ فقرہ سنتے ہی فوراً سرخ ہو گیا۔ لیکن کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ابو مسلم جرأت کر کے بول اٹھا۔
"یہ میری ان کارگزاریوں کا صلہ ہے جو اس وقت تک میں کرتا رہا؟"
المنصور:۔ (ڈانٹ کر) اے شیطان کے بچے۔ اگر تیری جگہ پر کوئی اور ہوتا تو میں اس کو اس کی کارگزاری کا صلہ دیتا لیکن تو نے کیا کیا ہے ہماری بدولت تو نے بھی گلچھرے اڑائے ہیں"۔
ابو مسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا سر نیچا کر لیا المنصور کا غصہ لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا جاتا تھا۔
ابو مسلم نے یہ رنگ دیکھ کر کہا۔
"جاہیں سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا"۔
اس پر المنصور نے اس کو گالیاں دیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا۔ تالیوں کی آواز کا آنا تھا کہ محافظین پردہ سے نکل آئے عثمان بن نہیک نے لپک کر گردن پر ایک تلوار ماری جس سے ابو مسلم کی تلوار کا پر تلہ کٹ گیا۔
ابو مسلم نے گھبرا کر کہا "امیر المومنین! مجھے میرے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے"۔
المنصور بولا۔ "اللہ مجھے زندہ نہ رکھے۔ اگر میں تجھ ایسے زبردست دشمن کو پناہ دوں"۔
اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی محافظین نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مارتے مارتے ابو مسلم کو بے دم کر دیا۔ یہ واقعہ چھبیسویں شعبان ۱۳۷ھ کا ہے۔

قتل ابو مسلم کا رد عمل

ابو مسلم کے مارے جانے کے بعد وزیر السلطنت ابو جہم نے باہر آ کر لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ امیر اس وقت امیر المومنین کی خدمت میں رہیں گے۔ تم لوگ واپس

چلے جاؤ۔ ہمراہیان ابومسلم یہ سُن کر محل سرائے شاہی سے واپس آئے اور المنصور کے حکم سے اُن لوگوں کو عطیے دیئے گئے۔ چنانچہ ابو اسحٰق نے ایک لاکھ درہم پاتے۔ اس کے بعد عیسٰی بن موسٰی نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر ابومسلم کو دریافت کیا اور اثنائے گفتگو میں اس کی خدمات وکارگذاریوں اور امام ابراہیم کے خیالات کا تذکرہ کرنے لگا۔ المنصور چلا کر کہنے لگا۔ "واللہ میں اس سے زیادہ دشمن کسی کو تمہارے خاندان کا تمام عالم میں نہیں جانتا اور وہ اس بساط کے نیچے موت کی نیند سو رہا ہے"۔

عیسٰی بن موسٰی کی زبان سے بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا۔ المنصور نے ناراضگی ظاہر کر کے کہا "کیا اس کی موجودگی میں تم بھی صاحب حکومت شمار کئے جاتے تھے"۔ عیسٰی بن موسٰی نے اس استفہام کا کچھ جواب نہ دیا۔ المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلا کر ابومسلم کے قتل کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ جعفر نے اس کے قتل کی رائے دی المنصور نے کہا۔ "اللہ تجھے توفیق خیر دے" جعفر کی نظر جونہی المنصور کے دائیں جانب پڑی ابومسلم کو مقتول دیکھ کر جوشِ مسرت سے بول اٹھا۔ "اے امیر المومنین آج سے آپ کی خلافت شمار کی جائے گی"۔ المنصور مسکرا کر چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابومسلم کے ماتحتوں میں سے ابو اسحٰق کو طلب کیا۔ ابو اسحٰق کے دل پر ابومسلم کا اس قدر خوف غالب تھا کہ اس کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا۔ المنصور نے تشفی آمیز الفاظ میں کہا۔ "جو تمہارے دل میں ہے بے خوف وہراس بیان کرو (ابومسلم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا"۔

ابو اسحٰق نے یہ سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد سر اٹھا کر عرض کرنے لگا۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے مجھے امان دی واللہ میں اس کے پاس کبھی نہیں آتا تھا مگر یہ کہ میں اپنے اہل وعیال کو وصیت کر آتا تھا اور درحقیقت کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر اس کے پاس آتا تھا"۔

اس قدر کہنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے کھول کر دکھائے تو اس کے نیچے وہ کفن پہنے ہوئے اور خوشبو لگاتے ہوئے تھا۔ المنصور کے دل میں یہ حال دیکھ کر رحم آ گیا۔ ہنس کر بولا۔

"تم امیر المومنین کی اطاعت میں ہمیشہ ثابت قدم رہو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو راحت پہنچائی ہے۔ جاؤ اس کی جماعت کو منتشر کرو۔"

یہ واقعات ابومسلم کے قتل کے دن کے ہیں۔

ابونصر کی گرفتاری

دوسرے روز المنصور نے ابونصر مالک بن ہیثم کو ابومسلم کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھا۔

"کہ جس قدر تمہارے پاس مال واسباب میں چھوڑ آیا ہوں، وہ میرے پاس روانہ کر دو اور بعد روانگی مال واسباب تم بھی چلے آؤ"۔

چونکہ ابومسلم نے ابونصر مالک بن ہیثم کو بوقت روانگی یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی خط آئے اور اس پر پوری مہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ میں نے وہ خط نہیں لکھا ہے اس وجہ سے ابونصر

المنصور کے بھیجے ہوئے شاہ کو بلکہ کر مشتبہ و مشکوک ہوگیا اور بقصد خراسان ہمدان کی طرف روانہ ہوگیا۔ المنصور نے یہ خبر پاکر شہرزور کی سند گورنری لکھ کر اس کے پاس روانہ کی ساتھ ہی اس کے زہیر بن ترکی گورنر ہمدان کے پاس اس کی گرفتاری کا بھی حکم بھیج دیا۔ جونہی ابو نصر ہمدان پہنچا زہیر ترکی نے دعوت کے بہانہ سے بلا کر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد المنصور کی لکھی ہوئی شہرزور کی سند گورنری ابو نصر کے نام کی پہنچی۔ زہیر نے اس کو رہا کر دیا اس کے دوسرے روز المنصور کا فرمان ابو نصر کے قتل کا آپہنچا۔ زہیر نے جواباً لکھ بھیجا کہ میں نے اس کو پہلے گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن جب سند گورنری شہرزور اس کے نام کی آئی تو میں نے رہا کر دیا۔

ابو نصر رہا ہونے کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ المنصور نے اس کو ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دینے پر ملامت کی ابو نصر نے عرض کیا "ہاں مجھ سے ابو مسلم نے مشورہ طلب کیا تھا۔ میں نے اس کو مشورہ نیک دیا اگر امیر المومنین مجھ سے کسی امر میں مشورہ کریں گے تو کیا میں مشورہ خیر دینے سے دریغ کروں گا میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے" المنصور یہ جواب سُن کر اس کو سزا دینے سے باز آیا اور گورنری موصل پر بھیج دیا۔

ابو مسلم کے قتل ہو جانے سے ابو جعفر المنصور کو پورا اطمینان حاصل ہوگیا خطرات جس قدر اس کی مخالفت سے دل میں پیدا ہو رہے تھے سب کے سب رفع ہو گئے۔ واقعہ قتل کے بعد ایک روز لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا۔ نہایت موانست آمیز و موافقت انگیز الفاظ میں خطبہ[1] دیا۔ اور اس کے ہمراہیوں کو مختلف مقامات میں منتشر و پراگندہ کر دیا۔

---

[1] ابو جعفر المنصور نے جو خطبہ دیا تھا اس کو ہم تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۶۰ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ لحاظ دلچسپی ناظرین درج ذیل کرتے ہیں:۔

"ایھا الناس لا تخرجوا من انس الطاعۃ الی وحشۃ المعصیۃ ولا تمشوا فی ظلمۃ"
"الباطل بعد سعیکم فی ضیاء الحق ان ابا مسلم احسن مبتدئاً واساء معقبا"
"واخذ من الناس بنا اکثر مما اعطانا ورجح قبیح باطنہ علی حسن ظاہرہ وعلمنا"
"من خبث سریرتہ وفساد نیتہ ما لو علمہ اللائم لنا فیہ لعذرنا فی قتلہ وعنفنا"
"فی امھالنا وما زال ینقض بالبیعۃ ویخفر ذمتہ حتی احل لنا عقوبتہ واباحنا"
"دمہ ولم یمنعنا الحق لہ من امضاء الحق فیہ وما احسن ما قال النابغۃ"
"الذبیانی للنعمان ؎

"فمن اطاعک فانفعہ بطاعتہ کما اطاعک وادلہ علی الرشد"
ومن عصاک فعاقبہ معاقبۃ تنھی الظلوم ولا تقعد علی ضمد"

(ترجمہ) اے لوگو! تم لوگ انس طاعت سے وحشت معصیت کی طرف نہ جاؤ اور راہ حق پر چلنے کے بعد

(باقی اگلے صفحہ پر)

سنباد کی بغاوت ابومسلم ہی کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص سنباد معروف بہ فیروز اصبہبد (مجوسی) نے اطراف خراسان میں خروج کیا۔ اکثر اہل جبال نے اس کی اتباع کی یہ لوگ ابومسلم کے خون کا معاوضہ طلب کرتے تھے انھوں نے نیشاپور اور رے پر قبضہ کرلیا اور مال و اسباب و خزائن لے لئے جو ابومسلم بہ وقت روانگی جانب سفاح رے میں چھوڑ گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا عورتیں گرفتار کرکے لونڈیاں بنالیں، مگر بایں ہمہ تجار سے متعرض نہ ہوتا تھا ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں کعبہ کو منہدم کرنے کو جارہا ہوں۔ المنصور نے اس کی سرکوبی پر جمہور بن مرار عجلی کو مامور کیا مابین ہمدان و رے کے ایک سنسان میدان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ جمہور بن مرار نے کمال مردانگی سے لڑکر سنباد کو ہزیمت دی تقریباً ساٹھ ہزار آدمی سنباد کے مارے گئے اس کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا گیا۔ سنباد نے طبرستان میں جاکر جان بچائی مگر اس اجل رسیدہ کو طبرستان میں بھی پناہ نہ ملی۔ عامل طبرستان کے ایک ملازم نے اس کو قتل کرکے جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا۔ اور المنصور کو اس واقعہ سے مطلع کردیا۔ المنصور نے عامل طبرستان سے سنباد کے مال و اسباب کا مواخذہ کیا۔ عامل طبرستان مکر گیا۔ تب المنصور نے ایک لشکر عامل طبرستان کی گوشمالی کو روانہ کیا عامل طبرستان یہ سن کر دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

سنباد کی ہزیمت کے بعد جمہور نے اس کے لشکرگاہ کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس میں ابومسلم کا خزانہ بھی تھا۔ مگر مال غنیمت دارالخلافت کو روانہ نہ کیا۔ اور جب المنصور کے خوف نے اپنی مہیب شکل دکھلائی تو خلع خلافت کا اظہار کرکے رے میں جاکر قلعہ بندی کرلی۔ المنصور نے اس مہم پر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ محمد بن اشعث کو روانہ کیا۔ جمہور یہ خبر پاکر رے چھوڑ کر اصفہان کی طرف چلا گیا۔ اصفہان پر اس نے اور رے پر محمد نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد محمد نے اصفہان کا قصد کیا۔ جمہور نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا فریقین جی توڑ کر لڑے بالآخر جمہور شکست کھاکر آذربائیجان پہنچا اس کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو قتل کرڈالا اور اس کا سر المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۶ھ کا ہے۔

عبداللہ بن علی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عبداللہ بن علی ابومسلم سے ہزیمت اٹھاکر بصرہ چلے گئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) باطل کی تاریکی میں نہ چلو۔ بے شک ابومسلم کا آغاز خوبی کے ساتھ ہوا اور انجام برائی سے اور اس نے لوگوں سے زیادہ اس سے کہ ہم نے اس کو دیا تھا تفوق حاصل کیا اور اس کی بدباطنی اس کے حسن ظاہر پر غالب آگئی اور ہم اس کی خبث باطنی اور فسادنیتی سے ایسے آگاہ ہوگئے ہیں کہ اگر اس کو اس بابت کوئی نصیحت کرنے والا جان جاتا تو وہ ہم کو اس کے قتل کرنے اور اتنے دنوں چھوڑ رکھنے پر ملامت کرتا وہ برابر بیعت کو توڑتا اور ہمارے ذمہ کی حقارت کرتا تھا۔ تاآنکہ ہم کو اس کی عقوبت حلال ہوگئی اور اس کا خون ہم کو مباح ہوگیا۔ اور اس کے حقوق ہم کو حق کے جاری کرنے سے مانع نہ ہوئے اور کیا خوب نابغہ ذبیانی نے نعمان سے کہا تھا: جو شخص تمہاری اطاعت کرے اس کو اس کی طاعت کی وجہ سے جیسے اس نے اطاعت کی ہو نفع پہنچا دو اور اس کو رشد کی رہنمائی کرو اور جو شخص تمہارے نافرمانی کرے اس کو ایسی عقوبت کرو کہ جس سے ظالم تھرا اٹھے اور تم اس کی معیشت کی فکر نہ کرو۔

اور اپنے بھائی سلیمان کے پاس قیام کیا تھا۔ اس کے بعد المنصور نے ۱۳۹ھ میں سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا۔ عبداللہ بن علی اور ان کے ہمراہی اس واقعہ سے خائف ہو کر روپوش ہو گئے۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان اور اس کے بھائی عیسیٰ کو لکھ بھیجا کہ میں عبداللہ اور اس کے سرداران لشکر اور خدام کو امان دیتا ہوں تم ان کو میرے پاس لے آؤ۔ سلیمان و عیسیٰ اس فرمان کے مطابق عبداللہ اور اس کے سرداران اور خدام کو لے کر دار الخلافت میں حاضر ہوئے انہوں نے دربار میں حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے سلیمان و عیسیٰ کو اپنی باتوں میں مصروف کر کے عبداللہ بن علی کو ایک مکان میں جو قصر خلافت میں اسی غرض کے لئے مہیا کیا گیا تھا قید کر دینے کا حکم دیدیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد سلیمان و عیسیٰ المنصور سے رخصت ہو کر باہر آئے تو عبداللہ بن علی کو موجود نہ پا کر سمجھ گئے کہ وہ غریب قید کر دیئے گئے اور ان کی ذمہ داری کالعدم کر دی گئی۔ اُلٹے پاؤں المنصور کے پاس لوٹے مگر ان سے ملنے نہ دیا گیا۔ باقی رہے ہمراہیاں عبداللہ بن علی ان میں سے کسی کو قید کر دیا گیا۔ کسی کو مار ڈالا گیا۔ اور بعض کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ ابوداؤد خالد نے اُن سب کو قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن علی اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہے تا آنکہ المنصور نے ۱۴۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے المہدی محمد بن المنصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ اس کی تخت نشینی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد بنانے کی ہدایت کی تھی عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیدیا اور خود بقصد حج مکہ معظمہ کی طرف چلا گیا۔ المنصور کے چلے جانے کے بعد عیسیٰ نے المنصور کے کاتب (سیکرٹری) یونس بن فروہ سے عبداللہ بن علی کے قتل کے متعلق مشورہ کیا۔ یونس نے کہا: میرے نزدیک تم عبداللہ کو قتل نہ کرو ورنہ المنصور حج سے واپسی پر تم کو اس کے قتل کے عوض قتل کر ڈالے گا اور اگر اتفاقاً وہ تم سے عبداللہ کو طلب کرے تو ہرگز ہرگز نہ دینا اور دیکھو اس راز کو کسی سے نہ کہنا۔" غرض عیسیٰ نے عبداللہ کو قتل نہ کیا اور اپنے مکان میں چھپا رکھا۔ چنانچہ جب المنصور حج کر کے واپس آیا تو چند لوگوں کو اپنے عزیزوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگ سمجھا بجھا کر اس کے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش کرنے پر آمادہ کریں چنانچہ اُن لوگوں نے المنصور کے آدمیوں کے سمجھانے بجھانے سے عبداللہ بن علی کی سفارش کی۔ المنصور نے عیسیٰ سے عبداللہ بن علی کو طلب کیا۔ عیسیٰ نے عرض کیا "میں نے اس کو جیسا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کر ڈالا" المنصور بولا:

"میں نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا" ہنوز عیسیٰ اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے اپنے اعمام سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا دیکھتے ہو اس کو اپنے بھائی کے عوض گرفتار کر لو۔ میں نے عبداللہ کو اس کے سپرد قتل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ نظر بند رکھنے کی غرض سے اس کے حوالہ کیا تھا۔"

المنصور کے اعمام نے یہ حکم پاتے ہی عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور قتل کرنے کی غرض سے باہر لے آئے۔ تماشائیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا عیسیٰ جیس بیس میں پڑا ہوا تھا اور وہ لوگ اس کے قتل پر تلے ہوئے تھے ہر شخص کی زبان پہ یہی قصہ تھا۔ عیسیٰ نے پہلے تو کمال صبر و استقلال سے کام لیا مگر جب یہ دیکھا کہ موت میرے سر پر

کھیل رہی ہے تو گھبرا کر بول اٹھا۔ اللہ مجھے نہ قتل کرو۔ عبداللہ بن علی زندہ ہیں"۔

المنصور کے روبرو لاکر حاضر کردیا۔ المنصور نے اس غریب کو بھی ایک مکان میں قید کردیا جس کی نبیاد میں نمک دیا گیا تھا اور پانی ڈالنے کا حکم دیدیا پانی کا ڈالنا تھا کہ دیواریں گر پڑیں۔ عبداللہ بن علی دب کر مر گئے۔

راوندیہ کی شورش

یہ لوگ خراسان کے رہنے والے ابومسلم کے متبع تناسخ اور حلول کے قائل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ آدم کی روح نے عثمان بن نہیک [illegible] نے المنصور ہیں اور جبرئیل نے ہیثم بن معاویہ میں حلول کیا ہے۔ المنصور نے ان میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قید کردیا باقی لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ مجتمع ہو کر ایک نعش کو گویا کہ جنازہ لئے جاتے ہیں اٹھا کر لے چلے اور قید خانہ کے دروازے پر پہنچ کر نعش کو قید خانہ کے اندر پھینک دیا خود اندر گھس گئے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو نکال لائے۔ اس کے بعد اطمینان تمام چھ سو کی جمعیت کے ساتھ المنصور کے محل کا قصد کیا۔ المنصور پیادہ پا محل سے نکل آیا۔ معن بن زائدہ شیبانی بھی یہ خبر پاکر آگیا یہ اس وقت تک روپوش تھا اس وجہ سے کہ ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنے آیا تھا اور المنصور ایک مدت سے اس کی جستجو میں تھا۔ معن بن زائدہ نے اس موقع پر بہت بڑی جان نثاری ظاہر کی پیادہ پا ہو کر لڑا۔ مخالفین کی صفوں میں گھس جاتا تھا اور ان کی جماعت کو منتشر کرکے واپس آجاتا تھا وہ ایک بار سخت سے سخت مصائب میں بھی مبتلا ہو گیا۔ اس کے بعد المنصور کے پاس آیا اس وقت المنصور کے خچر کی لگام ربیع (المنصور کے حاجب) کے ہاتھ میں تھی۔ معن بن زائدہ نے یہ کہہ کر کہ "تم ہٹ جاؤ ایسی حالت میں میں اس لگام کے لینے کا مستحق ہوں"۔ ربیع کے ہاتھ سے لگام لے لی' اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے لڑتا رہا اور راوندیہ پر فتح یاب ہو گیا۔ المنصور نے اس وقت تک معن کو نہیں پہچانا تھا۔ دریافت کیا "تم کون ہو" معن نے اپنا نام و نسب بتلایا۔ المنصور نے اس کو امان دیدی' اور اس کی اس جان نثاری سے خوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد ابونصر مالک بن ہیثم آیا اور محل سرائے شاہی کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولا "انا الیوم بواب" بازاریوں کے کان میں جوں ہی یہ آواز پہنچی سب کے سب ابونصر پر ٹوٹ پڑے، لڑائی ہونے لگی، شہر کا دروازہ کھول دیا گیا۔ لوگ گھس گئے۔ خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ نے حملہ کردیا۔ آن کی آن میں سب کے سب ڈھیر کردیئے گئے اس واقعہ میں اتفاقیہ عثمان بن نہیک کو ایک تیر آلگا۔ جس سے وہ چند روز بعد مر گیا۔ المنصور نے اس کے بعد اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو اپنی فوج جان نثاران کا افسر مقرر کیا اور اس کے بعد ابوالعباس طوسی کو اس عہدہ سے سرفراز فرمایا۔ یہ کل واقعات شہر ہاشمیہ میں واقع ہوئے تھے۔

بغاوت راوندیہ کے فرو ہونے کے بعد المنصور نے معن بن زائدہ کو طلب کرکے کمال عزت و احترام سے بٹھایا۔ دیر تک اس کے کارہائے نمایاں کی ثنا و صفت کرتا رہا۔ معن نے عرض کیا "واللہ اے امیر المومنین میں ڈرتے ڈرتے میدان جنگ میں آیا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ کے لئے خطرناک حالت پیدا ہو رہی ہے تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ بے تحاشہ نکل پڑا اور میں نے جو کچھ کیا وہ آپ ملاحظہ فرما رہے تھے"۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ معن ابن زائدہ ابوالخصیب (المنصور کے حاجب) کے پاس روپوش تھا

اور ابوالخصیب اس فکر میں تھا کہ معن کی عفو تقصیر کرا کر امان حاصل کرے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابوالخصیب نے المنصور کی خدمت میں حاضر ہو کر معن کی حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے راوندیہ کے متعلق معن سے مشورہ کیا۔ معن نے رائے دی کہ "بیت المال کا دروازہ لشکریوں کے لئے کھول دیجئے۔ ع

"کہ مزدور خوش دل کند کار بیش"

المنصور نے اس سے اختلاف کر کے کہا "مناسب یہ ہے کہ ان سرکشوں کی سرکوبی کی جائے" معن نے عرض کیا "بہتر! لیکن میں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں"۔

معن بلا انتظار جواب اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی میدانِ جنگ کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ بڑے بڑے مصائب اٹھائے تا آنکہ تقریباً کل راوندیہ مارے گئے۔ واقعۂ جنگ کے بعد معن پھر روپوش ہو گیا۔ المنصور نے اس کو طلب کر کے امان دی اور ولایت یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔

خراسان کی بغاوت

خلیفہ سفاح نے خراسان میں بغاوت وہلاکت کے بعد بسام بن ابراہیم ابوداؤد خالد بن ابراہیم ذہلی کو مقرر کیا تھا۔ جب ۱۴۰ھ کا دور آیا تو اس کے بعض لشکریوں نے بغاوت کی جب کہ یہ کشماہن میں مقیم تھا۔ لشکریوں نے اس کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ ابوداؤد رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر ان لوگوں کو دیکھنے کی غرض سے چڑھا اتفاق سے پاؤں پھسلا اور گر پڑا اور اسی دن جاں بحق ہو گیا۔ ابوداؤد کے مرنے کے بعد اس کا افسر پولیس "عصام" اس کی قائم مقامی کرتا رہا۔ تا آنکہ خلیفہ المنصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمن کو امیر خراسان مقرر کر کے روانہ کیا۔

عبدالجبار کی سرکشی

عبدالجبار نے خراسان میں قدم رکھتے ہی ایک آفت برپا کر دی۔ سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو اس الزام میں کہ یہ لوگ دولت علویہ کی دعوت دیتے تھے قید کر دیا جن میں مجاشع ابن حریث انصاری گورنر بخارا، ابوالمغیرہ خالد بن کثیر مولیٰ بنو تمیم گورنر کوہستان اور حریش بن محمد ذہلی یعنی ابوداؤد کا چچا زاد بھائی شامل تھے۔ پھر چند سے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور ابوداؤد کے مقرر کیے ہوئے عمال پر مال کے حاصل کرنے میں سختی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی شکایت المنصور تک پہنچی۔ ابوایوب سے مخاطب ہو کر بولا "عبدالجبار تو ہمارے ہوا خواہوں کو بغاوت کرنے کے خیال سے فنا کیے دیتا ہے" ابوایوب نے رائے دی کہ آپ لشکر خراسان کے حصہ کثیر کو جہاد روم پر بھیج دینے کو لکھ بھیجئے اور جب عبدالجبار لشکر خراسان کو جہاد روم پر بھیج دے تو جس کو چاہے خراسان بھیج دیجئے ایک لحظہ میں عبدالجبار کے دماغ کی گرمی فرو ہو جائے گی"۔ المنصور نے اس رائے کے مطابق عبدالجبار کو لکھ بھیجا۔ عبدالجبار نے جواباً لکھا "کہ چونکہ ترک نے فوج کشی کی ہے۔ اس صورت میں اگر آپ لشکر خراسان کو کسی دوسری طرف منتقل کیجئے گا تو مجھ کو خراسان کے چلے جانے کا اندیشہ ہے" المنصور نے یہ خط ابوایوب کو دیدیا۔ ابوایوب نے عرض کیا۔ "آپ یہ لکھئے کہ مجھے خراسان دوسرے ممالک سے زیادہ محبوب ہے۔ میں اس کی حفاظت کے لئے ایک عظیم الشان لشکر بھیجتا ہوں جو اس کی کامل طور سے حفاظت کرے گا" عبدالجبار نے یہ جواب دیا کہ خراسان کی آمدنی اس قدر بار عظیم کی متحمل نہیں ہو سکے گی" ابوایوب نے یہ جواب دیکھ کر عرض کیا۔ "لیجئے اس کا خبث باطنی ظاہر ہو گیا اس نے بغاوت کا اظہار کر دیا۔ آپ ذرا عجلت کیجئے"۔

المہدی کا تقرر المنصور نے ایک لشکر کے ساتھ اپنے لڑکے المہدی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ رے میں پہنچ کر قیام کرنا چنانچہ المہدی نے رے میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور خازم بن خزیمہ کو عبدالجبار سے جنگ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ خازم اور عبدالجبار میں لڑائی چھڑ گئی۔ عبدالجبار میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگا اور مقطنہ میں پہنچ کر چھپ گیا۔ مجشر بن مزاحم نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اہل مرورود کو جمع کیا اور ان لوگوں کے ساتھ دجلہ عبور کر کے مقطنہ میں اُترا اور عبدالجبار کو گرفتار کر کے خازم بن خزیمہ کے پاس حاضر ہوا خازم نے عبدالجبار کو ایک جبہ بالوں کا پہنا کر اونٹ کی دُم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا اور تمام شہر میں تشہیر کرا کے مع اس کے اہل وعیال اور ہمراہیوں کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ المنصور اُن کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا تا آنکہ جس قدر مال اُن لوگوں نے غبن کیا تھا سب کا سب حاضر کر دیا۔ تب المنصور نے عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کروا دینے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۲ھ کا ہے۔ باقی رہے اس کے اہل وعیال وہ دہلک میں قید کر دیے گئے۔

اس کامیابی کے بعد المہدی خراسان ہی میں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ ۱۴۹ھ میں عراق لوٹ آیا۔

عامل سندھ کی سرکشی ۱۴۲ھ میں عینیہ بن موسیٰ بن کعب عامل سندھ نے بغاوت کی یہ اپنے باپ کے بعد عامل سندھ مقرر کیا گیا تھا اس کے باپ نے مسیب بن زہیر کو محکمہ پولیس کا افسر مقرر کیا تھا مسیب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا عینیہ کو المنصور طلب کر کے محکمہ پولیس پر نہ مقرر کر دے عینیہ کو دم پٹی دے کر المنصور کی مخالفت پر تیار کر دیا۔ المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو وہ دارالخلافت سے بصرہ میں آیا اور بصرہ سے عمر بن حفص بن ابی صفوۃ عتکی کو سندھ و ہند کی سند گورنری مرحمت کر کے جنگ عینیہ پر مامور کر دیا چنانچہ عمر بن حفص سندھ میں پہنچ کر عینیہ سے لڑا اور کامیابی کے ساتھ سندھ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

اصبہبد کی سرکشی اسی سن میں اصبہبد والی طبرستان نے بھی سرکشی کی اور اُن مسلمانوں کے خون سے اپنے ظلم کے ہاتھوں کو رنگ لیا جو اس کے ملک میں تھے۔ المنصور نے اس کی سرکوبی کے لئے اپنے آزاد خادم ابوالخصیب، خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے طبرستان میں پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے رہے۔ بالآخر بہ مکر وحیلہ دروازہ کھلوا کر گھس گئے لڑنے والوں کو مار ڈالا اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا۔ اصبہبد نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت جس وقت مروان بن محمد کی حکومت میں تزلزل واضطراب پیدا ہوا۔ اس وقت بنو ہاشم نے ایک مجمع کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا آخر کار سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن علی کو خلیفہ بنانا چاہیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے اس شب کو بیعت کی تھی۔ المنصور بھی تھا۔ اور جب المنصور اپنے بھائی سفاح کے عہد خلافت ۱۳۶ھ میں حج کرنے گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گیا تھا اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے پاس نہیں آیا تھا اُس نے ان دونوں کو دریافت کیا۔ زیاد بن عبیداللہ حارثی نے عرض کیا "میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں" المنصور ان دنوں مکہ میں تھا۔ زیاد بن عبیداللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے بعد المنصور تخت

خلافت پر متمکن ہوا مگر محمد کا حال برابر دریافت کرتا جاتا تھا اور بنو ہاشم سے در پردہ استفسار کرتا رہتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی جستجو حد سے بڑھا لی ہے۔ اس وجہ سے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ہے اور علاوہ اس کے اور بھی عذرات مستحسنہ کر دیا کرتے تھے مگر حسن بن زید بن حسن بن علی صاف صاف کہہ دیتے تھے کہ واللہ وہ تم سے بے خوف نہیں ہے اور وہ تمہارے خوف کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ رات کو نہیں سوتا ہے۔" موسیٰ بن عبداللہ بن حسن یہ سن کر اکثر کہا کرتے تھے اللھم اطلب الحسن بدمائنا (اے خدا حسن کو ہمارے خون کے بدلے لے) اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے لڑکے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا سلیمان بن علی نے کہا: "اگر وہ (المنصور) درگزر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگزر کرتا" عبداللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے برابر اپنے لڑکے کو چھپا دینے کی سعی بلیغ کرنے لگے۔

المنصور نے جاسوسوں کو تمام وادی حجاز میں محمد کی جستجو کے لیے پھیلا دیا۔ کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر کہ المنصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں۔ جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمد کے طرف داروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا جس میں اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور عجلت کرنے کی رائے دی تھی۔ اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبداللہ کے پاس بھیجا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ یہ ان کے ہوا خواہوں کے پاس سے آیا ہے۔ بہت سا مال و اسباب اس کے ساتھ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو در پردہ ہوا خواہ محمد کا تھا۔ اس نے عبداللہ بن حسن کو مشعر باین حالات ایک خط لکھ بھیجا۔ ان دنوں محمد جہینہ میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ قاصد نے محمد کے دریافت کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان کے ہوا خواہوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے۔ عبداللہ بن حسن نے قاصد سے کہا: "تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ تم کو محمد کے پاس جہینہ کی جبل میں پہنچا دیں گے۔ چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیا اور انھوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد المنصور کے کاتب کا خط مشعر حقیقت حال آیا۔ عبداللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد و علی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع دہی اور اس قاصد سے احتراز کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابو ہبار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا۔ اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا۔ محمد کو علیحدہ لے جا کر اس واقعہ سے مطلع کیا۔ محمد نے کہا:۔

"تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے۔"

ابو ہبار نے کہا: "مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے۔"

محمد بولے "میں ایک مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کروں گا۔"

تب ابو ہبار نے کہا "اچھا اس کو مقید کر کے اپنے ہمراہ رکھیے۔"

محمد نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ اس وجہ سے کہ روزانہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے۔ پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جہینہ میں کسی کے پاس نظر بند کر دیجئے۔ محمد نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن جب لوٹ کر اپنی مجلس میں آئے تو وہ شخص ہی ندارد تھا۔

عبداللہ بن حسن

یہ شخص جہینہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مدینہ منورہ سے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا کل حالات بیان کئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ ان کے ساتھ ایک شخص ویر نامی ہے۔ ابو جعفر المنصور نے ویر کو طلب کر کے محمد کا حال دریافت کیا۔ ویر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ المنصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پٹوا کر قید کر دیا۔ اس کے بعد المنصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک خط جعلی محمد کے ہوا خواہان خراسان کی جانب سے لکھ کر دیا اور بہت سا مال و اسباب دے کر عبداللہ بن حسن کے پاس روانہ کیا۔ جوں ہی عقبہ نے عبداللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر ہوا خواہان خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا۔ عبداللہ بن حسن نے خط پھینک دیا۔ جھڑک کر بولے۔

"میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔"

اُس وقت تو عقبہ چلا آیا۔ لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن حسن اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے۔ عقبہ نے عرض کیا۔

"اس خط کا جواب لکھ دیجئے۔" عبداللہ بن حسن نے جواب دیا۔ "خط کا جواب تو نہ لکھوں گا مگر اُن لوگوں سے میرا سلام کہدینا۔ اور یہ کہدینا کہ میرے دونوں لڑکے فلاں وقت خروج کریں گے۔"

عقبہ کو جب محمد و ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر المنصور کے پاس آیا کُل حالات عرض کئے۔ المنصور نے بہ قصدِ حج کوچ کیا اور مکہ پہنچا۔ بنو حسن ملنے کو آئے۔ عبداللہ بن حسن بھی اُن کے ساتھ تھے۔ المنصور نے اُن لوگوں کی عزت و احترام سے بٹھایا اگلے دن دعوت کر دی۔ جب یہ لوگ وقت مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو المنصور نے عبداللہ بن حسن سے خطاب کر کے کہا۔ "کیوں صاحب آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمھاری حکومت میں خلل اندازی کریں گے" عبداللہ بن حسن بولے "میں اس وقت تک اُسی اقرار پر ہوں" المنصور نے عقبہ بن سالم کی طرف کنکھیوں سے دیکھا عقبہ بن سالم۔ عبداللہ ابن حسن کے روبرو آ کر کھڑا ہو گیا عبداللہ بن حسن نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اُسی طرف پھر گیا۔ عبداللہ بن حسن نے دوسری طرف مُنہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اُسی طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ المنصور دریافت کرتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا۔ المنصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دیدیا۔

غریب الوطن محمد بے چارہ جو اطراف و جوانب بلاد میں چھپا پھرتا تھا رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا۔ بنو راہب یا بقول بعض بنو مُرّہ بن عبید میں قیام کیا۔ المنصور کو اس کی خبر لگ گئی۔ یہ خبر سنتے ہی المنصور بصرہ چلا آیا۔ لیکن اس وقت محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا۔ عمر بن عبید المنصور سے ملنے کو آیا۔ المنصور نے کہا "اے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت و حکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو۔"

عمر بن عبید نے عرض کیا۔ "امیر المومنین! بصرہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو آپ کی خلافت و حکومت کا مخالف ہو۔" المنصور نے یہ سُن کر مراجعت کر دی۔ اور محمد و ابراہیم پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے۔ وہاں اطمینان خاطر نہ حاصل ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ

سے مدینہ منورہ آپہنچے۔

پھر سنہ ۱۴۰ھ میں المنصور حج کرنے کو آیا تھا۔ محمد و ابراہیم بھی حج کو آئے ہوئے تھے۔ ابراہیم نے المنصور کو دھوکہ دینے کا قصد کیا مگر محمد نے اس سے مخالفت کی۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے دونوں لڑکوں محمد و ابراہیم کے حاضر کرنے پر مجبور کیا۔ زیاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی۔ المنصور حج سے فارغ ہو کر اپنے دارالخلافت کو لوٹا اس کی روانگی کے بعد محمد وارد مدینہ منورہ ہوا۔ زیاد نہایت الطاف و مرحمت سے پیش آیا۔ امان دی اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہئے چلے جائیے۔ المنصور نے یہ خبر پا کر ابوالازہر کو جمادی الثانی سنہ ۱۴۱ھ میں زیاد اور اس کے مصاحبوں کو قید کرنے اور عبدالعزیز بن المطلب کو سند گورنری دینے کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ابوالازہر نے اس حکم کے مطابق عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کا عامل بنایا اور زیاد کو مع اس کے مصاحبین کے گرفتار کر کے المنصور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ابوالمنصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ زیاد نے چلتے وقت مدینہ منورہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے۔ اس کے بعد المنصور نے مدینہ منورہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کر کے محمد کی جستجو کی سخت تاکید کی۔ اور اس مقدمہ پر دریادلی سے مال و زر خرچ کرنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ محمد بن خالد نے بے حد مال و زر خرچ کیا مگر محمد دستیاب نہ ہوا۔ اس وقت المنصور نے اس کے اسراف سے تنگ آکر اس کی معزولی کے متعلق مشورہ کیا اس کے مصاحبین میں سے یزید بن اسید سلمی نے ریاح بن عثمان بن حیان مزنی کے مقرر کرنے کی رائے دی المنصور نے اس کو پسند کیا اور رمضان سنہ ۱۴۴ھ میں سند امارت مرحمت فرما کر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

اس نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر بڑا اودھم مچایا۔ عبداللہ بن حسن کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی۔ عتاب شاہی سے ڈرایا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا "واللہ تو آج ایسا قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب کے بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے"۔ ریاح یہ فقرہ سن کر چوکنا ہو گیا۔ ابوالبختری حاجب بولا "ان غریب کو غیب کی کیا خبر ہے۔ آپ ان سے ناحق محمد کا حال دریافت کرتے ہیں۔

ریاح نے جواب دیا۔ "تف ہو تجھ پر اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے تو نے اس کے فحوائے کلام کو نہیں سمجھا"۔ ابوالبختری اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ ریاح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا آیا اور محمد بن خالد کو گرفتار کرا کر پٹوایا۔ محمد کی جستجو میں شب و روز سرگرداں رہنے لگا۔ دریافت کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مضافات ینبع میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے فوراً اپنے ایک سردار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ بھاگ گیا۔

اس کے بعد ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا جن کے نام یہ تھے۔ "عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی"۔ حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن بن حسن، سلیمان و عبداللہ پسران داؤد بن حسن بن حسن، محمد و اسمعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن حسن بن حسن، عباس بن حسن بن حسن، موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن"۔ ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے۔ وہ اگلے دن ریاح کے پاس گئے فرمایا "میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میری قوم کے ساتھ قید کر دے"۔ ریاح نے ان کو بھی انہیں لوگوں کے ساتھ قید کر دیا۔

المنصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اُس نے لکھا کہ "انھیں لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو" یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسینؓ ہیں۔ ریاح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ انھیں ایام میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اُن کو اُن کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا۔ المنصور نے ان کو قید کر دیا۔ اس وقت سے یہ برابر قید خانہ ہی میں رہے انھوں نے اپنے باپ کے ہوا خواہوں میں سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی وابو جبر کے نام بھی بتلا دیئے تھے، المنصور نے ان دونوں کو بھی گرفتار کرا کر پٹوایا اور قید کر دیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے بعد میں المنصور کے مشیروں نے بقیہ اولاد حسن بن حسن کو بھی قید کر دینے کی رائے دی چنانچہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے اور قید خانہ بھیج دیئے گئے۔

اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۴۴ھ میں المنصور حج کرنے کو گیا۔ مکہ معظمہ پہنچا تو قید خانہ میں اولاد حسن بن حسن کے پاس محمد بن عمران ابن ابراہیم بن طلحہ و مالک بن انس کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کو ہمارے سپرد کر دو۔ عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا۔ حاضری کی اجازت طلب کی المنصور نے کہا "واللہ میری آنکھیں اُس کو اس وقت تک نہ دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں لڑکوں کو میرے پاس حاضر نہ کرے گا۔ عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دل عزیز اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا تھا۔

ادائے حج کے بعد المنصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا۔ ریاح بھی بہ نظر متابعت ساتھ ساتھ آیا۔ المنصور نے اولاد حسن کو مع اُن لوگوں کے جو اُن کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ریاح نے ان لوگوں کو قید خانہ سے نکال کر ہتھکڑیاں طوق اور بیڑیاں پہنا کر بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا۔ جعفر الصادقؓ پردہ کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے دوران سفر میں محمد و ابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے باپ عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے۔ عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے "میرے نور نظر! عجلت نہ کرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے اگر ابو جعفر المنصور تمھاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو"۔ ربذہ پہنچا تو المنصور سخت کلامی سے پیش آیا۔ گالیاں دیں اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس دُرّے لگوائے بعضوں کا بیان ہے کہ ریاح نے المنصور کو اس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے ہوا خواہ ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اس کی مخالفت نہ کرے گا۔

اس واقعہ کے بعد ابو عون عامل خراسان نے المنصور کے پاس ایک عرض داشت بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان میں اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ المنصور نے اس سے مطلع ہوتے ہی محمد بن عبداللہ کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کر دیا اور

اس کا سر اتروا کر خراسان بھیج دیا۔ اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے۔ جنھوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم تھا۔ پھر المنصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کیے گئے اس طرح سے کہ زندہ ایک ستون میں چن دیئے گئے بعد ازاں عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ المنصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کیے گئے۔ ان میں سے بجز سلیمان و عبداللہ پسران داؤد اور اسحاق و اسمٰعیل پسران ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جاں بر نہیں ہوا۔ سب کے سب کمال بیکسی سے المنصور کے پنجۂ ظلم کی نذر ہو گئے واللہ اعلم۔

محمد المہدی کا خروج

جس وقت المنصور عراق کی جانب روانہ ہوا اور قیدیان اولاد حسن اس کے ہمراہ کر دیئے گئے۔ ریاح لوٹ کر مدینہ منورہ آیا اور محمد کی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے۔ اس روپوشی اور اختفاء کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنوئیں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی۔ اسی تگ و دو میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑیں۔ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ریاح کو یہ خبر لگی کہ محمد مذار میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر محمد کی گرفتاری کے لیے روانہ ہوا۔ محمد یہ سن کر چھپ رہے۔ ریاح مجبور ہو کر خائب و خاسر واپس آیا۔ غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو و تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے۔ جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو بہ صلاح و مشورہ اپنے ہمراہیوں کے خروج کا قصد کر دیا۔ ریاح کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ آج شب کو محمد خروج کرنے والے ہیں۔ ریاح نے عباس بن عبداللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ منورہ وغیرہ کو بلا کر کہا امیر المومنین محمد کی جستجو میں مشرق و مغرب ایک کر دیں گے۔ حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پس پشت ہے۔ واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا"۔ پھر قاضی مدینہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا ایک جم غفیر ان لوگوں کا آ کر مجتمع ہو گیا۔ ریاح نے ان لوگوں کو دروازہ پر بٹھایا۔ اس کے بعد چند نفوس علوئیں بلائے گئے۔ جن میں جعفر بن محمد بن حسین، حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا لڑکا خالد تھا۔ یہ لوگ ریاح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ دفعۃً تکبیر کی آواز سنائی دی۔ کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب نے خروج کر دیا! ابن مسلم بن عقبہ مری نے ریاح سے کہا۔ "میرا کہنا مانئے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کر ڈالنے دیجئے"۔ ریاح نے اس سے انکار کیا۔

محمد بن عبداللہ نے مذار سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا قید خانہ کی طرف آئے محمد بن خالد بن عبداللہ قسری اور اس کے برادر زادہ نذیر بن یزید اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے" قید خانہ سے نکالا۔ پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو مامور کیا اور دار الامارت میں پہنچے وہ اپنے ہمراہیوں کو ندا کرتے جاتے تھے "کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا"۔ باب مقصورہ سے دار الامارہ میں داخل ہوئے ریاح اور اس کے بھائی عباس و ابن مسلم بن عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعد ازاں مسجد کی طرف آئے اور منبر

پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں المنصور کی اُن عادات خسیسہ وخصائل رذیلہ کا ذکر کیا جس کا وہ خوگر ہو گیا تھا اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا۔ اُن سے مدد کا خواستگار ہوئے اور اپنی جانب سے مدینہ منورہ میں عثمان بن محمد بن خالد بن ازہیر کو عہدہ قضا پر عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو اسلحہ خانہ پر عبدالعزیز دراوردی کو، محکمہ پولیس پر ابو غلمش عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کو اور دیوان عطا پر عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ کو مامور کیا اور محمد بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھ رہنے پر ملامتانہ پیام بھیجا۔ محمد بن عبدالعزیز نے امداد کا وعدہ کر لیا۔

مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کر محمد المہدی مکہ کی جانب روانہ ہوئے رؤسا شہر سے ان کے ہمراہیوں میں سوا ان چند لوگوں ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام، عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد، ابو سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے کسی نے تخلف نہ کیا۔ بوقت خروج اہل مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ "ہماری گردنوں میں المنصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے"۔ امام مالک نے جواب دیا "تم لوگوں نے باکراہ بیعت کی تھی اور مکرہ پر یمین نہیں ہے" اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بطیب خاطر محمد کے اعوان وانصار میں شامل ہو گئے۔ مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا۔ محمد المہدی نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لئے طلب کیا تھا یہ ایک معمر شخص تھے انھوں نے کہلا بھیجا:۔

"اے برادر زادہ واللہ تم مارے جاؤ گے۔ میں تمہاری بیعت کیسے کروں"؟ تھوڑے سے آدمی اس جواب کو سن کر پھر گئے اور بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد المہدی کا ساتھ دینے میں عجلت کی۔ حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسمٰعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ "اے چچا جان آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے جدا ہو گئے ہیں اور ہنوز میرے بھائی اُنہی کے ہمراہ ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے جائیں" اسمٰعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے حمادہ کو عداوت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ موقع پا کر اُس نے اسمٰعیل کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد محمد بن خالد قسری جس کو ریاح نے قید کر دیا تھا اور محمد المہدی نے رہا کر دیا تھا۔ پھر اس الزام میں قید کر دیا گیا کہ یہ المنصور سے خط وکتابت کرتا ہے اس وقت سے محمد بن خالد برابر قید خانہ ہی میں رہا۔

محمد المہدی کے ظہور کے نویں دن ایک شخص آل اویس بن ابی سرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا) مسافت طے کر کے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا المنصور بولا۔ "تو نے اس کو دیکھا ہے"؟ عرض کیا۔ ہاں! میں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہے۔ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے میں نے باتیں کی ہیں"۔ المنصور کو اس کے کہنے کا یقین نہ آیا۔ اگلے دن سے محمد المہدی کے خروج کی متواتر خبریں آنے لگیں تب تو المنصور کو خوف وہراس پیدا ہوا۔ اور اپنے اہل بیت وارکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی سے جو اس وقت تک قید کی مصیبتیں جھیل رہے تھے۔ محمد المہدی کے متعلق رائے طلب کی۔ انھوں نے کہلا بھیجا کہ تم فوراً کوفہ چلے جاؤ۔ کیونکہ کوفہ والے ہوا خواہ اہل بیت ہیں اور اس کی ناکہ بندی کر لو تاکہ کوفہ میں آنے

جانے والوں کی تم کو اطلاع ہوتی رہے اور سالم بن قتیبہ کو رے سے طلب کر کے جنگ آوران شام کو اس کے ہمراہ محمد المہدی کی طرف روانہ کرو اور لشکریوں کے روزینے بڑھا دو"۔ المنصور اس رائے کے مطابق کوفہ چلا آیا۔ اس کے ہمراہ عبداللہ بن ربیع بن عبداللہ بن عبدالمدان بھی تھا۔ کوفہ پہنچ کر المنصور نے یزید بن یحییٰ سے مشورہ کیا۔ سفاح اس سے اکثر مشورہ کیا کرتا تھا۔ اسی نے رائے دی کہ اہواز میں فوجیں بھیج دو تاکہ پوری پوری حفاظت ہو سکے۔ المنصور اس جواب کو سمجھ نہ سکا بولا "اس نے مدینہ میں خروج کیا ہے" یزید نے جواب دیا۔ ہاں میں سمجھا۔ اہواز ہی ان کی کامیابی کا دروازہ ہے" اور جعفر بن حنظلہ بھرانی نے بوقت مشورہ بصرہ میں فوج بھیجنے کی رائے دی تھی۔ پس جب ابراہیم نے اس سمت میں خروج کیا تو ان دونوں کی آراء کی خوبیاں ظاہر ہوئیں المنصور نے جعفر کی رائے پر اعتراض کیا تھا کہ ہم کو بصرہ کا کیوں خوف زیادہ ہے؟ جعفر نے یہ توجیہ بیان کی تھی کہ اہل مدینہ جہاں پر محمد نے خروج کیا ہے۔ جنگ آور سپاہی اور فسادی نہیں ہیں وہ اپنے ہی حال میں مست ہو رہے ہیں اور اہل کوفہ تمھارے قدموں کے نیچے ہیں۔ اور اہل شام تو پہلے ہی سے آل ابی طالب کے جانی دشمن ہیں۔ اب سوائے بصرہ کے اور کون سا مقام باقی رہا جس کی حفاظت امیرالمومنین کے لئے ضروری ہو"۔ المنصور یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد المنصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط[1] مشعر امان لکھ کر روانہ کیا

---

[1] ان خطوط کو مورخ علامہ نے اطالت فضال کے خیال سے نظر انداز کر دیا ہے لیکن بنظر دلچسپی ناظرین ہم اس کو تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۰۵ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے درج کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون"
"فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم"۔
"من خلاف او ینفوا من الارض ذلک خزی فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب عظیم۔
الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور الرحیم"
"ولک عھد اللہ ومیثاقہ وذمۃ رسولہ ان اؤمنک وجمیع ولدک"
واخوتک واھل بیتک ومن اتبعکم علی دمائکم واموالکم"
"واسوغک ما اصبت من دم او مال واعطیک الف الف درھم"
وما سالت من الحوائج وانزلک من البلاد حیث شئت وان"
اطلق من فی حبسی من اھل بیتک وان کل من جاءک وبایعک"
واتبعک او دخل فی شیء من امرک ثم لا اتبع احدا"
منھم بشیء کان منہ ابدا فان اردت ان تتوثق لنفسک"
فوجہ الی من احببت یاخذ منی الامان والعھد والمیثاق ما تتوثق بہ والسلام۔

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بے شک سزا اُن لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

محمد المہدی نے اس کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی ویسا ہی دیا جیسا کہ اُس نے لکھا تھا غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ بہ صحت تمام اُن کی روایت کی گئی ہے ان خطوط کو طبری نے کتاب الکامل میں نقل کیا ہے۔ فمن اراد الوقوف علیھا فلیلتمسھا فی اماکنھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سے آگے) فساد کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ لوگ مارے جائیں۔ یا صلیب پر چڑھائے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں دوسرے کاٹے جائیں یا شہر سے نکال دیے جائیں۔ یہ اُن کے لیے دنیا اور آخرت کا عقاب ہے اور اُن کے لیے عذاب عظیم ہے۔ مگر جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تم اُن پر غالب آؤ توبہ کر لی ہو۔ جان رکھو کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور اُس کے رسول کا عہد میثاق اور ذمہ ہے کہ میں تم کو اور تمہارے کل لڑکوں اور بھائیوں اور خاندان والوں اور ان لوگوں کو جنھوں نے تمہاری اتباع کی ہے اُن کی جان اور اُن کے مال و اسباب کی امن دیتا ہوں اور اس سے درگذر کرتا ہوں جو اس وقت تک خونریزی کی ہو یا کسی کا مال لے لیا ہو اور میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں۔ علاوہ اس کے جو تمہاری حاجت ہوگی پوری کر دی جائے گی اور جہاں تم کو منظور ہوگا اسی شہر میں تم ٹھہرائے جاؤ گے اور نیز جس قدر تمہارے خاندان والے میرے یہاں قید ہیں اُن کو میں رہا کر دوں گا اور اُس کو بھی امن دیتا ہوں جو شخص تمہارے پاس آیا ہو اور تمہاری بیعت کی ہو اور اتباع کی ہو یا کسی کام میں تمہاری اُس نے شرکت کی ہو اور اس کو امن دینے کے بعد پھر اس سے کبھی کسی قسم کا مواخذہ نہ کروں گا۔ پس اگر اس بارے میں اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہو تو جس کو چاہو میرے پاس بھیج کر مجھ سے امان، عہد، اور اقرار جس پر تم کو وثوق ہو سکے لے لو۔ والسلام۔

محمد بن عبداللہ بن حسن نے اس کا جواب حسب ذیل تحریر کیا۔

طٰسٓمٓ تلک ایات الکتاب المبین۔ نتلوا علیک من نباء موسےٰ وفرعون بالحق لقوم یومنون ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعًا یستضعف طایفۃً منھم یذبح ابناھم و یستحی نساءھم ط انہ کان من المفسدین ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃً ونجعلھم الوارثین ہ ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھا منھم ما کانوا یحذرون وانا اعرض علیک من الامان مثل ما عرضت علی فان الحق حقنا وانما دعیتم ھذا الامر بنا وخرجتم لہ بشیعتنا وحظیتم بفضلہ فان ابانا علیا کان الوصی وکان الامام فکیف ورثتم ولایتہ وولدہ احیاء ثم قد علمت انہ لم یطلب الامر احد مثل نسبنا وشرفنا وحالنا وشرف ابائنا لسنا من ابناء اللعنا ولا الطرداء ولا الطلقاء ولیس یمت احد من بنی ھاشم بمثل الذی نمت بہ من القرابۃ والسابقۃ والفضل وانا بنو ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بنت عمرو فی الجاہلیۃ وبنو بنتہ فاطمۃ فی الاسلام وانکم ان اللہ اختارنا واختار لنا فوالدنا من النبیین محمد افضلھم ومن السلف اولھم اسلامًا علی ومن الازواج افضلھن

(باقی بر صفحہ آئندہ)

پھر محمد المہدی نے مکہ معظمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحٰق کو اور شام پر موسیٰ بن عبداللہ کو مامور کیا۔ چنانچہ محمد بن حسن بقصد مکہ روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ قاسم بن اسحٰق بھی تھے۔ اتفاقاً بطن اذاخر میں سری بن عبداللہ عامل مکہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دو ہی چار ہاتھ لڑنے کے بعد سری بن عبداللہ بھاگ کھڑا ہوا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا تا آنکہ محمد المہدی نے اس کو جنگ عیسٰی بن موسیٰ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ محمد اور قاسم ابن عبداللہ عیسٰی بن موسیٰ سے لڑنے کے لیے نکلا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸ سے آگے) خدیجۃ الطاہرۃ واول من صلی الی القبلۃ ومن البنات خیرھن فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین واھل الجنۃ ومن المولودین فی الاسلام حسن وحسین سید اشباب اھل الجنۃ وان ھاشما ولد علیا مرتین۔ وان عبد المطلب ولد حسنا مرتین وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولدنی مرتین من قبل حسن والی اوسط بنی ھاشم نسبا واصرحھم ابا لم تعرف فی العجمۃ ولم تنازع فی امھات الاولاد فمازال یختار لی الاباء والامھات فی الجاھلیۃ والاسلام حتی یختار لی فی الاشرار فانا ابن ارفع الناس درجۃ فی الجنۃ واھونھم عذابا فی النار۔ ولک اللہ علی ان دخلت فی طاعتی واجبت دعوتی ان اومنک علی نفسک ومالک وعلی کل امر احدثتہ الا حد امن حدود اللہ او حقا لمسلم او معاھد فقد علمت ما یلزمنی من ذلک۔ وانا اولی بالامر منک واوفی بالعھد لانک اعطیتنی من الامان والعھد ما اعطیتہ رجالا قبلی فای الامانات تعطنی امان ابن ہبیرۃ ام امان عمک عبد اللہ بن ام امان ابو مسلم۔

(ترجمہ) طسم یہ آیتیں کھلی ہوئی کتاب کی ہیں۔ ہم تجھکو کچھ احوال موسٰی اور فرعون کا تحقیقی سناتے ہیں، اس قوم کے لیے جو یقین کرتے ہیں۔ بے شک فرعون ملک میں بڑا ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں نے کئی جتھے کر رکھے تھے ایک گروہ کو اُن میں سے کمزور کر دیا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدین سے تھا اور ہم چاہتے ہیں کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہوئے تھے اور ان کو ہم سردار بنائیں اور ان کو ہم اُن کا قائم مقام بنائیں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کر دیں اور دکھا دیں فرعون و ہامان کو اور انُ کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا وہ خطرہ رکھتے تھے اور ہم تمھارے روبرو ویسا ہی امان پیش کرتے ہیں جیسا کہ تم نے ہمارے لیے پیش کیا تھا کیونکہ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور بے شک تم ہمارے ہی سبب سے اس کے مدعی ہوئے اور ہمارے ہی گروہ والے بن کر ہم پر حکومت کے حاصل کرنے کو نکلے اور اسی کی بدولت کامیاب بھی ہو گئے، کیونکہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا پس کیسے تم اس کی ولایت کے وارث ہو گئے۔ حالانکہ اُن کے لڑکے بقید حیات ہیں۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ آج تک کسی نے اس خلافت کی خواہش ہم جیسے نسب و شرف و شریف خاندان والے شخص نے نہیں کی۔ ہم ملعونوں کے لڑکے نہیں ہیں اور نہ مردودوں کے اور نہ اُن لوگوں کے جو بحالہ چھوڑ دیئے گئے تھے۔ بنو ہاشم

(باقی بر صفحہ آئندہ)

ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارنے کی خبر پہنچی۔ چنانچہ محمد۔ ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اُسی کے ہمراہ بصرہ میں رہا باقی رہا قاسم وہ مدینہ میں چھپا رہا۔ یہاں تک کہ عیسیٰ کی بیوی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی۔ باقی رہے موسیٰ بن عبداللہ۔ وہ شام کی طرف چلے گئے۔ جب اہلِ شام نے ان کا ساتھ نہ دیا تو مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منورہ سے بصرہ میں آکے چھپ رہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹ سے آگے) میں کسی شخص کا سلسلۂ قرابت ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا سلسلہ قرابت، سابقیت اور فضل کا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں فاطمہ بنت عمرو مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہیں اور اسلام میں آپ کی لڑکی فاطمہ کی نسل سے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے ہم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ بنایا ہے نبیوں میں ہمارے والد محمد صلعم ہیں جو سب سے افضل ہیں اور سلف میں علی ہیں جنھوں نے سب کے پہلے اسلام قبول کیا اور بیبیوں میں سب سے بہتر خدیجہ طاہرہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی۔ اور لڑکیوں میں بہترین دختران رسول صلعم فاطمہ سیدۃ النساء عالمین و اہل جنت ہیں اور مولودین اسلام میں حسنؓ و حسینؓ سردار جوانان جنت ہیں۔ بے شک ہاشم سے علی کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے حسن کا بھی دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا بھی منجانب حسن و حسینؓ دوہرا سلسلہ قرابت ہے۔ اور بلا شبہ میں بہ اعتبار نسب کے بہترین بنی ہاشم ہوں اور میرا باپ اُن کے مشاہیر میں ہے مجھ میں کسی عجمی کا میل نہیں ہے اور نہ مجھ میں امہات اولاد کی کوئی نزاع ہوئی ہے۔ ہمیشہ سے میرے آباؤ امہات جاہلیت و اسلام میں ممتاز ہوتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے لئے خیرالاشرار کو منتخب کیا، میں بیٹا ہوں اُس کا جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور بیٹا ہوں اُس کا جس پر دوزخ میں کمتر عذاب ہوگا (مراد اس سے ابو طالب ہیں) اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری اطاعت قبول کرلو اور میرا کہنا مانو تو میں تم کو تمہاری جان اور تمہارے مال کی امان دیتا ہوں اور ہر امر سے جس کے تم مرتکب ہوئے ہو درگذر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق کا یا معاہد کا میں ذمہ دار نہ ہوں گا کیونکہ تم یہ خود جانتے ہو کہ اس معاملہ میں میں مجبور ہوں۔ اور بلا شبہ میں تم سے زیادہ مستحق خلافت ہوں اور عہد کا پورا کرنے والا ہوں اس وجہ سے کہ تم نے امان و قول مجھ سے پہلے بھی چند لوگوں کو دیا تھا پس تم کون سی امان مجھے دیتے ہو۔ امان ابن ہبیرہ کی۔ یا امان اپنے چچا عبداللہ بن علی والی۔ یا امان ابومسلم کی۔

(ابن ہبیرہ اور عبداللہ بن علی اور ابومسلم کو المنصور نے امان دے کر دھوکہ دیا تھا) جب المنصور کے پاس اس نوک جھوک کا خط پہنچا پڑھنے کے ساتھ ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا اُسی وقت ابو ایوب کو طلب کرکے خط دکھلایا اور ذیل کا خط لکھ کر روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد فقد بلغنی کلامك وقرأت کتابك فاذا جل فخرك بقرابة النساء لتضل به الجفاة والغوغاء۔ ولم یجعل اللہ النساء کالعمومة (باقی برصفحہ آئندہ)

اتفاق سے ایک روز ان کو اور ان کے لڑکے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کرلیا اور چند محافظین کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا المنصور نے ان کو پٹواکر قید کردیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٠ سے آگے) والآباء ولا كالعصبة والاولياء لان الله جعل العم اباً وبدأ به في كتابه على الوالدة الدنيا ولو كان اختار الله لهن على قدر قرابتهن كانت امنة اقربهن رحماً واعظمهن حقاً واول من يدخل الجنة ولكن اختار الله لخلقه على علمه فيما مضى منهم واصطفائه لهم واما ما ذكرت من فاطمة ام ابي طالب وولادتها فان الله لم يرزق احداً من ولدها الاسلام لا بنتاً ولا ابناً ولو ان رجلا رزق الاسلام بالقرابة رزقه عبد الله ولكان اولاهم بكل خير في الدنيا والآخرة ولكن الله يختار لدينه من يشاء قال الله تعالى انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء وهو اعلم بالمهتدين ولقد بعث الله محمداً صلى الله عليه وسلم وله عمومة اربعة فانزل الله عز وجل وانذر عشيرتك الاقربين فانذرهم ودعاهم فاجاب اثنان احدهما ابوك فقطع الله ولايتهما ولم يجعل الله بينه وبينهما الاً ولا ذمة ولا ميراثاً وزعمت انك ابن اخف اهل النار عذاباً وابن خير الاشرار وليس في الكفر بالله صغير ولا في عذاب الله خفيف ولا يسير وليس في الشر خيار ولا ينبغي لمومن يومن بالله ان يفخر بالنار وسترد وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون واما امر حسن وان عبد المطلب ولده مرتين وان النبي صلى الله عليه وسلم ولدك مرتين فخير الاولين والآخرين رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يلده هاشم الا مرة ولا عبد المطلب الا مرة وزعمت انك اوسط بني هاشم واصرحهم اماً واباً وانه لم يلدك العجم ولم تعرف فيك امهات الاولاد فقد رايتك فخرت على بني هاشم طراً فانظر ويحك وفخرت على من هو خير منك نفساً واباً واولاداً واخاً ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم وما خيار بني ابيك خاصة واهل الفضل منهم الا بنو امهات الاولاد وما ولد فيكم بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من علي بن الحسين وهو لام ولد ولهو خير من جدك حسن بن حسين۔ وما كان فيكم بعده مثل محمد بن علي وجدته ام ولد ولهو خير من ابيك ولا مثل ابنه جعفر وجدته ام ولد ولهو خير منك واما قولك انكم بنو رسول الله صلى الله عليه وسلم فان الله تعالى يقول في كتابه ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكنكم بنو بنته وانها لقرابة قريبة ولكنها لا يجوز لها الميراث ولا ترث الولاية ولا يجوز لها الامامة فكيف تورث بها ولقد طلبها ابوك بكل وجه فاخرج فاطمة نهاراً ومرضها سراً ودفنها ليلاً فابى الناس الا الشيخين ولقد جاءت (باقی برصفحہ آئندہ)

اس کے بعد المنصور نے عیسٰی بن موسٰی کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا اس کے ہمراہ محمد بن ابی العباس السفاح، کثیر بن حصین عبدی، حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے۔ روانگی کے وقت المنصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی تلوار کو نیام میں داخل کر لینا، امان دیدینا اور اگر روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا، یہ اس کے حالات کو جانتے ہیں اور آل ابوطالب

(بقیہ حاشیہ ص۶۱ سے آگے) السنة لا اختلاف فيها من المسلمين ان الجد ابا الام والخال والخالة لا يورثون واما ما فخرت به من على وسابقته فقد حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم الوفاة فامر غيره الصلوٰة ثم اخذ الناس رجلاً بعد رجل فلم ياخذوه وكان فى الستة فتركوه كلهم دفعًا له عنها ولم يروا له حقًا فيها واما عبد الرحمن فقدم عليه عثمانؓ وهو له متهم وقاتله طلحة والزبير وابى سعد بيعته فاغلق بابه دونه ثم بايع معاوية بعده ثم طلبها بكل وجه وقاتل عليها وتفرق عنه اصحابه وشك فيه شيعته قبل الحكومة ثم حكم حكمين رضى بهما واعطاهما عهد الله وميثاقه فاجتمعا على خلعه ثم كان حسن فباعها من معاوية بخرق ودراهم ولحق بالحجاز واسلم شيعته بيد معاوية ودفع الامر الى غير اهله واخذ مالا من غير ولاية ولا حلة فان كان لكم فيها شيئ فقد بعتموه واخذتم ثمنه ثم خرج عمك حسينؓ على ابن مرجانة فكان الناس معه عليه حتى قتلوه واتوا برأسه اليه ثم خرجتم على بنى امية فقتلوكم وصلبوكم على جذوع النخل واحرقوكم بالنيران ونفوكم من البلدان حتى قتل يحيٰى بن زيدؓ بخراسان وقتلوا رجالكم واسروا الصبية والنساء وحملوهم بلا وطاء فى المحامل كالسبى المجلوب الى الشام حتى خرجنا عليهم وطلبنا بثاركم و ادركنا بدمائكم واورثناكم ارضهم وديارهم وسنينا سلفكم وفضلناه فاتخذت ذلك علينا حجة وظننت انا انما ذكرنا اباك للتقدمة منا له على حمزةؓ والعباسؓ و جعفرؓ وليس كذلك كما ظننت ولكن خرج هؤلاء من الدنياء سالمين متسلمًا منهم مجتمعًا عليهم بالفضل وابتلى ابوك بالقتال والحرب وكانت بنو امية تلعنه كما تلعن الكفرة فى الصلوٰة المكتوبة فاحتججنا وذكرناهم فضله وعنفناهم وظلمناهم بما نالوا منه فلقد علمت ان مكرمتنا فى الجاهلية سقاية الحاج الاعظم وولاية زمزم فصارت للعباس من بين اخوته فنازعنا فيها ابوك فقضى لنا عليه عمرؓ فلم تزل نليها فى الجاهلية والاسلام ولقد قحط اهل المدينة فلم يتوسل عمر الى ربه ولم يتقرب الا بابينا حتى يغيثهم الله فسقاهم الغيث وابوك حاضر لم يتوسل به ولقد علمت انه لم يبق احد من بنى عبد المطلب بعد النبى صلى الله عليه وسلم غيره فكانت وراثته (باقی برصفحہ آئندہ)

میں سے جو شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے پاس لکھ بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اُس کا مال و اسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر الصادق منجملہ ان لوگوں کے تھے جو روپوش ہو گئے تھے چنانچہ عیسیٰ ابن موسیٰ نے ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور وارد مدینہ منورہ ہوا تھا تو جعفر الصادقؒ نے اُس سے اپنا مال و اسباب طلب کیا تھا اور المنصور نے جواب دیا تھا کہ اس کو تو تمہارے ہی مہدی نے ضبط کر لیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲ سے آگے) من عمومته ثم طلب هذا الامر غير واحد من بني هاشم فلم ينله الا ولده فالسقاية سقايته وميراث النبي له والخلافة في ولده فلم يبق شرف ولا فضل في جاهلية ولا اسلام في الدنيا والاخرة والعباس وراثه ومورثه واما ماذكرت من بدر فان الاسلام جاء والعباس يمون ابا طالب وعياله وينفق عليهم للازمة التي اصابته ولوان العباس اخرج الى بدر كارها لمات طالب وعقيل جوعا وللحسا جفان عتبة وشيبة ولكنه كان من المطعمين فاذهب عنكم العار وابة وكفاكم النفقة والمونة ثم فدي عقيلا يوم بدر فكيف تفخر علينا وقد علنا كم في الكفر وفدينا كم وحزنا عليكم مكارم الاباء وورثنا دونكم خاتم الانبياء وطلبنا بثاركم فادركنا منه ما عجزتم عنه لم تدركوا الا نفسكم والسلام عليكم ورحمة الله۔

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد مجھے تمہاری باتیں معلوم ہوئیں اور میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تمہارے فخر کا دار و مدار عورتوں کی قرابت پر ہے۔ جس سے جہال اور بازاری دھوکا کھا سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں، باپوں، عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اپنی کتاب میں اس کو قریب تریں ماں پر مقدم کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ صلعم) ان میں سے نہایت قریب عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں سے اولیٰ ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو گذر گئے ہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا اور برگزیدہ کیا (نہ کہ جیسا تم سمجھتے ہو) اور تم نے جو فاطمہؓ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو بوجہ قرابت دائرہ اسلام میں داخل کرتا تو عبداللہ کو۔ اور بے شک وہ ہر طرح سے دنیا و آخرت میں بہتر تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے جس کو چاہا اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بے شک تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے" اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کے چار چچا اس وقت تھے۔ پس اللہ عز و جل نے آیۂ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین (باقی برصفحہ آئندہ)

الغرض عیسیٰ نے قید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کی طلبی کے خطوط روانہ کئے منجملہ ان کے عبدالعزیز بن مطلب مخزومی، عبید اللہ بن محمد بن صفوان جمحی اور عبداللہ ابن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب تھے پس عبداللہ معہ اپنے بھائی عمر بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ منورہ سے نکل آئے۔ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳ سے آگے) (اور ڈراتو اپنے قریب ترین عزیزوں کو) نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا از انجملہ ایک میرا باپ تھا (یعنی عباس ابن عبدالمطلب اور دوسرے حمزہ اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا۔ ان میں سے ایک تمھارا باپ تھا (یعنی ابو طالب بن عبدالمطلب اور دوسرا ابو لہب بن عبدالمطلب) اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی عزیز داری و ذمہ و میراث نہ قائم کی۔ تمھارا یہ زعم ہے کہ تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جو دوزخیوں میں سب سے کمتر عذاب میں ہوگا اور تم خیر الاشرار کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے میں کوئی صغیر نہیں ہوتا اور عذاب میں خفیف و آسان نہیں ہوتا اور شر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا کسی مرد مومن کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یہ مناسب نہیں ہے دوزخی ہونے پر فخر کرے اور عنقریب تم خود دوزخ میں جاؤ گے اور قریب ہے کہ جان جائیں گے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ الٹے پلٹے جائیں گے۔ جس کے متعلق جو تم نے یہ لکھا ہے کہ عبدالمطلب سے ان کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور پھر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرفہ تعلق قرابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو ہاشم و عبدالمطلب سے صرف ایک پدری تعلق تھا اور تمھارا یہ زعم کہ تم بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمھارے باپ و ماں ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں عجمیوں کا میل نہیں ہے اور یہ کہ تم میں کسی کنیزک کا لگاؤ نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنو ہاشم سے اپنے کو مفتخر بنا دیا ہے۔ غور کرو تم پر تف ہو کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم نے اپنے کو حد سے متجاوز کر دیا ہے اور تم نے اس سے اپنا فخر جتایا ہے جو تم سے ذاتاً و صفاتاً بہتر ہے۔ یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ماریہ کو نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحفۃً بھیجا تھا) بالخصوص تمھارے باپ کی اولاد میں کوئی بہتر و اہل فضل سوائے بنو امہات الاولاد (کنیزک زادوں کے) نہیں ہے۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم میں علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی شخص نہیں پیدا ہوا اور وہ ام ولد (کنیزک) کے لڑکے اور بلاشبہ تمھارے دادا حسن بن حسین سے بہتر ہیں اور کوئی شخص تم میں بعد ان کے محمد بن علی کی طرح نہیں ہوا اور ان کی دادی ام ولد تھیں اور ہر آئینہ وہ تمھارے باپ سے بہتر ہیں اور نہ کوئی مثل ان کے لڑکے جعفر کے ہے اور ان کی دادی بھی ام ولد ہیں اور یہ تم سے بہتر ہیں اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم (محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے) (باقی بر صفحہ آئندہ)

کرکے یا اُس کے اردگرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی مصاحبین میں باہم اختلاف ہوا تو مہدی نے بہ نظر اقتداءِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھدوایا تھا۔ اس اثناء میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوص میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ اس سے پیشتر محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن بعد کو اجازت دیدی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴ سے آگے) لیکن تم لوگ ان کی لڑکی کے لڑکے ہو اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں پہنچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی وارث ہو سکتی ہے اور نہ اس کو امامت جایز ہے پس کیونکر اس قرابت کے ذریعہ سے تم وارث ہو سکتے ہو۔ اور تمہارے باپ نے ہر طرح سے اس کی خواہش کی تھی فاطمہ کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا بایں ہمہ لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کسی کو منظور نہ کیا اس طریقہ میں مسلمانوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانا، ماموں اور خالہ مورث نہیں ہوتے۔ اور جو تم نے علی اور اُن کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ وقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازاں لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور علیؓ کو منتخب نہ کیا حالانکہ یہ بھی اُن چھ بزرگوں میں تھے لیکن سب نے اُن کو اس امر کے قابل نہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور اِن لوگوں نے اس میں اُن کو حق دار نہ خیال کیا اور عبدالرحمٰن نے تو ان پر عثمان کو مقدم کر دیا اور وہ اس معاملہ میں متہم بھی ہیں اور طلحہ و زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا دروازہ بند کر لیا بعد ازاں معاویہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد تمہارے باپ نے پھر خلافت کی تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے مصاحبین علیحدہ ہو گئے اور قبل حکم مقرر کرنے کے اُن کے ہوا خواہ ان کے مستحق ہونے کے بابت مشکوک ہوتے پھر اُنھوں نے دو شخصوں کو بہ رضامندی حکمؑ مقرر کیا اور اُن کو اللہ کا عہد و میثاق دیا اُن دونوں شخصوں نے اُن کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ پھر حسن خلیفہ ہوئے انھوں نے حکومت و خلافت کو معاویہؓ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلے فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے آئے اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہؓ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو اُن کے حوالہ کر دیا اور بلا استحقاق و جواز مال لے لیا پس اگر تمہارا اس میں کچھ حق بھی تھا تو اس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی۔ پھر تمہارے چچا حسین نے ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر خروج کیا لوگوں نے برخلاف تمہارے چچا کے اُس کا ساتھ دیا تاآنکہ ان لوگوں نے تمہارے چچا کو قتل کر ڈالا اور ان کا سر کاٹ کر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم لوگوں نے بنو امیہ پر خروج کیا اُن لوگوں نے تم کو قتل کیا خرما کی ڈالیوں پر سولی دی آگ میں جلایا اور شہر بدر کر دیا۔ یحیٰی بن زید کو خراسان میں قتل کیا تمہارے ذکور کو اُنھوں نے مار ڈالا لڑکے اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر فرش کے محملوں پر سوار کرا کے تجارتی لونڈیوں کی طرح شام بھیج دیا۔ یہاں تک کہ اُن پر ہم نے خروج کیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ طلب کیا۔ چنانچہ تمہارے خونوں کا بدلہ ہم نے لے لیا اور ہم نے تم کو اُن کے ملک و زمین کا مالک بنایا اور ہم نے تمہارے اسلاف کو بلند کیا اور فضیلت دی۔ کیا تم اس کے ذریعہ سے ہم کو معقول کیا چاہتے ہو؟ شاید تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تمہارے باپ کو حمزہؓ، عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے تھے (باقی بر صفحہ آئندہ)

ایک جم غفیر اپنے اہل وعیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا۔ معدودے چند مہدی کے پاس رہ گئے اُس وقت اس کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ ابو الغلمش کو اُن لوگوں کے واپس لانے پر مامور کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ صـ۶۵ کے آگے) حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمھارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسا صاف گئے ہیں کہ سب اِن کے مطیع اور اِن کے افضل ہونے کے قایل تھے اور تمھارا باپ جدال وقتال میں مبتلا کیا گیا بنو امیہ ان پر لعنت ویسا ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض میں کی جاتی ہے۔ پس ہم نے جھگڑا کیا، اُن کے فضائل بیان کیے اُن پر سختی کی اور بہ وجہ حرکات ناشایستہ کے اُن کی ہم نے گوشمالی کی۔ بے شک تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی جاہلیت میں حجاج کے پانی پلانے اور ولایت زمزم پر منحصر تھی اور یہ عباس کے بھائیوں میں سے صرف عباسؓ ہی کے لیے مخصوص تھی۔ تمھارے باپ نے اس بابت ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے ہمارے حق میں اس کا فیصلہ کیا پس اس کے برابر مالک ہم ہی جاہلیت واسلام میں رہے اور جن دنوں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا تو عمرؓ نے اپنے رب کی طرف توسل وتقرب ہمارے ہی باپ کے ذریعہ سے کیا تھا اور انھیں کے توسل سے پانی مانگا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا حالانکہ تمھارے باپ اُس وقت موجود تھے اُن کا توسل نہیں کیا اور یہ تم کو معلوم ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی عبد المطلب میں سے کوئی شخص سوائے عباس کے باقی نہ تھا پس وراثت چچا کی طرف منتقل ہوگئی پھر بنی ہاشم میں سے متعدد شخصوں نے خلافت کی خواہش کی مگر سوائے ان کے لڑکے کے اور کوئی کامیاب نہ ہوا۔ سقایہ تو ان کا تھا ہی میراث نبی بھی ان کی طرف منتقل ہوگئی اور خلافت ان کے لڑکوں میں چلی آئی غرض دنیا وآخرت کی جاہلیت واسلام میں کوئی شرف وعزت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ عباس اس کے وارث ومورث نہ ہوتے ہوں اور جو بدر کا واقعہ بیان کیا ہے تو جب اسلام شایع ہوا اُس وقت عباس ابو طالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے اور قحط کی وجہ سے اُن کے خرچ سے دست گیری کرتے تھے اور اگر بدر میں بااکراہ عباسؓ نکالے جاتے تو طالب وعقیل بھوکوں مرجاتے اور عتبہ وشیبہ کے لگنوں کو چاٹتے رہتے لیکن عباس تو اُن کو کھانا کھلا رہے تھے۔ اُنھوں ہی نے تمھاری آبرو رکھی غلامی سے بچایا کھانے کپڑے سے تمھاری کفالت کرتے رہے پھر جنگ بدر میں عقیل کو فدیہ دے کر چھوڑایا پس تم ہم سے کیا دون کی لیتے ہو ہم نے تمھارے عیال کی کفر میں بھی خبر گیری کی ہے۔ فدیہ تمھارا دیا ہے۔ تمھارے بزرگوں کی عزت وناموس کو محفوظ رکھا ہے، خاتم الانبیاء کے تمھارے سوا ہم وارث ہوئے ہیں اور تمھارا معاوضہ بھی ہم نے طلب کیا چنانچہ جس سے تم عاجز ہوگئے تھے اور جس کو تم اپنے لئے حاصل نہ کرسکے تھے اُس کو ہم نے حاصل کرلیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(مترجم) المنصور نے جواب خط کے لکھنے میں جادہ اعتدال سے قدم بہت باہر نکال دیا ہے۔ علی ابن ابی طالب اور امام حسنؓ پر فضول بے سروپا کے بہتان قایم کئے ہیں اس کا یہ تحریر کرنا کہ "تمھارے باپ نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی" بالکل غلط ہے جناب امیر نے کبھی خلافت کی خواہش نہیں کی تھی اور نہ جناب سیدۃ النساء کو اس غرض کے لئے دن میں باہر نکالا تھا۔ علی ہذا امام حسنؓ کے نسبت یہ لکھنا کہ اُنھوں نے خلافت کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

بہرحال عیسیٰ نے اعوص سے کوچ کر کے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راستہ کی طرف بھیج دیا تاکہ بوقت ہزیمت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدی کے پاس کہلا بھیجا کہ خلیفہ المنصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب و سنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور انجام کار بغاوت سے ڈراتے ہیں۔ مہدی نے جواب دیا "میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے" عیسیٰ یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ بارھویں رمضان ۱۴۵ھ کو بمقام جرف میں آ اترا دو روز ٹھہرا رہا تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ سے پکار کر کہا

"اے اہل مدینہ میں تم کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان میں حائل نہ ہو"

اہل مدینہ گالیاں دینے لگے عیسیٰ لوٹ آیا دوسرے دن پھر اسی مقام پر بہ قصد جنگ گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو اطراف مدینہ منورہ میں پھیلا دیا۔ محمد المہدی بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں آیا اس کا پھریرا عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد احد تھا۔ سب سے پہلے ابو غلمش صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا خم ٹھونک کر آواز دی۔ "ہے کوئی لڑنے والا جو مجھ سے آ کر ہم نبرد ہو"

عیسیٰ کے لشکر سے اسد کا بھائی نکلا ابو غلمش نے قریب پہنچتے ہی اس کو مار ڈالا دوسرا شخص آیا اس کا بھی ابو غلمش نے خاتمہ کر دیا اور جوش مردانگی میں آ کر بول اٹھا "انا ابن الفاروق"

محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں بتلا ہوا ستر آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیادوں کو لے کر خندق کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا محمد کے ہمراہیوں نے تیر باری شروع کی مگر حمید کے قدم استقلال کو لغزش نہ ہوئی دیوار تک جوں توں کر کے پہنچ گیا اور اس کو منہدم کر کے خندق کو بھی عبور کر لیا اور محمد المہدی کے ہمراہیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا لشکریوں نے خندق کو عرق گیر، زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیئے جوانان لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ محمد نے میدان جنگ سے واپس آ کر غسل کیا۔ خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا عبد اللہ بن جعفر بولے "آپ نے بڑی غلطی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶ سے آگے) بعوض کپڑے اور درہم کے فروخت کر ڈالا محض بہتان ہے انھوں نے خلافت سے دست کشی کر کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دی تھی اور اس طرح سے اپنے جد امجد رسول اللہ صلعم کی اس پیشین گوئی کو کہ "یہ لڑکا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہوگا" پوری کی تھی۔ اس کا یہ لکھنا بھی افترا ہے کہ عباس ابوطالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے۔ چونکہ محمد بن عبداللہ کے ہوا خواہ علی ابن ابی طالب کے فضائل بیان کرنے کے وقت یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بدری اور عباس بدر میں کفار کے ساتھ تھے اس وجہ سے اس نے بدر کا تذکرہ کر کے اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کی ہے۔ غریب محمد نے اپنے خط میں عباس کی نسبت ایک حرف بھی برائی کا نہیں تحریر کیا اور اس نے اپنے خط میں کوئی دقیقہ علی کی برائی کا نہیں اٹھا رکھا۔ کما لا یخفٰی۔

کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش مکہ چلے گئے ہوتے"۔ جواب دیا۔
"میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ فعل نہ کروں گا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مارا جاؤں گا اور تم بہ نسبت میرے آسانی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ"۔

محمد المہدی کا قتل

عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر لوٹ آئے۔ اسی طرح تقریباً کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا "آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تعداد تھی"۔ عیسیٰ ابن خضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور مہدی یہی جواب دیتا تھا۔
"واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلا، بلا نہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ"۔
اس کے بعد مہدی نے ظہر بن اداکی عیسیٰ بن خضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے اسماء تھے پھر قید خانہ کی طرف آیا۔ ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا محمد بن قسری نے یہ خبر پاکر دروازہ بند کر لیا۔ اور بچ گیا۔ ابن خضیر لوٹ کر محمد کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے لگا۔ محمد بطن سلع کی طرف بڑھا۔ اس کے رکاب میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کے نیام توڑ کر مرجانے کے عہد و پیمان کر کے ٹھہر گئے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار ہزیمت دی۔ کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور دوسری جانب سے اتر کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر منارہ مسجد پر پھریرہ کی طرح سے اڑا دیا محمد کے ہمراہیوں کے جو اس وقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے۔ یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ہمراہیوں کو اپنی جانب سے راستہ دیدیا عیسیٰ کے لشکری مدینہ منورہ ہو کر محمد کے لشکریوں کے سامنے سے آپہنچے محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن خضیر کو پکار کر بولا۔ "تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں"۔ ابن خضیر اس پر ملتفت نہ ہوا برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا محمد اس کی لاش پر لڑ رہا تھا عیسیٰ کے لشکری ہر چہار طرف سے اس پر حملہ کر رہے تھے اور محمد کمال استقلال سے للکار للکار کر ان کے حملوں کا جواب دیتا جاتا تھا ایک شخص نے لپک کر پشت پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جوں ہی جھکے حمید ابن قحطبہ نے بڑھ کر سینہ پر ایک برچھا رسید کر دیا۔ تیورا کر گر پڑے۔ ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر سر اتار لیا اور عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے محمد کے سر کو معہ سرہائے بنو شجاع محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی معرفت المنصور کی خدمت میں روانہ کیا اور نامہ بشارت فتح قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کر گئے۔ یہ واقعہ قتل نصف رمضان المبارک ۱۴۵ھ یوم دو شنبہ بعد عصر چودہ تاریخ) کو واقع ہوا۔
خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے کئی لوائے امان کی غرض سے مدینہ منورہ کے مختلف مقامات میں نصب کر دیئے اور محمد کی لاش کو معہ اُن کے ہمراہیوں کے مابین ثنیۃ الوداع و مدینہ منورہ سولی پر چڑھا دیا۔ پھر اُن کی بہن

زینب سے اجازت حاصل کرکے بقیع میں دفن کردیا۔

اسی زمانہ سے المنصور نے رسد و غلہ کو براہ دریا مدینہ منورہ میں آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد المہدی نے اجازت دی۔

اس واقعہ میں محمد المہدی کے قبضہ میں ذوالفقار علیؓ تھی جس کو اس نے بہ عوض ایک مطالبہ کے جو اس پر واجب الادا تھا ایک تاجر کو دیدیا تھا۔ چنانچہ جب جعفر بن سلیمان والی مدینہ منورہ بن کر آیا تو اس نے یہ مطالبہ ادا کرکے ذوالفقار علی تاجر سے لے لی، خلیفہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے واپس لے لی رفتہ رفتہ الرشید تک پہنچی۔ الرشید اپنی کمر سے باندھتا تھا اس میں اٹھارہ تفارہ تھے۔

محمد المہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ، حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین اور حسین و علی پسران زید بن علی بن حسین تھے۔ المنصور حسین و علی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ "میں نے تو انھیں دونوں کے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ پھر انھوں نے کیوں محمد کی اعانت کی"۔ علی و زید پسران حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور ان دونوں کے والد حسن بن زید المنصور کے ہمراہ تھے۔ اور حسن و یزید و صالح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر، قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا باپ المنصور کے لشکر میں تھا۔

بنی ہاشم کے علاوہ جو لوگ اس معرکہ میں محمد کے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ حسب ذیل تھے

محمد بن عبداللہ بن عمر بن سعید بن العاصی، محمد بن عجلان، عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم، ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ (یہ گرفتار کرلیے گئے تھے اور دُرّے سے پٹوا کر قید کردیے گئے تھے یہاں تک کہ سودان نے عہد حکومت عبداللہ بن ربیع حارثی میں مدینہ میں قدم رکھا عبداللہ بن ربیع مدینہ منورہ سے بھاگ گیا۔ ابوبکر بن ابی سبرہ پابہ زنجیر قیدخانہ سے نکل کر مسجد میں آئے محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلا کر سودان کے سمجھانے کو کہا چنانچہ یہ لوگ معہ ابن ابی سبرہ کے سودان کے پاس گئے اور اُن لوگوں کو سمجھا بجھا کر بدستور سابق اطاعت پر راضی کرکے لوٹا دیا اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہ پڑھی عشاء کا وقت آیا جماعت کھڑی ہوئی تو اصبغ بن ابی سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان نے پکار کر کہا "میں فلاں بن فلاں ہوں بہ اطاعت امیرالمومنین نماز پڑھتا ہوں" اور نماز ادا کرکے چلتا پھرتا نظر آیا۔ کسی نے کچھ تعرض نہ کیا صبح ہوئی تو ابن ابی سبرہ کے کہنے سے سودانیوں نے جو کچھ لوٹ لیا تھا واپس کردیا۔ اس کے بعد ابن الربیع عامل مدینہ بطن نخل سے واپس آیا اور وثیق و یعقل رؤسائے سودانیوں کے ہاتھ کاٹے، عبدالواحد بن ابی عون (مولی ازد) عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ بن عبدالعزیز بن محمد دراوردی، عبدالحمید بن جعفر، عبداللہ بن عطاء

بن یعقوب (موالی بنی سبیع) اور اس کے لڑکے[1]، عیسیٰ و عثمان پسران خضیر، عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر (ان کو المنصور نے اس واقعہ کے بعد بصرہ میں گرفتار کر کے قتل کیا تھا) عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع، علی بن مطلب بن عبداللہ بن حنطب، ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر، ہشام بن عمارہ بن ولید بن عدی بن عبدالجبار، اور عبداللہ بن یزید بن ہرمز وغیرہ۔

ابراہیم بن عبداللہ

ابراہیم بن عبداللہ برادر المہدی محمد کی جستجو پانچ برس سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا تھا۔ گاہے فارس، گاہے کرمان، گاہے جبل، گاہے حجاز، گاہے یمن اور کبھی شام میں بھی جا پہنچتا تھا ایک بار موصل میں المنصور کے دستر خوان پر حاضر ہوا تھا اور دوبارہ بغداد میں جن دنوں المنصور نجموں اور واقف کاروں کے ساتھ بغداد کا بنیادی پتھر لب فرات رکھنے کو آیا تھا المنصور کو اس کی خبر لگ گئی فوراً آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر مامور کر دیا۔ ابراہیم لوگوں میں ایسا چھپ رہا کہ وہ لوگ بے نیل مرام واپس گئے تب المنصور نے ہر مکان پر ایک ایک جاسوس مقرر کر دیا اس وقت ابراہیم سفیان بن حیان قمی کے ہاں مقیم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ سفیان اور ابراہیم میں مراسم و اتحاد ہے۔ سفیان نے ابراہیم کی اس مخمصہ سے گلو خلاصی کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ گھر سے اٹھ کر سیدھا المنصور کے پاس چلا گیا عرض کیا۔ "میں ابھی ابراہیم کو لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے ایک پروانہ راہداری میرے اور میرے غلام کے لئے مرحمت فرما دیں اور میرے ساتھ ایک لشکر بھی متعین کر دیں"۔ المنصور نے اس کے کہنے کے مطابق پروانہ راہداری لکھ کر دیدیا اور ایک چھوٹا سا لشکر بھی اس کے ہمراہ کر دیا۔ سفیان لشکر کے ساتھ اپنے مکان پر آیا اور لشکر کو دروازہ پر ٹھیرا کر اندر گیا۔ ابراہیم کو غلاموں کا لباس پہنا کر باہر لایا اور اس کے ساتھ سوار ہو کر ایک ایک مکان ڈھونڈھتا ہوا بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرہ میں پہنچ کر اس لئے یہ چال چلی کہ لشکریوں کو مختلف مکانات پر ایک ایک دو دو چار چار کر کے منتشر کرتا گیا جب تن تنہا رہ گیا تو ابراہیم کو اہواز کی طرف روانہ کر کے خود بھی روپوش ہو گیا سفیان بن معاویہ والی بصرہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو مجتمع کر کے ان دونوں کی تلاش کرائی لیکن کامیاب نہ ہوا کیونکہ ابراہیم اس سے پہلے اہواز پہنچ گیا تھا۔

محمد بن حصین امیر اہواز کو ابراہیم کے آنے کی خبر لگی تو وہ بھی اس غریب کی جستجو کے درپے ہو گیا۔ بے چارہ ابراہیم حسن بن حبیب کے مکان میں مدتوں چھپا رہا ایک روز اتفاق سے اثنا راہ میں محمد بن حصین سے سامنا ہو گیا جس وقت کہ بیرون شہر سے حسن و ابراہیم خچروں پر سوار چلے آ رہے تھے ابراہیم جھٹ خچر سے اتر کر قضائے حاجت کے بہانہ ایک جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ رہا محمد نے حسن سے دریافت کیا "اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو اور اس مقام پر کیوں ٹھیرے ہو؟" حسن نے جواب دیا "میں ایک ضرورت سے فلاں موضع

---

[1] عبداللہ بن عطاء بن یعقوب کے لڑکوں کے نام یہ تھے ابراہیم۔ اسحاق۔ ربیعہ۔ جعفر۔ عبداللہ۔ عطاء۔ یعقوب۔ عثمان۔ عبدالعزیز۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱۔

کی طرف گیا تھا وہاں سے واپس آرہا ہوں میرا فلاں غلام قضائے حاجت کی غرض سے ابھی اتر کر گیا ہے میں اُس کا انتظار کر رہا ہوں۔" محمد یہ سُن کر چلا گیا اور ابراہیم و حسن بھی اپنی فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس کے بعد ابراہیم ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد ظہور کے بعد حسب طلب یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی پھر وارد بصرہ ہوا یحییٰ نے اس کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا ٹھہرایا اور لوگوں کو اس کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا سب سے پہلے جنہوں نے اس کی بیعت کی وہ نمیلہ بن مرہ عبسی، عبداللہ بن سفیان، عبدالواحد بن زیاد، عمر بن سلمہ ہجیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے پھر ان لوگوں نے اُس کی دعوت کو لوگوں میں پھیلایا ایک جماعت کثیر فقہا و اہل علم کی مجتمع ہو گئی۔ رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد میں چار ہزار تھے۔ بصرہ کے ہر کوچہ و گلی میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہو گئی۔ بعد ازاں ان لوگوں نے مصلحتاً ابراہیم کو وسط شہر میں لا کر ابو مروان (موالی بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بنی یشکر میں تھا ٹھہرایا تاکہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج

محمد المہدی نے ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظہور کا خط لکھا تھا ان دنوں المنصور کوفہ کے باہر پڑا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کردی تھی کہ بہ وقت ظہور ابراہیم۔ سفیان کی مدد کرنا۔ رمضان ۱۴۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم نے بہ قصد خروج ظہور کیا جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کر دارالامارۃ میں داخل ہوئے اور سفیان کو معہ ان سپہ سالاروں کے جن کو المنصور نے اس کی کمک پر بھیجا تھا قید کر دیا جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے دوڑ پڑے۔ ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاء بن قاسم جدری[1] کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے اُن دونوں کو باب زینب بنت سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا انہیں کی طرف زینبی (عباسی) منسوب کیے جاتے ہیں۔

بصرہ و اہواز پر قبضہ

جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی کی ہزیمت اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کی منادی کرادی اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ بعد ازاں مغیرہ کو بسرافسری ایک سو پیادوں کے اہواز کی جانب روانہ کیا۔ باوجودیکہ محمد بن حصین چار ہزار کی جمعیت سے اس کے مقابلہ پر آیا تھا۔ لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ مغیرہ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن شداد کو فارس پر بھیجا۔ اسمٰعیل و عبدالصمد پسران علی (بن عبداللہ بن عباس) نے جو گورنر فارس تھے یہ سُن کر دارالجرد میں قلعہ بندی کر لی عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑا دیا اور ہارون بن شمس عجلی کو بسرافسری سترہ ہزار فوج کے واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا المنصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی تھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا ہارون عجلی نے قبضہ حاصل کر لیا۔

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۶ جلد پنجم مطبوعہ مصر میں جبذری لکھا ہوا ہے۔

المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عامر بن اسمٰعیل کو پانچ ہزار یا بہ روایت بعض بیس ہزار کی جمعیت سے ہارون عجلی کی جنگ پر مامور کیا ایک مدت تک عامر و ہارون عجلی میں لڑائی ہوتی رہی بالآخر دونوں نے انتظار نتیجہ آخری جنگ المنصور و ابراہیم لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر لشکر کشی

اس کے بعد ہی محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس قبل عید الفطر پہنچی لوگوں کے ساتھ نماز عید ادا کی اور ان لوگوں کو اس حادثہ جانکاہ سے مطلع کیا لشکریوں اور عوام الناس کو المنصور سے اور زیادہ نفرت ہو گئی۔ اگلے دن ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ اور اپنے لڑکے حسن کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی و فوج کشی کی بابت ارباب مشورہ میں اختلاف پیدا ہوا بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر اطراف و جوانب ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور بہ وقت ضرورت ان کی مدد کرنے کی رائے دی کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے بیان کیا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے کو تیار ہو جائے گا آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجیے" ابراہیم نے انھیں کی رائے پر عمل کیا۔

المنصور نے یہ سُن کر ایک خط عیسیٰ ابن موسیٰ کو عجلت کے ساتھ واپس آنے کو لکھا دوسرا مسلم بن قتیبہ کو رے میں طلبی کا تیسرا سالم کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کا تحریر کیا اور اس کی کمک پر متعدد سپہ سالاروں کو مامور فرمایا چوتھا خط المہدی کے نام تھا جس میں خزیمہ بن خازم کو اہواز کی طرف روانہ کرنے کو لکھا تھا اسی اثناء میں فارس، مداین، واسط اور سواد کی بدعملی کی پیہم خبریں پہنچیں اور ایک لاکھ فوج اس کے مقابلہ پر کوفہ میں ایک آواز کی منتظر ٹھہری ہوئی تھی۔ المنصور نے نہایت حزم و احتیاط سے ہر سمت کی محافظت پر فوجیں روانہ کیں اور ہر فساد کے دروازہ کو کمال ہوشیاری سے بند کیا۔ پچاس روز تک مصلی پر بیٹھا رہا کسی وقت اس کا جبّہ و قمیص نہ اُتارا گیا اور وہ میلا ہو گیا تھا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا مگر جس وقت اندر پہنچتا اُتار دیتا تھا انھیں دنوں مدینہ منورہ سے دو عورتیں فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امۃ الکریم بنت عبد اللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفۃً بھیجی گئی تھیں مگر المنصور نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی اور یہ کہا کہ یہ ایام عورتوں کے ساتھ لہو لعب کرنے کے نہیں ہیں؛ جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے روبرو نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے"۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا قتل

جوں ہی عیسیٰ بن موسیٰ دارالخلافت میں حاضر ہوا پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیج دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلہ پر کوفہ سے سولہ فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھا مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ "اپنے اردگرد خندق کھود لو تاکہ مقابلہ کرنے میں سہولت ہو"۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا ان لوگوں نے جواب دیا "ہم تو خندق نہیں کھودیں گے بفضلہٖ ہم غالب ہیں اور ابو جعفر گویا ہمارے قبضہ میں ہے"۔ مسلم کا قاصد یہ سن کر واپس آیا اگلے دن بقصد جنگ صف آرائی شروع کی ہمراہیوں میں سے کسی نے رائے دی کہ

دستہ دستہ فوج لڑائی، کہ ایک دستہ کے انہزام پر دوسرا دستہ تازہ دم کمک پر پہنچ جائے۔ ابراہیم نے اس کو ناپسند کیا اور اہلِ اسلام کی طرح صف بندی کر کے لڑنے کا حکم دیا بقیہ ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہو گئی حمید بن قحطبہ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا عیسیٰ نے اللہ کی قسم دلا کر امیر لشکر کی اطاعت کو کہا۔ حمید بولا "ہزیمت میں امیر لشکر کی اطاعت کا لحاظ نہیں کیا جاتا" غرض اکثر لشکری بھاگ گئے۔ عیسیٰ کے پاس ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کر لڑ رہے تھے کہ اس اثناء میں جعفر و محمد پسران علی ایک لشکر لئے ہوئے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آپہنچے ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر ان کے ساتھ جنگ و مقاومت کی طرف متوجہ ہوئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا منہزمین یہ رنگ دیکھ کر سب کے سب لوٹ پڑے ہر چہار طرف سے لڑائی شروع ہو گئی درمیان میں ابراہیم کا لشکر تھا نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ ہر چہار طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھول کر مقابلہ کر سکتا تھا۔ مجبور ہو کر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی۔ حمید برابر حملہ پہ حملہ کر رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آکر ترازو ہو گیا ہمراہیوں نے گھوڑے سے اُتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے حمید نے اپنی رکاب کی کل فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اُتار کر عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ الحرام سنہ ۱۴۵ھ کا ہے۔

جس وقت ابراہیم کا سر المنصور کے روبرو رکھا گیا رو کر کہنے لگا "واللہ میں اس معاملہ کو پسند نہ کرتا تھا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ ہم اور تم دونوں اس میں مبتلا ہو گئے"۔ اس کے بعد المنصور نے دربار عام منعقد کیا جو شخص حاضر ہوتا تھا المنصور کو خوش کرنے کے خیال سے ابراہیم کی برائیاں کرتا تھا تا آنکہ جعفر بن حنظلہ نہرانی دربار عام میں حاضر ہوا حسب آداب شاہی سلام کر کے عرض کیا "اللہ جل شانہ امیر المومنین کو آپ کے چچا زاد بھائی کے بارے میں اجر عظیم عطا فرمائے اور جو کچھ اس نے آپ کے حق میں افراط کی ہو اس سے درگذر کرے" المنصور کے چہرے پر یہ فقرہ سنتے ہی مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے مخاطب ہو کر اُسے ابو خالد کی کنیت سے خطاب کیا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔

شہر بغداد کی تعمیر

چونکہ ہاشمیہ میں راوندیہ آئے دن یورش کیا کرتے تھے اور اہلِ کوفہ کو اس کی سکونت وہاں پر ناگوار تھی اور نیز خود المنصور کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہا کرتا تھا اس وجہ سے ان کے قرب و جوار سے متنفر ہو کر جس مقام پر آج بغداد آباد ہے آیا بطارقہ کو جو وہاں پر موجود تھے بلا کر اُن مقامات کے حالات حرارت، برودت، بارش، کیچڑ اور خشکی دریافت کئے اور اُن سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے جس مقام پر اب بغداد ہے اُس طرف اشارہ کیا اور یہ فوائد ظاہر کئے کہ یہ ایسا مقام ہے جہاں پر کشتیوں کے ذریعہ سے شام، رقہ، مصر اور مغرب کے مختلف شہروں سے رسد آسکتی ہے اور نیز چین، ہند، بصرہ

واسط، دیار بکر، روم اور موصل سے براہ دجلہ اور ارمینیہ اور اس کے ملحقات سے براہ خشکی غلہ وغیرہ بہ خوبی پہنچ سکتا ہے۔ اس مقام پر قیام مناسب ہے، جن کو سوائے جسور[1] اور قناطیر[2] کے اور کسی ذریعہ سے عبور نہیں کر سکتے اور جب آپ اُن کو منقطع کر دیں گے تو آپ کا دشمن بے قابو ہو جائے گا اور آپ بصرہ و کوفہ اور واسط و موصل کے درمیان میں دریا و خشکی اور پہاڑ کے قریب مقیم رہیں گے۔" المنصور نے یہ اوصاف سن کر اس مقام پر اپنا دار السلطنت بنانے کا عزم مصمم کر لیا۔ چنانچہ ۱۴۶ھ میں اس کا بنیادی پتھر رکھا اور شام، جبل، کوفہ، واسط اور بصرہ سے صناع و معمار بلوائے اور جن لوگوں کو فضل، عدالت، عفت، امانت اور علوم ہندسہ سے واقفیت تھی اُن کو بھی طلب کیا۔ حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ فقیہ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ تعمیر شہر سے پیشتر حسب حکم المنصور شہر بغداد کا خط کو ملوں سے دیا گیا دروازے، فصلیں، طاقات اور صحنچیں قائم کی گئیں اور اس خط پر جو کوملوں سے دیا گیا تھا حسب الحکم ڈال کر آگ روشن کی تب المنصور نے اس کو دیکھ کر سمجھا اور اسی خط پر بنیاد کھودنے کا حکم دیا چار سرداران لشکر ہر چہار طرف اس کی تعمیر پر مقرر کیے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے چونکہ عہدہ قضا و فصل خصومات کے اختیار کرنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے وہ اینٹیں اور چونا وغیرہ کے شمار و انتظام پر مامور کیے گئے کیونکہ المنصور نے قسم کھائی تھی کہ ضرور ان سے کوئی کام لے گا۔ چنانچہ یہی کام لیا گیا۔

المنصور نے قصر کی بنیاد نیچے پچاس گز اور اوپر بیس گز رکھوائی اور بنیاد میں قصب و خشب رکھوایا اور پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھ کر کہا "بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین" بعد ازاں معماروں سے مخاطب ہو کر بولا۔ "ابنوا علی برکۃ اللہ" جس وقت دیواریں ایک قد آدم پہنچیں محمد المہدی کے ظہور کی خبر آئی تعمیر موقوف کر کے کوفہ چلا آیا تا آنکہ محمد اور اُس کے بھائی کی لڑائی سے فارغ ہو کر پھر بغداد میں آیا اور تعمیر کا کام شروع کرایا، خالد بن برمک سے مداین اور ایوان کسریٰ کو توڑ کر بغداد میں اس کا اسباب کے لانے کے متعلق مشورہ طلب کیا خالد بن برمک نے عرض کیا "میرے نزدیک یہ امر غیر مناسب ہے کیونکہ یہ آثار اسلام اور فتوحات عرب کی نشانی ہے اور اس میں علی ابن ابی طالب کا مصلیٰ ہے۔" المنصور نے اس کو محبت عجم سے متہم کر کے قصر ابیض کے توڑے جانے کا حکم دے دیا چونکہ اس کو توڑ کر لانے میں بہ نسبت جدید اسباب کے صرفہ زیادہ پڑتا تھا اس وجہ سے اس کے توڑنے اور اسباب کے لانے سے رک گیا خالد نے عرض کیا "اب اس وقت قصر ابیض کا توڑنا موقوف کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ عجمیوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ مسلمان ایسے کمزور ہیں کہ جن کو عجمیوں نے بنایا تھا اس کو بھی توڑ نہ سکے۔"

المنصور نے اس پر کچھ توجہ نہ کی منہدم کرانا موقوف کر دیا۔ مگر واسط، شام، اور کوفہ سے دروازے

---

[1] جسور جمع جسر بالفتح والکسر الذی یعبر علیہ یعنی پل۔

[2] جمع قنطرۃ وھو ما بنی علی الماء للعبور جو چیز پانی پر اترنے کی غرض سے بنائی جائے مثلاً پل باندھ وغیرہ۔

اُکھڑوا کر بغداد میں لایا اور شہر کو مدور آباد کیا وسط میں محل سرائے شاہی بنوایا تاکہ ہر طرف سے لوگوں کا بُعد قرب ایک حدِ معین پر رہے۔ جامع مسجد قصر کی جانب بنوائی گئی اور شہر پناہ دو بنوائیں اندر کا باہر کے شہر پناہ سے بلند تھی۔ مسجد کی سمت حجاج بن ارطاۃ نے درست کی تھی۔ اینٹیں جن سے شہر پناہ بنایا گیا تھا ہر ایک وزن میں ایک سو سولہ رطل تھیں طول و عرض ایک ایک گز کا تھا پہلے منشیوں اور سپہ سالاروں کے مکانات رُحبہ سے جامع مسجد تک بنائے گئے تھے اور بازار شہر کے اندر تھا۔ لیکن بعد تیاری قصر و جامع مسجد اُن کو نکلوا کر کرخ کی جانب کر دیا کیونکہ مسافر وقت بے وقت چلا کرتے اور راتوں کو وہیں رہا کرتے تھے۔ سڑکیں چالیس گز چوڑی رکھی گئی تھیں۔ شہر، بازار، مسجد، قصر خلافت، فصیلوں، خندقوں اور دروازوں کی تعمیر میں چار کروڑ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار درہم صرف ہوئے تھے معماروں کو ایک قیراط یومیہ اور مزدوروں کو دو حبہ دیا جاتا تھا۔ اختتام تعمیر کے بعد سپہ سالاروں سے حساب لیا گیا جو کچھ جس کے پاس باقی نکلا واپس لے لیا خالد بن الصلت کے پاس پندرہ درہم تحویل میں باقی رہے تھے اسے قید کر دیا جب اس نے ادا کر دیئے تو رہا کیا۔

المہدی کی ولیعہدی

ابو العباس سفاح نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنا کر کوفہ کی ولایت پر مامور کیا تھا اُس زمانہ سے عیسیٰ بن موسیٰ برابر کوفہ میں رہا جب المہدی بڑا ہوا تو المنصور کو یہ منظور ہوا کہ عیسیٰ کی ولی عہدی پر المہدی کو مقدم کر دے۔ دستور یہ تھا کہ بہ نظر تکریم عیسیٰ ہمیشہ المنصور کے دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا اور المہدی بائیں جانب، ایک روز المنصور نے عیسیٰ سے المہدی کی ولی عہدی کے متعلق کچھ گفتگو کی۔ عیسیٰ نے عرض کیا: "امیر المومنین! میری ولی عہدی کی بیعت سے بغاوت کیونکر ممکن ہے اس میں میری اور کل مسلمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں میں اس امر کو منظور نہ کروں گا"۔ المنصور کو عیسیٰ کا انکار ناگوار گذرا۔ نظروں سے گرا دیا۔ عیسیٰ کے پہلے المہدی کو دربار میں آنے کی اجازت دیتا تھا جب یہ آ کر دائیں جانب بیٹھ جاتا تو اس کے چچا عیسیٰ بن علی اور عبدالصمد کو حاضری کی اجازت دی جاتی تھی بعد ازاں عیسیٰ بن موسیٰ حاضر ہوتا تھا اور المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا ایک مدت تک المنصور اس سے کبیدہ خاطر رہا بالآخر اس کو گورنری کے تیرھویں برس میں حکومت کوفہ سے معزول کر دیا اور بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو مامور کیا۔ اس وقت عیسیٰ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور المنصور نے بطایف الحیل سے المہدی کی ولی عہدی کی بیعت لی اور عیسیٰ کو اس کے بعد یعنی اس کا ولی عہد مقرر کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے اس بارے میں گیارہ لاکھ درہم صرف کئے تھے۔ بازاریوں اور مسخروں کو راستہ میں عیسیٰ کی ایذا دہی پر مامور کیا تھا اور خالد بن برمک کو مع اپنے ہوا خواہوں کی ایک جماعت کے اس امر کی شہادت دینے پر متعین کیا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے دست کشی کر لی ہے ان سب واقعات کو ہم نے اس وجہ سے ترک کر دیا ہے کہ یہ المنصور کی شان عدالت کے شایان نہ تھے اور ان کی وجہ سے اُس کی عدالت پر حرف آتا تھا۔ عجب نہیں کہ ان خبروں میں سے کچھ بھی صحیح نہ ہو۔

استاذ سیس کا خروج

(۱۵۰ھ میں) ایک شخص مدعی نبوت رمسمی بہ استاذ سیس، اطراف خراسان میں ظاہر ہوا۔ تقریباً تین ہزار جنگ آور اہل ہرات، بازغیس، اور سجستان وغیرہ کے

اس کے پاس مجتمع ہوگئے اور اس نے اکثر مضافات خراسان پر قبضہ کر لیا اجشم گورنر مرو وز نے یہ سُن کر اپنا لشکر مرتب کیا اور استاد سیس سے جا بھڑا۔ استاد سیس نے اس کو ہزیمت دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد جو جو سپہ سالار اس کے مقابلہ پر آئے اُن کو اس نے ہزیمت دیدی۔ المنصور نے جن دنوں بہ رواق (راذان) میں خیمہ زن تھا خازم بن خزیمہ کو اپنے ولی عہد المہدی کے پاس بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا المہدی نے خازم کو جنگ استاد سیس پر بھیج دیا چنانچہ خازم نے تیس ہزار فوج سے استاد سیس پر دھاوا کیا اس کے میمنہ پر ہشیم بن شعبہ بن ظہیر تھا، میسرہ پہ نہار بن حصین سعدی اور مقدمہ پر بکار بن مسلم عقیلی۔ لوائے لشکر زبرقان کے ہاتھ میں تھا۔ خازم نے موقع کارزار میں پہنچ کر استاد سیس کو دھوکا دینے کی غرض سے متعدد خندقیں اور مورچے قائم کیے اور ایک خندق کو دوسری خندق سے بذریعہ سُرنگ ملا دیا۔ اور ایک بہت بڑی خندق اپنے کل لشکر کے لیے کھدوائی اور اس کے چار دروازے بنائے (ہر دروازہ پر منتخب منتخب ایک ہزار سپاہی بسر افسری کار آزمودہ سرداروں کے متعین کیے۔ استاد سیس کے ہمراہی بھی مرتب ہو کر مقابلہ پر آئے اُن کے ساتھ پھاوڑے، کدالیں اور ٹوکریاں تھیں اور اُس دروازے سے جنگ شروع کی، جس طرف بکار بن مسلم تھا۔ بکار اور اُس کے ہمراہی ایسا جی توڑ کر لڑے کہ استاد سیس کے ہمراہیوں کے دانت کھٹے ہو گئے منہ موڑ کر اُس طرف جھکے جس دروازہ پر خود خازم تھا اور ان میں سے حریش نامی ایک شخص اہل سجستان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے بہ قصد جنگ آگے بڑھا خازم نے حریف کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ہشیم بن شعبہ کو بکار کی طرف سے نکل کر لشکر حریف پر پیچھے سے حملہ کرنے کا حکم دیا (یہ لوگ ابو عون و عمر بن مسلم بن قتیبہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے) اور خود خازم سینہ سپر ہو کر حریش کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سختی سے بازار کارزار گرم کر دیا اس اثنا میں حریش کے پیچھے سے ہثیم کے لشکر کے پھریرے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیتے خازم کے لشکریوں نے جوش مسرت سے تکبیریں کہیں اور ایک نعرہ اللہ اکبر پر سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ حریف مقابل کا لشکر جونہی فرار کے قصد سے پیچھے ہٹا ہثیم کے رکاب کی فوج نے تلوار اور نیزوں پر رکھ لیا۔ عرصہ تک قتل و خون ریزی کا دور دورہ رہا۔ ستر ہزار مارے گئے، چودہ ہزار قید کر لیے گئے معدودے چند ہمراہیوں کے ساتھ استاد سیس بھاگ کر ایک پہاڑ میں جا چھپا خازم نے فوراً محاصرہ کیا۔ اس کے بعد ہی ابو عون بھی آپہنچا اور اس کے فیصلۂ ثالثی پر استاد سیس مع اپنے لڑکوں کے قید کر لیا گیا۔ باقی رہا کر دیئے گئے۔ بشارت نامہ فتح المہدی کے پاس بھیجا گیا اور المہدی نے المنصور کی خدمت میں اپنی کامیابی کا حال لکھ بھیجا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ استاد سیس مراجل مادر المامون کا باپ تھا اور اُس کا لڑکا غالب المامون کا ماموں جس نے فضل بن سہل کو قتل کیا ہے۔

ہشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ

عہد خلافت المنصور میں سندھ کا گورنر عمر بن حفص بن عثمان بن قبیطہ بن ابی صفرہ ملقب بہزار مرد تھا۔ پس جس وقت محمد المہدی کا ظہور ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو محمد المہدی نے اپنے لڑکے عبداللہ معروف بہ اشتر کو دعوت دینے

کی غرض سے بصرہ روانہ کیا عبداللہ اشتر نے بصرہ سے ایک تیز رفتار اونٹنی خرید کی اور اس پر سوار ہو کر عمر بن حفص کی طرف روانہ ہوا کیونکہ عمر بن حفص میں شیعیت تھی چنانچہ عبداللہ اشتر کی دعوت کو عمر بن حفص نے قبول کر لیا اور اپنے پاس خفیہ طور سے ٹھہرا لیا اور اپنے سرداران لشکر و امراء شہر کو بلا کر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی ان سب نے منظور و قبول کر لیا۔ اس کے بعد عمر بن حفص نے عباسیہ کا لباس درباری اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے اس اثناء میں دفعۃً محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر آپہنچی۔ عمر بن حفص عبداللہ اشتر کے پاس گیا اور تعزیت کی عبداللہ اشتر بولے "اللہ میرا محافظ ہو مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے"۔ عمر بن حفص نے رائے دی کہ "آپ ملوک سندھ میں سے فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جائیے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عزت کرتا ہے اور ایفاء عہد میں مشہور ہے"۔ عبداللہ اشتر اس امر پر راضی ہو گئے۔ عمر بن حفص نے خط و کتابت کر کے معاہدہ لکھانے کے بعد عبداللہ اشتر کو اس کے پاس بھیج دیا۔ رفتہ رفتہ عبداللہ اشتر کے پاس چار سو زیدیہ مجتمع ہو گئے۔

المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو سخت برہم ہوا۔ اسی وقت عمر بن حفص کی معزولی کا فرمان روانہ کر دیا مگر یہ فکر دامن گیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے۔ ایک روز ہشام بن عمرو تغلبی المنصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا انھیں محل سرائے شاہی تک پہنچا کر اپنے مکان پر واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر المنصور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کر کے حاضر ہوا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا۔ المنصور نے ربیع سے مخاطب ہو کر کہا "اگر مجھے نکاح کی حاجت ہوتی تو میں اس کی بہن کو منظور کر لیتا"۔ پھر ہشام سے خطاب کر کے بولا "اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے میں تجھے سندھ کی گورنری پر مامور کرتا ہوں"۔ ہشام بن عمرو نے ادب سے سر جھکا لیا اور المنصور نے سند گورنری سندھ لکھ کر مرحمت کر دی سامان سفر درست کرا کر روانہ کیا، روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہ سندھ سے عبداللہ اشتر کو طلب کرنا اگر بادشاہ سندھ عبداللہ اشتر کو تمہارے حوالہ کر دے تو خیر ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا۔ چنانچہ ہشام بن عمرو تغلبی نے ایسا ہی کیا اور المنصور اس کو برابر اس امر پر ابھارتا رہا۔ اس اثناء میں سندھ کے اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ اتفاق سے سفیح کا گذر اس بادشاہ کے ملک کی طرف ہوا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا ایک روز عبداللہ اشتر دریائے مہران پر دس سواروں کے ساتھ سیر کرتا ہوا نظر آیا سفیح نے اس کو گرفتار کرنے کا قصد کیا باہم لڑائی ہونے لگی، بالآخر عبداللہ اشتر مع کل ہمراہیوں کے قتل کر دیئے گئے۔

ہشام بن عمرو نے یہ واقعہ المنصور کے پاس لکھ بھیجا المنصور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس بادشاہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا۔ چنانچہ ہشام نے اس بادشاہ پر فتح پائی، اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کے حرموں کو مع اس کے لڑکے عبداللہ کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا جس سے عبداللہ اشتر نے اپنے زمانہ قیام میں نکاح کر لیا تھا المنصور نے ان لوگوں کو مع اس لڑکے کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا تاکہ ان کے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

حکومت سندھ پر ہشام بن عمر کی تقرری اور عمر بن حفص کی معزولی کے بعد افریقیہ میں بلوہ ہو گیا المنصور نے اس کے فرد کرنے کے لئے عمر بن حفص کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔

تعمیر رصافہ

جس وقت المہدی نے خراسان سے مراجعت کی اس کے خاندان والے شام، کوفہ اور بصرہ سے ملنے کو آئے المہدی نے ان لوگوں کو انعامات اور کپڑے دیئے، المنصور نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس نے رائے دی کہ آپ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے یہی تدبیر ان کی یورش سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

قثم بن عباس نے اپنے ایک غلام کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں جس وقت دارالخلافہ میں داخل ہو جاؤں مجھ سے یہ سوال کرنا کہ بحق اللہ ورسولہ صلعم وعباس وامیر المومنین ابوالحسین۔ یہ بتلایئے کہ اشرف یمن والے ہیں یا قبیلہ مضر؟ قثم بن عباس نے جواب دیا "مضر! اسی قبیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسی میں کتاب اللہ نازل ہوئی ہے اسی میں بیت اللہ ہے اسی میں خلیفہ ہے"۔ یمنیوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا اس وجہ سے کہ ان کی فضیلت کچھ بھی نہیں بیان کی گئی۔ اس کے بعد یمنیوں میں سے کسی نے قثم بن عباس کے خچر کی لگام پکڑ کر روک دیا، مضر نے منع کیا تو اس کا ہاتھ توڑ ڈالا جس نے قثم کے خچر کی لگام پکڑ لی تھی۔ اس سے دونوں قبیلوں میں جنگ وجدل کی نوبت پہنچ گئی۔ ربیعہ یمن کے اور خراسانیہ مضر کے ہمدرد و معین ہو گئے جس سے المنصور کے لشکر کے چار فرقے بن گئے۔ قثم نے المنصور سے کہا "تمہارا لشکر کئی فرقوں میں منقسم ہو گیا ہے۔ اب ایک کو دوسرے سے لڑاتے رہو اور ہاں اپنے لڑکے المہدی کو ایک حصہ لشکر کے ساتھ اس طرف ٹھہراؤ اور تم دوسری جانب رہو تاکہ ایک دوسرے سے خائف رہیں"۔ المنصور نے اس رائے کو منظور کر لیا اور صالح صاحب مصلیٰ کو المہدی کے لئے تعمیر رصافہ کا حکم دیا۔

معن بن زائدہ کا قتل

المنصور نے سجستان پر معن بن زائدہ کو مامور کیا تھا معن نے سجستان پہنچ کر رتبیل سے وہ خراج طلب کیا جو رتبیل سالانہ دیا کرتا تھا۔ رتبیل نے تھوڑا سا اسباب روانہ کیا اور قیمت زیادہ لکھ دی۔ معن کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اور لشکر مرتب کر کے رخج کی طرف روانہ ہو گیا اس کے مقدمہ پر اس کا برادر زادہ یزید بن مزید بن زائدہ تھا۔ معن نے رخج کو فتح کر کے وہاں کے رہنے والوں کو قید کر لیا اور لڑنے والوں کو قتل کر ڈالا اور رتبیل خود زابلستان چلا گیا۔ معن کامیابی کے بعد بست میں لوٹ آیا ایام سرما یہیں گذارے۔ خوارج کے ایک گروہ کو معن کی عادتوں سے ناراضگی پیدا ہوئی وہ مجتمع ہو کر معن کے مکان میں گھس گئے اور اس کو مار ڈالا۔

معن کے مارے جانے کے بعد سجستان میں یزید اس کا قائم مقام ہوا اس نے معن کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل شہر کو اس کی نرمی شاق گذرنے لگی کسی نے اس کی طرف سے المنصور کے پاس ایک خط لکھ کر بھیج دیا جس میں المہدی کے خطوط سے ناراضگی ٹپکتی تھی اور اس کے معاملہ سے

درگذر کرنے کی درخواست کی تھی۔ المنصور یہ خط دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا المہدی نے اس کے خط کو پڑھوایا اور اس جرم کی پاداش میں یزید کو معزول کر کے قید کر دیا بعد ازاں ایک شخص کی سفارش سے مدینۃ السلام میں طلب کر لیا پس یزید اس زمانہ سے برابر معتوب رہا تا آنکہ یوسف برم کے پاس خراسان بھیج دیا جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

السفاح اور المنصور کے عمال

سفاح نے اپنی بیعت خلافت کے وقت کوفہ پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا تھا اور حجابت پر عبداللہ بن بسام کو، محکمہ پولیس پر موسیٰ بن کعب کو اور دیوان الخراج (محکمہ مال) پر خالد بن برمک کو۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ کو مروان سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو عون عبدالملک بن یزید بن قحطبہ تھا۔ اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن کی جانب (اس کے مقدمہ پر احمد بن قحطبہ تھا) اور ابو الیقظان عثمان بن عروہ بن عمار بن یاسر کو اہواز کی طرف بسام بن ابراہیم کی کمک کو بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری ابو مسلم کو دی تھی۔ چنانچہ ابو مسلم نے اپنی طرف سے خراسان کا ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو والی بنایا۔ اور عبداللہ (عم سفاح) نے جنگ مروان میں اپنے مقدمۃ الجیش پر اپنے بھائی صالح کو ابو عون بن یزید کے ساتھ مامور کیا۔ جس وقت کامیابی کے ساتھ مراجعت کی ابو عون کو مصر میں چھوڑ دیا اور ولایت شام کو عبداللہ نے بالاستقلال اپنے قبضہ میں لے لیا۔

(۱۳۲ھ میں) سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر المنصور کو جزیرہ، ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مامور کیا ابو جعفر نے اپنی جانب سے ارمینیہ پر یزید بن احمد کو، آذربائیجان پر محمد بن صول کو مقرر کیا اور خود جزیرہ میں قیام پذیر ہوا۔ اس سے پیشتر ابو مسلم نے بوقت قتل ابو سلمہ خلال محمد بن اشعث کو فارس کی حکومت دیدی تھی۔ بعد ازاں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو امیر فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن اشعث نے عیسیٰ کو فارس کی گورنری سے روکا اور اس سے حکومت نہ کرنے کی قسم لی تب سفاح نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو حکومت فارس پر مامور کیا۔ اور کوفہ کی گورنری اپنے برادر زادہ موسیٰ کو، بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ مہلبی کو، سندھ کی منصور بن جمہور کو دی اور اپنے چچا داؤد بن علی کی (کوفہ و سواد کوفہ سے تبدیل کر کے حجاز، یمن، اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی پھر (۱۳۳ھ میں) سفاح نے بصرہ، بلاد دجلہ، بحرین اور عمان پر اپنے چچا سلیمان کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں داؤد بن علی نے وفات پائی تو بجائے اس کے یمن میں محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو، مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ میں اپنے ماموں زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو (یہ محمد بن یزید کا چچا تھا) متعین کیا۔ اور اسی سنہ میں محمد بن اشعث کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے اس کو فتح کر لیا اور ۱۳۴ھ میں اپنے پولیس کے افسر اعلیٰ موسیٰ بن کعب کو جنگ منصور بن جمہور پر بھیجا تھا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب کو سندھ کی گورنری دی تھی اور محکمہ پولیس کی افسری پر بجائے موسیٰ بن کعب کے مسیب بن زہیر کو مامور کیا تھا۔ اسی سنہ میں محمد بن یزید عامل یمن کے مرنے کے بعد گورنری یمن پر علی بن ربیع بن عبیداللہ حارثی کو مامور کیا گیا۔

جس وقت المنصور (۱۳۶ھ میں) تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عبداللہ بن علی نے نقض بیعت کی

اور ابو مسلم نے خراسان پر ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو مامور کیا تھا اُن دنوں مصر میں صالح بن علی، شام میں عبداللہ[1] بن علی کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ، بصرہ میں سلیمان بن علی، مدینہ منورہ میں زیاد بن عبیداللہ حارثی، مکہ میں عباس بن عبداللہ عہدہ گورنری پر مامور تھے) پھر ۱۴۰ھ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم عامل خراسان مرگیا تو بجائے اس کے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن خراسان کا گورنر ہوا اس نے اپنی گورنری کے ایک برس بعد بغاوت کی اُس وقت المنصور نے اپنے لڑکے المہدی کو خراسان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر خازم بن خزیمہ تھا چنانچہ المہدی نے عبدالجبار پر فتح حاصل کی۔ اسی سنہ میں سلیمان عامل بصرہ نے بھی وفات پائی بجائے اس کے سفیان بن معاویہ مقرر کیا گیا اور (۱۴۱ھ میں) موسیٰ بن کعب والی سندھ نے انتقال کیا تب بجائے اس کے اس کا لڑکا عیینہ گورنر سندھ بنایا گیا (۱۴۲ھ میں) اس نے بغاوت کی تو المنصور نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کو سندھ پر مامور کیا۔

اسی سنہ میں مصر کی گورنری حمید بن قحطبہ کو جزیرہ اور بلاد انطاکیہ کی اپنے بھائی عباس بن محمد کو دی اس سے پیشتر جزیرہ و بلاد انطاکیہ میں یزید بن اُسید تھا اور اسی سنہ میں اپنے چچا اسمٰعیل کو حکومت موصل سے معزول کر کے بجائے اس کے مالک بن ہثیم خزاعی کو مقرر کیا۔ اور ۱۴۲ھ میں سفاح نے ہثیم بن معاویہ کو گورنری موصل سے معزول کر دیا مکہ و طائف میں سری بن عبداللہ بن حرث بن عباس کو یمامہ سے تبدیل کر کے مقرر کیا اور اس کے بجائے قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس کو یمن سے تبدیل کر کے یمامہ پر اور حمید بن قحطبہ کو حکومت مصر سے معزول کر کے بجائے اس کے نوفل بن فرات کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم بن قبیصہ ابن مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کیا۔

مدینہ منورہ کی گورنری پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری تھا لیکن[2] ابن ابوالحسن (یعنی محمد) کے مقدمہ میں اس کو متہم کر کے معزول کر دیا اور ریاح بن عثمان مزنی کو سند گورنری مرحمت کی اور جب اس کو محمد المہدی کے ہمراہیوں نے قتل کر ڈالا تو بجائے اس کے عبداللہ بن ربیع حارثی کو مقرر کیا اور ۱۴۵ھ میں ابراہیم (برادر مہدی)، کے قتل کے بعد بصرہ کی حکومت سالم بن قتیبہ باہلی کو دی اور موصل کی گورنری پر بجائے مالک بن ہثیم کے اپنے لڑکے جعفر کو مامور کیا اور اس کے ساتھ حرب بن عبداللہ جیسے نامور سپہ سالار کو بھیجا پھر ۱۴۶ھ میں سالم بن قتیبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو، حکومت مدینہ سری بن عبداللہ کو حکومت مکہ معظمہ سے معزول کر کے اپنے چچا عبدالصمد کو متعین کیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوٹی ہوئی ہے مابین خطوط ہلالین کا مضمون تاریخ کامل لابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۲۰ سے اخذ کیا گیا ہے۔ مترجم

[2] واقعہ معزولی محمد بن خالد و تقرری ریاح بن عثمان کو ابن اثیر نے ۱۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے۔ غالباً علامہ کا یہی مقصود ہوگا۔ مترجم۔

سنہ ۱۴۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بوجہ مخالفت ولیعہدی المہدی حکومت کوفہ سے معزول کر کے کوفہ پر محمد بن سلیمان کو مقرر کیا اور بجائے محمد بن سلیمان کے بصرہ کی حکومت محمد بن السفاح کو دی مگر محمد بن السفاح حکومت بصرہ سے مستعفی ہو کر بغداد چلا آیا اور یہیں مر گیا بوقت روانگی بغداد محمد نے عقبہ بن سالم کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ المنصور نے اس کو بحال رکھا اور مدینہ منورہ پر جعفر بن سلیمان کو متعین کیا۔ سنہ ۱۴۸ھ میں بوجہ بغاوت اکراد حکومت موصل پر خالد بن برمک کو روانہ کیا اور سنہ ۱۴۹ھ میں اپنے چچا عبدالصمد کو مکہ معظمہ کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابراہیم کو مکہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ سنہ ۱۵۰ھ میں گورنری مدینہ منورہ سے جعفر بن سلیمان کو معزول کر کے حسن بن زید بن حسن کو عطا کی اور سنہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص کو سندھ کی گورنری سے تبدیل کر کے افریقیہ کی گورنری پر بھیج دیا اور بجائے اس کے سندھ میں ہشام بن عمرو تغلبی کو مقرر کیا۔ بعد ازاں یزید بن حاتم کو مصر سے اس کی کمک پر بھیجا اور مصر میں بجائے یزید کے محمد بن سعید کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں معن بن زائدہ سجستان میں مارا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تب بجائے اس کے یزید بن یزید (برادر زادہ معن بن زائدہ) کام کرنے لگا المنصور نے اس کو بالفعل بحال رکھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد معزول کر دیا۔

اسی سنہ میں عقبہ بن سالم امیر بصرہ نے بجائے اپنے نافع بن عقبہ کو مقرر کر کے بحرین پر فوج کشی کی اور سلیمان بن حکیم عبدی کو قتل کر ڈالا۔ المنصور نے بحرین کے قیدیوں کو رہا کر دینے کی وجہ سے عقبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے جابر بن موسیٰ کلابی کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے عبدالملک بن ظبیان نمیری کو اور کچھ عرصہ بعد عبدالملک بن ظبیان کو معزول کر کے ہیثم بن معاویہ عتکی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مکہ و طائف کی گورنری پر محمد بن ابراہیم امام کو بھیجا گیا پھر اس کو معزول کر کے بجائے اس کے ابراہیم بن یحییٰ بن محمد (اسی کے برادر زادہ) کو حکومت مکہ و طائف پر اور حکومت موصل پر اسمٰعیل بن خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ اسید بن عبداللہ امیر خراسان کے مر جانے کے بعد حمید بن قحطبہ کو سند امارت دی گئی۔ سنہ ۱۵۲ھ میں عبیداللہ ابن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ نے وفات پائی شریک بن عبداللہ نخعی عہدہ قضاء پر مامور کئے گئے۔ . . . . اسی سنہ میں یمن کی گورنری پر یزید بن منصور تھا۔ سنہ ۱۵۴ھ میں المنصور نے حکومت جزیرہ سے اپنے بھائی عباس بن محمد کو برطرف کر کے ایک کثیر التعداد مال بطور تاوان وصول کیا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب خثعمی کو متعین کیا۔ اس کی معزولی کا سبب یزید بن اسید کی شکایت بیان کی جاتی ہے بہرکیف عباس بن محمد اس وقت سے برابر معتوب رہا تاآنکہ المنصور کو اس کے چچا اسمٰعیل سے بھی برہمی پیدا ہوئی اس وقت اسمٰعیل کے بھائیوں یعنی المنصور کے چچاؤں نے اسمٰعیل کے معاملہ میں سفارش کی عیسیٰ بن موسیٰ نے عرض کیا۔ "اے امیر المومنین! ان لوگوں نے تو اپنے بھائی کی سفارش کی اور وہ مقبول و منظور بھی ہو گئی مگر آپ اپنے بھائی عباس سے اتنے زمانہ سے ناراض ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس کے حق میں سفارش کا ایک کلمہ نہیں کہا۔" المنصور یہ سن کر راضی ہو گیا۔

۱۵۵ھ میں المنصور نے محمد بن سلیمان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے عمر بن زہیر ضبی (برادر مسیب افسر اعلیٰ پولیس) کو مقرر کیا۔ اس کی معزولیت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ المنصور نے عبدالکریم بن ابوالعوجاء کو (یہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا) بجرم زندقہ قید کر دیا تھا اور یہ لکھ بھیجا تھا کہ تا صدور حکم ثانی عبدالکریم کو قتل نہ کرنا۔ اس کے بعد المنصور کا امتناعی حکم صادر ہوا المنصور یہ سن کر غضب ناک ہو کر بولا "مجھے یہ فکر پیدا ہو گئی ہے کہ میں محمد بن سلیمان کو بعوض اُس کے قید کر دوں اور اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کر کے سخت ملامت کی اس وجہ سے کہ اسی کے مشورہ سے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی گورنری کی سند دی گئی تھی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید کو بھی حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو مامور کیا۔ ۱۵۶ھ میں اہواز، فارس اور بلاد دجلہ کی حکومت پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ ۱۵۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے بحرین کی سند گورنری سعید بن دعلج بصرہ کے افسر پولیس کو دی اُس نے اپنے لڑکے تمیم کو بھیج دیا۔ اسی سنہ میں سوار بن عبداللہ بن حسن بن حصین نمیری کو عہدۂ قضاء پر مامور کیا اور محمد بن کاتب کو مصر کی گورنری سے اور ہشام بن عمر کو حکومت سندھ سے معزول کر کے مصر کی گورنری اپنے آزاد غلام مطر کو اور سندھ کی معبد بن خلیل کو مرحمت کی ۱۵۸ھ میں المنصور سے موسیٰ بن کعب کی کچھ شکایت کی گئی جس کی وجہ سے المنصور نے موسیٰ بن کعب کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے لڑکے المہدی کو یہ حکم دیا کہ تم رقہ کو براہ موصل روانہ ہو جاؤ مگر یہ ظاہر کرو کہ بیت المقدس کی زیارت کو جاتا ہوں اور موصل پہنچ کر معزولی کے حکم کا اعلان کر کے موسیٰ بن کعب کو گرفتار کر لو۔

اسی سنہ میں المنصور نے تیس لاکھ درہم خالد بن برمک کو بطور جرمانہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ادا کرنے کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی تھی۔ بصورت عدم ادائیگی یہ حکم دیا تھا کہ قتل کر دیا جائے گا۔ خالد نے اپنے لڑکے یحییٰ کو عمارہ بن حمزہ، مبارک ترکی اور صالح صاحب المصلی وغیرہ جیسے رؤساء کے پاس قرض لینے کو بھیجا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ میں ان سب کے پاس گیا۔ بعض نے تو خلیفہ کی ناراضگی کی وجہ سے حاضری ہی کی اجازت نہ دی اور کسی نے انکار کر دیا۔ مگر عمارہ بن حمزہ نے مجھے حاضری کی اجازت دی جس وقت میں اُس کے پاس گیا اس وقت اُس کا منہ ایک دیوار کی طرف تھا میری طرف متوجہ تک نہ ہوا میں نے سلام کیا تو جواب سلام بہت آہستہ آواز سے دے کر خالد کا حال دریافت کیا میں نے کل حالات بتائے اور قرض طلب کیا عمارہ نے جواب دیا "جس قدر ممکن ہو گا تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا"۔ میں اس کے پاس سے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد اس نے روپے بھیج دیئے غرضکہ میں نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لئے لیکن تین لاکھ مہیا کرنے سے میں معذور رہا تھا اتفاق سے اسی اثناء میں موصل وجزیرہ کی شورش کی خبریں دربار خلافت میں پہنچیں اور اکراد کی شرارتوں سے موصل وجزیرہ میں بدنظمی پھیل گئی۔ موسیٰ بن کعب تو معتوب ہی تھا۔ ایک دوسرے حاکم عاقل اور منتظم کی ضرورت پڑی۔ مسیب بن زہیر نے عرض کیا "خالد بن برمک موصل کی گورنری کے لئے نہایت موزوں ہے"۔ المنصور نے کہا "یہ کیونکر ہو سکتا ہے ابھی تو

ایک معاملہ میں اُس کے ساتھ ہم نے یہ برتاؤ کیے ہیں"۔ مسیب بن زہیر نے عرض کیا میں اس کا ضامن ہوں آپ اُسے موصل کی گورنری پر مامور فرمایئے"۔

اس کے دوسرے دن خالد دربار خلافت میں پیش کیا گیا اور کل روپیہ بھی داخل خزانہ کر دیا گیا بقیہ تین لاکھ معاف کر دیا گیا اور موصل کی سند گورنری خالد کو اور اس کے لڑکے یحییٰ کو آذربائیجان کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹے المہدی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ المہدی نے موصل پہنچ کر موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کی گورنری کا اعلان کر دیا یحییٰ کہتا ہے کہ مجھے خالد نے ایک لاکھ درہم دے کر عمارہ کے پاس بھیجا جو عمارہ سے قرض لیے گئے عمارہ نے دیکھتے ہی کہا کہ کیا میں تمہارے باپ کا خزانچی تھا جاؤ ورنہ میں تم کو نکلوا دوں گا یحییٰ[1] معہ درہم واپس چلا آیا، اُس وقت سے خالد برابر تا زمانہ وفات المنصور موصل کا گورنر رہا۔ اسی سنہ میں المنصور نے مسیب بن زہیر کو افسری پولیس سے معزول کر کے قید کر دیا تھا اس جرم میں کہ مسیب نے ابان بن بشیر کاتب کو کوڑوں سے اس قدر پٹوایا تھا کہ ابان مر گیا۔ یہ مسیب کے بھائی عمر بن زہیر کے ساتھ کوفہ میں تھا اور فارس کی گورنری پر نصر بن حرب بن عبداللہ کو، بغداد کی پولیس پر عمر بن عبدالرحمن برادر عبدالجبار کو اور عہدہ قضاء پر عبداللہ بن محمد بن صفوان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد المہدی نے مسیب کی سفارش کی اور المنصور نے اُس کو اُس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

بیرونی مہمات

سنہ ۱۳۰ھ سے بوجہ باہمی فتنہ و فسادات صوائف کی روانگی التواء میں پڑ گئی تھی۔ سنہ ۱۳۳ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ پر چڑھائی کی اور قلعہ قلیج پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے اہل ملطیہ سے امداد طلب کی اہل ملطیہ نے آٹھ سو سپاہیوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا مقابلہ کی نوبت آئی رومیوں نے ان کو ہزیمت دے کر ملطیہ کا محاصرہ کر لیا۔ جزیرہ میں ان دنوں شورش پھیلی ہوئی تھی اور اس کا گورنر موسیٰ بن کعب حران میں تھا اہل ملطیہ نے بیرونی امداد سے ناامید ہو کر شہر کو قسطنطین کے حوالہ کر دیا اور خود جس قدر اسباب و مال اٹھا سکے اٹھا کر بلاد جزیرہ میں چلے آئے۔ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا پر حملہ کر دیا اور قالیقلا کو بھی فتح کر لیا۔ اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم بلاد ختل کی طرف بھیجا گیا کسی نے روک ٹوک نہ کی بلاد ختل پر قبضہ کرتا چلا گیا حبیش بن شبل بادشاہ ختل نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لی ابوداؤد ایک مدت تک اُس قلعہ کا محاصرہ کیے رہا بالآخر بادشاہ ختل قلعہ سے نکل کر ملک فرغانہ کی جانب چلا گیا اور بلاد ترک میں داخل ہو کر ملک چین میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں صالح بن علی بن فلسطین اور سعید بن عبداللہ صائفہ کے ساتھ دروب کے جہاد پر بھیجا گیا اور سنہ ۱۳۵ھ میں عبدالرحمن بن حبیب گورنر افریقیہ نے جزیرہ صقلیہ پر جہاد کیا اس قدر مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پیشتر کسی کو ایسی کامیابی

---

[1] کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۶ مطبوعہ مصر۔

حاصل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد حکمرانانِ افریقیہ بغاوت وفورش بربر کے فرو کرنے میں مصروف ہو گئے اہل جزیرہ صقلیہ کو موقع مل گیا قلعہ شہر پناہیں اور خندقیں تیار کر لیں۔ اور کشتیوں کے بیڑے صقلیہ کی محافظت پر مامور کر دیئے بسا اوقات مسلمان سوداگروں کو دریا سے گرفتار کر کے لے جاتے تھے۔ پھر سنہ ۱۳۳ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے بلادِ اسلامیہ پر چڑھائی کی اور ملطیہ پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر کے اُس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا مگر جنگ آوران اہل ملطیہ کی خطائیں معاف کر دیں۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا عباس کے ساتھ اس کے دونوں چچا صالح وعیسیٰ بھی تھے۔ عباس نے ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال کر اُس کے شہر اور فصیلوں کو دوبارہ بنوایا اور اہل ملطیہ کو پھر ملطیہ میں لا کر آباد کیا حفاظت کی غرض سے ملطیہ میں چھاؤنی بھی قائم کی عباس اس سے فارغ ہو کر (سنہ ۱۳۹ھ میں) شاہراہ عام سے دار الحرب میں داخل ہوا اور اکثر ممالک رومیہ کو تہ وبالا کر دیا۔ انہیں دنوں جعفر بن حنظلہ بہرانی نے بھی براہ ملطیہ رومیوں پر جہاد کیا تھا۔ اسی سنہ ۱۳۹ھ میں المنصور اور بادشاہ روم میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے المنصور نے قیدیان قالیقلا کو فدیہ دے کر رہا کرایا۔ اس کے بعد سنہ ۱۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ بھی تھا قسطنطین بادشاہ روم ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مقام جیحان پر پہنچا تو عساکر اسلامیہ کی کثرت سے خائف ہو کر بلا جدال وقتال واپس چلا گیا اس کے بعد سنہ ۱۴۶ھ تک بنو حسن کے معاملات میں المنصور کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی صائفہ جہاد کرنے کو نہیں نکلا۔ اسی سنہ میں ترک وخزر نے باب الابواب میں علم بغاوت بلند کیا اور وہ ارمینیہ تک مسلمانوں کو قتل وغارت کرتے ہوئے بڑھ آئے ارمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے واپس چلے گئے سنہ ۱۴۷ھ میں استرخان خوارزمی نے ترکوں کو مجتمع کر کے ارمینیہ پر چھاپا مارا اور مسلمانوں اور ذمیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا شہر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ارمینیہ سے فارغ ہو کر تفلیس میں جا پہنچا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ان دنوں حرب بن عبداللہ دو ہزار فوج کے ساتھ موصل میں پڑا ہوا تھا کیونکہ خوارج جزیرہ میں مقیم تھے المنصور نے حرب کو جبرائیل بن یحییٰ کے ہمراہ ترکوں کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ باہم لڑائی ہوئی جبرائیل بن یحییٰ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھوٹ کھا گئی حرب بن عبداللہ معہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کے شہید ہو گیا۔ اسی سنہ میں مالک بن عبداللہ خثعمی اہل فلسطین کو مجتمع کر کے صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا مالک بن عبداللہ ملک الصوائف کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو مالک نے درب حدث میں بیٹھ کر تقسیم کیا۔ سنہ ۱۴۸ھ میں عباس بن محمد حسن بن قحطبہ اور محمد بن اشعث صائفہ کے ہمراہ ساتھ جہاد پر روانہ ہوا ممالک رومیہ میں داخل ہو کر قتل وغارت کرتا رہا واپسی کے وقت راستے میں سنہ ۱۵۱ھ میں محمد بن اشعث نے وفات پائی۔ سنہ ۱۵۴ھ میں زفر بن عاصم نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا۔ اس کے بعد ہی سنہ ۱۵۵ھ میں بادشاہ روم نے مسلمانوں کے آئے دن کے جہاد سے تنگ آ کر صلح کی درخواست پیش کی اور جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن اُسید سلمی نے بھی صائفہ کے ساتھ

جہاد کیا اور ۱۵۷ھ میں معیوب بن یحییٰ صائفہ کے ساتھ جہاد کی غرض سے دارالحرب کی طرف بڑھا دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی پھر فریقین خود بخود جنگ سے رُک گئے۔

المنصور کی وصیت

۱۵۸ھ میں جس وقت حج کرنے کو جا رہا تھا مقام بیر میمون میں جب کہ چھ تاریخیں ذی الحجہ کی گذر چکی تھیں المنصور نے وفات پائی۔ اور قبل وفات رخصتی کے وقت المہدی کو طلب کر کے یہ وصیت کی تھی:

"عزیز من! میں نے کوئی ایسا امر نہیں باقی چھوڑا مگر یہ کہ میں نے اس میں تم سے سبقت نہ کی ہو اور میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں گو میرا گمان یہ ہے کہ اُن میں سے تم ایک کی بھی تعمیل نہ کرو گے (المنصور کے پاس ایک صندوقچہ تھا جس میں اس کے علوم کے دفاتر رہا کرتے تھے یہ صندوقچہ ہمیشہ مقفل رہا کرتا تھا سوائے المنصور کے کوئی شخص اس کو نہیں کھولتا تھا)، اس صندوقچہ کی طرف اشارہ کر کے کہا، دیکھو اس صندوقچہ کی کامل حفاظت کرنا اس میں تمہارے آباء و اجداد کے علوم ماکان و ما یکون الی یوم القیامۃ ہیں اگر تم کو کسی امر کا خطرہ پیش آئے تو تم دفتر کبیر کو دیکھنا اگر اس میں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے تو بہتر ورنہ دفتر ثانی کو دیکھنا اسی طرح ساتویں دفتر تک دیکھتے جانا اگر ان میں بھی تم اپنا مقصود نہ پاؤ تو مجموعہ صغیر کو دیکھنا اس میں ضرور جو تم چاہو گے پاؤ گے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور دیکھو اس شہر کی پوری محافظت کرنا خبردار کبھی اس کی تبدیلی نہ کرنا میں نے اس میں اس قدر مال جمع کر دیا ہے کہ اگر دس برس تک خراج کا ایک حبہ وصول نہ ہو تو بھی یہ لشکریوں کے روزینے، مصارف، خاندان والوں کے خرچ اور روانگی فوج کے لئے کافی ہوگا تم اس کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہو کیونکہ جب خزانہ معمور ہوگا تو تم ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو تمہارے خاندان والوں کی بابت بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بہ حسن سلوک پیش آنا نیکی کرنا ہمیشہ ان کو ہر کام کا پیشوا بنانا اور لوگوں کے ساتھ نرمی و ملاطفت کرنا اور ان کو عہد ہائے جلیلہ دینا کیونکہ تمہاری عزت ان کی عزت ہے اور ان کے نمایاں کام تمہارے ہیں مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو اہل خراسان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس وجہ سے کہ وہ تمہارے قوت بازو ہیں اور ایسے ہوا خواہ ہیں جنھوں نے اپنی جان و مال کو تمہاری سلطنت قائم کرنے میں خرچ کیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمہاری محبت ان کے دلوں سے کبھی نہ نکلے گی۔ تم ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا ان کی لغزشوں سے درگذر کرنا جو ان سے نمایاں کام سرزد ہوں اس کا معقول صلہ دینا اور ان میں سے جو مر جائے اس کے اہل و عیال میں تم اس کی نیابت کرنا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے، اور خبردار شہر کا شرقی حصہ ہرگز ہرگز نہ بنوانا کیونکہ تم اس کی تعمیر

پوری نہ کر سکو گے اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار قبیلہ بنو سلیم کے کسی شخص سے مدد نہ طلب کرنا اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار عورتوں کو اپنے کاموں میں دخیل نہ بنانا اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ذی الحجہ ہی میں خلیفہ بنایا گیا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں اسی سنہ کے ذی الحجہ میں مر بھی جاؤں گا اور مجھکو اسی خیال نے حج کرنے کی توفیق دی ہے۔ میرے بعد اس معاملہ میں جس کا میں امور مسلمین کے متعلق تم سے اقرار لیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس معاملہ میں تم کو حزن وکرب پیدا ہوگا اس کی آسانی کا اللہ تعالیٰ راستہ پیدا کردے گا اور تم کو سلامتی اور نیکوئی عاقبت اپنی عنایت سے نصیب کرے گا جس کو تم شمار نہ کر سکو گے۔ اے صاحبزادہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تمھاری اور تمھارے کاموں کی حفاظت کرے گا خبردار (ناحق) خونریزی کے قریب نہ جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ عظیم ہے اور دنیا میں ہمیشہ کے لیے باعث ننگ وناموسی ہے اور حدود الٰہی کی پوری طور سے پابندی کرنا اس میں تمھارے جان و مال کی بہتری ہے اور ان میں افراط وتفریط نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی امر کو یہ جان جاتا کہ یہ اس کے دین کے لیے اصلح اور اس کی معاصی سے روکنے کو کافی ہے تو اپنی کتاب کریم میں اُس کی بابت حکم دیدیتا۔ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود وعید عذاب لیم بہت بڑا غصہ اس شخص پر کیا ہے اور اپنی کتاب کریم میں عذاب وعقاب کے دوچند کا حکم دیا ہے جو ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے ارشاد فرمایا ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ و یسعون فی الارض فسادًا" الآیۃ۔ اے صاحبزادہ پادشاہ اللہ تعالیٰ کے حبل المتین عروۃ الوثقیٰ اور دین قدیم ہے پس اس کی حفاظت کرو اور اس کی مضبوطی کی کوشش کرو اور مضرت کو اس سے رفع کرو۔ ملحدین پر حملہ کرو، بدعتیوں کا استیصال کرو اور جو لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں اُن سے لڑو اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم اپنے محکم قرآن میں صادر فرمایا ہے اُس سے متجاوز نہ ہو اور انصاف کے ساتھ حکم کرو اور اس میں اعتدال سے نہ ہٹو کیونکہ یہ فتنہ وفساد اور دشمنوں کا قلع وقمع کرنے والا ہے اور لوگوں کو وظائف دیا کرو مال غنیمت لشکریوں کے لیے چھوڑ دو کیونکہ میں اس قدر چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کو اُس کی ضرورت نہیں رہی اور صلہ رحم وقرابت کا بہت لحاظ کرنا خبردار ناراض کرنے والے امور کے قریب نہ جانا اور رعیت کے مال لینے سے محترز رہنا سرحدوں اور اطراف بلاد کی پوری نگہبانی کرنا راستوں میں امن قایم رکھنا عوام کو بلوہ وفساد سے روکنا نرمی سے اُن سے پیش آنا جس سے ان کو ناگواری پیدا نہ ہو اس کو دفع کرتے رہنا مال واسباب کو شمار کرکے

خزانہ میں رکھوانا۔ خبردار تفریق جماعت سے احتراز کرنا کیونکہ مصائب کا کوئی وقت مخصوص نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عادتوں میں ہے۔ اور جس قدر ممکن ہو سواریاں، پیادے اور لشکر ہر وقت مہیا رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر نہ اُٹھا رکھنا اس سے تمھارے کام میں خلل پڑ جائے گا اور بسا اوقات اکثر امور فوت بھی ہو جائیں گے۔ اور حوادث و مصائب کے آنے سے پہلے احکام صادر کر دینا اور اُس کے دفع کر دینے کی خوب جی توڑ کوشش کرنا۔ جو واقعہ دن کو ہونے والا ہو اُس کے دفع کرنے کو رات ہی سے لوگوں کو موجود کر لینا اور جو رات کو ہونے والا ہو اُس کے دفع کرنے کے لئے دن سے سامان مہیا رکھنا ہر کام کو بذاتہ کرنا سستی و کاہلی کو مزاج میں دخل نہ دینا۔ حسن ظنی اور بدظنی سے برتاؤ اپنے عمال اور کاتب کے ساتھ کرنا۔ ہر وقت ہوشیار رہنا اور جو شخص تمھارے دروازہ پر رہتا ہو اُس کو دریافت کرتے رہنا اور لوگوں پر حاضری دربار کو آسان کرنا اور جو نزاع تمھارے روبرو پیش کی جائے اُس پر غور کرنا۔ اور لوگوں پر ایسے شخص کو مامور کرنا جو غافل و بے خبر نہ ہو اور تم کبھی بے خبر و غافل نہ رہنا کیونکہ جب سے میں نے زینہ خلافت پر قدم رکھا ہے اُس وقت سے میری آنکھیں نہیں جھپکیں مگر یہ کہ میرا دل بیدار تھا یہ میری وصیتیں ہیں اللہ تعالیٰ میرے بعد تیرا محافظ ہو"

وفات

یہ وصیت کرنے کے بعد المہدی کو رخصت کیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا کوفہ میں پہنچ کر حج و عمرہ کا احرام باندھا، قربانی کے جانوروں پر نشان بنا کر آگے روانہ کیا۔ ان کاموں کو المنصور نے ذیقعدہ کے چند ایام گذر جانے پر انجام دیا تھا۔ کوفہ سے دو ایک منزل سفر کرنے کے بعد المنصور کو وہ درد لاحق ہوا جس سے اُس کی وفات ظہور میں آئی پھر یہ درد رفتہ رفتہ بڑھا ربیع سے جو اس کا ہم نشین تھا دوران علالت میں کہا کرتا تھا یا ربیع الی حرم ربی ھاربًا من ذنوبی۔ بیر میمون پر پہنچا تو ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کی فجر کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا[1] ہوا۔ وفات کے وقت سوائے اس کے خدام اور ربیع (اس کے آزاد غلام) کے اور کوئی موجود نہ تھا اس روز ان لوگوں نے اس واقعہ کو چھپایا اگلے دن صبح ہوتے ہی عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ولی عہد ارکین دولت، روسا رعایا حسب اور عوام الناس حسب مدارج دربار میں بلائے گئے۔ ربیع نے ان لوگوں سے المہدی کی خلافت کی بیعت لی بعد ازاں سرداران لشکر اور عوام الناس نے بیعت کی۔ عباس بن محمد و محمد بن سلیمان مکہ معظمہ چلے گئے اور ما بین رکن و مقام لوگوں سے خلافت المہدی کی بیعت لی۔ اور المنصور کو کفن پہنا کر اس کی قبر کے پاس لے گئے عیسیٰ بن موسیٰ

---

[1] المنصور نے بائیس برس خلافت کی تریسٹھ برس کئی مہینہ کی عمر پائی ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی گندم گوں، نحیف العارضین اور طویل القامت تھا اس کے لڑکے ابو جعفر المہدی محمد، جعفر اکبر (ان کی ماں ام موسیٰ اروی بنت منصور ہمشیرہ یزید بن منصور حمیری تھی)، صالح (ان کی ماں ام الولد رومیہ تھی) سلیمان، عیسیٰ یعقوب (ان کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد سے تھیں) جعفر اصغر، قاسم، عبد العزیز اور عباس تھے اور ایک لڑکی عالیہ تھی۔ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۹۔

یا بہ روایت بعض ابراہیم بن یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مقبرہ معلاۃ میں دفن کر دیا یہ حادثہ المنصور کی خلافت کے بائیسویں برس واقع ہوا۔

باب ۴

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

تخت نشینی علی بن محمد نوفلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے (یہ شخص بصرہ کا رہنے والا اور ان دنوں المنصور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا) کہ میں مکہ معظمہ سے المنصور کے انتقال کی صبح کو لشکر میں آیا تھا اس وقت موسیٰ بن المہدی شامیانہ کی چوبوں کے پاس کھڑا تھا اور دوسری جانب قاسم بن المنصور ایستادہ تھا مجھ کو اس سے یقین ہو گیا کہ المنصور نے وفات پائی اس کے بعد حسن بن زید علوی اور بہت سے آدمی آ گئے یہاں تک کہ شامیانہ میں جگہ باقی نہ رہی رونے کی آواز آنے لگی اس کے بعد ابو العنبر خادم قبا پھاڑے سر پر مٹی ڈالے وا امیر المومنیناہ وا امیر المومنین کہتا ہوا نکلا۔ قاسم نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ربیع ہاتھ میں ایک کاغذ لئے ہوئے باہر آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے پڑھنے لگا۔ اس میں لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من عبد اللہ المنصور امیر المومنین الیٰ من خلف من بنی ھاشم وشیعتہ من اھل خراسان وعامۃ المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از بندہ خدا المنصور امیر المومنین بجانب پس ماندگان بنی ہاشم و ہوا خواہان خراسان و عامہ مسلمین۔

اس قدر پڑھنے کے بعد ربیع رو پڑا اور سامعین بھی رونے لگے پھر ربیع نے اپنے دل کو سنبھال کر کہا "رونا تو تمہارے آگے ہی آ گیا ہے خاموش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔" سامعین خاموش ہو گئے اور ربیع پڑھنے لگا۔

اما بعد فانی کتبت کتابی ھذا وانا حی فی یوم آخر یوم من ایام الدنیا واول یوم من ایام الآخرۃ اقرء علیکم السلام

اما بعد میں نے یہ عہد نامہ تحریر کیا ہے اور میں زندہ ہوں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن میں اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں میرا

واسأل اللہ ان لا یفتنکم بعدی ولا یلبسکم شیعاً ولا یذیق بعضکم باس بعضٍ۔

تم کو سلام پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم کو فتنہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو کئی فرقوں پر متفرق کرے اور نہ تم میں سے بعض کو بعض کے خوف کا مزہ چکھائے۔

اس کے بعد ان لوگوں کو المہدی کے حق میں وصیت کی تھی اور ایفاء عہد پر اُن کو آمادہ کیا تھا۔ ربیع نے عہد نامہ تمام کر کے حسن بن زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "اٹھو بیعت کرو"۔ چنانچہ حسن بن زید نے اٹھ کر موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر المہدی کی خلافت کی بیعت کی بعد ازاں حاضرین یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے پھر بنو ہاشم بلائے گئے اس وقت المنصور اپنے کفن میں لپٹا ہوا پڑا تھا اور سر کھلا ہوا تھا پس اس کی لاش کو اٹھا کر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر لائے اور دفن کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے جس وقت لوگ المہدی کی خلافت کی بیعت کر رہے تھے بیعت کرنے سے انکار کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان بولا "واللہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا" عیسیٰ بن موسیٰ نے بہ مجبوری بیعت کر لی۔ تکمیل بیعت کے بعد موسیٰ بن المہدی اور ربیع نے المنصور کی خبر وفات مع بیعت نامہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر و عصا اور خاتم خلافت المہدی کی خدمت میں بھیجی اور مکہ معظمہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب یہ خبر نصف ماہ ذی الحجہ کو المہدی کے پاس بغداد میں پہنچی تو اہل بغداد نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ پہلا جو کام المہدی نے بیعت لینے کے بعد کیا یہ تھا کہ جس قدر قیدی المنصور کے قید خانہ میں تھے سب کو رہا کر دیا مگر وہ قیدی رہا نہ کئے گئے جو خونی یا غاصب یا باغی تھے۔

حسن بن ابراہیم

منجملہ رہائی یافتہ قیدیوں کے یعقوب بن داؤد تھا جو حسن ابن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا گیا تھا حسن بن ابراہیم کو اس سے سوءظنی پیدا ہوئی اپنے ایک معتمد دوست کے پاس ایک سرنگ قید خانہ تک کھودنے کو کہلا بھیجا۔ اتفاق سے یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہو گئی یعقوب بن داؤد ابن علاثہ قاضی کے پاس گیا ابن علاثہ نے یعقوب کو ابو عبید اللہ وزیر کے پاس المہدی کی خدمت میں پیش کرنے کو بھیج دیا۔ ابو عبید اللہ وزیر نے المہدی کی خدمت میں یعقوب کو پیش کر دیا۔ جب تک قاضی اور وزیر بیٹھے رہے۔ یعقوب نے کچھ باتیں نہ کیں۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے آئے تو حقیقت حال کہہ سنائی۔ المہدی نے حسن کو ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں تبدیل کر دیا مگر پھر بھی حسن موقع پا کر بھاگ گیا المہدی نے ہر چند جستجو کرائی مگر کامیاب نہ ہوا، یعقوب بن داؤد کو طلب کر کے حسن کی بابت مشورہ کیا یعقوب نے عرض کیا "آپ حسن کو امان مرحمت فرمائیے میں اس کو حاضر کر دوں گا" المہدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور یعقوب نے حسن کو حاضر کر دیا بعد ازاں المہدی سے وقت بے وقت حسن کی حاضری کی اجازت لے لی چنانچہ اکثر اوقات حسن دربار خلافت میں حاضر ہو کر سرحدی امور، عساکر اسلامیہ، تعمیر قلعجات، رہائی قیدیان، معافی زرجرمانہ مجرمان اور مستحقین کو صدقات دینے کے

بارے میں رائیں دیتا تھا اس وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا اعزاز بڑھ گیا اور ابو عبید اللہ وزیر کا رتبہ گھٹ گیا۔ المہدی نے ان خدمات کے صلہ میں بنام حسن ایک فرمان تحریر کیا اور اس کو دینی بھائی کے خطاب سے مخاطب کرکے ایک لاکھ درہم مرحمت کیے۔

مقنع کا ظہور اور ہلاکت

یہ مقنع مرو کا رہنے والا اور حکیم وہاشمی کے نام سے معروف وموسوم تھا تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اُس نے حلول کیا بعدہ صورت نوح میں بعد ازاں ابو مسلم پھر ہاشم میں۔ اور یہی مقنع ہے پس ۱۵۹ھ مقام خراسان میں ظاہر ہوکر الوہیت کا دعویٰ کیا اور ایک چہرہ سونے کا بنا کر اپنے منہ پر لگا لیا اسی وجہ سے مقنع کے نام سے موسوم ہوا یہ یحییٰ بن زید کے مارے جانے کا بھی منکر تھا اس کا یہ زعم تھا کہ یحییٰ بن زید مارے نہیں گئے بلکہ روپوش ہوگئے ہیں اور اپنا بدلہ لیں گے عوام کا ایک گروہ کثیر اس کا تبع ہوگیا اور اس کو سجدہ کرنے لگا۔ مقنع نے رساتیق کش کے قلعہ بسیام و سنجردہ میں قیام کیا۔ اسی اثناء میں سفید پوشان بخاری وصغد نے ظاہر ہوکر برخلاف خلافت عباسیہ اس کا ساتھ دیا۔ کفار اتراک نے بھی اس کی مدد کی اور مسلمانوں پر جس طرف وہ تھے اُسی جانب سے حملہ کر دیا ابو النعمان، جنید اور لیث بن نصر بن سیار مقابلہ پر آئے لیث کا بھائی محمد بن نصر اور اس کے بھائی کا لڑکا حسان اس واقعہ میں کام آیا المہدی نے ان کی کمک پر جبرئیل بن یحییٰ کو روانہ کیا اور باغیان بخاری وصغد سے جنگ کرنے پہ جبرئیل کے بھائی یزید کو مامور کیا چار مہینے تک بخارا کے بعض قلعوں پر لڑائی ہوتی رہی بالآخر عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ اس قلعہ پر قبضہ حاصل کرلیا۔ سات سو آدمی مارے گئے باقی جو رہے وہ مقنع کی طرف بھاگ گئے اور جبرئیل نے ان کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد المہدی نے ابو عون کو جنگ مقنع پر متعین کیا چونکہ اس نے جنگ مقنع میں کارہائے نمایاں نہ کیے اس وجہ سے عساکر اسلامیہ اور ایک جماعت سپہ سالاروں کے ساتھ معاذ بن مسلم کو روانہ کیا گیا اس کے مقدمۃ الجیش پر سعید حریشی تھا۔ عقبہ بن مسلم بھی یہ خبر پاکر زم سے اپنا لشکر لیے ہوئے آپہنچا مقام طواویس میں معاذ سے ملا اور دونوں نے بالاتفاق مقنع کے لشکر پر حملہ کیا مقنع کا لشکر پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا سیکڑوں آدمی مارڈالے گئے باقی ماندہ جان بچا کر بھاگے اور بسیام میں مقنع کے پاس جا کر دم لیا۔ مقنع نے قلعہ بندی کرلی اور معاذ نے پہنچ کر محاصرہ کرلیا اثناء جنگ میں حریشی اور معاذ میں چل گئی حریشی نے المہدی کی خدمت میں معاذ کی شکایت لکھ بھیجی اور یہ بھی درخواست کی کہ: "اگر مجھے تنہا جنگ مقنع پر آپ مامور کریں تو میں فوراً اس کا قلع قمع کردوں گا" المہدی نے اس کو منظور کرلیا چنانچہ سعید حریشی بلا شرکت معاذ جنگ مقنع میں مصروف ہوا پھر بھی معاذ نے اپنے لڑکے کو اس کی مدد کے لیے بھیج دیا۔ عساکر اسلامیہ آلات قلعہ شکن لے کر قلعہ کی طرف بڑھی مقنع کے ہمراہیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کی سعید حریشی نے امان دیدی۔ تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آئے مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہ گئے سعید حریشی نے حصار میں سختی شروع کی مقنع نے اپنی ہلاکت کا یقین کرکے اپنے اہل وعیال کو جمع کیا بعض کہتے ہیں کہ زہر پلا دیا اور بعض کہتے ہیں کہ

جلا دیا اور ان لوگوں کے جل جانے کے بعد خود بھی آگ میں کود پڑا عساکر اسلامیہ مظفر و منصور قلعہ میں داخل ہوئیں۔ حریشی نے مقنع کا سر اتار کر المہدی کی خدمت میں بھیج دیا یہ سر حلب میں المہدی کے پاس ۱۶۳ھ[1] میں پہنچا۔

المہدی کے عمال ۱۵۹ھ میں المہدی نے اپنے چچا اسمٰعیل کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے اسحاق بن صباح کندی اشعثی کو مامور کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن خاطب جمحی کو بعد معزولی اسمٰعیل گورنری کوفہ پر بھیجا تھا۔ اسی سنہ میں سعید بن دعلج کو احداث بصرہ سے اور عبیداللہ بن حسن کو امامت سے معزول کر کے ان دونوں کے بجائے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان نمیری کو متعین کیا۔ کچھ عرصہ بعد احداث کو عمارہ بن حمزہ کے سپرد کر دیا اس نے اپنی طرف سے مسور بن عبیداللہ باہلی کو اس کا متولی کیا۔ اسی سنہ میں قثم بن عباس کو یمامہ کی حکومت سے مطر (المنصور کے آزاد خادم) کو امارت مصر سے اور عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے سبکدوش کر کے یمامہ پر فضل بن صالح کو، مصر پر ابو حمزہ محمد بن سلیمان کو اور مدینہ منورہ پر محمد بن عبداللہ الکثیری کو مقرر کیا پھر اس کو معزول کر کے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان کو پھر اس کو بھی معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت کی۔ اور معبد بن خلیل گورنر سندھ اور حمید بن قحطبہ والی خراسان کے مرجانے پر باشارہ ابو عبیداللہ وزیر سندھ کی حکومت روح بن حاتم کو دی اور خراسان کی ابو عون عبدالملک بن یزید کو۔ بعد ازاں ۱۶۰ھ میں ابو عون معتوب ہوا اور معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے معاذ بن مسلم کو خراسان پر، حمزہ بن یحییٰ کو سجستان پر اور جبرئیل بن یحییٰ کو سمرقند پر مامور کیا۔ جبرئیل نے اپنے زمانہ گورنری میں سمرقند کا شہر پناہ اور قلعہ تعمیر کرایا۔ ان دنوں یمن کی گورنری پر رجاء بن روح فائز تھا اور کوفہ کے عہدہ قضاء پر شریک، خراج پر ثابت بن موسیٰ، فارس، اہواز اور دجلہ پر عمارہ بن حمزہ اور عہدہ قضاء بصرہ پر عبیداللہ بن حسن تھا پھر اس کو عہدہ قضاء بصرہ سے علیحدہ کر کے بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو، سندھ پر بسطام بن عمرو کو اور یمامہ پر بشیر بن منذر کو متعین کیا۔

۱۶۱ھ میں المہدی نے سندھ کی گورنری نصر بن محمد بن اشعث کو دی اور عافیہ قاضی کو معہ ابن علاثہ کے رصافہ میں عہدہ قضاء پر مامور کیا فضل بن صالح کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے اس کے بجائے عبدالصمد بن علی کو جزیرہ پر، عیسیٰ بن لقمان کو مصر پر، یزید بن منصور کو سواد کوفہ پر، حسان شروی کو موصل پر اور بسطام بن عمرو تغلبی کو سندھ سے معزول کر کے آذربائیجان پر مقرر کیا اسی سنہ میں نصر بن مالک عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا تب بجائے اس کے حمزہ بن مالک اسی کے پولیس افسر کو مامور کیا۔ ابان بن صدقہ الرشید کے سکریٹری کو الہادی کے پاس تبدیل کر دیا اور ہارون کی اتالیقی پر یحییٰ بن

---

[1] کاتب نے غلطی سے ثلاث وتسعین لکھا ہے جس کے معنی ۹۳ ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے بجائے ستین کے تسعین لکھ دیا ہے کما فی التاریخ الکامل لابن اثیر الجزری المجلد السادس صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر

خالد بن برمک کو متعین کیا پھر اسی سنہ میں ابو ضمرہ محمد بن سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے سلیمان بن رجاء کو مرحمت کی، اس سنہ میں سواد کوفہ پر یزید بن منصور اور احداث کوفہ پر اسحاق بن منصور مامور رہا۔

سنہ ۱۶۷ھ میں المہدی نے علی بن سلیمان کو حکومت یمن سے اور سلیمان بن رجاء کو امارت مصر سے سبکدوش کر کے عبداللہ بن سلیمان کو سند گورنری یمن اور عیسیٰ بن لقمان کو سند امارت مصر مرحمت فرمائی پھر اس کو چند ہی مہینے بعد معزول کر کے اپنے آزاد خادم واضح کو پھر اس کو بھی معزول کر کے یحییٰ حریشی کو مامور کیا۔ طبرستان میں عمر بن علاء، بحستان میں تمیم بن سعید بن دعلج اور جرجان میں مہلہل بن صفوان تھا اور محکمہ نزول قائم کر کے عمر بن بزیع اپنے آزاد خادم کے سپرد کر دیا۔

الہادی کی ولیعہدی اور عیسیٰ کی معزولی

ایک مدت سے بنو ہاشم کی ایک جماعت اور شیعان المہدی عیسیٰ بن موسیٰ کو ولیعہدی سے معزول کرنے اور موسیٰ الہادی بن المہدی کی ولیعہدی کی بیعت کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی وہ خوش ہو گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی جائے قیام رحبہ (مضافات کوفہ) سے بلا بھیجا۔ عیسیٰ نے حاضری سے انکار کر دیا تب المہدی نے کوفہ کی گورنری پر روح بن حاتم کو مامور کیا اور اس کو در پردہ عیسیٰ کی ایذا دہی کی ہدایت کر دی مگر روح کو ایذا دہی کا موقع نہ ملا کیونکہ عیسیٰ سوائے جمعہ اور عید کے کبھی شہر میں نہیں آتا تھا۔ المہدی نے جھلا کر عیسیٰ کو ایک عتاب آمیز خط تحریر کیا عیسیٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا پھر المہدی نے اپنے چچا عباس کو مع اپنے خط مشعر طلبی عیسیٰ کے پاس روانہ کیا عیسیٰ نے اس کی بھی تعمیل نہ کی بعد ازاں المہدی نے اپنے گروہ والوں میں سے دو سپہ سالاروں کو عیسیٰ کے حاضر کرنے پر متعین کیا۔ چنانچہ عیسیٰ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوا اور المہدی کے لشکر میں (محمد بن سلیمان کے مکان پر) قیام کیا چند دنوں المہدی کی خدمت میں آتا جاتا رہا نہ تو کسی امر میں گفتگو کرتا تھا اور نہ کسی صلاح و مشورہ میں شریک ہوتا تھا۔

ایک روز دارالخلافت میں حاضر ہوا اس وقت رؤسا شیعان المہدی عیسیٰ کے خلع ولیعہدی پر متفق ہو رہے تھے سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے عیسیٰ نے دروازہ جو اس کے پشت پر تھا بند کر لیا ان لوگوں نے اس کو توڑ ڈالا المہدی نے بظاہر اس سے ناراضگی ظاہر کی مگر وہ لوگ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے یہاں تک کہ گھر والوں نے بھی اس بارے میں سختی کرنا شروع کر دی محمد بن سلیمان بہت زیادہ سختی کر رہا تھا۔ عیسیٰ نے اس قسم کا عذر کیا جو اس سے بوقت بیعت ولیعہدی لی گئی تھی المہدی نے قضاۃ اور فقہاء کو اس مسئلہ کے حل کرنے کو جمع کیا جن میں محمد بن علاثہ اور مسلم بن خالد زنجی بھی تھا ان لوگوں نے یہ جواب استفتا بیان کیا کہ عیسیٰ پر اس قسم کی پابندی نہیں ہے اور اس کا کفارہ دے کر ولیعہدی سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں المہدی نے ان کو دس ہزار درہم مرحمت کئے زاب وکسکر میں جاگیریں دیں چنانچہ عیسیٰ نے اپنے آپ کو ولیعہدی سے جبکہ چار دن ماہ محرم سنہ ۱۶۰ھ کے باقی تھے خلع کر لیا اور المہدی کے لڑکے موسیٰ الہادی کی ولیعہدی کی بیعت کر لی۔ اگلے دن المہدی نے دربار عام منعقد کیا۔ خاندان شاہی رؤسا سلطنت جمع ہوئے المہدی نے ان لوگوں سے

بیعت لی جامع مسجد کی طرف آیا اور عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا خطبہ دیا اور لوگوں کو عیسیٰ کی معزولیت اور ہادی کی ولیعہدی کی بیعت سے آگاہ کیا اور بیعت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا۔ سب کے سب بیعت کرنے کے لئے بڑھے اور عیسیٰ نے اپنے خلع ولیعہدی کی شہادت دی۔

فتح باربد

۱۵۹ھ میں خلیفہ المہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کو بسرافسری ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں رضاکار (والنٹیر) بھی تھے بلاد ہند کی طرف روانہ کیا فارس سے کشتیوں پر سوار ہو گئے اور سرزمین ہند میں پہنچ کر باربد پر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل باربد نے بد میں جا کر پناہ لی عساکر اسلامیہ نے بد میں آگ لگا دی بعض جل گئے۔ باقی جو رہے وہ عساکر اسلامیہ کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے تقریباً بیس آدمی شہید ہوئے۔ دریا کا جوش فرو ہونے کے انتظار میں چند روز ٹھہرے رہے اتفاق سے ایک بیماری (وبائی) جو منہ میں ہوتی تھی، پیدا ہو گئی جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے انہیں میں سے ابراہیم بن صبیح تھا بعد ازاں کشتیوں پہ سوار ہو کر فارس کی جانب روانہ ہوئے ساحل بحر احمر پر پہنچے رات کے وقت ہوا کا ایک ایسا طوفان آیا جس سے اکثر کشتیاں پانی کے تھپیڑوں سے ٹوٹ گئیں اور ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا۔

المہدی کا حج

۱۶۰ھ میں المہدی نے حج کی تیاری کی بغداد پر اپنے لڑکے الہادی اور اُس کے ماموں یزید بن منصور کو اپنا نائب بنایا اور اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو معہ چند لوگوں کو جو خاندان خلافت سے تھے۔ الہادی کی مصاحبت پر مامور کیا اور خود معہ وزیر یعقوب بن داؤد کے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گیا مکہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت یعقوب نے حسن بن ابراہیم کو پیش کیا جس کی امان یعقوب نے اس سے پیشتر حاصل کر لی تھی۔ المہدی بحسن اخلاق پیش آیا جاگیر دی۔ خانہ کعبہ کا وہ غلاف جو ہشام بن عبدالملک اموی نے چڑھایا تھا اور وہ قیمتی و نفیس دیبا کا تھا اُتروا کر دوسرا عمدہ قیمتی غلاف چڑھایا۔ مصارف خیر میں ہزاروں روپے خرچ کئے۔ عراق سے تین ہزار درہم، مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے ایک لاکھ دینار منگوا کر خرچ کئے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار غرباء میں کپڑے تقسیم کئے۔ مسجد نبوی (صلعم) کو وسیع کیا اور انصار کے پانچ سو خاندانوں کو عراق میں لا کر آباد کیا اور معقول تنخواہیں مقرر کیں، جاگیریں دیں اور اپنی محافظت پر اُن کو مامور کیا۔

واپسی کے وقت مکہ کے راستہ میں مکانات تعمیر کرنے کا حکم دیا (یہ مکانات اُن مکانات سے بڑے اور شاندار بنوائے گئے تھے جو المنصور نے قادسیہ سے زبالہ تک بنوائے تھے) اور تمام مقامات و مکانات میں حوض اور کنویں بنوائے میلوں کے جدید نشان نصب کرائے ان تمام کاموں کا اہتمام یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا تھا مسجد بصرہ کی بھی توسیع اور منبروں کو بقدر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا کرنے کا حکم صادر کیا اور ۱۶۷ھ میں حرمین شریفین کے بڑھائے جانے کا حکم دیا اس کا اہتمام بھی یقطین بن موسیٰ ہی

ؔ یہ واقعات ۱۶۱ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۴۔ مطبوعہ مصر۔

کے سپرد ہوا بہت سے مکانات کو مسمار کر کے حرم میں شامل کر دیا تعمیر کا کام المہدی کی وفات تک جاری رہا تھا۔

وزیر ابو عبداللہ

ابو عبداللہ اشعری عہد حکومت المنصور میں المہدی سے ملا تھا المہدی نے اس کی بے حد عزت کی تھی اور عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کر کے اپنے ہمراہ خراسان لے گیا تھا اور چونکہ ابو عبداللہ کے کاموں پر المہدی کو پورا پورا اعتماد ہو گیا تھا اس لیے لوگوں نے چغلی کرنا شروع کر دی۔ ربیع وقتاً فوقتاً اس کا دفعیہ کرتا جاتا اور اس کے خطوط کو المنصور کی خدمت میں پیش کر کے دو کلمہ خیر سے یاد کر لیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے المنصور نے المہدی کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیج دیا۔ کہ "ابو عبداللہ کے متعلق کسی کے کہنے سننے پر کچھ خیال نہ کرنا۔ پس جب المنصور نے وفات پائی اور ربیع المہدی کی بیعت خلافت کو بحسن وخوبی انجام دے کر بغداد میں آیا۔ المہدی اور اپنے اہل کے آنے سے بیشتر ابو عبداللہ کے مکان پر ملنے کو گیا۔ اس کا لڑکا فضل بن ربیع اس امر پر ربیع کو ملامت کرنے لگا۔ ربیع نے جواب دیا "تم صاحبزادہ ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہو وہ وزیر ہے اس کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کئے جائیں گے جو اس سے بیشتر کئے جاتے تھے اور دیکھو خبردار جو برتاؤ ہم اس کے ساتھ کریں ان میں دخل در معقولات تم نہ کرنا اور نہ اس کا کسی سے تذکرہ کرنا" مغرب کے وقت سے ابو عبداللہ کی ڈیوڑھی پر ٹھہرا رہا جب نماز عشاء پڑھ لی گئی تو حاضری کی اجازت ملی۔ ابو عبداللہ مسند بچھائے تکیہ لگائے بیٹھا رہا استقبال کرنا در کنار اٹھ کر بیٹھا تک نہیں۔ ربیع نے بیعت خلافت المہدی کا تذکرہ کرنا شروع کیا۔ ابو عبداللہ نے روک کر کہا "ہاں ہم کو تمہاری کارگذاریوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے" ربیع دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اٹھ کر چلا آیا فضل ربیع کے اس فعل پر ملامت کر کے بولا "آپ نے یہ کام غیر مناسب کیا" ربیع نے جواب دیا "نہیں! جو میں نے کہا وہی مناسب تھا واللہ باللہ تم باللہ اپنی عزت، آبرو اور مال اس کی تذلیل میں مٹا دوں گا"۔

ربیع اس گفتگو کے بعد ابو عبداللہ کے معائب کی جستجو کرنے لگا لیکن اس وجہ سے کہ ابو عبداللہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے اور مذہبی کاموں میں کمال احتیاط کرتا تھا ربیع کو کوئی موقع حرف گیری کا نہ ملا مجبور ہو کر اس کے لڑکے محمد کی برائیاں بیان کرنے لگا ایک روز المہدی سے موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ "محمد بن ابو عبداللہ مرتد ہو گیا ہے اور امیر المومنین کے حرم سے تعرض کرتا ہے" المہدی کے دل میں جب اس تہمت و الزام کا پورا پورا اثر ہو گیا تو بہ وقت عدم موجودگی ابو عبداللہ کے محمد کو دربار خلافت میں پیش کیا۔ اس کے بعد ابو عبداللہ کو طلب کیا گیا المہدی نے محمد سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا "کچھ پڑھو" محمد کچھ نہ پڑھ سکا تب المہدی نے ابو عبداللہ سے کہا "تم تو کہتے تھے کہ میرا لڑکا قرآن پڑھتا ہے؟" عرض کیا یہ دو برس سے مجھ سے علیحدہ ہے شاید بھلا دیا" المہدی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر ڈالو ابو عبداللہ تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا مگر فرط محبت سے غش کھا کر گر پڑا اس وقت المہدی کے حکم سے دوسرے شخص نے محمد کو قتل کیا۔ اسی روز سے المہدی کو ابو عبداللہ سے نفرت سی ہو گئی۔ دیوماً فیوماً یہ نفرت بڑھتی گئی جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

دیوان انشاء سے ابن کو معزول کر کے ربیع کو مقرر کیا اور وزیر یعقوب بن داؤد کی عزت المہدی کی نظروں میں بڑھتی گئی رفتہ رفتہ اس قدر توقیر بڑھی کہ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے مقرر کئے ہوئے امین نظر آتے تھے المہدی جو حکم صادر کرتا تھا اس کا نفاذ بغیر دستخط وزیر یعقوب کے نہ ہوتا تھا اور وہ حکم وزیر یعقوب ہی کے امینوں کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوتا تھا۔

اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور و انقطاع

سنہ ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری نے افریقیہ سے بہ قصد دعوت خلافت عباسیہ اندلس کا قصد کیا چنانچہ ساحل مرسیہ میں پہنچ کر سلیمان بن یقظن گورنر سرقسطہ کو المہدی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہونے کو لکھا۔ سلیمان نے بحکم ؎ "جواب جاہلاں باشد خموشی" کچھ جواب نہ دیا عبدالرحمٰن نے طیش میں آکر معہ اُن بربریوں کے جو اس کے ہمراہ تھے سرقسطہ پر چڑھائی کر دی مقابلہ ہوا عبدالرحمٰن شکست کھا کر تدمیر کی طرف لوٹ آیا اس اثناء میں امیر عبدالرحمٰن والی اندلس بھی اپنا لشکر لئے ہوئے عبدالرحمٰن کے سر پر آپہنچا اور عبدالرحمٰن پر میدان فرار تنگ کرنے کی غرض سے کشتیوں میں آگ لگوا دی عبدالرحمٰن گھبرا کر بلنسیہ کے پہاڑ پر چڑھ گیا عبدالرحمٰن والی اندلس نے منادی کرا دی کہ جو عبدالرحمٰن کا سر لائے گا اس کو ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا کسی بربری کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی اُس نے غفلت کی حالت میں عبدالرحمٰن کا سر اُتار کر عبدالرحمٰن والی اندلس کے روبرو پیش کر دیا اور ایک ہزار دینار لے کر چلتا پھرتا نظر آیا یہ واقعہ سنہ ۱۶۲ھ کا ہے۔

اس واقعہ سے عبدالرحمٰن والی اندلس کو اشتعال پیدا ہوا اُس نے لشکر مرتب کر کے اندلس کے بلاد شمالیہ کی جانب سے شام پر چڑھائی کر دی اتفاق یہ پیش آیا کہ سلیمان بن یقظن اور حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری سرقسطہ میں باغی ہو گیا۔ بہ مجبوری عبدالرحمٰن والی اندلس جنگ شام سے اعراض کر کے سرقسطہ کی طرف جھک پڑا اور ان کی سرکوبی و گوشمالی نے اُسے اُس قصد سے روک لیا۔

بازنطینی جنگیں

سنہ ۱۶۳ھ میں المہدی نے بہ قصد جہاد روم فراہمی لشکر کی جانب توجہ کی اور بہ عجلت تمام خراسان اور اپنے کل ممالک محروسہ سے لشکر مجتمع کر کے کوچ کر دیا۔ روانگی سے ایک دن پہلے لشکر گاہ میں اس کے چچا عیسیٰ بن علی کا آخر ماہ جمادی الآخر میں انتقال ہو گیا تھا بایں ہمہ دوسرے دن بغداد میں اپنے لڑکے موسیٰ (الہادی) کو اپنی نیابت پر مامور کر کے ہارون کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلاد روم کی طرف روانہ ہو گیا دوران سفر میں جزیرہ و موصل ہو کر گذرا عبدالصمد بن علی کو معزول کر کے قید کر دیا بعد ازاں سنہ ۱۲۶ھ میں ۔ ہا کر دیا جس وقت مسلمہ بن عبدالملک کے قصر کے مقابل پہنچا عباس بن علی (المہدی کے چچا) نے اُس واقعہ کو یاد دلایا جو مسلمہ[1] نے ان کے دادا محمد بن علی کے ساتھ کیا تھا المہدی نے

---

[1] ایک زمانہ میں محمد بن علی مسلمہ بن عبدالملک کی طرف ہو کر گذرا تھا مسلمہ نے دعوت کی تھی اور ایک ہزار دینار نذر کئے تھے۔ منہ رحمۃ اللہ۔

یہ سنتے ہی مسلمہ کے لڑکوں، غلاموں، اور جملہ متعلقین کو طلب کر کے بیس ہزار دینار مرحمت کئے اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے پھر فرات کو عبور کر کے حلب[1] پہنچا اور اپنے لڑکے ہارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیحان تک مشایعت کی غرض سے ہارون کے ساتھ آیا ہارون کے ہمراہ اس مہم پر عیسیٰ بن موسیٰ عبدالملک بن صالح، حسن بن قحطبہ، ربیع بن یونس اور یحییٰ بن خالد بن برمک بھی تھا مگر سرداری لشکر اور رسد و غلہ کا انتظام ہارون ہی کے سپرد تھا وہ قلعہ سمالو کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا اکتالیسویں روز امان کے ساتھ اس کو مفتوح کیا۔ اس کے بعد اور چند قلعات فتح کئے اور نیک نامی کے ساتھ المہدی کی خدمت میں واپس آیا المہدی نے اس اثناء میں اطراف حلب کے زنادقہ[2] پر بے حد سختی شروع کر دی تھی چن چن کر قتل کرا رہا تھا ہارون کی واپسی کے بعد بغداد کو روانہ ہوا بیت المقدس کی زیارت کو گیا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور بخیریت تمام بغداد واپس آیا۔

ہارون کی ولیعہدی

خلیفہ مہدی نے سنہ ۱۶۶ھ میں اپنے بھائی ہادی کے بعد اپنے لڑکے ہارون کی ولیعہدی کی بیعت لی اور الرشید کا لقب دیا۔

وزیر یعقوب کا زوال

داؤد بن طہمان شیعی نصر بن سیار کا سکرٹیری تھا اور فرقہ زیدیہ کے عقاید کا پابند تھا جن دنوں یحییٰ بن زید نے خراسان میں خروج کیا تھا ان ایام میں بھی ابو داؤد نصر کے حالات سے یحییٰ بن زید کو مطلع کیا کرتا تھا پس جب ابو مسلم خراسانی نے یحییٰ کے خون کا معاوضہ لیا تو داؤد ابو مسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ابو مسلم نے اس کو امان دی مگر اس کا مال و اسباب جو اس نے زمانہ گورنری نصر میں حاصل کیا تھا لے لیا۔ تھوڑے دنوں بعد داؤد مر گیا اس کے لڑکے ذی علم با ادب اور ہوشیار نکلے چونکہ ان کا باپ داؤد نصر کا سکرٹیری تھا اس وجہ سے عباسیہ کے دربار میں ان کی کچھ عزت نہ ہوئی۔ زیدیہ ہونے کی وجہ سے خاندان بنو فاطمہ سے میل جول پیدا کیا اور اسی بنا پر یعقوب بھی ابراہیم بن عبداللہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا اس کے لڑکوں نے اس کے مرنے پر وہی رویہ اختیار کیا۔ ابراہیم کے مارے جانے کے بعد خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو تلاش کرا کر حسن بن ابراہیم کے ساتھ یعقوب و علی کو بھی قید کر دیا پھر جب خلیفہ منصور مر گیا اور مہدی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے اس کو بھی رہائی یافتہ قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا۔ رہائی پانے کے بعد یعقوب نے اپنے پر پرزے نکالے حسن بن ابراہیم کے بھاگنے کی اطلاع کی پھر جب حسن بن ابراہیم بھاگ گئے تو مہدی سے کہہ سن کر امان حاصل کر کے حسن کو حاضر کر دیا۔ یہی بڑا سبب یعقوب کی قدر افزائی کا ہوا خلیفہ مہدی کی نظروں میں اس کی اس قدر توقیر بڑھی کہ اس کو وزارت کا معزز رتبہ مرحمت فرما دیا۔

---

[1] اس مقام پر جگہ خالی ہے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۵۲ جلد ششم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔

[2] زندیق معرب زندہ ہے جس کے معنی معتقد زند کے ہیں اور زند مجوسیوں کی مذہبی کتاب ہے جمع زنادیق و زنادقہ اور بقول مشہور زندیق اس کو کہتے ہیں جو کفر کو چھپائے اور ایمان ظاہر کرے۔ کمافی اقرب الموارد۔

یعقوب نے رتبہ وزارت پر پہنچتے ہی زیدیہ کو کل ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدوں پر مقرر کر دیا خلیفہ مہدی کے آزاد غلاموں کو یہ امر شاق گذرا شکایتیں کرنے لگے اور خلیفہ مہدی ان کی شکایتوں کو اس انداز سے سن لیتا تھا کہ ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا تھا کہ خلیفہ مہدی کے دل میں ہماری شکایتوں نے گھر کر لیا ہے۔ شب کو آپس میں اکثر کہا کرتے تھے کہ کل صبح کو ضرور یعقوب گرفتار کر لیا جائے گا مگر جب صبح ہوتی اور یعقوب دربار خلافت میں حاضر ہوتا تو خلیفہ مہدی اس سے بہ خندہ پیشانی پیش آتا ہنس ہنس کر باتیں کرتا اور یعقوب بھی اس کے جی بہلانے کو عورتوں ہی کا یا جن چیزوں کی طرف اس کی طبیعت راغب تھی انہی کا تذکرہ کیا کرتا تھا ایک روز شب کو دیر تک قصہ کہتا رہا نصف شب کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا غلام سو گیا تھا سوار ہو کر اپنی چادر کا کنارا اٹھانے لگا گھوڑا بدکا یعقوب زمین پر آ رہا پنڈلی ٹوٹ گئی۔ چوٹ آ جانے کی وجہ سے حاضری دربار سے معذور ہو گیا۔ دشمنوں کو موقع مل گیا شب و روز شکایت کر کر کے خلیفہ کا مزاج برہم کر دیا تا آنکہ مہدی نے اس کو اور اس کے کل عمال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔

یعقوب کو قید کرنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک علوی کو قتل کی غرض سے یعقوب کے سپرد کیا تھا اور یعقوب نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا کسی نے خلیفہ مہدی تک یہ خبر پہنچا دی اور اس شخص کو بھی پیش کر دیا مہدی نے یعقوب کو طلب کر کے اس علوی کا حال دریافت کیا عرض کیا "میں نے اس کو امیر المومنین کے حکم سے قتل کر ڈالا۔"

مہدی نے علوی کو پردہ سے نکال کر یعقوب کے روبرو کر دیا یعقوب نے شرما کر سر جھکا لیا خلیفہ مہدی نے تہ خانہ کے قید خانہ میں قید کر دیا۔ ہادی کے زمانہ خلافت تک محبوس رہا ہارون الرشید کے عہد حکومت میں قید خانہ سے نکالا گیا آنکھوں سے معذور ہو گیا تھا اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ میں قیام کیا۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یعقوب کے ادبار کا بڑا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ یعقوب، مہدی کے مصاحبین کو نبیذ[1] کے پینے سے منع کیا کرتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس فعل قبیح پر جھڑک دیتا تھا اور مہدی سے اکثر کہا کرتا تھا۔ "افسوس ہے کہ بعد نماز پنج گانہ جامع مسجد میں آپ کے پاس آپ کے مصاحبین بیٹھ کر نبیذ کا دور چلایا کرتے ہیں، واللہ ان حرکات پر آپ نے مجھے اپنا وزیر نہیں بنایا ہے اور نہ میں نے یہ سمجھ کر آپ کی مصاحبت اختیار کی ہے۔" خلیفہ مہدی کو یہ نصیحت ناگوار گذری موقع پا کر قید کر دیا۔

طبرستان کی بغاوت

۱۶۷ھ میں ونداد ہرمز و شروین والیان طبرستان نے علم بغاوت بلند کیا تھا خلیفہ مہدی نے ان کی سرکوبی اور آتش بغاوت کے فرو کرنے کو اپنے ولیعہد ہادی کو روانہ کیا۔ ہادی کے لشکر کا پھریرہ محمد بن جمیل کے ہاتھ میں تھا۔ عہدہ تحجابت پر ربیع خلیفہ منصور کا آزاد غلام، دستہ فوج جان نثاران پر عیسیٰ بن ماہان اور محکمہ پیام رسانی پر ابان بن صدقہ مامور

[1] نبیذ کھجور کی تاڑی ہے اس کو زمانہ سابق میں بجائے شراب کے پیتے تھے

تھا ابان بن صدقہ کی وفات پر خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے ابو خالد احول کو مقرر کیا۔

ہادی نے دربار خلافت سے رخصت ہو کر لشکر مرتب کیا اور کل لشکر پر اپنی طرف سے یزید بن مزید کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ ہادی کے لشکر نے ان دونوں سرکشوں متکبروں کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ تنگ آ کر وہ دائرہ اطاعت میں آ گئے۔ اسی بغاوت و بدنظمی کی وجہ سے خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حکومت صوبہ طبرستان سے معزول کر کے عمر بن علاء کو مامور کیا اور اپنے آزاد غلام فراشہ کو جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ۱۶۸ھ میں یحییٰ حریشی کو چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ طبرستان کی جانب روانہ کیا۔

خلیفہ مہدی کے عمال

خلیفہ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اپنے لڑکے ہارون کو آذربائیجان آرمینیہ اور کل بلاد مغرب کا والی مقرر کر کے اس کے محکمہ مال کا سکریٹری ثابت بن موسیٰ کو اور سررشتہ پیام رسانی پہ یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین فرمایا اور زفر بن عاصم کو حکومت جزیرہ سے معاذ مسلم کو گورنری خراسان سے یحییٰ حریشی کو امارت اصفہان سے، سعید بن دعلج کو طبرستان سے، اور مہلہل بن صفوان کو جرجان سے معزول کر کے جزیرہ کی حکومت عبداللہ بن صالح کو، خراسان کی مسیب بن زہیر ضبی کو، اصفہان کی حکم بن سعید کو، طبرستان کی عمر بن علاء کو اور جرجان کی ہشام بن سعید کو عنایت کی۔ ان دنوں حجاز و یمامہ میں جعفر بن سلیمان، کوفہ میں اسحاق بن صباح، بحرین، بصرہ، فارس اور اہواز میں محمد بن سلیمان گورنر تھا۔

۱۶۴ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے صالح بن داؤد کو متعین کیا اس سنہ میں سندھ کی حکومت پر نصر بن محمد بن اشعث تھا۔

۱۶۵ھ میں خلف بن عبداللہ کو حکومت رے سے معزول کر کے عیسیٰ (جعفر کے آزاد غلام) کو مقرر کیا اور بصرہ کی حکومت روح بن حاتم کو، بحرین، عمان، اہواز، کرمان اور فارس کی امارت نعمان (مجوذ خلیفہ مہدی کے آزاد غلام) کو دی۔ محمد بن فضل کو حکومت موصل سے سبکدوش کر کے بجائے اس کے احمد بن اسمٰعیل کو مقرر کیا۔

۱۶۶ھ کے دور میں عبیداللہ بن حسن عنبری عہدہ قضاء بصرہ سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر اہل بصرہ نے اس سے ناراضگی ظاہر کی تب خلیفہ مہدی نے ابو یوسف کو مقرر کیا جبکہ وہ جرجان کو جا رہا تھا۔ اسی سنہ میں اہل خراسان نے مسیب بن زہیر سے بغاوت کی اس وجہ سے ابو العباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا اور سجستان کو بھی اسی کے صوبہ میں شامل کر دیا لیکن اس نے اپنی طرف سے سجستان پر تمیم بن سعید بن دعلج کو متعین کیا۔ اور اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے مدینہ منورہ کی حکومت پر ابراہیم اپنے چچا زاد بھائی کو مامور کیا اور منصور بن یزید کو حکومت یمن سے معزول کر کے عبداللہ بن سلیمان ربعی کو عنایت کی ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح تھا۔

۱۶۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں وفات پائی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرشی کو حدود طبرستان اور رویان سے معزول کر کے اس کے بجائے عمر بن علاء کو مقرر کیا اور جرجان کی حکومت اپنے موالی فراشہ کو مرحمت کی۔ نادر ابراہیم بن یحییٰ جو مدینہ منورہ کا عامل اور خلیفہ مہدی کا چچا زاد بھائی تھا حج کرنے گیا اور ادائے حج کے بعد انتقال کر گیا۔ خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے اسحاق بن موسیٰ بن علی کو متعین کیا۔ اس سنہ میں عمال بایں تفصیل تھے یمن پر سلیمان بن یزید حارثی، یمامہ پر عبداللہ بن مصعب زبیری، بصرہ پر محمد بن سلیمان، عہدہ قضاء پر عمر بن عثمان تیمی، موصل پر احمد بن اسمٰعیل ہاشمی۔ اور بروایت بعض مورخین موسیٰ بن کعب۔

اسی سنہ میں عرب نے بادیہ بصرہ میں مابین یمامہ و بحرین فتنہ و فساد برپا کیا تھا راستہ بند ہو گیا تھا محرمات شرعی کا پاس باقی نہ رہا تھا اور نماز بھی چھوڑ بیٹھے تھے۔

بیرونی مہمات

۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے اپنے چچا عباس کو صائفہ کے لشکر کا سردار مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن وصیف تھا رفتہ رفتہ انقرہ پر پہنچے اور اس کو کمال مردانگی سے فتح کر کے صحیح و سالم واپس آئے۔ اس معرکہ میں ایک بھی مسلمان ضائع نہیں ہوا۔ ۱۶۱ھ میں ثمامہ بن ولید امیر لشکر صائفہ نے دابق پر فوج کشی کی رومیوں نے بسر افسری میخائیل اسی ہزار کی جمعیت سے مرعش پر دھاوا بول دیا اور بلاد مرعش میں پہنچ کر اکثر کو قتل کر ڈالا بعض کو قید کر لیا اور قلعہ مرعش پر پہنچ کر اس کا بھی محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کی ایک تعداد کثیر کو قتل کر کے جیجان کی طرف واپس آئے مگر عیسیٰ بن علی نے قلعہ مرعش نہ چھوڑا۔ خلیفہ مہدی کو رومیوں کی یہ پیش قدمی شاق گذری اس نے لشکر کی تیاری کا فوراً حکم صادر کر دیا اور ۱۶۲ھ میں رومی لشکر نے حرث پر چڑھائی کی تھی اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا تھا۔ اسی سنہ میں حسن بن قحطبہ نے لشکر صائفہ کی اسی ہزار کی جمعیت سے بلاد روم پر جہاد کیا وہ قتل و غارت کرتا ہوا بہت دور تک چلا گیا مگر نہ تو کسی قلعہ کو اس نے فتح کیا اور نہ رومیوں کے کسی لشکر سے جنگ آزما ہوا۔ بہرکیف صحیح و سالم واپس آیا اور یزید بن اسید سلمی نے قالیقلا کی جانب سے جہاد کیا تھا تین قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مہدی نے بہ نفس نفیس ۱۶۳ھ میں جہاد کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا پھر ۱۶۴ھ میں عبدالکبیر بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے حدود حرث سے جہاد کا علم بلند کیا میخائیل و طارد ارمنی بطریقون نے نوے ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا عبدالکبیر کثرت فوج مخالف سے خائف ہو کر بلا جدال و قتال لوٹ آیا خلیفہ مہدی نے برہم ہو کر قتل کا قصد کیا مگر چند لوگوں کی سفارش سے بجائے قتل کے قید کر دیا۔

۱۶۵ھ میں خلیفہ مہدی نے صائفہ کی سرداری پر اپنے لڑکے ہارون کو مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص ربیع کو اس کے ہمراہ کر دیا ہارون نے بلاد روم میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دی بطریق نقیط کا لشکر مقابلہ پر آیا لشکر اسلام سے یزید بن مزید نے نکل کر حملہ کیا بطریق کا لشکر ہزیمت کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا یزید کے ہمراہی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر دمشق جا پہنچے مسلمانوں کا افسر میگزین بہ لحاظ

ضرورت جنگ دمشق ہی میں رہتا تھا اُس نے اُن کو دو لاکھ دینار اور بائیس ہزار درہم دیئے ہارون الرشید اپنے لشکر کے ہمراہ جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی فتح و غارت کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ان دنوں قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پھر ایک نابالغ لڑکا تھا اور اس کی ماں غطسہ بادشاہ الیوک کی بیگم حکومت کر رہی تھی غطسہ نے ستر ہزار دینار سالانہ زر جزیہ دے کر تین برس کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ قسطنطنیہ کے بازار میں مسلمانوں کی آمد و رفت خرید و فروخت کی ممانعت نہ کی جائے گی۔ عساکر اسلامی نے ان لڑائیوں میں صلح سے قبل پانچ ہزار چھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اور چون ہزار رومیوں کو معرکہ کارزار میں اور دو ہزار قیدیوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ اس کے بعد رومیوں نے ۱۶۸ھ میں اس رشتہ صلح کو جب کہ چار مہینے انقضاء مدتِ صلح کو باقی رہ گئے توڑ ڈالا علی بن سلیمان والی جزیرہ و قنسرین نے یہ خبر پا کر یزید بن بدر بن البطال کو بسر افسری عساکر اسلامیہ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ مظفر و منصور بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آیا۔

وفات ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کو تجربہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ امور سلطنت کے انصرام کے لئے ہادی کی بہ نسبت ہارون الرشید میں قابلیت زیادہ ہے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اُس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ موسیٰ الہادی کو ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون کی ولیعہدی کی بیعت لے لی جائے اور ہارون کے بعد ہادی تخت خلافت کا مالک سمجھا جائے۔ ان دنوں ہادی۔ جرجان میں مقیم تھا مہدی نے ہادی کے پاس طلبی کا خط لکھا ہادی نے خلاف توقع قاصد کو پٹوا کر نہایت ذلت سے اپنے دربار سے نکلوا دیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا مجبور ہو کر خلیفہ مہدی نے خود جرجان کا قصد کیا اتفاقِ وقت سے ماسبدان میں پہنچ کر وہ انتقال کر گیا۔

اس کی موت کے اسباب میں علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو کسی لونڈی نے زہر دے دیا تھا۔ اس وجہ سے مرگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی دوسری لونڈی کو امرود میں زہر دینا چاہتی تھی اتفاق سے اُس امرود کو دھوکہ کھا کر خلیفہ مہدی کے روبرو رکھ دیا خلیفہ مہدی نے کھا لیا جس سے اُس کی موت وقوع میں آئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مہدی شکار کھیلنے گیا تھا۔

---

[1] خلیفہ مہدی نے دس برس کئی مہینے خلافت کی تینتالیس برس کی عمر پائی ۱۲۷ھ مقام ایدج میں پیدا ہوا تھا اس کے ماں کا نام ام موسیٰ بنت منصور حمیریہ تھا۔ سخی بالمیح صورت، رعایا کا خیر خواہ، عقائد کا درست اور زنادقہ کا جانی دشمن تھا اسی نے زنادقہ کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کرا کر قتل کرایا تھا۔ سب سے پہلا اسی کے حکم سے زنادقہ و ملحدین کی رد میں کتابیں تصنیف کی گئی تھیں۔ حدیث کی سماعت اُس نے اپنے باپ اور مبارک بن فضالہ جیسے عالم متبحر سے کی تھی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان ضبعی، محمد بن عبداللہ رقاشی اور ابو سفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے روایت کی ہے اس کی صحبت میں اکثر علماء و فضلاء رہا کرتے تھے۔ علم دوست نیک مزاج تھا۔ ملخصاً من الکامل لابن اثیر صفحہ ۳۳ المجلد السادس و تاریخ الخلفاء السیوطی صفحہ ۱۸۵ و سبائک الذہب صفحہ ۸۵

ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا شکار بھاگ کر ایک ویران مکان میں گھس گیا خلیفہ مہدی بھی اُس مکان میں گھس گیا دروازے چھوٹے چھوٹے تھے ٹکر کھا کر گر پڑا اور اُسی دن چوٹ کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کی موت محرم ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور موافق عہد سابق کے موسیٰ الہادی نے اپنے باپ کی موت کی خبر سُن کر جب کہ وہ جرجان میں ٹھہرا ہوا اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

باب ۵

ابو محمد موسیٰ الہادی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

آغاز خلافت خلیفہ مہدی کے انتقال کے بعد ہارون الرشید نے دل جوئی اور تالیف قلوب کے خیال سے لشکریوں کو دو دو سو درہم مرحمت کئے اور بغداد کی طرف واپسی کی منادی کرا دی بغداد میں پہنچ کر ان لوگوں کو مہدی کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی ربیع کے مکان پر چڑھ گئے آگ لگا دی۔ روزینہ طلب کیا اور قید خانہ توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ اس کے بعد ہی ہارون الرشید بھی بغداد پہنچ گیا خیزران (مادر ہارون الرشید) نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کی غرض سے بُلا بھیجا۔ یحییٰ بن خالد تو ہادی کے خوف سے حاضر نہ ہوا البتہ ربیع خیزران کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ہدایت کے مطابق لشکریوں کو سمجھایا بجھایا لشکریوں کا غوغا و شور اس کے کہنے سے فرو ہو گیا خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی تو ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا ربیع نے خلیفہ ہادی کا عتاب آموز خط یحییٰ کو دکھلا کر مشورہ طلب کیا یحییٰ نے رائے دی کہ تم اپنے لڑکے فضل کو تحائف وہدایا دے کر خلیفہ ہادی کے پاس بھیج دو معذرت کر آئے امید ہے کہ خلیفہ ہادی کے مزاج کی برہمی جاتی رہے گی۔ ربیع نے ایسا ہی کیا اور خلیفہ ہادی اس تدبیر سے راضی بھی ہو گیا۔

ہارون الرشید نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی ہادی کی خلافت کی بیعت لی اور ممالک اسلامیہ میں ایک گشتی فرمان مشعر خلافت ہادی و موت مہدی روانہ کر دیا۔ اور نصیر[1] وصیف کو ان واقعات سے

---

[1] اس مقام پر کتاب میں خالی جگہ ہے یہ نام میں نے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۳ جلد ۶ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

مطلع کرنے کو خلیفہ ہادی کے پاس جرجان بھیج دیا خلیفہ ہادی نے کوچ کا حکم دیدیا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کر کے بیس دن میں بغداد پہنچا ربیع کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا لیکن ربیع اپنی وزارت کے تھوڑے سے ہی دنوں بعد مر گیا۔

زنادقہ

خلیفہ ہادی تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی طرح زنادقہ کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گیا جس کو جہاں پایا قتل کر ڈالا از انجملہ علی بن یقطین اور یعقوب بن فضل ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مہدی کے روبرو زندقہ کا اقرار کیا تھا چونکہ خلیفہ مہدی نے ہاشمیوں کے قتل نہ کرنے کی قسم کھا لی تھی اس کو قتل نہ کیا قید کر دیا مگر ساتھ ہی اس کے اپنے لڑکے ہادی کو وصیت کر دی تھی کہ جب تم بیعت خلافت پر متمکن ہونا تو اس کو قتل کر دینا اسی طرح داؤد بن علی کی اولاد کے قتل کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ ہادی نے اس وصیت کے مطابق ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

خلیفہ ہادی کی تخت نشینی کے وقت عمال اس تفصیل سے تھے " مدینہ منورہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، مکہ و طائف پر عبداللہ بن قثم، یمن پر ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ یمامہ و بحرین پر سوید قائد خراسانی، عمان پر حسن بن سلیم حواری، کوفہ پر موسیٰ بن عیسیٰ البصرہ پر ابن سلیمان، جرجان پر حجاج (خود خلیفہ ہادی کا آزاد غلام)، قومس پر زیاد بن حسان، طبرستان درویان پر صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی موصل پر ہاشم بن سعید بن خالد۔ پھر اس کو خلیفہ ہادی نے اس کی کج خلقی کی وجہ سے معزول کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح بن علی ہاشمی کو مقرر کیا تھا۔

صائفہ کے ساتھ اس ۱۶۹ھ میں معیوب بن یحییٰ جہاد کرنے کو گیا تھا اور روم نے اپنے بطریق کے ہمراہ حرث کی طرف خروج کیا تھا والی حرث بخوف روم قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور رومیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا معیوب یہ خبر پا کر حدود واہب سے بلاد روم میں داخل ہوا تھا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تھا۔

حسین بن علی کا خروج

حسین علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی ابی طالب کے لڑکے ہیں اسی ۱۶۹ھ میں ان کا ظہور ہوا۔ سبب ظہور کا یہ تھا کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ منورہ کی امارت پر جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کو مامور کیا تھا ایک روز ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسین، مسلم بن جندب ہذلی شاعر اور عمر بن سلام (مولیٰ آل عمر) ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبیذ کا دور چل رہا تھا عمر بن عبدالعزیز نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو پٹوا کر گلے میں رسی ڈال کر بازار مدینہ میں تشہیر کرائی حسین بن علی سے ضبط نہ ہو سکا عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے سفارش کی اور یہ کہا کہ ان لوگوں پر نبیذ پینے کی وجہ سے حد نہ جاری کرنا چاہیے کیونکہ علماء عراق نے اس کی اہانت کا فتویٰ دیدیا ہے تم نے کس مسئلہ کی رو سے ان پر حد جاری کی تھی عمر بن عبدالعزیز نے رہا کرنے کی بجائے قید کر دیا پھر دوبارہ حسین مع اپنے چچا یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور دونوں صاحبوں نے حسن بن محمد کی ضمانت کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پنجہ ظلم سے چھڑایا۔ غرض آل ابی طالب

برابر ایک دوسرے کی ضمانت کرتے رہتے تھے اور والی مدینہ نگرانی کی غرض سے ان لوگوں کی روزانہ حاضری لیا کرتا تھا۔

اتفاق سے حسن بن محمد کہیں چلے گئے دو روز تک بہ وقت حاضری نہ دکھائی دیئے عمر بن عبدالعزیز نے ان کے ضامنوں حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے دریافت کیا اور باتوں باتوں میں سخت کلامی شروع کر دی یحییٰ نے قسم کھا کر کہا کہ آج ہی شب کو میں حسن بن محمد کو ضرور لا کر حاضر کر دوں گا'' عمر بن عبدالعزیز یہ سُن کر خاموش ہو گیا اور یہ دونوں بزرگ اُٹھ کر چلے آئے۔ راستہ میں یحییٰ حسین سے کہنے لگے کہ آج اُس کے دروازہ کو نیزہ و تلوار سے کھٹکھٹانا چاہیے تا کہ یہ سمجھ جاتے کہ حسین بن محمد آ گیا ہے'' حسین نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے ہم لوگوں میں جو معاہدہ خروج کی بابت ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔ یحییٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اگرچہ آل ابی طالب نے زمانہ حج میں خروج کرنے کا باہم معاہدہ کیا تھا لیکن اس واقعہ سے یحییٰ نے کہہ سُن کر اُن لوگوں کو قبل از وقت مقررہ خروج کرنے پر تیار کر دیا چنانچہ اسی شب کو مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے یحییٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے مکان پر پہنچ کر دروازہ کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور اتنی ہی بات میں مسجد میں عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا نماز صبح کے بعد حسین کے ہاتھ پر اہل مدینہ کتاب اللہ اور سنت رسول (صلعم) پر عمل کرنے کی بیعت کرنے لگے۔ اس اثناء میں خالد یزیدی دو سو لشکر کی جمعیت سے آ پہنچا دوسری جانب سے عمر بن عبدالعزیز، وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد بن واقد ایک گروہ کثیر لیے ہوئے آ گیا لڑائی ہونے لگی حاضرین مسجد بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے یحییٰ و ادریس پسران عبداللہ بن حسن نے مل کر خالد کو قتل کر ڈالا۔ خالد کے مارے جاتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اہل مدینہ نے اپنے دروازوں کو بند کر لیا اور اُن لوگوں نے بیت المال کو توڑ کر تقریباً دس ہزار دینار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوٹ لیے۔

اگلے دن صبح ہوتے ہی بنو عباس کے گروہ والے مجتمع ہو کر جنگ کرنے کو نکلے صبح سے ظہر تک کمال شدت سے جنگ ہوتی رہی فریقین کے ہمراہی کثرت سے زخمی ہو گئے بعد نماز ظہر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد تیسرے روز مبارک ترکی بہ ارادہ حج پہنچا اور عساکر عباسیہ کے ساتھ ہو کر دوپہر تک آل ابی طالب سے لڑتا رہا بعد ازاں اگلے دن پر لڑائی ملتوی کر دی گئی حسین کے ہمراہی مسجد میں چلے آئے اور عباسیوں کا لشکر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد حسین پھر سوار ہو کر مبارک کے لشکر کی طرف گئے، اور بہ حالت غفلت اُس پر حملہ کر دیا مغرب کے وقت سے بڑے زور و شور سے لڑائی شروع ہوئی عباسیوں کا لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر منتشر ہو گیا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک ترکی نے حسین سے سازش کر لی تھی اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جس وقت ہمارا لشکر لڑائی سے واپس ہو کر کمر کھولے، غفلت کی حالت میں حملہ کر دینا میں دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوں گا۔ یہ سازش اس خیال سے کی گئی تھی کہ مبارک ترکی کو اہل بیت کی اذیت گوارا نہ تھی۔ بہر کیف لشکر عباسیہ کی ہزیمت کے بعد حسین نے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اکیس دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ آخری ماہ ذی القعدہ میں مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا۔ اور

منادی کرادی کہ "جو غلام ہمارے پاس آئے گا ہم اُس کو آزاد کر دیں گے" اس ندا کے سنتے ہی غلاموں کا ایک گروہ اس کے پاس آکر جمع ہو گیا۔ اسی سنہ میں چند لوگ خاندان خلافت عباسیہ کے حج کرنے کو آئے تھے از انجملہ سلیمان بن منصور، محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ و اسمٰعیل پسران عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ تھے۔

چنانچہ جس وقت حسین کے واقعات کی خبر خلیفہ ہادی کے کان تک پہنچی محمد بن سلیمان کے نام ایک فرمان روانہ کر دیا اور امیر لشکر مقرر کر کے جنگ کرنے کا حکم دیدیا محمد بن سلیمان راستہ غیر محفوظ و غیر مامون ہونے کی وجہ سے آلات حرب اور فوج کی کافی تعداد اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے مقام ذی طویٰ میں سب کو مجتمع کر کے لشکر مرتب کیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ ادا کیا، جس کا انھوں نے احرام باندھا تھا مکہ معظمہ میں پہنچتے ہی عباسیہ کے ہوا خواہ خدام اور سپہ سالاران لشکر بھی آملے جو حج کرنے کو بلاد مختلفہ سے آئے ہوئے تھے یوم الترویہ کو صف آرائی کی نوبت آئی ایک خوں ریز جنگ کے بعد حسین مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے آدمی اس معرکہ میں کام آگئے خاتمہ جنگ کے بعد محمد بن سلیمان نے اپنے رکاب کی فوج کے ہمراہ مکہ معظمہ کی جانب مراجعت کی مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو دفعتاً ایک خراسانی شخص حسین کا سر لئے ہوئے البشریٰ البشریٰ چلاتا ہوا آپہنچا دیکھا گیا تو درحقیقت حسین ہی کا سر تھا پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم تھا اور گدی پر ایک اور چوٹ تھی مقتولین کے سر جمع کئے گئے تو تعداد میں تقریباً سو تھے انھیں سروں میں سلیمان برادر مہدی بن عبداللہ کا بھی سر تھا ہزیمت یافتہ گروہ حجاج کے ساتھ مل جل گیا جو ان کی جاں بری کا قوی سبب ہوا۔ فتحمند گروہ نے امان کی ندا کرادی ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ یہ سن کر محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے جان بچانے کے خیال سے آکر کھڑا ہو گیا موسیٰ بن عیسیٰ نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

محمد بن سلیمان کو اس بزدلانہ حرکت سے سخت برہمی پیدا ہوئی خلیفہ ہادی کے گوش ہوش تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی ناراض ہوا اور غضب ناک ہو کر موسیٰ بن عیسیٰ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا مبارک ترکی کے بھی مال و اسباب کو ضبط کر کے جانوروں کی سائیسی پر مقرر کیا پس مبارک ترکی اس وقت سے اسی حالت میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہادی نے وفات پائی منجملہ منہزمین کے ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی بچ گئے تھے جوں توں مسافت کر کے مصر پہنچے ان دنوں سررشتہ ڈاک واضح مولیٰ صالح بن منصور کی سپردگی میں تھا اور یہ آل علی بن ابی طالب کے ہوا خواہوں میں سے تھا اس نے ادریس کو تیز رفتار گھوڑے پر سوار کرا کر بلاد مغرب کی طرف روانہ کر دیا رفتہ رفتہ شہر ولیلہ مضافات طنجہ میں وارد ہوئے اور بربریوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ چند دنوں کے بعد خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی اُس نے واضح اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرا کے سولی پر چڑھا دیا۔

ادریس اور ادریس بن ادریس اور اس کی پچھلی نسلوں کی لڑائیاں جو خلفاء بنو امیہ اندلس سے

ہوئی تھیں وہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہارون کی ولیعہدی

چونکہ خلیفہ مہدی اپنے اواخر میں ہارون الرشید سے محبت زیادہ کرنے لگا تھا اس وجہ سے ہادی کے دل میں ہارون الرشید کی طرف سے عداوت پیدا ہو گئی تھی اور خلیفہ مہدی ہارون الرشید سے زیادہ محبت اس وجہ سے کرتا تھا کہ اس نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا تھا کہ "میں نے دو چھڑیاں اپنے دونوں لڑکوں (ہادی و ہارون) کو دیں، ہادی کی چھڑی اوپر کی جانب سے قدرے سرسبز ہوئی اور ہارون کی پوری چھڑی شاداب و تروتازہ ہو گئی" اس کی یہ تعبیر سمجھی گئی کہ ہادی کی مدتِ خلافت کوتاہ اور ہارون الرشید کی عمدگی و خوبی کے ساتھ طول و طویل ہوگی۔

ہادی نے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے خلاف ہارون الرشید کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ارکین سلطنت نے بھی یہ خیال ظاہر کر دیا چنانچہ یزید بن مزید، علی بن عیسیٰ اور عبداللہ بن مالک اس امر پر مستعد ہو گئے اور اپنے گروہ والوں کو یہ سمجھا دیا کہ جلسہ عام میں ہارون الرشید کی منقصت شان بیان کر کے کہہ دینا کہ ہم لوگ اس کی ولیعہدی سے ناراض ہیں اور خلیفہ ہادی نے بھی اپنی فوج کو جنگی قاعدہ سے سلام کرنے کو منع کر دیا۔ یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کا مدار المہام تھا۔ ہادی نے سارے الزامات اسی کے سر تھوپ دیئے اور اپنے دربار میں بلا کر خوب خوب دھمکیاں دیں یحییٰ بن خالد نے عرض کیا "امیر المومنین! آپ ہی نے تو خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید کی مدار المہامی کی خدمت میرے سپرد کی ہے اگر یہ امر آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو یہ جاں نثار فوراً علیحدہ ہو جائے مگر ہارون الرشید پھر بالکل بے قابو ہو جائے گا"۔

ہادی کا غصہ اس کلام کے سنتے ہی ٹھنڈا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہارون کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق گفتگو کرنے لگا یحییٰ بن خالد نے عرض کیا "امیر المومنین! اگر آپ اعیانِ سلطنت اور عوام الناس کو بدعہدی اور حلف شکنی پر مجبور کریں گے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت پر قائم نہ رہیں گے تو جس کو آپ اپنے بعد تختِ حکومت کا مالک مقرر کئے جاتے ہیں اس پر بہت برا اثر پڑے گا اور ہزارہا ایسی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی کہ جن کا سلجھانا دشوار ہوگا اور اگر ہارون کے بعد جعفر کی ولیعہدی کی بیعت لی جائے گی تو یہ بہت زیادہ مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق ہوگا"۔ یحییٰ بن خالد کی یہ باتیں ہادی کے دل میں اثر کر گئیں اور خاموش ہو گیا۔

یحییٰ بن خالد رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا پھر ان لوگوں نے جو جعفر کی بیعت ولیعہدی کا بیڑہ اٹھا چکے تھے سرگوشیاں شروع کیں ہادی کے کان بھر دیئے کہ ہارون کو جعفر کی بیعت سے یحییٰ روکتا ہے ورنہ ہارون کب کا جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا۔ ہادی نے طیش میں آ کر یحییٰ کو جیل میں بھیج دیا۔ یحییٰ نے قید خانہ میں جانے کے بعد ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت چاہی چنانچہ ہادی نے یحییٰ کو خلوت میں بلایا۔ یحییٰ نے دست بستہ عرض کیا "امیر المومنین! کیا آپ کو اس کا گمان ہے کہ لوگ آپ کے لڑکے جعفر کو خلافت سپرد کر دیں گے۔ حالانکہ وہ نابالغ ہے اور صلوٰۃ و حج و غزوات میں اس کی امامت سے راضی

ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ آپ کا سایہ عاطفت ہم پر نہ رہا اور جعفر تخت نشین ہوا تو کیا آپ کا خیال ہے کہ آپ کے خاندان والے نچلے بیٹھیں گے اور جعفر کو حکومت و سلطنت کرنے دیں گے میرے نزدیک وہ لوگ فوراً جعفر کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپ کے پدر بزرگوار کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی واللہ اگر خلیفہ مہدی ہارون کو اپنا ولی عہد نہ بنا جاتے تو بہ لحاظ معاملات سلطنت و سیاست ضرورت وقت اس خطرہ سے بچنے کے خیال سے آپ خود ہارون کو مقرر فرماتے "مصلحت وقت یہی ہے کہ اپنے بھائی ہی کو اپنا ولی عہد بنائے رکھئے میں اقرار کرتا ہوں کہ جب جعفر جوان ہو جائے گا تو میں ہارون کو اس پر آمادہ کروں گا کہ وہ خلافت سے دست کش ہو کر جعفر کی بیعت قبول کرے" ہادی نے یحییٰ کی کل باتیں منظور کر لیں اور قید سے رہا کر دیا۔ مگر وہ ارکین سلطنت جو جعفر کی بیعت کے موافق تھے الرشید کے خوف سے پھر ہادی کو جعفر کے ولی عہد بنانے کی رائیں دینے لگے ہادی نے ہارون کو جعفر کی بیعت پر مجبور کرنا شروع کیا۔ یحییٰ بن خالد نے رائے دی کہ آپ خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کر کے کسی طرف چلے جائیے اور جس طرح ممکن ہو ایام گذاری کیجیے۔ ہارون نے خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کی اور قصر مقاتل کی طرف چلا گیا۔ چالیس روز تک غائب رہا ہادی کو ہارون کی یہ حرکت ناگوار گزری بلا بھیجا۔ ہارون نے علالت کا بہانہ کیا اُس وقت تمام خدام و ارکین سلطنت جو ہادی کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے نکتہ چینیاں کرنے لگے۔

وفات

اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہادی بلاد موصل کی طرف چلا گیا اتفاق وقت سے بیمار ہو گیا اور رفتہ رفتہ مرض کا اشتداد بڑھتا گیا۔ ممالک محروسہ کے گورنروں کو بلا بھیجا اور جب ہادی کی صحت سے ایک گونہ ناامیدی ہوئی تو اُن امرار و اعیان دولت نے جنھوں نے جعفر کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی یحییٰ بن خالد کو قتل کروا دینے کا عہد و پیمان کیا پھر یہ سوچ کر کہ شاید ہادی اچھا ہو جائے۔ ہادی کے خوف سے رُک رہے۔ اس کے بعد ہی ماہ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں خلیفہ ہادی کا انتقال ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی نے بعد واپسی بلادِ موصل وفات پائی تھی اور یہ بھی[1] کہا جاتا ہے کہ

---

[1] خیزران کی ہادی کے ساتھ اس قدر عداوت کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہادی نے ایک طبق پلاؤ خیزران کے پاس بھیجا (جس میں سے نصف کھالیا تھا اور نصف میں زہر ملا دیا تھا) یہ کہلا بھیجا تھا کہ یہ پلاؤ نفیس پکا ہوا ہے۔ مجھے زیادہ پسند آیا۔ اس وجہ سے آپ کے لئے بھیجتا ہوں چونکہ خیزراں کے دل میں ہادی کی طرف سے خطرہ اس سے پہلے ہی سے پیدا ہو چکا تھا اس پلاؤ کو کتے کے آگے رکھ دیا۔ جونہی کتے نے کھایا مر گیا۔ اسی سے خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے ایسی عداوت پیدا ہو گئی جس سے ہادی کی موت وقوع میں آئی۔
تاریخ الخلفاء۔

ہادی کی ماں خیزران کے اشارہ سے ایک لونڈی نے ہادی کو سوتے میں مار ڈالا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہادی کے شروع زمانہ خلافت سے خیزران تمام معاملات سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور وہی امرا دربار اور فوجی سرداروں کی درخواستوں کے مطابق احکام صادر کرتی تھی صبح و شام خیزران کے محل پر لوگوں کا مجمع رہا کرتا تھا امراء دولت اور فوجی سردار ہر وقت اس کے محل میں آیا جایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک معاملہ میں خیزران نے ہادی سے کچھ کہا ہادی نے اس کا جواب اس کے مطابق نہ دیا خیزران نے کہا۔ "میں نے عبداللہ بن مالک سے اس کام کا ذمہ لے لیا ہے"۔ ہادی نے غضب ناک ہو کر عبداللہ بن مالک کو سخت و سست کہا اور اس کام کے نہ کرنے کی قسم کھالی خیزران یہ سن کر جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ہادی نے کہا "آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں واللہ اگر میں رسول اللہ (صلعم) قرابت دار ہوں گا تو آج کے بعد جو میرا فوجی سردار اور عامل آپ کے دروازہ پر آئے گا اس کی گردن اڑا دوں گا اور اس کا مال و اسباب ضبط کر لوں گا۔ افسوس کی بات ہے کہ سرداران لشکر اور اراکین دولت میرے ہوتے ہوئے صبح و شام آپ کے پاس آیا کرتے ہیں کیا آپ کا اور کوئی کام ہی نہیں ہے جس میں آپ مشغول ہوں آپ کا کام یہ ہے کہ گھر میں رہیے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کیجئے خبردار خبردار آئندہ کسی مشاہیر و قومی کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیجئے گا" خیزران اپنے بیٹے کی یہ بے ادبانہ گفتگو سن کر رنج و غصہ میں لوٹ آئی ہادی بھی محل سرا سے نکل کر دربار عام میں چلا آیا امرائے سلطنت اور افسران فوج سے دریافت کیا۔ "تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی ماں مردوں سے باتیں کرے اور پھر وہی باتیں مردوں میں بیان کی جائیں اس طرح کہ فلاں شخص کی ماں نے یہ کام کیا اور اس طرح کیا"۔ حاضرین نے عرض کیا "ہم لوگ اس امر کو پسند نہ کریں گے"۔ فرمایا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کی خدمت میں جاتے ہو اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو" اعیان سلطنت ہادی کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو رہے اور خیزران کی مجلس میں آنا جانا بند کر دیا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ جب ہادی ہارون کو خلع ولی عہدی اور اپنے لڑکے جعفر کی بیعت پر مجبور کرنے لگا تو خیزران کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں ہادی بیمار ہو گیا اور علالت زور پکڑ گئی خیزران نے ایک لونڈی کو اشارہ کر دیا اس نے ہادی کو زہر دے دیا۔[1] ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو دربار عام میں لا کر تخت خلافت پر بٹھا دیا ہارون نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر قلمدان وزارت سپرد کر دیا اور تمام ممالک محروسہ میں ہادی کی موت اور ہارون کی خلافت کی خبر لکھ بھیجی۔ اور بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ ہی ہارون الرشید کے پاس ہادی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا تب ہارون اٹھ کر ہادی کے بالیں پر گیا مردہ پایا تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھائی دفن

---

[1] اس کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہادی نے جعفر کو ولیعہد بنانے کے خیال سے ہارون کے قتل کا حکم دیا تھا اس وجہ سے خیزران نے ہارون کی فرط محبت سے اپنی لونڈی کے ذریعہ سے ہادی کو زہر دلوا دیا۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۰

کردیا۔ اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی قلمدان وزارت اور نیز انگشتری خلافت یحییٰ کے سپرد کرکے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار کامل دیدیا۔

(مترجم) خلیفہ[1] ہادی کی کنیت ابو محمد تھی اور نام موسیٰ تھا خلیفہ المہدی بن المنصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کا لڑکا تھا ام ولد بربریہ خیزران نامی کے بطن سے مقام رے ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا بائیس برس کی عمر میں بولیعہدی خلیفہ مہدی ۱۶۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ایک برس تین مہینہ خلافت کرکے ۱۷۰ھ میں مرگیا۔ تیئیس ۲۳ برس کی عمر پائی۔ آزاد مزاج، عشرت پسند، شرابی اور لہو لعب میں زیادہ مصروف رہتا تھا۔ بہ ایں ہمہ فصیح بلیغ اور ادیب تھا۔ اس کو موسیٰ اطبق بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس کا اوپر کا لب چھوٹا تھا اور دانت بڑے بڑے تھے جس سے ہر وقت اور اکثر بے وقت کلام منہ کھلا رہتا خلیفہ مہدی نے ایک خادم کو متعین کردیا تھا جو ہر وقت ہادی کو منہ بند کرنے کی ہدایت کرتا رہتا تھا جہاں ہادی کا منہ کھلا، خادم نے کہا "یا موسیٰ اطبق" موسیٰ یہ سن کر منہ بند کرلیتا تھا رفتہ رفتہ موسیٰ ہادی اسی لقب سے مشہور ہوگیا۔ سب سے پہلے اسی کے ہمراہی میں سوار برہنہ شمشیریں لے کر چلتے تھے اس کے زمانہ میں آلات حرب کی بہت زیادتی ہوئی۔ کبھی کبھی شعر بھی نظم کرلیتا تھا۔ چنانچہ ذیل کے اشعار جب کہ ہارون نے اس کے لڑکے جعفر کی بیعت سے انکار کیا تھا مشہور ہیں:

نصحت لهارون فرد نصیحتي
وکل امرء لا یقبل النصح نادم
وادعو للامر المؤلف بیننا
فیبعد عنه وهو فی ذاك ظالم
ولو لا انتظاری منه یومًا الی غد
لعاد الی ما قلته وهو راغم

میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور جو نصیحت نہیں قبول کرتا وہ نادم ہوتا ہے۔ میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو ارتباط کا سبب ہیں اور وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور اس بارے میں وہ ظالم ہے۔ اگر مجھے امروز فردا کا انتظار نہ ہو تو چار ناچار میری بات اس کو ماننا ہی پڑتی۔

خلیفہ[2] ہادی باوجود شراب نوشی اور لہو لعب میں مصروف رہنے کے حق پسند بھی تھا عبداللہ بن مالک جو خلیفہ مہدی کا ایک نامور فوجی سردار تھا روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی مجھے اکثر و بیشتر ہادی کے ہم نشینوں اور رفقاء کی گرفتاری اور قید کرانے پر ہادی کو صحبت بد سے بچانے کی غرض سے متعین کیا کرتا تھا اور میں اس کی تعمیل کمال مستعدی سے کرتا تھا ہادی کی سفارش پر متوجہ نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب ہادی تخت خلافت پر بیٹھا تو مجھے اپنے قتل کا

---

۱ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰۔

۲ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲۔

یقین ہو گیا۔ ایک روز دو پہر کے وقت خلیفہ ہادی نے مجھے بلا بھیجا ہوش و حواس جاتے رہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی تن بہ تقدیر اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر ہادی کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ ہادی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے نطع (جس پر آدمی قتل کیا جاتا ہے) بچھا ہوا تھا اور برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی، میں نے جھک کر سلام کیا ہادی نے جواب دیا لاسلم اللہ علیک، پھر تیوری چڑھا کر بولا۔ "کیوں عبداللہ تجھے فلاں روز کا واقعہ یاد ہے جب کہ تو عراق اور فلاں فلاں میرے ہم نشینوں کی گرفتاری اور مار پیٹ کے لئے بھیجا گیا تھا اور میں نے سفارش کی تھی مگر تو نے کچھ بھی توجہ نہیں کی تھی" میں نے عرض کیا ہاں امیرالمومنین مجھے یاد ہے۔ اگر مجھے کچھ گذارش کی اجازت ہو تو عرض کروں" خلیفہ ہادی نے عرض معروض کی اجازت دیدی میں نے گذارش کی۔" میں امیرالمومنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس عہدہ پر بحال رکھیں جس پر خلیفہ مہدی نے مجھے مقرر کیا تھا اور ویسا ہی حکم صادر فرمائیں جیسا کہ خلیفہ مہدی نے حکم دیا تھا اور اپنے کسی لڑکے کی طرف مجھے بھیجیں۔ جو آپ کی رائے کی مخالفت کرتا ہو تو کیا میں آپ کی مخالفت اور اس لڑکے کی موافقت کروں گا؟" ہادی نے جواب دیا "نہیں"! میں نے عرض کیا "پھر اب ایسا ہی میں آپ کا مطیع ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار کا تابعدار تھا" ہادی یہ سن کر ہنس پڑا قریب بلایا میں نے بڑھ کر دست بوسی کی دعائیں دینے لگا۔ ہادی نے خلعت و انعام دے کر مجھے رخصت کر دیا۔[1]

خلیفہ ہادی نے اپنے مرنے پر اولادیں چھوڑیں سات لڑکے تھے۔ جعفر (جس کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا)، عباس، عبداللہ، اسحاق، اسمٰعیل، سلیمان، اور موسیٰ اور دو لڑکیاں ام عیسیٰ وام عباس تھیں۔

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۱۔

باب ۶

ہارون الرشید ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

تخت نشینی خلیفہ ہارونؒ الرشید نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی انتظامی نقطۂ نظر عمّال کے تقرر و تبدیلی کے احکام صادر فرمائے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا اور یزید بن حاتم گورنر افریقیہ کے انتقال کر جانے پر روح بن حاتم کو اور پھر روح بن حاتم کی وفات کے بعد اس کے لڑکے فضل کو سند گورنری مرحمت کی پھر جب یہ مارا گیا تو

---

[1] خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا یہ پانچواں تاجدار ربیع الاول ۱۷۰ھ کی سولھویں تاریخ کو بمقام عیسیٰ باذ میں تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بائیس برس کی تھی۔ فضل بن یحییٰ برمکی اس سے سات دن پیشتر پیدا ہوا تھا فضل کی ماں نے اس کو اور اس کی ماں خیزراں نے فضل کو دودھ پلایا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا اُس وقت یحییٰ بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اس کے قتل کی فکر میں تھا جونہی ہادی نے دم توڑا ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہنچ کر تخت نشینی کا مژدہ سنایا اور رشید نے تخت نشین ہوتے ہی یحییٰ بن خالد کو جیل سے نکلوا کر وزارت سپرد کر دی اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحییٰ بن خالد نے رشید تک پہنچائی تھی۔ رشید اُس وقت سو رہا تھا۔ یحییٰ نے جگا کر کہا "اُٹھیے امیر المومنین" رشید نے یاس سے جواب دیا۔ "تم کب تک مجھے خلافت کا مژدہ سنایا کرو گے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر پہنچ جائے گی تو میری کیا حالت ہو گی؟" یحییٰ نے عرض کیا "موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔ لیجئے یہ خاتم خلافت حاضر ہے"۔ ہنوز یہ گفتگو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ محل سرائے شاہی سے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کا مژدہ آیا رشید نے اُس کا نام عبداللہ رکھا یہ وہی شخص ہے جو آیندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا جائے گا۔ یہ رات بھی عجیب رات تھی اسی شب میں ایک خلیفہ (ہادی) کا انتقال ہوا دوسرا (ہارون) سریر خلافت پر جلوس فرما ہوا اور تیسرا (مامون الرشید) عالم وجود میں آیا۔ ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کے تہنیت میں یہ اشعار پڑھے۔

الم تر ان الشمس کانت مریضةً	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آفتاب بیمار تھا۔ جب
فلما اتی ھارون اشرق نورھا	ہارون تخت نشین ہوا تو اُس کی روشنی چمک اُٹھی۔

ہرثمہ بن اعین مامور کیا جیسا کہ آئندہ حالات افریقیہ میں بیان کیا جائے گا۔ اسی زمانہ میں کل سرحدی بلاد کو جزیرہ و قنسرین سے علیحدہ کرکے ایک جداگانہ صوبہ قرار دے کر عواصم کے نام سے موسوم کیا۔ طرطوس کی تعمیر اور اُسے آباد کرنے کا حکم دیا۔ زمانۂ خلافت کے شروع ہی میں حج کرنے کو گیا اور حرمین شریفین میں کمال دریا دلی سے خیر و خیرات کی۔ اور صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی جہاد کرنے کو گیا تھا ان دنوں مکہ و طائف کی گورنری پر عبداللہ بن قثم، کوفہ کی گورنری پر عیسیٰ بن موسیٰ بحرین، بصرہ، یمامہ، عمان، اہواز اور فارس کی گورنری پر محمد بن سلیمان بن علی اور خراسان کی گورنری پر ابوالفضل بن سلیمان طوسی تھا پھر اس کو معزول کرکے جعفر بن محمد بن اشعث کو مامور فرمایا جعفر نے خراسان پہنچ کر اپنے لڑکے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا چنانچہ عباس نے کمال مردانگی سے کابل و سابہار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا۔ اس کے بعد ہارون الرشید نے جعفر کو دربار خلافت میں طلب کرکے معزول کر دیا اور بجائے اس کے اُس کے لڑکے عباس کو سند گورنری مرحمت فرمائی موصل کی عنان امارت عبدالملک بن صالح کے ہاتھ میں تھی ہارون الرشید نے اس کو معزول کر کے اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا کچھ عرصہ بعد ابوحنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کر اسحاق کو دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور جب اسحاق دربار خلافت میں حاضر ہوا تو اس کے قتل کا حکم دیدیا اور بجائے اس کے (لـه) اور ارمینیہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ (برادر زادہ معن) کو معزول کرکے عبداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

۱۷۱ھ میں بنو تغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی کو مامور کیا گیا تھا اتفاق سے بنو تغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہو گئی روح نے ان کی سرکوبی کے خیال سے لشکر فراہم کیا بنو تغلب کو اس کی خبر لگ گئی انھوں نے رات کے وقت مجتمع ہو کر روح پر شبخون مارا اور انھیں معہ ایک جماعت کے جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھے مار ڈالا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰ سے آگے)

تلبست الدنیا جمالا بملکه — دنیا نے اس کی بادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا۔

فهارون والیها ویحیی وزیرها — کیونکہ ہارون اس کا بادشاہ ہے اور یحییٰ اُس کا وزیر

اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا لوگوں نے کہا "کیا لے کر آیا ہے" عرض کیا "میں ایک پیام لایا ہوں" کہا "بیان کرو" گذارش کی "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ تم امیرالمومنین کے پاس جاؤ اور یہ ابیات اُس کے حضور میں پہنچا آؤ:

توارثت الخلافة من قریش
تزف الیکما ابدًا عروسا
الی هارون تهدی بعد موسی
تمیس وما لها ان تمیسا

تو نے ورثہ میں قریش سے خلافت پائی ہے۔ وہ ہمیشہ تم دونوں کے پاس دلہن بن کر آئے گی موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے۔ اور ایسی حالت میں وہ کیوں نہ ناز کرے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۴۳ و ۴۴ و اعلام الناس صفحہ ۸۴۔ لـه اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

۱۷۳ھ میں محمد بن سلیمان والی بصرہ نے وفات پائی چونکہ اس کا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرشید سے اکثر اس کی شکایتیں کرتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے حقوق اور مال غنیمت کو غصب کر کے اسباب وسامان مہیا کیا ہے اور اپنے آپ کو خلافت و حکومت کا مستحق سمجھتا ہے ہارون الرشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا جو وفات کے بعد محمد بن سلیمان اس طرح سے نکلا کہ اس کے مال و اسباب، گھوڑے اور اثاث البیت کو ضبط کر کے خزانہ شاہی میں داخل کر لیا۔ جنس کا کوئی شمار نہیں ہے ساٹھ ہزار دینار نقد تھے۔ محمد بن سلیمان کا سوائے جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا وہ محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعوے دار ہوا ہارون الرشید نے اس کے اقرار سے اس کو معقول کر دیا۔

۱۷۴ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ و مکران کی گورنری مرحمت کی اور یوسف بن امام ابویوسف کو امام موصوف کی زندگی ہی میں عہدۂ قضا پر مامور فرمایا۔

امین کی ولیعہدی

۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوشش سے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کی ولیعہدی کی بیعت لی اس وقت اس کی عمر پانچ برس کی تھی۔ اسی سنہ میں ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو امارت خراسان سے معزول کر کے غطریف بن عطاء کندی کو مامور فرمایا تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ کا خروج

۱۷۵ھ میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن برادر مہدی نے دیلم میں خلافت عباسیہ کے خلاف خروج کیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کا رعب و جلال بڑھ گیا اور ہمراہیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی چاروں طرف سے جوق در جوق لوگ امڈے چلے آتے تھے۔ ہارون الرشید نے ان کی جلوہ گری کے لئے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ اور جرجان، طبرستان، اور رے وغیرہ کی سند گورنری بھی دیدی فضل نے بغداد سے نکل کر لشکر مرتب کیا اور سامان و اسباب سفر مہیا کر کے کوچ کر دیا طالقان میں پہنچ کر یحییٰ بن عبداللہ کے نام ایک خط لکھا جس میں شاہی عتاب کی دھمکی دی تھی اور خلافت عباسیہ کے رعب و داب سے ڈرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی صلح کر لینے پر انعام و جاگیرات کی امید بھی دلائی تھی۔ والی دیلم سے بھی اس بارے میں خط و کتابت کی تھی اور صلح کر لینے کی صورت میں دس لاکھ درہم دینے کو لکھا تھا۔

یحییٰ کے دل پر اس خط کے پڑھنے سے ایسی ہیبت چھا گئی کہ اس نے مصالحت منظور کر لی اور لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قلم سے صلح نامہ لکھ کر دے اور اس پر فقہاء، قضاۃ سرداران بنو ہاشم اور ان کے مشائخین کے دستخط بھی ہوں منجملہ ان کے عبدالصمد کے بھی دستخط ہوں۔ فضل نے ان تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلح نامہ لکھ کر مع ہدایا اور تحائف کے فضل کے پاس روانہ کیا چنانچہ یحییٰ نے مع فضل کے بغداد کی طرف کوچ کر دیا ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا و تحائف کا اس کو گرویدہ بنا لیا۔ اس واقعہ کے بعد سے

فضل کا اعزاز ہارون الرشید کے دربار خلافت میں بڑھتا گیا بالآخر ہارون الرشید نے یحیٰی برمکی کو قید کر دیا اور پھر وہ قید خانہ سے مر کر ہی نکلا۔

عمر بن مہران کی گورنری

موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے ملک مصر کی گورنری پر مقرر کیا تھا چند دنوں بعد اس کے متعلق دارالخلافت میں یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ یہ امیر المومنین کا دشمن اور خلافت عباسیہ کے انقلاب کا خواہاں ہے۔ ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یحیٰی برمکی کے سپرد کیا اور عمر بن مہران کو سند گورنری دینے کے لئے پیش کرنے کا حکم دیا یہ شخص نہایت بدشکل، عجیب الخلقت احول (بھینگا) اور پست قامت تھا صورت وشکل نازیبا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی ذلیل وکم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتا تھا جب دربار عام میں آ کے پیش کیا گیا اور گورنری مصر کا اس کو مژدہ سنایا گیا تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ بعد انتظام ممالک مصر سے واپسی میرے اختیار میں رہے دارالخلافت سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ رہے خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کر مصر کو روانہ ہوا اتفاق سے جس وقت عمر مصر پہنچا تھا اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسہ عام میں بیٹھا ہوا تھا اور ارباب حاجت اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے۔ جب سب لوگ منتشر ہو گئے تو عمر بن مہران نے فرمان شاہی موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا۔ موسیٰ نے تمام پڑھ کر کہا جناب ابو حفص کب تشریف لائیں گے (ابو حفص عمر بن مہران کی کنیت تھی) عمر بن مہران نے جواب دیا "ابو حفص میں ہی ہوں" موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر کہا "لعن اللہ فرعون حیث قال الیس لی ملک مصر" (اللہ کی فرعون پر لعنت ہو کم بخت اسی ملک مصر کی بادشاہی پر دعوائے خدائی کرتا تھا اور کہتا تھا کیا "میں مصر کا مالک مستقل نہیں ہوں")

غرض موسیٰ نے گورنری مصر کا چارج دے کر بغداد کا راستہ لیا اور عمر بن مہران ملک مصر کے انتظام میں مصروف ہوا کاتب (سکریٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا کوئی تحفہ ونذر سوائے زر نقد کے قبول نہ کیا جائے۔ لوگ ایک زمانہ سے اس کے عادی ہو رہے تھے کہ گورنر مصر کو ہدایا وتحایف دے کر خراج ملتوی کرا لیا کرتے تھے اسی دستور کے مطابق مصر والوں نے نذرانے وتحائف پیش کئے۔ عمر بن مہران نے سب پر ان کے پیش کرنے والوں کے نام لکھا کر لبطور امانت خزانہ میں رکھوا دیئے جب قسط اول ودوم کو عمر بن مہران نے کمال سختی وتشدد سے وصول کیا تو تیسری قسط میں لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں کہ ہم نذرانے وتحایف بھی دیتے ہیں اور پھر ہم سے خراج بھی سختی کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے عمر بن مہران نے ان نذرانوں وتحائف کو خزانہ سے نکلوا کر دینے والوں کے سامنے پیش کر کے دام دام کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری ہی قسط میں ملک مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آیا۔

دمشق کی بغاوت

اسی سنہ (یعنی ۱۷۶ھ) میں مضریہ و یمانیہ کے مابین مقام دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا تھا مضریوں کا سردار ابو الہیذام عامر بن عمارہ تھا جو خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کی اولاد میں سے تھا اصل فساد، فریقین دیانیہ میں پیدا ہوا تھا اس سبب سے کہ یمانیہ نے

بنو بجین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا بنو قین اس کا معاوضہ لینے کے لئے جمع ہوئے ان دنوں دمشق کی گورنری پر عبدالصمد بن علی فائز تھا اس نے اس ہنگامہ کی خبر پاکر رؤسا داراکین حکومت کو دونوں قبیلوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے جمع کیا قینیہ تو سمجھانے بجھانے سے رک رہے مگر یمانیہ نے حیلہ وحوالہ کرکے ٹال دیا اور رات کے وقت بحالت غفلت مضریہ پر حملہ کرکے ان میں سے تین سو یا چھ سو افراد کو کاٹ ڈالا بنو قین نے قبایل قضاعہ وسلیم سے مدد طلب کی ان لوگوں نے مدد نہ دی تب بنو قین قیس میں آئے اور اپنی بیکسی۔ کمزوری اور مجبوری ظاہر کرکے اعانت کی درخواست کی۔ قیس نے یہ درخواست منظور کرلی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کردیا اور موقع پاکر آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا فریقین میں جنگ کا بازار گرم ہوگیا اور لڑائی طول کھینچ گئی۔ دربار خلافت تک یہ خبریں پہنچیں تو خلیفہ نے انتظاماً عبدالصمد کو معزول کرکے ابراہیم بن صالح کو مامور کیا دو برس تک برابر آتش فساد بھڑکتی رہی۔ دو برس کے بعد فریقین نے مصالحت کرلی۔

وفد کی روانگی

ابراہیم بن صالح کو بھی شب و روز کے انتظام اور تگ و دو سے فرصت نہ ملی دمشق پر اپنے لڑکے اسحاق کو اپنا نائب بناکر بطور وفد (ڈیپوٹیشن) دربار خلافت میں چلا آیا چونکہ دونوں باپ بیٹوں (یعنی ابراہیم و اسحاق) کا میل خاطر یمانیہ کی جانب تھا ابراہیم نے تو خلیفہ سے قیسیوں کی شکایت جڑ دی۔ اگرچہ عبدالواحد بن بشر نے معذرت کرکے صفائی کرلی اور اس کے لڑکے (یعنی اسحاق) نے دمشق میں پھر ایک شورش برپا کردی اور قیس کے ایک گروہ کو گرفتار کرکے پٹوایا اور تشہیر کراکے قید کردیا لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک روز غسان نے قیس بن عیسیٰ کے لڑکے پر حملہ کرکے اُسے مار ڈالا اس کے بھائی نے حوران میں دو اقیل سے فریاد کی اور مدد کا خواستگار ہوا دو اقیل امداد کی غرض سے یمانیہ پر چڑھ آئے اور ان میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد یمانیہ نے کلیب بن عمر بن جنید بن عبدالرحمٰن پر حملہ کردیا کلیب تو بچ گیا مگر اس کے مہمان کو جو اس کے یہاں مقیم تھا۔ یمانیہ نے مار ڈالا اس مہمان کی ماں (سابہ) ابو ہیدام کے پاس روتی پیٹتی گئی ابو ہیدام نے کہا "صبر کرو ہم اس قصہ کو امیر کے روبرو پیش کریں گے اگر اس نے اس پر توجہ کی تو فبہا ورنہ امیر المومنین تو انصاف کریں گے"۔

دمشق پر قبضہ

اسحاق کو اس واقعہ کی خبر پہنچی اس اثناء میں ابو ہیدام بھی دارالامارت میں حاضر ہوا اور حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی۔ اس کے بعد کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کا وارا نیار اکر دیا اور قبیلہ محارب کو جو اس کے ہمسایہ تھے لوٹ لیا محارب نے ابو ہیدام سے اس کا شکوہ کیا ابو ہیدام معہ ان لوگوں کے اسحاق کے پاس گیا اسحاق نے اس کو گھرا یا جواد یکھکر تفتیش مقدمہ کا وعدہ کیا اور درپردہ یمانیہ کو ابو ہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کردی۔ چنانچہ یمانیہ مجتمع ہوکر باب جابیہ کی جانب آئے ابو ہیدام بھی یہ خبر پاکر مسلح ہوکر میدان جنگ میں آیا اور بکمال مردانگی ان کو شکست دے کر دمشق پر قبضہ کرلیا اور جیل کا دروازہ کھول دیا۔

یمانیہ نے یہ رنگ دیکھکر قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی حالت پر ترس کھاکر

مدد دی اور مضر یہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی باب توما پر فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی اسحاق نے گھبرا کر جنگ روک دینے کا حکم صادر کیا ابو ہیدام نے جنگ سے اپنے ہاتھ روک لئے اسحاق نے یمانیہ کو اس سے مطلع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کو کہلا بھیجا ابو ہیدام کے جاسوسوں نے بھی یہ خبر ابو ہیدام تک پہنچا دی وہ آگ بگولا ہو گیا پھر سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف نکلا اور ان کو شکست دی پھر دوبارہ باب توما پر ان کو شکست دی۔ اس کے بعد یمانیہ اردن، خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کی غرض سے مامور کیا جاسوسوں نے خبر لانے میں تاخیر کی تو ابو ہیدام نے شہر میں جا کر کمر کھول دی اسحاق نے موقع پا کر ایک جاسوس کو ابو ہیدام کے حالات قیام کی خبر لانے کو بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کی حالت سے واقفیت ہو گئی تو اس نے یمانیہ کو شہر کی پرلی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا ابو ہیدام نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہو کر سامنے سے حملہ کیا۔ یمانیہ کو اس معرکہ میں بھی شکست ہوئی۔

لشکریوں کا اجتماع

غرہ صفر ۱۷۶ھ کو اسحاق نے قصر حجاج کے قریب اپنے لشکریوں کو جمع کر کے مرتب کیا ابو ہیدام کے ہمراہی جو اطراف دمشق میں قصبات و دیہات کے لوٹنے کو گئے ہوئے تھے یہ خبر پا کر واپس آئے تو اسحاق کی فوج کے چند دستوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ابو ہیدام کے ہمراہیوں نے ان کو شکست دیدی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا دمشق کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی ابو ہیدام نے امان دیدی جس سے فتنہ فرو ہو گیا اور لوگوں کو تسلی ہوئی۔ ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں کو انتظام و حفاظت کی غرض سے اطراف دمشق میں پھیلا دیا تھوڑے سے آدمی اس کے پاس رہ گئے اسحاق نے موقع مناسب پا کر اپنے لشکر کا عذافر سکسکی کو امیر مقرر کر کے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا اگرچہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو لپا کر دیا مگر اسحاق کے لشکری تین روز تک برابر لڑتے رہے چوتھے روز اسحاق بھی تیار ہو کر میدان جنگ میں آیا اس وقت اس کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی علاوہ اس کے یمانیہ بھی اس کی رکاب میں تھے۔ ابو ہیدام نے شہر سے نکل کر باب جابیہ پر مقابلہ کیا اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی شکست کھا گئی اور اپنا مورچہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے بعد حمص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک قریہ پر شب خون مارا ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو اس کی روک تھام کو روانہ کیا ان لوگوں نے حمص کی فوج کو شکست دے کر ان کے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس واقعہ کے بعد تقریباً ستر یوم تک فریقین لڑائی سے رکے رہے۔

سندی کی لشکر کشی

غرہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو سندی خلیفہ ہارون کی جانب سے ایک لشکر لے کر دمشق کے قریب پہنچا یمانیہ نے اس کو ابو ہیدام کی جانب سے برہم کر دیا ابو ہیدام نے کہلا بھیجا کہ میں امیر المومنین کا مطیع ہوں میری یہ مجال نہیں ہے کہ خلافت پناہی کے حکم سے سرتابی کروں سندی یہ سن کر دمشق میں داخل ہوا اور اسحاق دار حجاج میں جا اترا دوسرے دن سندی نے اپنے ایک سپہ سالار

کو تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو ہیدام کی طرف روانہ کیا ابو ہیدام نے ان کے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدان کارزار میں نکالا سپہ سالار ان ہزار جوانوں کی شکل وصورت دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا اور لوٹ کے سندی کے پاس آیا اُسے یہ رائے دی کہ یہ لوگ موت کو حیات سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح ممکن ہو ان سے مصالحت کرنا مناسب ہے سندی نے نامہ و پیام کر کے ابو ہیدام سے مصالحت کر لی۔ مصالحت کے بعد ابو ہیدام نے حوران کی طرف کوچ کر دیا اور سندی تین روز تک دمشق میں ٹھہرا رہا چوتھے روز موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر ہو کر آیا اس نے لشکریوں کو ابو ہیدام کو گرفتار کر لانے پر مامور کیا لشکریوں نے ابو ہیدام کے مکان کو جا گھیرا ابو ہیدام معہ اپنے لڑکے اور ایک غلام کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ کے لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اسی اثناء میں ابو ہیدام کے ہمراہی اس واقعہ سے مطلع ہو کر چاروں طرف سے دریا کی طرح امڈ آئے ابو ہیدام نے بصرہ کا رخ کیا موسیٰ نے اس کے تعاقب پر لشکر مامور کیا ابو ہیدام ان کو پس پا کر کے بصرہ کی جانب چلا گیا اور فتنہ دمشق کا خاتمہ ہو گیا) یہ واقعہ رمضان ۱۷۶ھ کا ہے۔

فتنہ وفساد کا سبب

بعض لوگوں نے اس فتنہ وفساد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون کے ایک گورنر نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا لیکن شام میں آ کر بہت بڑا گروہ جمع کر لیا اور آتش فساد مشتعل کر دی خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کو گرفتار کر لانے پر متعین کیا چنانچہ وہ ابو ہیدام کو حیلہ وفریب گرفتار کر لایا خلیفہ رشید نے ترس کھا کر اس کی خطائیں معاف کر دیں اور رہا کر دیا۔ ۱۸۰ھ میں خلیفہ رشید نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ جعفر اپنے حسن انتظام سے اس فساد کو فرو کر کے نیک نامی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں واپس آیا۔

موصل ومصر کی بغاوت

۱۷۷ھ میں عطاف بن سفیان ازدی نے خراسان و موصل پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک بن صالح تھا بہر حال عطاف نے تھوڑے ہی دنوں میں چار ہزار جنگ آوروں کو جمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل دبا دبایا پڑا رہا۔ یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہنچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ عطاف بھاگ کر آرمینیہ پہنچا پھر آرمینیہ سے رقہ چلا آیا اور وہیں مکان بنا لیا۔

۱۷۸ھ میں حوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس وقضاعہ سے تھے) گورنر مصر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور کھلے میدان لڑنے کو آئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا) مصر کی بغاوت فرو کرنے کی غرض سے مصر جانے کو لکھا۔ جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا حوفیہ کا دماغ درست ہو گیا اور آتش بغاوت فرو ہو گئی خلیفہ ہارون نے انتظاماً مصر کی گورنری ہرثمہ کو دیدی پھر ایک ماہ کے بعد اس کو معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو مامور کیا

عمال کی تبدیلی وتقرری

عہد خلافت مہدی و ہادی میں خراسان کی گورنری پر ابوالفضل عباس بن

سلیمان طوسی تھا خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا۔ اس نے خراسان پہنچ کر ۱۷۳ھ میں اپنے لڑکے عباس کو ایک لشکر جرار کے ساتھ کابل کی جانب روانہ کیا اور خود طخارستان پر جہاد کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ عباس نے کابل و سابہار کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کر دیا اور جعفر طخارستان سے مراجعت کر کے تیسری رمضان ۱۷۳ھ کو عراق پہنچا۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو معزول کر کے اس کے لڑکے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطا کیا پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو ۱۷۵ھ میں خراسان، سجستان اور جرجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

خوارج کی بغاوتیں

خالد غطریف نے اپنی جانب سے داؤد بن یزید کو اپنی نیابت دی اور سجستان کا عامل مقرر کیا اسی کے عہد گورنری میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا) اہل اوق کی سازش سے علم بغاوت بلند کیا عثمان بن عمارہ عامل سجستان نے اس کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا حصین نے اس کو شکست دے کر اس کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور جوش کامیابی میں باذغیس، بوشنج اور ہرات کی طرف کوچ کر دیا خالد غطریف نے بارہ ہزار لشکر حصین کی گرفتاری و جنگ پر مامور کیا حصین نے چھ سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس لشکر کو بھی نیچا دکھا کر بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اس وقت سے حصین برابر اطراف خراسان میں قتل و غارت کرتا رہا اور کسی معرکہ میں عامل خراسان کو اس کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی تا آنکہ ۱۷۷ھ میں اس کی دلیرانہ و باغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کا تقرر

۱۸۰ھ میں ماوراء النہر پر جہاد کیا گیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مامور کیا۔ وہ بیس برس تک اس عہدہ پر فائز رہا اسی کے عہد میں حمزہ بن اترک خارجی نے بقصد بوشنج خروج کیا ان دنوں ہرات کی گورنری پر عمرویہ بن یزید ازدی تھا اس نے چھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ سے معرکہ آرائی کی حمزہ نے اس کو شکست دے کر اس کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا عمرویہ بن یزید اسی غوغا میں دب کر مر گیا تب علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے حسن کو دس ہزار لشکر کے ساتھ جنگ حمزہ پر روانہ کیا مگر اس نے لڑائی نہ کی علی بن عیسیٰ نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے اپنے دوسرے لڑکے عیسیٰ بن علی کو مامور کیا۔

معرکہ نیشاپور

اس سے اور حمزہ سے لڑائی ہوئی حمزہ نے شکست دیدی علی بن عیسیٰ نے تازہ دم فوج دے کر اس کو پھر جنگ حمزہ پر واپس کیا مقام نیشاپور میں صف آرائی کی نوبت آئی اور ایک خونریز جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کر قہستان کی طرف بھاگا عیسیٰ کے لشکریوں نے تعاقب کیا۔ حمزہ کے ہمراہیوں میں سے چالیس آدمیوں کے سوا جو اس کے ہمراہ قہستان بھاگ گئے تھے اور کوئی جانبر نہ ہوا عیسیٰ نے اوق، جوین اور ان قصبات و دیہات کی جانب اپنے لشکریوں کو روانہ کیا جو حمزہ کی اعانت د

امداد کرتے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندی بہادی تقریباً تیس ہزار (۳۰۰۰۰) خوارج اس قتل عام میں مارے گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد علیٰ نے مقام زرنج میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نائب مقرر کر کے مراجعت کی۔

حمزہ کی غارت گری

عبداللہ بن عباس نے خراج اور مال غنیمت جمع کر کے زرنج سے کوچ کر دیا۔ حمزہ کو اس کی خبر لگ گئی اثنائے راہ میں بحالت غفلت عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر حمزہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے۔ اس واقعہ کے بعد حمزہ نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ اطراف و جوانب کے دیہات و قصبات پر بحالت غفلت شب خون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لاتا تھا کسی خاص گاؤں میں قیام پذیر نہ ہوتا تھا اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بلوچستان پر مامور کیا تھا حمزہ نے یہ سن کر طاہر کا رخ کیا اتفاق سے ایک چھوٹا سا گاؤں اثنائے راہ میں مل گیا اسے لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر لیا طاہر بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا خوارج کے ایک گاؤں میں پہنچا خوارج طاہر کی آمد کی خبر سن کر جان کے خوف سے بھاگ گئے۔ یہ وہی خوارج تھے جو تقرر حکم کے خلاف تو تھے مگر لڑتے نہ تھے اور محکمہ خوارج کا یہ گروہ ہے جو ہتنا موقع پا کر جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اس کا شعار "لا حکم الا للہ" تھا ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خونریزی و بغاوت سے باز آنے کو لکھا حمزہ نے وعدہ کر لیا لیکن اس کی فتنہ پرداز طبیعت کو چین نہ ملا اور چند دنوں کے بعد ہی بدعہدی کر کے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور امن عامہ میں خلل انداز ہو گیا اسی وجہ سے اس کے اور علی کے ہمراہیوں کے مابین متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

مامون کی ولی عہدی

۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے لڑکے عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی کہ امین کے بعد تخت خلافت کا یہ وارث ہوگا اور المامون کے مبارک لقب سے ملقب کر کے خراسان اور اس کے ملحقات صوبہ کی ہمدان تک کی سند گورنری مرحمت کی۔ اس کے بعد عیسیٰ بن علی گورنر خراسان کو طلب کر کے مامون الرشید کی جانب سے مقرر کر کے خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

بغاوتیں اور ان کا استیصال

اسی سنہ میں ابو خصیب وہب بن عبداللہ نسائی مقام خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے خراسان کے اطراف و جوانب کو لوٹنے لگا مگر پھر سطوت شاہی سے خائف ہو کر امان کا خواستگار ہوا امان دے دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بلاد بادغیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلا دی ہے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر فوج کشی کر دی۔ مقابلہ ہوا عیسیٰ نے حمزہ کے ہمراہیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو مار ڈالا اور جوش کامیابی میں کابل و زابلستان تک بڑھتا چلا گیا ابو خصیب نے میدان خالی دیکھ کر عہد شکنی کر دی اور بلوائیوں کا ایک گروہ کثیر جمع کر کے ابیورد، نسا، طوس اور نیشاپور پر قبضہ کر کے مرو کا قصد کیا چونکہ اہل مرو اس کے فتنہ و شر سے غافل تھے محاصرہ میں آگئے مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابو خصیب پسپا ہو کر سرخس کی جانب لوٹ آیا ۱۸۵ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان ابو خصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا اور مرو سے ایک جرار لشکر لے کر ابو خصیب پر

چڑھ گیا مقام سنار میں لڑائی ہوئی ابوالخصیب مارا گیا اور اس کے عیال و اطفال قیدی بنا لیے گئے ابوالخصیب کی زندگی کے خاتمہ سے خراسان کی بغاوت کا خاتمہ ہوگیا اور آتش بغاوت جو ایک مدت سے بھڑک رہی تھی سرد ہوگئی۔

علی بن عیسیٰ کی شکایات

سنہ ۱۸۹ھ میں امرائے خراسان نے علی بن عیسیٰ کی بداخلاقی، کج ادائی، ظلم اور سخت گیری سے تنگ آکر دربار خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ہم لوگوں کو تیر ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا ہے بلکہ شیرازہ خلافت و سلطنت کو درہم و برہم کر ڈالنے کی بھی فکر کر رہا ہے خلیفہ رشید نے یہ خبر پاکر رے کا قصد کر دیا جوں ہی خلیفہ ہارون کا لشکر رے میں پہنچا علی بن عیسیٰ نذرانے، تحائف اور قیمتی قیمتی اسباب لیے ہوئے حاضر ہوا خلیفہ، کل اراکین دولت اور شاہی خاندان کے کل ممبروں کے سامنے نذریں پیش کیں اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے اور اس نے خوش ہوکر گورنری خراسان پھر واپس کر دیا اور رے، طبرستان، دنباوند، قومس اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اس کی گورنری میں ملحق کر دیا۔ اس واقعہ سے قبل سنہ ۱۸۸ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مامور کیا تھا چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دے کر اس کے بھائی کو گرفتار کر لایا تھا۔

سنہ ۱۹۰ھ میں رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں آتش بغاوت بھڑکا دی اور شاہی فوج سے ایک مدت دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انھیں لڑائیوں میں اس کے لڑکے عیسیٰ نے وفات پائی تھی اس کے بعد خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند وجوہات کی وجہ سے (سنہ ۱۹۱ھ میں) معزول کر دیا اس کے علاوہ یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو ذلیل سمجھتا تھا اور رؤسائے شہر کی توہین کرتا تھا ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے) علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے علی بن عیسیٰ کمال ترش روئی سے پیش آیا اور سخت کلامی کی، اور کلمات فحش سے مخاطب کر کے قتل کروا دینے کی بھی دھمکی دی۔ ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسرو[1] کے ساتھ پیش آیا تھا ہشام نے اس واقعہ کے بعد فالج کا بہانہ کر کے علی کے خوف سے خانہ نشینی اختیار کر لی ہر چند لوگوں نے مکان سے نکلنے کو کہا پر نہ نکلا یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو معزول کیا گیا باقی رہا حسین وہ بحال پریشان دربار خلافت میں پہنچا شکایت کی اور امان کا خواستگار ہوا خلیفہ ہارون نے اسے امان دے دی۔

تیس ہزار کا دفینہ

منجملہ ان امور کے جس سے خلیفہ ہارون نے اس کو گورنری خراسان سے معزول کیا تھا ایک یہ بھی تھا کہ جب اس کا لڑکا عیسیٰ جنگ رافع میں مارا گیا تو ایک لونڈی نے جو اس راز سے واقف تھی عیسیٰ کے بعض خدام کو اس سے مطلع کر دیا کہ بلخ کے باغ میں تیس ہزار دینار عیسیٰ نے دفن کر دیئے ہیں اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے تذکرہ کیا رفتہ رفتہ عوام الناس میں یہ راز افشا ہوگیا۔ عوام الناس یہ سن کر دوڑ پڑے باغ میں گھس کر دینار لوٹ لائے۔ اور اس سے بیشتر یہ ہمیشہ خزانہ کی کمی کی

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۰ سے نقل کیا ہے۔ مترجم۔

شکایت کیا کرتا تھا اور خلیفہ ہارون کو یہ یقین دلایا تھا کہ جنگ رافع میں علی نے اپنی عورتوں کے زیورات فروخت کر کے فوج کشی کی تھی۔ خلیفہ رشید کے کان تک دینار لوٹنے کی خبر پہنچی تو اس نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو طلب کر کے خراسان کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ اور رجا خادم کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ خلیفہ نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کو چھپانے کی سخت تاکید کی تھی اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خود کو یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا مددگار و معاون مقرر کر کے روانہ کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری

ہرثمہ نے نیشاپور میں پہنچ کر انتظام شروع کر دیا اپنے ہمراہیوں کو نیشاپور میں مقرر کر کے مرو پہنچا علی بن عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اس کو مع اس کے اہل و عیال اور متعلقین کے گرفتار کر کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کے پاس پانچ سو اونٹوں پر لدوا کر بھیج دیا اور علی بن عیسیٰ کو اونٹ پر بغیر کجاوہ اور پردہ کے سوار کرا کے دار الخلافت بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد ہرثمہ نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کر دیا اور رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا آخر کار طویل محاصرہ سے گھبرا کر رافع نے امان طلب کی ہرثمہ نے امان دیدی۔ اور چند دنوں سمرقند میں قیام پذیر رہا مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۳ھ میں ہوا ہے۔

مامون کی ولی عہدی کی تجدید

۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون نے انبار سے بقصد حج مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا اس کے ساتھ اس کے تینوں لڑکے محمد امین، عبداللہ مامون، اور قاسم تھے۔ سب سے پہلے امین کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو عراق، شام اور عرب کی حکومت عطا کی تھی۔ اس کے بعد مامون کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کو خراسان اور ہمدان کے صوبجات تا اقصائے مشرق دیئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو مؤتمن کا لقب دیا تھا مگر مامون الرشید کو اس کی معزولی کا بصورت نالائق ثابت ہونے کے اور بحالی کا بصورت لائق ہونے کے اختیار دیا تھا اس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم کی حکومت دی تھی۔

عہد نامہ ولیعہدی

مدینہ منورہ پہنچ کر اہل مدینہ کو انعامات دیئے اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی امین، مامون اور اپنی طرف سے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار راہ خدا میں صرف کئے اسی طرح مکہ معظمہ میں داد و دہش سے کام لیا۔ فقہاء، قضاۃ اور سرداران لشکر کو طلب کر کے دونوں شہزادوں کی جانب سے جدا جدا عہد نامے لکھوائے ایک امین کی طرف سے تھا مامون کے ساتھ وفا کرنے کا۔ دوسرا مامون کی طرف سے تھا امین کے ساتھ ایفاء عہد کا۔ پھر ان دستاویزات کو شہادتوں سے مکمل کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا۔ اور پھر جب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا تو سرداران لشکر و ارکان دولت کو جمع کر کے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ میرے لشکر میں مال، خزانہ، آلات حرب اور سامان و سامان ہے اس کا مالک مستقل طور پر صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولیعہدی کی تجدید بیعت کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ اسی طرح بغداد میں روساء شہر و سرداران لشکر کو جمع کر کے امین کی ولی عہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

خاندان برامکہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک اکابر شیعہ میں سے تھا اور دولت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ برامکہ کو حاصل تھا وہ اور ارکین سلطنت کو نصیب نہ تھا بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے یہی مالک و حکمران تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور آذربائیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آرمینیہ کی حکومت مرحمت کی تھی۔ اور خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی اتالیقی اسی کے سپرد فرمائی تھی اور اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جبکہ اس نے ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا تھا کھلم کھلا مخالفت کی تھی اسی بنا پر خلیفہ ہادی نے اس کو قید کر دیا تھا۔ چنانچہ جب ہارون مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو قلمدان وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دیدیا۔

برامکہ کا عروج

اس سے پیشتر یحییٰ خیزران (مادر ہارون الرشید) کی رائے سے امور مملکت انجام دیتا تھا لیکن جب یہ مر گئی تو اس کا قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ سلطنت میں جم گیا اس کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی اور چچیرے بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے اس کے بیٹے جعفر، فضل اور محمد امور سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے۔ خلیفہ کے ورثہ کا ان کو بہت بڑا حصہ ملا تھا۔ خلیفہ سے ان کو خاص نسبت تھی اور فضل تو خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی تھا فضل کی ماں نے ہارون کو اور ہارون کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اس وجہ سے ادب کے ساتھ یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا اور یحییٰ کے معمر ہو جانے پر فضل اور جعفر کو عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا تھا۔ قبل ازیں جعفر کو مصر و خراسان کی گورنری بھی دی تھی اور جن دنوں مضریہ و یمانیہ کے مابین شام میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تھا۔ اس کو ہی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لیے منتخب کیا تھا۔ چنانچہ اس نے بکمال خوبی اس خدمت کو انجام دیا۔ اور نیک نامی کے ساتھ واپس آیا تھا۔ فضل کو بھی حکومت مصر و خراسان دی گئی تھی اور جب یحییٰ بن عبداللہ علوی نے دیلم کی سازش سے سر اٹھایا تھا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے یحییٰ بن عبداللہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اسی کی حکمت عملی اور سیاسی چالوں سے یحییٰ بن عبداللہ نے خلیفہ کی اطاعت قبول کی تھی۔ اور مامون کی ولیعہدی کے بعد جعفر بن یحییٰ کو اتالیقی کی خدمت سپرد کی گئی تھی ان تمام مہمات، انتظامات اور ملکی خدمات کو ان لوگوں نے نہایت حسن و خوبی سے سرانجام دیا۔ رعایا سے خلیفہ تک سب ہی ان کے مداح تھے۔

برامکہ کے زوال کے اسباب

رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اور جاہ و جلال حکومت و سلطنت میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ہی نام رہ گیا تھا امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے یہی مالک تھے۔ امراء دولت کو اس سے حسد پیدا ہوا اور وہ موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے۔ کثرت سے شکایات سے خلیفہ کے دل میں بھی برامکہ علی الخصوص جعفر کی طرف سے ایک خیال پیدا ہو گیا چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور فرو گذاشتوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا جس سے سنگین اور غیر قابل عفو جرائم دیکھے جاتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کی برہمی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ کو جب کہ فضل

برمکی اس کو دیلم سے بہ حکمت عملی لے آیا تھا جعفر برمکی کے پاس نظر بند کر دیا تھا اور اس نے اس کو خلیفہ کی اجازت و اطلاع کے بغیر رہا کر دیا۔ فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کانوں تک اس واقعہ کو پہنچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے استفسار کیا جعفر نے اس خبر کی تصدیق کر دی خلیفہ کو جعفر کی اس خود رائی اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی شکایتوں سے یہ ناراضگی بڑھتی گئی بالآخر صاف طور سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتا اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔

ایک روز یحیی بن خالد حسب دستور قدیم خلیفہ کی خدمت میں بلا اطلاع حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت شاہی طبیب جبرئیل بن بختیشوع بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "کیوں جبرئیل تمہارے مکان میں بھی یوں ہی بلا اطلاع لوگ چلے آتے ہیں؟" عرض کیا۔ "یہ کیونکر ممکن ہے" پھر یحیی کی طرف متوجہ ہوا یحیی نے جواب دیا "امیر المومنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں ہمیشہ بلا اجازت حاضر ہوتا تھا اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری حاضری مزاج عالی کو ناگوار خاطر ہوتی ہے تو میں خود کو اسی طبقہ میں رکھتا" خلیفہ نے شرم سے گردن جھکا کر کہا "تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی" ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یحیی دربار خلافت میں آتا تو حاجب، دربان اور خدام تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر شکر رنجی کے بعد خلیفہ ہارون کے اشارہ سے مسرور (خادم) نے تعظیم کرنے کی ممانعت کر دی۔ چنانچہ جس وقت یحیی دربار خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے۔ ایک مدت اسی حالت سے گذر گئی۔

جعفر کا قتل

۱۸۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا جعفر بھی ہمراہ تھا ایک روز رات کو خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے خادم خاص) کو سپاہیوں کی ایک جماعت کے ساتھ طلب کر کے حکم دیدیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور خیمہ کے دروازے پر بلا کر اس کا سر اتار لا مسرور یہ سن کر کانپ اٹھا وہ بار بار عرض کر رہا تھا کہ آپ اس حکم پر غور کر کے صادر فرمائیے۔ خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر کہا "نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہوگی" مسرور سہم گیا پھر خلیفہ نے زمین پر چھڑی ٹیکی اور بولا "جا اسی وقت اس حکم کی تعمیل کر ورنہ تیری خیر نہیں ہے"

مسرور یہ دیکھ کر کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جاتا ہے رخصت ہو کر جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اتار کر خلیفہ ہارون کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ خلیفہ نے اسی شب کو فضل برمکی کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور یحیی کے تمام مکانات، جاگیریں، خدام اور مال و اسباب کی ضبطی کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک تک بھیج دیا اور برامکہ کے ہر چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن جعفر کی نعش بغداد کو روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے (پل پر) نصف نصف دونوں جانب آویزاں کر دیئے جائیں۔ اس عتاب شاہی سے صرف محمد بن خالد برمکی محفوظ رہا۔

عبدالملک بن صالح

خلیفہ ہارون کا یہ ایک احسان تھا کہ اس نے کسی قسم کی سختی یحیی اور اس کے بیٹوں فضل محمد اور موسیٰ پر نہیں کی۔ اس کے بعد عبدالملک بن صالح بن علی پر الزام لگایا گیا کہ یہ برامکہ کا ہوا خواہ اور دوست ہے۔ خوبی قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کی تھی کہ

کہ اس کو بھی دعوائے خلافت ہے خلیفہ نے اس کو فضل بن ربیع کے پاس نظر بند کر دیا۔ دوسرے دن سر دربار طلب کر کے دھمکا کر حال دریافت کرنے لگا عبدالملک نے حلفیہ طور پر اس سے انکار کیا اور اپنی خدمات سابقہ کا اظہار کر کے اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا شہادت کی غرض سے اس کے کاتب کو پیش کیا گیا۔ عبدالملک نے کہا "یہ جھوٹا ہے" تب اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلایا گیا عبدالملک نے عرض کیا اس کی شہادت بھی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ مامور معذور ہے یا عاق فاجر ہے" خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "تو ان دونوں سے زیادہ عادل شاہد کہاں سے آسکتے ہیں خیر میں اس بارے میں غور کروں گا، دیکھوں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے کیونکہ وہی میرے اور تیرے درمیان میں حَکم ہے" عبدالملک نے جواب دیا بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حَکم ہونے اور امیرالمومنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں، کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ امیرالمومنین اپنی خواہش نفسانی کو رضائے رب پر مقدم نہ کریں گے۔

عبدالملک کی اسیری

پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اس کو سر دربار طلب کیا وہ جان کے خوف سے کانپتا اور اپنے تعلقات، خدمات اور خیر خواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون نے کہا "واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحہ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک تجھے قتل کروا ڈالتا" اور یہ کہہ کر پھر جیل میں بھیج دیا اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ تھا) حاضر ہوا اور باتوں باتوں میں عبدالملک کا ذکر آگیا عبداللہ بن مالک نے عرض کیا "امیرالمومنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا خیر خواہ اور جاں نثار ہے میں نے آج تک اس میں کسی قسم کی برائی نہیں دیکھی" خلیفہ ہارون نے فرمایا "اگر تم کو اس کی حرکات و سکنات اور افعال سے اطمینان کلی ہے تو میں اس کو رہا کیے دیتا ہوں"۔ عرض کیا "چونکہ آپ نے اس کو قید کر دیا ہے۔ اس لئے یہ امر نامناسب ہے مگر نرمی کیجئے" خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ امین نے اس کو رہا کیا۔

یحیٰی اور فضل

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ہارون نے قیدیان برامکہ پر سختی شروع کر دی یحیٰی برمکی کے پاس ملامتانہ کہلا بھیجا کہ "تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے تم کو یہ زیبا نہ تھا" یحیٰی نے یہ پیام سن کر جواب دیا "امیرالمومنین! خود یہ خیال فرما سکتے ہیں کہ عبدالملک مجھ سے اپنے ایسے پوشیدہ راز کیوں بتلائے گا میں تو ہوا خواہ دولت و حکومت تھا اور اگر مجھے یہ امر اشارۃً و کنایتہً بھی معلوم ہو جاتا تو میں اس کا آپ سے زیادہ دشمن ہوتا نعوذ باللہ آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی سے دور کیجئے ہاں یہ ضرور تھا کہ میں بوجہ تقدس مذہبی اس سے محبت رکھتا تھا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے" پیامبر نے یہ پیام خلیفہ ہارون تک پہنچایا خلیفہ نے پیامبر کو پھر الٹے پاؤں یحیٰی کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کرو گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کروا دوں گا۔ یحیٰی نے جواب دیا "امیرالمومنین کو اختیار ہے ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضہ میں ہیں۔ جو چاہیں کریں" پیامبر نے یہ سن کر فضل کا ہاتھ پکڑ لیا اور لے چلا یحیٰی زار زار رونے لگا فضل اپنے بوڑھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہوا یحیٰی نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دعا دی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے حکم

کے مطابق پیام بر نے فضل کو تین روز تک دوسرے مکان میں مقید رکھا جب ان دونوں آدمیوں میں سے کسی کے حال کا انکشاف نہ ہوا تو پھر دونوں کو ایک ہی جگہ پر قید کر دیا۔

ابراہیم بن عثمان کا قتل

ابراہیم بن عثمان بن نہیک جعفر برمکی کے قتل کے بعد اکثر برامکہ کا ذکر کر کے رویا کرتا تھا اور اس کی قوم بھی اس کے ساتھ روتی تھی ابراہیم کی روتے روتے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا بدلہ مانگنے لگتا تھا اور جب کنیزوں کے ساتھ مجلس عیش میں نبیذ پینے کو بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر کہتا تھا۔ واجعفراہ واسیداہ واللہ لا ثارن بك ولاقتلن قاتلك (ہائے جعفر ہائے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا اور تمہارے قاتل کو ضرور میں قتل کروں گا) ابراہیم کا یہ جوش انتقام دیکھ کر اس کے بیٹے اور حفص نے جا کر خلیفہ ہارون سے اطلاع کر دی خلیفہ ہارون نے ابراہیم کو طلب کر کے جعفر کے قتل پر افسوس وندامت ظاہر کی۔ ابراہیم نے رو کر جواب دیا "واللہ امیر المومنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی" ہارون الرشید یہ سن کر جھلا اٹھا اور جھڑک کر بولا "چل اٹھ کھڑا ہو" ابراہیم جوں ہی اٹھا اس کے بیٹے نے پیچھے سے تلوار کا ایک ہاتھ لگایا جس کے صدمہ سے وہ چند راتوں کے بعد مر گیا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حلم سے یہ فعل کیا تھا۔

یحییٰ برمکی برابر کوفہ ہی کے جیل میں رہا تا آنکہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے فضل نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ خاندان برامکہ محاسن عالم میں سے تھے اور ان کی دولت منجملہ بڑی دولتوں کے تھی اور یہ لوگ دولت اور ملت کے چہرہ کی زیبائش تھے۔

عرض مترجم

علامہ مورخ نے جس قدر حالات خاندان برامکہ کے تحریر فرمائے ہیں وہ نہایت جچے اور تلے ہوتے ہیں کسی مقام پر نقطہ تک رکھنے کی جگہ نہیں ہے مگر میں اختصار کے ساتھ بہ نظر دلچسپی ناظرین خاندان برامکہ مشاہیر کے حالات اور کتب تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ پڑھنے والے شوق و دلچسپی سے پڑھیں گے۔

خالد برمکی

خاندان برامکہ میں سے جو سب سے پہلے عہدۂ وزارت پر فائز کیا گیا وہ خالد برمکی تھا اس کے اجداد آتش کدہ نوبہار کے متولی تھے جس کو منوچہر بادشاہ فارس نے ماہتاب کے نام پر بنوایا تھا اور مشہور آتشکدوں میں چوتھا نمبر اسی کا تھا جب ۳۱ھ عہد خلافت عثمان ذی النورین میں خراسان فتح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی اس وقت یہ آتش کدہ بھی جو عہد منوچہر سے آباد چلا آتا تھا ویران ہو گیا اور خاندان برامکہ رنج و مصیبت کے محاصرہ میں آ گیا۔ پھر ۸۶ھ عہد خلافت ولید بن عبدالملک اموی میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر ہو کر وارد خراسان ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مرو پر فوج کشی کر دی اس لڑائی میں جہاں اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک

عورت برمک کی تھی تقسیم مال غنیمت کے وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (برادر قتیبہ) کے حصہ میں آئی اتفاق سے یہ اُس سے حاملہ ہو گئی چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہوئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہوئیں مجبوراً عبداللہ نے اس برمکی عورت کو بھی برمک کے پاس واپس کر دیا مگر یہ شرط قرار پائی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے" حمل کی مدت گذرنے کے بعد خالد پیدا ہوا اس کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کیسے اور کہاں گذرا اس کے متعلق ہم خامہ فرسائی نہیں کرنا چاہتے۔

اس کا عروج ۱۳۲ھ عہد خلافت سفاح سے شروع ہوتا ہے۔ ابوسلمہ[1] خلال وزیر آل محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو مرحمت کیا گیا سفاح کے مرنے تک اس نے وزارت کی۔ المنصور[2] سر مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے بھی اُس کو وزارت ہی کے عہدہ پر رکھا۔ لیکن ایک سال ایک مہینہ کے بعد ابوایوب موریانی کی حکمت عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو بغاوت اکراد کے فرو کرنے کے لئے فارس بھیج دیا۔ خالد کے جانے کے بعد ابوایوب موریانی کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا گیا۔ اگرچہ پھر خالد کو عہدہ وزارت نصیب نہیں ہوا لیکن بڑے بڑے ذمہ داریوں کے کام اس کے سپرد رہے۔ وہ خلیفہ مہدی کا زمانہ ولیعہدی میں اتالیق بھی رہا۔ موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی۔ غرض جب تک زندہ رہا ممتاز عہدوں سے سرفراز رہا آخرالامر بقول ابن القادسی ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔ اس کا ایک لڑکا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برمکی

یحییٰ برمکی[3] ہشام بن عبدالملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا اس کے سنہ ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا اس کی تعلیم و تربیت اور زمانہ طفولیت کے حالات سے ہم کو چنداں واقفیت نہیں ہوئی مگر ہم اتنا بتلا سکتے ہیں کہ جب اس کے شباب کا زمانہ آیا تو اس کا نامور باپ دولت عباسیہ کے اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کارگذاریں اور یحییٰ کی قابلیت پر نظر کر کے یحییٰ کو خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کا اتالیق مقرر کر دیا چنانچہ ہارون نے اسی کی آغوش تربیت اور نگرانی میں تعلیم پائی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدود مغرب آذربائیجان اور ارمینیہ کی گورنری مرحمت کی تو منجملہ اور خاص خاص آدمیوں کے جو ہارون کے ہمراہ بھیجے گئے تھے یحییٰ برمکی بھی تھا۔ جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت و سلطنت سے محروم کرنے کی فکر کی تھی اُسی وقت یحییٰ نے اس رائے سے مخالفت کی تھی جس کی پاداش میں اس کو

---

[1] ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۰۶۔

[2] ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۶۔

[3] ابن خلکان جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲

سزائے قید جھیلنا پڑی تھی اور ہادی کی وفات تک یہ جیل میں رہا۔ انھیں خیر خواہیوں اور دل سوزیوں کے صلہ میں ہارون نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی یحیٰی کو امور سلطنت میں سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیدیا تھا۔ اس کے زمانہ وزارت میں دربار خلافت اہل علم واہل کمال سے بھرا رہتا تھا اس کے عہد میں علوم اور فنون کے ترجموں کی ترقی ہوئی۔ یہ بہت فیاض، رحیم، کریم اور رقیق القلب انسان تھا۔ اس کی معلومات وسیع تھیں شاعر بھی تھا اور علم نجوم میں اس کو ایک خاص مہارت حاصل تھی اوائل عمر کے زمانہ سے اس کی درمیانی عمر کا حصہ نہایت اچھا رہا مگر آخری حصہ عمر نہایت برے طور سے گذرا، تیسری محرم ۱۹۰ھ میں کوفہ کے جیل میں وفات پائی۔ اس کے آٹھ بیٹے فضل، محمد، جعفر، موسیٰ، عباس، احمد، خالد، عبداللہ تھے لیکن ان میں سے فضل وجعفر زیادہ مشہور ہیں اور انھیں کے اقتدار اور جاہ وجلال کے افسانے عہد خلافت ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ آٹھ کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام باوجود تحقیق وتفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا۔

فضل برمکی

فضل[1] برمکی تیسویں ذی الحجہ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی دونوں ایک دوسرے کے دودھ شریک بھائی تھے۔ ہارون الرشید جیسا یحیٰی کو باپ کہا کرتا تھا ویسا ہی فضل وجعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا مہدی نے یحیٰی کے سپرد ہارون کی اتالیقی کی تھی اور ہارون[2] نے جعفر وفضل کی آغوش تربیت میں اپنے بیٹوں امین و مامون کو دیا تھا۔ ہارون الرشید کا پہلا وزیر اعظم یحیٰی برمکی تھا لیکن ضعیف ہو جانے پر ۱۷۸ھ میں قلمدان وزارت فضل کے سپرد کیا گیا مگر یحیٰی کا اقتدار بدستور قایم رہا اور پیچیدہ معاملات ملکی اسی کی رائے سے طے کئے جاتے تھے یحیٰی بن عبداللہ علوی کی بغاوت کے زمانہ میں اسی کو اس مہم پر روانہ کیا گیا اور اس نے اس خدمت کو بغیر جنگ اور خونریزی کے نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا تھا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے صوبہ خراسان کی گورنری اسے مرحمت کی تھی اور طبرستان، رے، نہاوند ہمدان، جرجان، اور آذربائجان اور آرمینیہ کے بلاد بھی اس کی گورنری میں ملحق کردیئے تھے فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا۔ جواد، کریم، فیاض اور علم وہنر کا قدر دان تھا اس کی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کے لئے ایک دفتر چاہئے اس کی داد ودہش نے ایک[3] عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ علوم وفنون کو ترقی دینے میں بھی اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔ کاغذ بنانے کا کارخانہ اسی نے جاری کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں یوم جمعہ محرم ۱۹۳ھ کو رقہ کے جیل میں

---

[1] ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۸۔　[2] ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۹۔

[3] مقدمہ ابن خلدون فصل ۲۰ صنائع الوراقہ صفحہ ۳۵۰۔

انتقال کیا۔

جعفر برمکی

جعفر بن یحییٰ برمکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا۔ اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی۔ وہ ایک لمحہ بغیر اس کے چین نہ پاتا تھا۔ مصر اور خراسان کی گورنری پر رہا اور فضل کے بعد عہدہ وزارت پر فائز کیا گیا۔ عقیل، فہیم اور تجربہ کار تھا اس کی لیاقت پر ہارون الرشید کو ناز تھا وزارت کا اقتدار اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ تھا حکم و احکام تمام ممالک محروسہ میں اسی کے جاری تھے جہاں دیکھیے اسی کی جاگیر تھی۔ عالی شان مکانات دجلہ کے کنارہ اسی کے نظر آتے تھے ہر وقت اس کے دروازہ پر حاجت مندوں کا میلہ سا لگا رہتا تھا۔ انھیں اسباب سے اور اس کا خاندان تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ اور عجیب و غریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ اسے دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں۔ اس بے سرو پا افسانہ کے ذکر سے تاریخ کے دامن پر بدنما داغ لگ گیا ہے۔

عباسہ کا واقعہ

اس غلط واقعہ کا ماخذ جس کی شہرت اردو زبان میں بھی ناولوں اور رسائل کے ذریعے ہوگئی ہے تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری ہے جس نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی اس وقت سے آج تک برابر مورخین ایک دوسرے سے اس واقعہ کو نقل کرتے چلے آئے عام طور سے اس واقعہ کی تنقید و تحقیق کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو خود اس روایت پر یقین نہ تھا اس کے الفاظ یہ ہیں!

قد حدثني احمد بن زهير احسبه عن عمه زاهر بن حرب ان سبب هلاك جعفر والبرامكة ان الرشيد كان لا يصبر عن جعفر وعن اخته عباسة بنت المهدي وكان يحضرهما اذا جلس للشرب فقال لجعفر ازوجكها ليحل لك النظر ولا يكون منها شيء مما يكون للرجل الى زوجته فزوجها

مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اس نے اپنے چچا زاہر بن حرب سے کی ہے کہ سبب ہلاکت جعفر اور برامکہ کا یہ ہے کہ رشید کو بغیر جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے ایک ساعت صبر نہیں آتا تھا اور یہ دونوں شراب نوشی کے جلسہ میں شریک ہوا کرتے تھے اس لیے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں عباسہ کا عقد تمہارے ساتھ کیا چاہتا ہوں تاکہ تم کو اس کو دیکھنا مباح ہو جائے لیکن زن و شوہر کے تعلقات نہ ہوں، چنانچہ اس شرط پر عباسہ کا

منہ علی ذلک۔ عقد جعفر سے کر دیا۔

یہی الفاظ ہیں جن کی بنا پر بعض مورخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قائم کر لی ہیں، طبری سے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر سے جس نے روایت کی ہے اس کا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا اس کا یہ کہنا "احسبہ عن عمہ زاھر بن حرب" صاف طور سے بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مورخانہ حیثیت سے نہیں ہے بلکہ عام روایت کی بنا پر ہے۔

قطع نظر اس کے اگر یہ امر تسلیم کر لیا جائے کہ اخیر روایت طبری کا جس پر سلسلہ روایت ختم ہو جاتا ہے زاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اس کا کسی معاملہ یا مشورہ عقد عباسہ میں شریک ہونا یا جعفر کے قتل کے وقت موجود ہونا کسی تاریخ میں نہیں پایا جاتا خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہم راز و شریک تھے۔ اور بفرض محال اگر طبری اس واقعہ کو تسلیم کر لیتا تو آگے چل کر جعفر کے قتل کے اور اسباب تحریر نہ کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک ہوئے تھے، بلا ترجیح لکھ دیئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ مذکورہ اس کے نزدیک مسلمہ نہیں ہے محمد دیاب اتلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۱۵۲ میں بروایت ابراہیم بن اسحاق نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابو ثور زاہر بن صقلاب اور بجائے عباسہ کے میمونہ کا نام لکھا ہے ؎

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا! خلیفہ مہدی کی چار لڑکیاں بانوقہ، عباسہ، عالیہ اور سلمہ تھیں علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نامی نہ تھی اور عباسہ کا عقد ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان سے کیا تھا جب یہ مر گیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اس کا نکاح کیا گیا۔ دیکھو کتاب المعارف، لابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کاتب دینوری المتوفی ۲۷۶ھ صفحہ ۱۳۰) علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں ریمارک دیا ہے وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہے کہ اس کو بخیال طوالت مقال اعادہ نہیں کیا جا سکتا۔

فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا۔ انتہی کلام المترجم۔

ہارون الرشید کے خصائل ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال زیارت کعبہ کو جاتا تھا اور روزانہ سو رکعتیں نماز پڑھا کرتا اور ایک ہزار درہم خیرات دیتا تھا اور جب حج کرنے کو جاتا تو ایک سو فقہا کو اپنی جیب خاص سے اپنے ہمراہ لے جاتا تھا اور جس سال حج کو نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کرنے کو روانہ کرتا تھا۔ انتظام ملکی اور سیاست میں خلیفہ منصور کا پیرو تھا مگر داد و دہش میں اس کا مخالف تھا۔ اس

سے پیشتر کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی، جواد، اور بے دریغ مال کا دینے والا نہیں گزرا۔ جہاد کا بے حد شائق تھا نامی گرامی سپہ سالار، علماء اور اپنے خاندان کے سربرآوردہ ممبروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا۔

فتوحات

چنانچہ ۱۷۰ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی کو مامور کیا تھا بعض کا بیان ہے کہ خود بہ نفس نفیس اس مہم پر گیا تھا اور ۱۷۲ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی کو بھیجا گیا تھا چنانچہ بلاد روم میں اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزار ہا آدمی قیدی بنائے گئے۔ ۱۷۴ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح کو صائفہ کی فوج کا سردار بنا کر جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک کو بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے رومیوں کو خوب تکلیف دی شدت سرما سے لشکریوں کے ہاتھ کٹ کٹ کر گر گئے۔ بعد ازاں ۱۷۵ھ میں عبدالرزاق بن حمید ثعلبی، ۱۷۸ھ میں زفر بن عاصم اور ۱۸۰ھ میں خود خلیفہ ہارون نے بلاد روم پر بہ قصد جہاد فوج کشی کی اور قلعہ صفصاف کو بزور تیغ فتح کر لیا۔

رومیوں سے پہلی مصالحت

اسی ۱۸۱ھ میں عبدالملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور جوش کامیابی میں انقرہ تک بڑھتا چلا گیا مطمورہ کو اسی نے اپنے زور تیغ سے مفتوح کیا اسی سنہ میں مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔ یہ پہلی مصالحت تھی جو دولت عباسیہ میں ہوئی۔ اس کام کا انتظام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بے حد مسرت ہوئی مقام لامس میں فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقد کی گئی جو طرسوس سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر تھا علماء، اعیان سلطنت، سرحد کے باشندے، اور ابو سلیمان کے ہمراہ تیس ہزار نظامی فوج اس میں شریک ہوئی والی طرسوس بھی اس موقع پر آ گیا تھا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کر آئے تھے جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی قاسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو دے کر مسلمان قیدیوں کو رہا کرا لیا۔

ابن عبدالملک کا حملہ

۱۸۲ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا رفتہ رفتہ افسوس شہر اصحاب کہف تک پہنچ گیا اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کے بعد اس کی ماں رینی کو تخت حکومت پر جانشین کیا اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے۔ یہ خبر سن کر اسلامی لشکر نے کمال مردانگی سے بلاد روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

شاہ خاقان کا خروج

۱۸۳ھ میں خاقان بادشاہ خزر کی لڑکی فضل بن یحییٰ کی طرف روانہ کی گئی اتفاق سے وہ مقام بردعہ میں پہنچ کر مر گئی اس کے ہمراہیوں نے واپس ہو کر اس کے باپ سے یہ ظاہر کیا کہ وہ مکر و حیلہ سے مار دی گئی ہے۔ خاقان کو یہ سن کر طیش آ گیا اور لشکر جمع کر کے بلاد اسلام پر حملہ کے قصد سے باب الابواب سے خروج کیا ہزار ہا مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی بد عملیاں اور ایسی زیادتیاں کیں کہ جن سے اس وقت تک کان آشنا نہیں ہوئے تھے خلیفہ ہارون نے اس کی

سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ ارمینیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور آذربائیجان کی حکومت کو بھی اسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین میں اہل ارمینیہ کی کمک کے لئے ٹھہرایا۔ اور بعض نے خاقان کے خروج کا یہ سبب ظاہر کیا ہے کہ سعید بن مسلم نے نجیم سلمی کو کسی وجہ سے مار ڈالا نجیم کا لڑکا خزر کے پاس فریاد لے گیا خزر نے لشکر مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا اور ارمینیہ میں قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سعید بن مسلم یہ خبر پا کر بھاگ کھڑا ہوا اور خزر بھی قتل و غارت کر کے واپس چلے گئے۔

قاسم بن رشید کی گورنری

۱۸۱ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عواصم کی گورنری پر مقرر کر کے بسر افسری لشکر صائفہ بلاد روم پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے قرہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور اہل قرہ کو روزانہ جنگ و خونریزی سے تنگ کرنے لگا انہیں دنوں قاسم نے عباس بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا رومی تاب مقابلہ نہ لائے اور تین سو بیس مسلمان قیدی دے کر مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ چنانچہ مصالحت کے بعد شہزادہ قاسم معہ اپنے لشکر کے واپس آیا۔

نقفور کی تخت نشینی

ان دنوں روم کی حکومت ملکہ رینی کے قبضہ میں تھی رومیوں نے اس کو معزول کر کے نقفور (نیکفورس) کو تخت نشین کیا یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مال گزاری یا بورڈ آف ریونیو) کا افسر تھا اس واقعہ کے پانچ مہینہ بعد ملکہ رینی مر گئی اور نقفور نے ادائگی خراج مقررہ سے انکار کر کے بہ صلاح و مشورہ ارکان سلطنت ہارون الرشید کو ایک خط[1] لکھ بھیجا۔

بلاد روم پر لشکر کشی

خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا اور لشکر آراستہ کر کے بہ قصد جہاد بلاد روم پر چڑھائی کر دی اور اس تیزی سے ہرقل (ہرکلی) پایۂ تخت رومیوں پر جا پڑا کہ نقفور حیرت زدہ رہ گیا کچھ نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر معافی مانگی اور مصالحت کی درخواست کی

---

[1] مضمون خط یہ تھا "کہ ملکہ سابق نے اپنی نادانی سے تمھیں رُخ کا قایم مقام کیا تھا اور خود کو پیادہ کا قایم مقام بنا رکھا تھا۔ اسی وجہ سے بہت سا مال و اسباب اُس نے تمھارے پاس روانہ کیا حالانکہ اس کا دو چند تم کو لا کے اس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت کی وجہ سے ہوا پس بلفور معاینہ خط ہذا جس قدر اب تک ملک روم سے خراج وصول کیا ہے واپس کر دو اور خود کو آیندہ مصائب سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا" خط کو پڑھتے ہی ہارون کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر روانہ کر دیا۔ من هارون امیر المومنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرة والجواب ما تراه دون ما تسمعه (ہارون الرشید امیر المومنین کی جانب سے نقفور سگ روم کو معلوم ہو کہ میں نے تیرا خط اے کافرزادہ پڑھا اس کا جواب بجائے سننے کے تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔)

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۷۳ مطبوعہ مصر۔

مگر مصالحت کے بعد ہی پھر بدعہدی کی اس خیال سے کہ شدت سرما کی وجہ سے خلیفہ ہارون مراجعت کا قصد نہ کرے گا، اس کا یہ خیال خام نکل گیا۔ خلیفہ ہارون یہ خبر پاکر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بلاد روم میں پہنچ کر تمام ملک میں اپنی فوج کو پھیلا دیا بات ہی بات میں بہت سے مشہور قلعے ملک روم کے فتح کر کے واپس آیا۔

سنہ ۱۸۸ھ میں بسر افسری لشکر صائفہ ابراہیم بن جبریل نے حدود صفصاف سے بلاد روم پر حملہ کیا نقفور والی روم مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں تاب مقاومت نہ لا سکا شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تقریباً چالیس ہزار فوج کام آگئی۔ اسی سنہ میں شہزادہ قاسم بن رشید نے دابق میں رابطہ قائم کیا۔

سنہ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے جب کہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا شہرین بن قارن، تداہر مزجد مازیار اور مرزبان بن جستان والی دیلم کو امان مرحمت کی اور حسین خادم کی معرفت امان نامہ لکھ کر طبرستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ مرزبان اور تداہر مزبان امان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر آئے۔ خلیفہ نے نہایت اعزاز و احترام سے اپنا مہمان بنایا اور انعامات و صلے مرحمت کیے تداہر مزا اور مرزبان نے اطاعت و فرماں برداری کا اقرار و اعتراف کر کے شہروین کے ادائے خراج کا بھی ذمہ کر لیا۔ اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے چھڑا لیا اور کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں بحالت قید باقی نہ رہا۔

ہرقلہ کا محاصرہ

سنہ ۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے مامون کو رقہ میں اپنا نائب بنایا اور کل انتظام مملکت اس کے سپرد کر کے نقفور بادشاہ روم کی بدعہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج نظامی سے علاوہ فوج مجاہدین و رضا کاران والنٹیرز کے بلاد روم پر حملہ کر دیا اس مرتبہ سوائے ان لوگوں کے، جن کا نام درج رجسٹر نہ تھا اور کوئی دارالخلافت بغداد میں باقی نہیں رہا سب کے سب کمربستہ ہو کر عساکر اسلامیہ کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے بوقت روانگی اپنے ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان بلاد سرحدی پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہرقلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا تیس یوم کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کر کے اہل قلعہ کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ بعد ازاں داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ بلاد روم کے اور قلعات کو فتح کرنے کو روانہ کیا اللہ جل شانہ نے اس نامور سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے مفتوح کیے جس کو اس نے جا بجا لوٹ لیا اور ویران کر دیا۔

جزیرہ قبرص پر قبضہ

انہیں دنوں شراحیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ سقالبہ (سسلی) اور دلبہ کو اور یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک نے قلعہ ذی الکلاع کا محاصرہ کر لیا اور حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا اس نے سواحل شام و مصر کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرص پر چڑھائی کر دی۔ اہل قبرص کو شکست ہوئی حمید نے جزیرہ قبرص کو منہدم کر کے آگ لگا دی اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور قبرص کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور رافقہ میں لے جا کر فروخت کر ڈالا اسقف قبرص نے دو ہزار دینار دے کر قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے طوانہ کا محاصرہ کر لیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد

عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا نقفور نے روزانہ جنگ سے تنگ آ کر خراج اور اپنا جزیہ چار دینار اپنے لڑکے اور بطریق کی طرف سے دو دو دینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ قیدیان ہرقلہ میں سے فلاں عورت مجھے مرحمت فرمائی جائے کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتر بیوی ہے۔ چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اس عورت کو روانہ کر دیا۔

دیگر فتوحات

اسی سنہ میں جزیرہ قبرص باغی ہو گیا تھا جس کو معیوف بن یحییٰ نے بزور تیغ اپنی مردانہ کوششوں سے سر کیا اور وہاں کے سرکشوں اور شریروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جوں ہی خلیفہ ہارون نے جہاد روم سے مراجعت کی رومی بادشاہ نے عین زربہ اور کنیسہ سودار کی طرف خروج کیا اور بہ حالت غفلت میں عین زربہ و کنیسہ سودار کو لوٹ کر واپس چلا آیا مگر واپسی کے وقت اہل مصیصہ نے رومیوں سے کل مال و اسباب چھین لیا۔ سنہ ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہبیری نے دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ ملک روم پر جہاد کیا۔ رومیوں نے ایک تنگ راہ میں ان لوگوں کو گھیر لیا۔ یزید بن مخلد کو اس واقعہ میں شکست ہوئی طرسوس سے دو منزلوں کے فاصلہ پر معہ پچاس آدمیوں کے شہید کر ڈالا گیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو قبل گورنری خراسان صائفہ کی سرداری مرحمت فرمائی اور تیس ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور بعد روانگی ہرثمہ خود بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ بلاد سرحدی کی طرف کوچ کر دیا سرحد حدث پر عبداللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مامور فرمایا اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر بہ حالت غفلت شب خون مارا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر واپس گئے۔ باوجود سعید بن مسلم نے اپنے مقام سے حرکت تک نہ کی خلیفہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی جانب روانہ کیا اور خود سرحد حدث پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی بلاد کے کلیساؤں کے منہدم کرنے کو بھیج دیا۔ ذمیوں نے وضع و قطع اور لباس میں مسلمانوں سے مخالفت شروع کر دی۔

اسی ۱۹۱ھ میں ہرثمہ کو طرسوس کی تعمیر پر مامور کیا گیا فرخ خلیفہ کا خادم اس تعمیر کا منتظم تھا تعمیر طرسوس میں تاخیر ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ و انطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے طلب کر لی گئی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اسی سنہ میں خرمیہ نے اطراف آذربائیجان میں باغیانہ حرکت شروع کی جس کی سرکوبی پر عبداللہ بن مالک دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ خرمیہ کا ایک گروہ کثیر قتل و قید کر لیا گیا۔ یہ لڑائی مقام قرمائین میں ہوئی تھی خاتمہ جنگ کے بعد وہ قیدی جو میدان جنگ میں گرفتار کر لئے گئے تھے خلیفہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے اور ان قیدیوں کو جو جنگ کے بعد گرفتار کئے گئے تھے فروخت کر ڈالا۔ اسی سنہ میں سرحدی بلاد پر ثابت بن نصر خزاعی کو مامور کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مطمورہ مفتوح ہوا۔ اسی سنہ میں اسی کے ذریعہ سے مقام بروزن میں رومیوں اور مسلمانوں کے مابین مصالحت ہوئی فریقین نے زرفدیہ دے کر اپنے اپنے قیدی رہا کرا لئے پھر دوبارہ اسی سنہ میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس

مصالحت میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس تھی۔

عمال

افریقیہ کی گورنری پر جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں مزید بن حاتم فائز تھا۔ وہ ۱۷۱ھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنا کر مر گیا خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے طلب کر کے افریقیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور ابوہریرہ محمد بن فرخ کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے قتل کر ڈالا اور بجائے اس کے ابوحنیفہ[1] حرب بن قیس کو مامور فرمایا۔ ۱۷۶ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے اطراف نصیبین میں خروج کیا اور نصیبین کو لوٹ کر دارا، ہارون اور رخلاط کا قصد کیا پھر اس ارادہ کو ملتوی کر کے نصیبین کے قصد سے موصل کی طرف آیا حکم نے یہ خبر پا کر اپنا لشکر آراستہ کیا مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو شکست ہوئی لیکن حکم نے نہایت عجلت سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کر فضل پر حملہ کر دیا اسی معرکہ میں فضل مع اپنے ہمراہیوں کے کام آ گیا۔

افریقیہ میں شورش

اسی سنہ میں روح بن حاتم نے افریقیہ میں وفات پائی حبیب بن نصر مہلبی کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا مگر پھر جب فضل بن روح نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو معزول کر کے فضل کو افریقیہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ محرم ۱۷۷ھ میں فضل وارد افریقیہ ہوا۔ اور اس کے پہنچتے ہی افریقیہ میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی اور خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ فضل نے ہر چند ان کی رضامندی کی کوشش کی مگر وہ راضی نہ ہوئے اور روز بروز جوش بغاوت بڑھتا گیا، بالآخر خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری عنایت کر کے ایک لشکر کے ساتھ افریقیہ روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی عمدہ کارگزاریوں سے بغاوت فرو ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد چونکہ اہل افریقیہ میں نفاق و مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ ہرثمہ بن اعین نے گورنری سے استعفا داخل کیا۔ خلیفہ نے منظور فرما لیا چھوڑا گئی افریقیہ کے ڈھائی برس بعد عراق چلا آیا۔

مصر میں بغاوت

اسی سنہ میں فضل بن یحییٰ کو بجائے اس کے بھائی جعفر بن یحییٰ کے مصر کی گورنری علاوہ حکومت رے اور سجستان کے مرحمت کی گئی پھر تھوڑے دنوں کے بعد حکومت مصر سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مامور کیا۔ اور اس کی تقرری کے بعد ہی مصر میں حوفیہ نے علم بغاوت بلند کر دیا (حوفیہ قیس و قضاعہ کا ایک گروہ ہے) خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری مصر مرحمت کر کے مامور فرمایا حوفیہ نے ہرثمہ کے پہنچتے ہی اطاعت قبول کر لی اور آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ ایک مہینہ بعد ہرثمہ کو معزول کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح کو مقرر کیا گیا۔

شام میں شورش

اسی سنہ میں اپنی دولت و حکومت کا انتظام یحییٰ بن خالد کے سپرد کیا تھا اور ۱۸۰ھ میں جعفر بن یحییٰ برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغاوت شام کے فرو کرنے کو روانہ

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ یہ نام تاریخ کامل صفحہ ۴۸ جلد ۶ سے لکھا گیا ہے۔

کیا جس میں بہت بڑا ساز و سامان جنگ اور نامی نامی سپہ سالار اور مشہور جنگ آور تھے جعفر بن یحییٰ نے اپنی خداداد قابلیت سے اس فساد کو فرو کیا واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے بہ نظر قدر افزائی خراسان و سجستان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا اور خود مرجس کے انتظام ملکی و مالی میں مصروف رہا۔

یحییٰ بن سعد کی معزولی

اس اثناء میں ہرثمہ بن اعین افریقیہ سے واپس آیا جعفر نے اپنی طرف سے خلیفہ کا افسر باڈی گارڈ مامور کیا اس کے بعد فضل بن یحییٰ حکومت طبرستان اور رویان سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے عبد اللہ بن خازم طبرستان اور رویان کا، سعید بن مسلم کو جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی موصل کا والی مقرر کیا گیا اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور سنین ماضیہ کی مال گزاری جبر و ستم کے ساتھ وصول کرنے کی کوشش کی جس سے اکثر اہل موصل جلا وطن ہو کر نکل گئے۔ خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر دیا اور (لہ) ۱۸۱ھ میں محمد بن مقاتل بن حکیم علی کو ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد افریقیہ کی گورنری مرحمت کی اس کا باپ مقاتل سپہ سالاران شیعہ میں سے تھا اور یہ خود خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی اور ساتھ کا کھیلا ہوا تھا۔

ابراہیم بن اغلب کی تقرری

اہل افریقیہ نے ہرثمہ کے علیحدہ ہونے پر پھر سر بغاوت اٹھایا تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب ان دنوں والی زاب تھا اور لشکر افریقیہ اسی سے صلاح و مشورہ کرنے کو آتا تھا اور یہ در پردہ ان کی امداد کرتا تھا مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمت عملی سے لشکر افریقیہ کو اپنا مطیع بنا لیا اور کل افریقیہ میں امن و امان کا دور ہو گیا۔ لشکر افریقیہ نے جو مجبوراً محمد کا مطیع ہو گیا تھا ابراہیم کو دربار خلافت میں گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کرنے پر آمادہ کیا اس شرط پر کہ خراج مصر سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقیہ کے مصارف فوج کے لئے جایا کرتا ہے بجائے اس کے چار لاکھ سالانہ علاوہ اس ایک لاکھ کے خزانہ شاہی میں سالانہ داخل کیا کروں گا۔ خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ بن اعین نے رائے دیدی کہ "ابراہیم بن اغلب کو افریقیہ کی گورنری دیدیجئے کوئی ہرج نہیں ہے"۔ چنانچہ سند گورنری افریقیہ محرم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیج دی گئی۔ ابراہیم نے افریقیہ میں پہنچ کر کل امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی بلوائیوں اور باغیوں کو گرفتار کرا کے دار الخلافت بغداد بھیج دیا جس سے شورش و بغاوت فرد ہو گئی۔ بلوہ فرو ہونے کے بعد اس نے قیروان کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور اپنے اہل و عیال معتمدین اور حشم و خدم کے ہمراہ عباسیہ میں سکونت اختیار کی اسی وقت سے ملک افریقیہ میں اس کی حکومت و سلطنت کی بنا پڑی جو آئندہ اس کے سلسلہ نسل میں باقی رہی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا تا آنکہ اس پر شیعی عبیدی خلفاء غالب آ گئے۔

عمال کی تبدیلی و تقرری

یزید بن مزید آذربائیجان کا گورنر تھا ۱۸۳ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ آرمینیہ کو

لہ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

بھی اس کے صوبہ سے ملحق کردیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کی گورنری عنایت کی۔ سنہ ۱۸۴ھ میں یمن و مکہ کی حکومت حماد بربری کو، سندھ کی داؤد بن یزید بن حاتم کو، جبل کی یحییٰ حرشی کو، اور طبرستان کی مہرویہ رازی کو عطا فرمائی۔ سنہ ۱۸۵ھ میں اہل طبرستان نے یورش کر کے مہرویہ کو مار ڈالا، تب بجائے اس کے عبداللہ بن سعید حرشی کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن مزید شیبانی نے جو آذربائیجان و آرمینیہ کا گورنر تھا مقام برذعہ میں وفات پائی اور بجائے اس کے اسد بن یزید (اس کے بیٹے) مامور کیا گیا۔ سنہ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو رے جانے کی ضرورت پیش آئی اسی زمانہ میں طبرستان، رے، دنباوند، قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو مرحمت کی اور سنہ ۱۹۰ھ میں موصل کی گورنری پر خالد بن یزید بن حاتم کو مامور کیا۔ ہرثمہ کی گورنری سلیمان کی معزولی اور علی بن عیسیٰ کے زوال کے واقعات جو سنہ ۱۹۱ھ میں گذرے تھے وہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسی سنہ میں حماد بربری نے ہیصیم یمانی پر فتح پائی اور اسے خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کرلایا۔ خلیفہ نے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ نیز اسی سنہ میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی ان دنوں مکہ معظمہ کی حکومت پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور و سفاح کا بھائی) نامزد تھا۔

رافع بن لیث کی بغاوت

رافع بن لیث بن نصر بن سیار عساکر ماوراءالنہر کے نامور سرداروں میں تھا اور یحییٰ بن اشعث نے ایک نہایت حسین، خوبصورت، اور نازنین عورت سے عقد کرلیا تھا جس کے پاس اکثر بہ وقت فرصت آیا جایا کرتا تھا اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے اس عورت کو یحییٰ سے کشیدگی پیدا ہوگئی اور وہ اس سے علیحدگی کی فکر میں ہوئی رافع نے موقع مناسب پاکر یہ سمجھا دیا کہ تم دو شخصوں سے اپنے ارتداد و کفر کی شہادت دلا دو تو تمہاری گلوخلاصی ہوجائے گی اور یحییٰ کا نکاح ٹوٹ جائے گا بعد ازاں تم توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرلینا میں تم سے شرعی طور سے عقد کرلوں گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے عقد بھی کرلیا۔ یحییٰ بن اشعث نے اس کی شکایت خلیفہ ہارون کے کان تک پہنچائی اور اصل واقعہ لفظ بہ لفظ عرض کردیا۔ خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا کہ رافع اور اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرعی جاری کرو اور شہر سمرقند میں گدھے پر زیر حراست سوار کرا کے تشہیر کرادو تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں رافع کو اس عورت سے علیحدہ کر کے قید کردیا گیا۔

سمرقند پر قبضہ

ایک روز موقع پاکر رافع جیل سے بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچا علی بن عیسیٰ نے اس کے قتل کا قصد کیا مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ کی سفارش سے قتل نہ کیا اور سمرقند پھر واپس جانے کی ہدایت کی رافع نے سمرقند میں واپس ہوکر یہ نیا گل کھلایا کہ حالت غفلت میں عامل سمرقند کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے تھا قتل کر کے سمرقند پر قابض ہوگیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۹۰ھ کا ہے۔ علی بن عیسیٰ نے یہ خبر پاکر اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا رافع نے اس کو شکست دے کر اثناء فرار میں مار ڈالا علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہوکر بہ قصد جنگ رافع، لشکر کی آراستگی اور سامان جنگ کی درستی شروع کردی اور اس خیال سے کہ مبادا رافع مرو پر قبضہ کرنے بلخ سے مرو چلا آیا انھیں واقعات کے دوران میں سال ختم ہوگیا اور دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے زوال کا زمانہ تھا آ گئے

معزول کر دیا گیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی گورنری دی گئی۔

سمرقند کا محاصرہ

رافع کے ہمراہ نامور سپہ سالار بھی تھے مگر اس کی تلخ مزاجی سے تنگ آکر اس سے علیحدہ ہو کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے۔ ان میں عجیف بن عنبسہ وغیرہ تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اسی اثناء میں طاہر بن حسین کو خراسان سے طلب کر لیا اس کے آجانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو شاہی لشکر سے خالی پا کر سر اٹھایا ہرات و سجستان کے نمک حرام عُمّال نے بہت سا مال اس کے پاس بھیج دیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ بعدازاں سنہ ۱۹۴ھ میں عبدالرحمٰن نے حمزہ سے جنگ کرنے کے لئے نیشاپور کی طرف کوچ کیا۔ تقریباً بیس ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں حمزہ کو شکست فاش ہوئی اور بہت سے ہمراہی اس کے مارے گئے۔ ہرات تک عبدالرحمٰن اس کا تعاقب کرتا گیا تا آنکہ خلیفہ المامون نے فرمان بھیج کر تعاقب سے واپس کیا۔

برادر رافع کی گرفتاری

اس سنہ ۱۹۲ھ میں ہرثمہ و رافع کے مابین لڑائی ہوئی تھی جس میں فتح و کامیابی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی اسی واقعہ میں ہرثمہ نے بشیر برادر رافع کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیج دیا اور بخارا کو فتح کر لیا۔

ہارون الرشید کی روانگی

اس واقعہ سے قبل خلیفہ ہارون صائفہ سے مراجعت کرنے کے بعد طرسوس آباد کر کے رقہ چلا آیا تھا اور رقہ سے بہ قصد خراسان رافع کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا تھا اور چونکہ رقہ ہی سے سلسلہ علالت شروع ہو گیا تھا رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑا دارالخلافت بغداد پہنچا اور بغداد سے سامان جنگ و سفر درست کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین مقرر کر کے شعبان سنہ ۱۹۲ھ میں خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم صادر کیا۔ فضل بن سہل نے مامون الرشید کو رائے دی کہ "آپ خلیفہ ہارون کے ہمراہ خراسان چلے جائیے ایسا نہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے" مامون الرشید نے خلیفہ ہارون سے اپنے بزرگ باپ سے) عرض کیا خلیفہ ہارون نے مامون کی یہ درخواست منظور فرمالی۔

وفات

دارالخلافت بغداد سے خلیفہ ہارون بہ قصد خراسان روانہ ہو کر ماہ صفر سنہ ۱۹۳ھ میں جرجان پہنچا چونکہ علالت کا سلسلہ طول کھینچ گیا تھا یہاں قیام کیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی نامی سپہ سالاروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن خزیمہ، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث اسدی حرشی اور نعیم بن خازم تھا مرو کی جانب روانہ کیا اور مامون کی روانگی کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طوس میں چلا گیا علالت یوماً فیوماً زور پکڑتی گئی کمزوری نقل و حرکت سے اس قدر مجبور ہو گیا کہ لوگوں میں اس کی موت کا غل مچ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کے کانوں تک بھی یہ خبر پہنچی لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے سوار ہونے کا قصد کیا مگر ضعف نے اٹھنے نہ دیا اور بستر علالت پر پڑا رہ گیا اس وقت جب کہ یہ طوس میں تھا بشیر برادر رافع جس کو

ہرثمہ نے قید کرکے روانہ کیا تھا پہنچا روبرو بلا کر کہا "واللہ اگر میری موت کے آنے میں اس قدر بھی وقفہ ہوتا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں تو میں یہی حکم دیتا کہ اس کو مار ڈالو" اس کے بعد ایک قصاب کو طلب کرکے حکم دیا کہ "اس کا عضو عضو کاٹ کر علیحدہ کردو" اس قدر کہنے کے بعد بے ہوش ہوگیا۔ حاضرین اٹھ کر چلے گئے جب اس کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر تیار کرنے کا حکم دیا جس مکان میں مقیم تھا اس کے ایک گوشہ میں قبر کھودی گئی قرآن کے حافظوں نے قبر میں جاکر ختم قرآن کیا اور یہ خود قبر کے قریب لیٹا ہوا دیکھتا رہا بار بار کہتا جاتا تھا "واسوأتاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تا آنکہ جاں بحق تسلیم ہوا۔ اس کے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی وفات کے وقت فضل بن ربیع، اسمٰعیل بن صبیح، مسرور، حسین اور رشید موجود تھا۔ تیئیس برس یا کچھ زیادہ حکومت کی اور بیت المال میں نوے کروڑ دینار چھوڑے۔

سیرت اور کارنامے

لہ یہ خلیفہ جو ۱۹۳ھ میں لوگوں سے رخصت ہوکر عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا ہے بہت بڑا اولوالعزم، علم وہنر کا قدردان، فہم وفراست، عزم وثبات، فیاضی اور شجاعت میں یکتا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم وہنر کی سرپرستی کا بیڑہ اٹھایا اس کی قدردانی ایسی شہرۂ آفاق ہوئی کہ بڑے بڑے اہل کمال ہر چہار طرف سے دربار خلافت میں کھنچے چلے آتے تھے خود بھی ذی علم تھا، فقہ، حدیث، ادب اور ایام العرب سے خوب ہی واقف تھا، یحییٰ، فضل، اور جعفر اس کے نامور وزراء تھے۔ جبرئیل اور بختیشوع نامی گرامی عیسائی اطباء اس کے دربار کے طبیب تھے سواروں کی تنخواہ پچیس روپے پیادہ کی دس روپے تھے سپہ سالاری کا کام بوقت جنگ صوبہ کے والی، وزیر اعظم، قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کرلیا کرتے تھے۔

اس کی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کے ممالک محروسہ کی حدیں ہندو تاتار سے بحر اوقیانوس تک تھیں سوائے اندلس مغربی (اسپین) کے اور کل اسلامی دنیا اس کی مطیع تھی روم، یونان جس پر یورپ ناز کرسکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گزار تھے روم کے ایک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچ سو قنطار تھا (ایک قنطار ۱۰۰ دینار کا اور ایک دینار پانچ روپیہ کا ہوتا ہے)

مذہبی عقاید اور خیالات کا پابند تھا، زندقہ والحاد سے سخت نفرت تھی بزرگان دین سے عقیدت رکھتا تھا۔ فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا علماء وفضلاء کی نصیحتوں کو گوش دل سے سنتا تھا۔

شعر اور شعراء سے محبت دلی رکھتا تھا لیکن مدائح کو زیادہ پسند کرتا تھا علی الخصوص شگفتہ وخوش کلام کے کلام کو کمال رغبت وشوق سے سنتا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا ایک شعر یہ ہے۔

"وسدت بھارون الثغور فاحکمت　　　　بہ من امور المسلمین المرائر"

پانچ ہزار دینار، ایک خلعت فاخرہ، دس غلام رومی اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب کے پہلے اسی نے چوگان کھیلا اور آویزاں نشانہ پر شرط باندھ کر تیر اندازی کی اور شطرنج بازی اسی نے ایجاد کی (باقی اگلے صفحہ پر)

باب ۷

امین کی خلافت ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

خلافت کی بیعت

خلیفہ ہارون الرشید کی وفات کے بعد اگلے دن صبح کو لشکر ہارون میں امین کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ مامون الرشید اس وقت مرو میں تھا جو یہ (خلیفہ مہدی کا آزاد غلام تھا) انصر واک نے اپنے نائب سلام ابن مسلم کو جو بغداد میں تھا اس واقعہ سے مطلع کیا اور دربارِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱) کبھی کھیلی اور بے تکلفی کی مجلس میں نغمہ و سرود کو شوق ذوق سے بیٹھ کے سنتا گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کیے۔ ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانہ میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا دس ہزار درہم ماہانہ دیتا تھا۔ رقیق القلب اس درجہ تھا کہ تھوڑی سی تحریک پر زار زار رو اٹھتا تھا محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابوالعتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو ان کے روزانہ گفتگو و کلام سے اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابوالعتاہیہ نے دیوار جیل پر جوش میں آکر یہ دو شعر لکھ دیئے:

اما واللہ ان الظلم لوم ۔۔۔ وما زال المسی ہو الظلوم

الی دیان یوم الدین نمضی ۔۔۔ وعند اللہ تجتمع الخصوم

جاسوس نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہنچا دیا سن کر رو پڑا قدرے سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ کو طلب کر کے رہا کر دیا اور ایک ہزار دینار مرحمت کیے:

سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا بقائے سلطنت اور خلافت کی شان و شکوہ کا بے حد کوشاں تھا۔ انھیں وجوہ سے برامکہ کا قتل وقوع میں آیا اور نافہمی معاملہ سے لوگوں نے ایک الزام اس کے سر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور انصاف گزیں تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے بعض ملکی مصالح سے برامکہ کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر و عباسیہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث سے۔ جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مورخوں کے ذریعہ سے عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ خلیفہ ہارون کا عقد پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انھیں کو ام جعفر بھی کہتے ہیں۔ یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھیں محمد امین انھیں کے بطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد امۃ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے بطن سے علی بن رشید تولد ہوئے۔ بعد ازاں ام محمد بنت صالح مسکین اور عباسہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف (باقی اگلے صفحہ پر)

خلافت میں حاضر ہو کر خلافت کی مبارکباد دینے کی ہدایت کی۔ سب سے پہلے جس نے امین کو خلافت کی مبارکباد دی وہ یہی تھا۔ شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط خلافت کی مبارکباد اور وفات ہارون الرشید معرفت رجاء خادم کے روانہ کیا اور ساتھ ہی اس کے خاتم خلافت۔ عصا اور چادر بھیج دی۔ رجاء کے پہنچنے پر امین اپنے قصر سے جو خلد میں تھا برآمد ہو کر قصر خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرشید کی موت کی خبر سنا کر اپنی آپ اور لوگوں کی تعزیت کی۔ بعد ازاں تمام خاندان خلافت نے بیعت کی سلیمان بن المنصور کو جو خلیفہ امین کے باپ دادا کا چچا تھا سپہ سالاروں سے اور سندی عوام الناس سے بیعت لینے پر مامور کیا گیا۔ بغداد کی نظامی فوج کو دو برس کا روزینہ عنایت کیا۔ اس کے بعد زبیدہ خاتون رقہ سے بغداد آئیں۔ خلیفہ امین مع ارکین سلطنت وامراء بغداد انبار تک ان کے استقبال کرنے کو گیا زبیدہ ہی کے ساتھ خزانہ شاہی تھا۔

ہارون کے انتقال سے پہلے جس وقت کہ اس کی علالت ترقی پذیر ہو رہی تھی اس کے لشکر گاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کی معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ دوسرا خط مامون و موتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا اور تیسرا خط اپنے بھائی صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ معہ لشکر خزانہ اور مال و اسباب کے فضل کے مشورہ و رائے سے چلے آؤ ان خطوط کے علاوہ ایک خط علیحدہ فضل کے نام مال و اسباب اور شاہی خزانے کی حفاظت کے متعلق لکھا تھا اور ہر محکمہ کے افسر کو اس کے عہدہ پر بحال وقائم رکھا تھا مثلاً پولیس، باڈی گارڈ اور حجابت وغیرہ۔ اتفاق سے اس کی اطلاع ہارون کو ہو گئی۔ بکر کو بلا بھیجا۔ آنے کا سبب دریافت کیا بکر نے صاف جواب نہ دیا ہارون کو شبہ پیدا ہوا استفسار فرمایا "کوئی خط لایا ہے" جواب دیا نہیں خلیفہ ہارون نے بھلا کر دڑے پڑوا کر جیل میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۸ سے آگے) اور ثمانیہ بنت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ، ام محمد، عباسہ اور عثمانیہ زندہ تھیں۔ بارہ بیٹے تھے۔ محمد[1] امین زبیدہ خاتون کے بطن سے، عبداللہ المامون[2] مراجل نامی کنیز سے باقی قاسم[3] الموتمن، ابو اسحاق[4] محمد المعتصم، صالح[5]، ابو عیسیٰ[6] محمد، ابو یعقوب[7] محمد، ابو العباس[8] محمد، ابو سلیمان[9] محمد، ابو علی[10] محمد، ابو محمد[11]، اور ابو احمد[12] محمد۔ امہات اولاد (کنیزوں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین، مامون، موتمن اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ لڑکیاں چودہ تھیں۔ سکینہ، ام حبیب، اروی، ام حسن، ام محمد، حمدونہ، فاطمہ، ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رملہ، ام جعفر، ام علی، عالیہ اور ریطہ تھیں اور یہ سب امہات اولاد کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

اس کے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت پھیل گئی۔ شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے "مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی اور کا نہیں ہوا مجھے یہ گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا"۔ میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر تاریخ الخلفاء ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

ہارون کا انتقال ہو گیا فضل بن ربیع نے بکر کو جیل سے نکلوایا بکر نے امین کے خطوط اس کے حوالہ کر دیئے۔ اراکین سلطنت خطوط پڑھ کر امین سے مل جانے کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ فضل بن ربیع نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت لشکر گاہ میں تھے اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی تمنا تھی بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ اس نے اور کل لشکریوں نے مامون کے عہد اور میثاق کو پس پشت ڈال دیا۔

مامون الرشید کا ردِ عمل

مامون الرشید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو جو ہمراہ رکاب تھے ایک جلسہ میں جمع کیا۔ علاوہ اس کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عباس بن مسیب بن زہیر افسر اعلیٰ پولیس، ایوب بن ابی سمیر کاتب (سکریٹری)، عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل مخصوص و معزز معتمدین میں سے تھے۔ حاضرین میں سے بعض نے یہ رائے دی کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربیع کو مع اس کے ہمراہیوں کے واپس لایا جائے لیکن فضل بن سہل نے اس سے اختلاف کر کے مشورہ دیا کہ "مجھے اس امر کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ مبادا وہ لوگ آپ کو دھوکا دیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذریعہ خط و کتابت ان لوگوں کو ایفاء عہد و میثاق اور پابندی بیعت کا حکم دیجیے اور بد عہدی و نقض بیعت کے نتیجہ بد سے ڈرائیے۔" مامون الرشید نے اس رائے کے مطابق سہل بن صاعد اور نوفل خادم کی معرفت ایک خط نیشاپور فضل بن ربیع وغیرہ کے پاس روانہ کیا۔

فضل بن ربیع کی مخالفت

فضل بن ربیع نے خط پڑھ کر کہا "میں ہی اکیلا کیا اس لشکر میں ہوں" عبدالرحمٰن نے اپنے پاؤں سے سہل کو دبا کر نیزہ مارنے کا قصد کیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر نیزہ کا پھل دکھلا کر بولا "اگر تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھ دیتا" سہل حیرت زدہ ہو کر عبدالرحمٰن کا منہ دیکھ رہا تھا اور عبدالرحمٰن مامون کو گالیاں دیتا جاتا تھا۔ سہل و نوفل بہزار خرابی اپنی جان بچا کر مامون کے پاس واپس آئے اور تمام واقعات سے مطلع کیا۔

فضل بن سہل کا مشورہ

فضل بن سہل نے عرض کیا۔ "اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے چونکہ آپ خراسان میں ہیں ان دشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ خراسان میں مقنع نے خروج کیا تھا بعد ازاں یوسف البرم نے سر اٹھایا اس سے دولت عباسیہ کو بغداد میں اندیشہ پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت جلد رفع ہو گیا اور آپ نے تو رافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ فرمائے ہیں اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں ہے صبر و استقلال سے کام لیجیے میں آپ کی خلافت کا ذمہ دار ہوں" مامون نے کہا "انشاء اللہ تعالیٰ میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور اس کام کا انتظام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔" فضل بن سہل نے عرض کیا "عبداللہ بن مالک اور دوسرے اراکین دولت بوجہ شہرت و قوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق میں مفید ہوں گے اور میں ان میں سے ان کا جو آپ کے اس کام کو انجام دیں خادم ہوں تا آنکہ زمام حکومت آپ کے قبضہ میں آ جائے۔" مامون نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ فضل مامون سے رخصت ہو کر

ارکین دولت کی قیام گاہوں پر آیا اور مامون کی بیعت کا معاملہ پیش کیا بعض نے انکار کر دیا۔ بعض نے جھڑک کر نکال دیا فضل مامون کے پاس واپس آیا اور ان حالات سے آگاہ کیا مامون نے کہا "بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کا انتظام اپنے ہاتھ میں لو" فضل نے عرض کیا "موجودہ حالات میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں احیاء سنت و ردّ مظالم کی تعلیم دیں۔"

امراء کو عہدوں کی پیش کش

مامون نے اسی وقت نقہا کو طلب کر کے وعظ و پند کی ہدایت کی اور سپہ سالاران لشکر و ارکین سلطنت کی دلجوئی کرنے لگا تمیمی سے کہتا تھا کہ "جب میں منصب خلافت پر بیٹھوں گا تو وعدہ ہے تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ پر مقرر کروں گا" ربعی سے ابوداؤد و خالد بن ابراہیم کے عہدہ دینے کا وعدہ کرتا تھا یمانی کو بجائے قحطبہ و مالک بن ہثیم کے مقرر کرنے کا اقرار تھا یہ سب دولت عباسیہ کے نقباء رہ چکے تھے باقی رہے اہل خراسان۔ ان کو خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا جس سے اہل خراسان کی باچھیں کھل گئیں۔ اور فرط مسرت سے کہتے پھرتے تھے "کیوں نہ ہو ہماری بہن کا بیٹا، ہمارے نبی کے چچا کا لڑکا ہے" مامون نہایت توجہ اور بیدار مغزی سے ان ممالک کا جو اس کے قبضہ میں خراسان اور رے وغیرہ کے تھے انتظام کرنے لگا اور اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کیے اور مودبانہ عرضی لکھی۔

قاسم الموتمن کی معزولی

ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم الموتمن کو حکومت جزیرہ سے معزول کر دیا مگر قنسرین اور عواصم کی گورنری پر بدستور قائم رکھا اور جزیرہ میں بجائے اس کے خزیمہ بن خازم کو مامور کیا۔

حمص میں شورش

شروع عہد خلافت میں مکہ معظمہ کی گورنری داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کی گورنری پر اسحاق بن سلیمان فائز تھا لیکن اہل حمص نے اس سے مخالفت و بغاوت کی اسحاق حمص سے سلمیہ چلا آیا خلیفہ امین نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن سعید حریشی کو مامور کیا پس اس نے حمص پہنچ کر باغیوں میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل بھیج دیا اور اطراف حمص میں آگ لگا دی۔ باغیوں نے مجبور ہو کر امان کی درخواست کی عبداللہ بن سعید نے امان دیدی۔ مگر وہ کچھ عرصہ بعد پھر باغی ہو گئے، عبداللہ بن سعید نے پھر ان میں سے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کی سند گورنری مرحمت فرما کر حمص روانہ کیا۔

رافع بن لیث

۱۹۳ھ میں ہرثمہ بن اعین سمرقند میں بزور تیغ داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام بھی کر دیا اس کے ساتھ طاہر بن حسین بھی تھا۔ رافع بن لیث نے ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی اور ترکوں کی پشت پناہی سے لشکر آراستہ کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا ہرثمہ کی حکمت عملی سے ترکوں اور رافع میں چل گئی۔ ترک رافع سے علیحدہ ہو کر واپس گئے، جس سے رافع

کے کاموں میں ضعف پیدا ہو گیا اس اثناء میں مامون کے حالات سے اس کو آگاہی ہوئی امان طلب کر کے حاضر دربار ہو گیا۔ مامون کمال احترام سے پیش آیا اور بہت عزت کی۔ اس کے بعد ہرثمہ حاضر خدمت ہوا مامون نے اس کو اپنے باڈی گارڈ کی افسری دیدی مگر خلیفہ امین کو یہ سب کارروائیاں پسند نہ آئیں۔

روم میں الیون کی تخت نشینی

اسی سنہ میں اپنی حکومت کے ساتویں برس نقفور بادشاہ روم جنگ برجان میں مارا گیا اور بجائے اس کے اس کا بیٹا استبراق جانشین کیا گیا۔ یہ بہت جری اور بہادر تھا دو مہینے حکومت کر کے مر گیا بعد ازاں اس کی بہن کا داماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا اس کی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کر دی میخائیل دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی۔ تب رومیوں نے میخائیل کے بعد الیون سپہ سالار کو تخت نشین کیا۔

امین اور مامون کے مابین کشمکش

جس وقت فضل بن ربیع مامون کی نقض بیعت اور مخالفت کر کے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کو عواقب امور کے خطرات پیدا ہوئے۔ دوراندیشی کے تحت مامون سے اپنے کل تعلقات قطع کر کے خلیفہ امین کو دم پٹی دینے لگا رفتہ رفتہ اس کو اس امر پہ تیار کر لیا کہ مامون کو ولیعہدی سے معزول کر کے موسیٰ بن امین کی ولیعہدی کی بیعت لے لی جائے۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ اور نیز ان لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے تھے اس رائے سے موافقت کی مگر خزیمہ بن خازم اور اس کے بھائی عبداللہ نے اس سے مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلا کر اس فعل سے باز رہنے اور لوگوں کو نقض عہد کرانے اور تردید بیعت کر کے مصیبت میں ڈالنے سے منع کیا لیکن خلیفہ امین اس امر پہ برابر اصرار کر رہا تھا۔ اس اثناء میں یہ خبر پہنچی کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رے سے معزول کر دیا ہے اور یہ کہ ہرثمہ بن اعین کو باڈی گارڈ کی افسری دیدی ہے اور یہ کہ رافع بن لیث نے امان کی درخواست کی تھی اور مامون نے اس کو امان دیدی اور رافع اس کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا ہے۔

پس خلیفہ امین نے بغیر سمجھے سوچے اپنے عمال کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا روانہ کر دیا کہ "خطبوں میں مامون اور موتمن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کی جائے"۔ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی، اس نے امین کے نام کو سرنامہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کر دی۔ اس کے بعد خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ، عیسیٰ بن جعفر بن المنصور، صالح والی موصل اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیام دے کر روانہ کیا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولیعہدی کو اپنی ولیعہدی پر مقدم کر دو اور مجمع عام میں اس کا اظہار کر دو۔ جس وقت یہ لوگ مامون کے پاس پہنچے مامون نے امراء خراسان کو جمع کر کے اس بارے میں مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا "ہم لوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے" مامون نے خلیفہ کے وفود کو طلب کر کے اس

درخواست کی منظوری سے انکار کردیا جو وہ لے کر آئے تھے فضل بن سہل اس موقع پر ایک یہ چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو دم پٹی دے کر اپنا جاسوس و مخبر بنا لیا جو وقتاً فوقتاً خلیفہ امین اور اس کے دربار کی کیفیت لکھتا رہتا تھا۔

مامون کی مشکلات

وفود کی واپسی کے بعد خلیفہ امین نے مامون سے خراسان کے بعض بلاد کی درخواست کی اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ خراسان میں ما بدولت و اقبال کے افسر سررشتہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے۔ مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہ کیا اور ساتھ ہی اس کے بطور احتیاط رے اور سرحدی بلاد پر اپنے معتمد اور خواص کو نگرانی و محافظت کی غرض سے متعین فرما دیا تاکہ کوئی شخص اجنبی بلا اجازت خراسان میں نہ آ سکے باوجود اس احتیاط کے مامون عواقب مخالفت سے خائف تھا انھیں دنوں خاقان بادشاہ تبت نے اپنے ملک مقبوضہ کے سرحدی بلاد پر شب خون مارنے کا قصد کر لیا تھا۔ جیفونہ باغی ہو گیا تھا اور ملوک ترک نے خراج دینا بند کر دیا تھا مامون کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا فضل بن سہل نے یہ مشورہ دیا کہ اپنے کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی غرض سے خاقان و جیفونہ کو خود مختار حکمران کر دیجئے اور بادشاہ کابل سے دوستانہ مراسم قائم کرنے کے خیال سے خراسان کے تحائف بھیجے باقی اور ملوک ترک کا خراج معاف کر دیجئے اس انتظام کے بعد سوار اور پیادوں کا لشکر مرتب کر کے برسر مقابلہ آئیے اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نور علی نور ورنہ خاقان کے پاس پناہ گزیں ہو جائیے گا۔"

موسیٰ کی ولی عہدی

مامون نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو بہ جواب اس کے خط کے ارادت مندانہ اس مضمون کی عرضی بھیجی امیر المومنین، آپ کا فرمان عالی شان مجھے ملا میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر ہوں چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اسی کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر رہنے سے ہزاروں فائدے ہیں اس وجہ سے میں حاضر نہیں ہو سکتا میری اس غیر حاضری کو معاف فرمائیے گا میں آپ کا حاضر و غائب مطیع ہوں" خلیفہ امین کے خیالات یہ خط پڑھنے سے تبدیل ہو گئے اور یہ امر اس کے ذہن نشین ہو گیا کہ مامون میری مخالفت نہ کرے گا چنانچہ اسی بنا پر اوائل ۱۹۵ھ میں مامون کو ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے (موسیٰ) کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور الناطق بالحق کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے مامون اور موتمن کے نام خطبہ سے نکال دیئے گئے اور منابر پر ان کا ذکر متروک ہو گیا۔

خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کی آغوش تربیت میں دیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی پولیس پر، عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کے باڈی گارڈ پر اور علی بن صالح صاحب المصلیٰ کو اس کے دفتر انشاء پر مامور کیا۔ اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی موسیٰ کے بعد ولی عہد بنایا۔ چنانچہ خطبوں میں پہلے خلیفہ امین کا نام لیا جاتا تھا۔

بعد ازاں موسیٰ اور عبداللہ کے لیے دعا کی جاتی تھی اور اس کو القائم بالحق کا لقب دیا تھا۔

عہد نامہ کی بے حرمتی

خانہ کعبہ سے وہ عہد نامہ بھی طلب کر کے چاک کر ڈالا جو امین و مامون کی ولیعہدی کے متعلق تھا اور جس کو خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا تھا۔ مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے ان تمام واقعات سے مامون کو مطلع کیا مامون نے گوش ہوش سے سن کر ارشاد کیا "جن امور کی اطلاع مخبروں نے دی ہے اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہی میری حق رسی کے لیے کافی ہوں گے" اور انتظاماً فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات، وظائف اور رسد و غلہ تقسیم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ فضل بن سہل نے اپنی خوش انتظامی سے فوج نظامی کے علاوہ اطراف رے میں جس قدر جنگ آزمودہ سپاہی تھے سب کو جمع کر لیا۔ بعد ازاں طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی نے ابو العباس خزاعی کو امیر لشکر مقرر کر کے لشکر رے کی طرف روانہ کیا اور اس کے اسٹاف میں نامور نامور سپہ سالاروں اور نبرد آزما فوجوں کو بھیجا ابو العباس نے رے میں پہنچ کر لشکر کو از سر نو مرتب کر کے مسالح اور مراصد مقرر و متعین کئے خلیفہ امین نے بھی عصمت بن حماد بن سالم کو ایک ہزار پیادوں کی جمعیت سے ہمدان کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں مقیم رہنا اور اپنے مقدمۃ الجیش کو ساوہ بھیج دینا۔

امین اور مامون کی خانہ جنگی

ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کی جانب مامون سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوسوں نے علی بن عیسیٰ ابن ماہان کی روانگی پر اس وجہ سے آمادہ کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اس کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑے تھے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اہل خراسان نے مکر و فریب سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے پاس بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ "اگر آپ امیر لشکر ہو کر آئیں گے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کریں گے" خلیفہ امین نے اس بنا پر ابن ماہان کو روانگی کا حکم صادر کیا۔ اور بطور جاگیر نہاوند، ہمدان، قم، اصفہان اور کل بلاد جبل کو حرباً و خراجاً مرحمت فرمایا اور خزانہ شاہی سے خاطر خواہ روپے لے جانے کا اختیار دیا سامان سفر و اسباب جنگ ضرورت سے بدرجہا زیادہ عنایت کیا، پچاس ہزار سوار ہمراہ رکاب کر دیئے اور ابو دلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجلی اور ہلال بن عبداللہ حضرمی کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا کہ بوقت ضرورت جنگ ابن ماہان کی مدد کرنا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان خلیفہ امین سے رخصت ہو کر زبیدہ (مادر امین) کی محل سرا کے دروازہ پر رخصت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ زبیدہ نے مامون کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا بے حد وصیت کی اور چاندی کی ہتھکڑی و بیڑی دے کر یہ سمجھایا کہ میں اس کو محبت و شفقت میں اپنے بیٹے امین کی برابر سمجھتی ہوں، اگر تجھ کو فتح یابی حاصل ہو جائے تو نہایت ادب و عقیدت

ؔ یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے تاریخ الخلفاء۔

ہے اس میں اس کو قید کر کے لانا خبردار مامون کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنا۔"

علی بن عیسیٰ اور طاہر کی جنگ

غرض علی بن عیسیٰ ابن ماہان بغداد سے شعبان میں روانہ ہوا خلیفہ امین مع اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کی مشایعت کے خیال سے سوار ہوا مشایعین بغداد کا بیان ہے کہ اس شان وشکوہ اور سامان واسباب کا لشکر اس سے پیشتر نہیں دیکھا گیا۔ ساوہ میں پہنچا تو رے سے آنے والوں نے بیان کیا کہ طاہر رے میں ٹھہرا ہوا لشکر مرتب کر رہا ہے اور ہمہ تن جنگ پر آمادہ ہے۔ ابن ماہان نے یہ سُن کر ملوک دیلم اور طبرستان کے پاس خطوط روانہ کئے اور مراسم اتحاد بڑھانے، انعامات وجاگیرات دینے کا وعدہ کیا اور قیمتی قیمتی زیورات تحائف میں بھیجے اس معاوضہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کرلیں چنانچہ ملوک دیلم اور طبرستان نے اس کو منظور کر لیا بعدازاں ابن ماہان ساوہ سے روانہ ہو کر رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا اس کے مشیروں اور ہمراہیوں نے جاسوس، ہراول اور مورچے قائم کرنے کی رائے دی ابن ماہان نے اس سے مخالفت کر کے کہا "طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اس قدر تیاری کی ضرورت نہیں ہے" وہ یا رے میں قلعہ بند ہو کر لڑے گا یا سواروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُن کر بھاگ جائے گا صورت اول میں اہالیان رے ہی اس کا قلع وقمع کر دیں گے اور صورت ثانی میں ہم کو کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ جب ابن ماہان رے سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر پہنچا تو طاہر کے ہمراہی ابن ماہان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور کرنے لگے آخرالامر اس پر متفق ہوئے کہ رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے مگر طاہر نے یہ رائے ظاہر کی کہ رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ اہل رے فریق مخالف سے مل جائیں اور ہم پر بحالت غفلت میں شبخون ماریں۔ بہتر یہ ہے کہ رے سے باہر نکل کر جنگ کرنی چاہیے۔ حاضرین نے یہ رائے پسند کی اور اسی کے مطابق رے سے نکل کر پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر صف آرائی کی ان کی تعداد چار ہزار سواروں سے کم تھی۔

احمد بن ہشام نے جو لشکر خراسان کا افسر اعلیٰ تھا یہ رائے دی کہ لشکرگاہ میں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کی منادی کرا دینا چاہیے تاکہ علی بن عیسیٰ یہ ظاہر کر کے کہ میں امین کا عامل ہوں اہل خراسان کو امین کی اطاعت کا دھوکا نہ دینے پائے" طاہر نے ایسا ہی کیا علی بن عیسیٰ نے طاہر کی قلت جماعت کا احساس کر کے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا "دلاورو! کیا دیکھتے ہو بات ہی بات میں ان کو لے لو یہ لوگ اس قدر قلیل ہیں کہ ان پر تلواروں کا وار کرنا یا نوک دار نیزوں سے ان کے سینوں کو چھیدنا فضول ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو" ان فقروں کو سنتے ہی سپاہیوں کے دل بڑھ گئے۔ علی نے اپنے لشکر کو میمنہ ومیسرہ سے مرتب کر کے دس جھنڈے قائم کئے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ایک پھریرہ کو دوسرے پھریرہ سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں طاہر نے بھی اپنی فوج کو متعدد دستوں پر تقسیم کر کے جنگ کی ترغیب دی اور صبر واستقلال سے لڑنے کی ہدایت کی۔

علی بن عیسیٰ کی شکست

اتفاق سے صف آرائی کے وقت طاہر کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا علی بن عیسیٰ کے اس فعل سے طاہر کے باقی ہمراہی رُک رہے اور جنگ میں جی توڑ کر کوشش کی پھر احمد بن ہشام کے مشورہ سے طاہر نے قبل آغاز جنگ علی بن عیسیٰ کے لشکر میں اس امر سے اور بے دلی پھیلا دی کہ عہد نامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا دونوں لشکروں کے درمیان نیزہ پر آویزاں کر کے علی بن عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو مامون کے عہد و پیمان کو یاد دلایا اور عواقب بد عہدی و نکث بیعت سے "ڈرایا" اس کے بعد لڑائی چھڑ گئی۔ پہلے علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا جس سے طاہر کے میسرہ کو شکست ہو گئی پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بھی اُس نے مورچہ سے ہٹا دیا طاہر نے اپنی رکاب کی فوج اور ہمراہیوں کو اپنی پر جوش تقریر سے ابھار کر علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو شکست ہو گئی طاہر کا میمنہ و میسرہ اپنے ہمراہیوں کو کامیاب دیکھ کر لوٹ پڑا جس سے طاہر کے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی اور ہمراہیان علی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے علی ان کو بلند آواز سے واپس بلانے لگا، اس اثنا میں طاہر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے ایک تیر ایسا مارا کہ علی کے گلے میں جا کر ترازو ہو گیا علی نے زمین پر گر کر دم توڑ دیا اس شخص نے پہنچ کر سر اتار لیا اور لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا کر طاہر کے پاس لایا بعد اس کے حکم سے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کے حضور میں دعا کی۔ اور علی کے کل غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے ہمراہیوں نے علی کے لشکر کا دو فرسنگ تک "تعاقب کیا"......

......اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی ہر لڑائی میں طاہر کے ہمراہی ان کو قتل و قید کرتے تھے تا آنکہ فتح مند اور منہزم گروہ میں رات حائل ہو گئی جس سے فتح مند گروہ تعاقب سے رُک رہا اور منہزمین قتل و قید ہونے سے بچ گئے۔

نامہ بشارت

خاتمہ جنگ اور فتح یابی کے بعد طاہر رے میں واپس آیا اور فتح کا اطلاع نامہ بتوسط فضل بن سہل مامون کی خدمت میں روانہ کیا جس کی یہ عبارت تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کتابی الی امیر المومنین و راس علی بین یدی وخاتمہ فی اصبعی وجندہ منصرفون تحت امری۔ والسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عریضہ امیر المومنین کے نام روانہ کرتا ہوں درانحالیکہ علی کا سر میرے روبرو ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے اور اس کا لشکر میری ماتحتی میں ہے۔ والسلام۔

تین دن کے عرصہ میں یہ خط ڈاک کے ذریعہ سے خراسان پہنچا فضل بن سہل خط لئے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کامیابی کی خوش خبری سنائی مبارک باد دی بعد ازاں اور اراکین دولت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا اس کے دو دن کے بعد علی کا سر بھی آیا جسے تمام خراسان میں پھرایا گیا۔

امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی شکست کے حال سے آگاہی ہوئی فضل بن

بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کر کے جو کچھ اس کے قبضہ میں مال و اسباب تھا ضبط کر لیا جس کی قیمت پانچ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کی وصیت کے مطابق دیا گیا تھا۔ اس واقعہ سے امین کو خود گونہ پریشانی ہوئی۔ لشکریوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا شور و غل مچایا۔ عبداللہ بن حازم نے بزور تیغ ان کو خاموش کرنے کا قصد کیا لیکن امین نے عبداللہ کو منع کر کے ان لوگوں کی تنخواہیں اور روزینے تقسیم کر دیئے۔

ابن جبلہ کی روانگی

علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ طاہر سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان کی طرف روانہ کیا۔ ہمدان اور کل بلاد خراسان کی نجمن کو ابن جبلہ فتح کرے ان کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ علاوہ اس کے مال و اسباب اور بہت سا سامان جنگ بھی دیا۔ غرض ابن جبلہ دار الخلافہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچا اور اس کی قلعہ بندی کر لی۔

ہمدان کا محاصرہ

طاہر یہ خبر پا کر اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے ہمدان پر آ پہنچا ابن جبلہ نے ہمدان سے نکل کر مقابلہ کیا مگر طاہر نے اس کو پہلے ہی حملہ میں شہر کی طرف پسپا کر دیا پھر دوبارہ عبدالرحمٰن ابن جبلہ اپنی فوج کو مرتب کر کے میدان جنگ میں آیا اور طاہر سے شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگا طاہر نے شہر ہمدان کا محاصرہ کر لیا اہل شہر کو طول حصار سے ہر طرح کی تکلیفیں ہونے لگیں۔

ہمدان اور قزوین پر قبضہ

عبدالرحمٰن نے اس خوف سے کہ مبادا اہل شہر طول حصار کی وجہ سے باغی نہ ہو جائیں طاہر سے امان طلب کر کے ہمدان چھوڑ دیا۔ طاہر نے اس واقعہ سے پہلے محاصرہ کے وقت ہمدان اس خطرہ کو پیش نظر کر کے کہ والی قزوین دوسری جانب سے حملہ نہ کر دے ایک ہزار سواروں کو لے کر قزوین پر حملہ کر دیا تھا۔ عامل "قزوین اس خبر سے مطلع ہو کر بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد طاہر نے ہمدان اور کل بلاد جبل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ابن جبلہ کا خاتمہ

ایک مدت تک عبدالرحمٰن بن جبلہ بے خوف و خطر جہاں چاہتا تھا آتا جاتا تھا طاہر کے امان دے دینے کی وجہ سے کوئی شخص معترض نہ ہوتا تھا جب اس کو طاہر اور اس کے ہمراہیوں کی طرف سے اطمینان کامل ہو گیا تو ایک روز اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کر کے بہ حالت غفلت حملہ کر دیا۔ طاہر کی فوج کمال عجلت سے تیار ہو کر مقابلہ پر آ گئی اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ فریقین جی توڑ توڑ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے بالآخر عبدالرحمٰن کے ہمراہی میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوگئے عبدالرحمٰن مارا گیا اور اس کے شکست خوردہ ہمراہی بھاگ کر عبداللہ و احمد پسران حریشی کے پاس پہنچے جن کو امین نے بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ عبدالرحمٰن کی کمک پر روانہ کیا تھا مگر طاہر کا خوف ان کے دلوں پر ایسا قائم ہوا کہ بلا کسی جنگ و جدال کے بغداد کی طرف بھاگ گئے۔ طاہر یکے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھدوا کر مورچے قایم کئے اور از سر نو اپنی فوج کو مرتب و جمع کرنے میں مصروف ہوا۔

مامون کی بیعت

اس واقعہ کے بعد ہی مامون نے منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کئے جانے کا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو کل ممالک شرقی جبل ہمدان سے تبت تک طولاً اور بحر فارس سے بحر دیلم و جرجان تک عرضاً کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا اور ایک نیزہ پر جس کی دو شاخیں تھیں فضل کے لئے ایک لواء مقرر کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف وقلم) کا مبارک لقب دیا لوا رحرب کا منتظم علی بن ہشام کو بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد قلمدان وزارت کیا گیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کی افسری دی گئی۔

سفیانی کا ظہور

سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا۔ نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی ماں تھیں۔ ابوالعمیطر اس کی کنیت تھی۔ کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ یہ کنیت حزدون کی ہے لوگوں نے اس کو اسی لقب سے یاد کرنا شروع کر دیا یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علیؓ و معاویہؓ) کا بیٹا ہوں۔ سرزمین شام میں یہی ایک شخص خاندان بنو امیہ کا باقی رہ گیا تھا جو ذی علم اور صاحب روایت تھا۔ اخیر ۱۹۵ھ میں خلافت وسلطنت کا دعوےدار ہوا۔

دمشق پر قبضہ

خطاب بن وجہ الفلس نے (جو بنو امیہ کا آزاد غلام تھا) جو صیدا پر متصرف تھا اس کی حمایت کی جس سے سفیانی کی قوت بڑھ گئی اور اس نے سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا۔ اس کے اکثر ہمراہی قبیلہ کلب کے تھے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بیہس کلابی کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں اطاعت قبول کرنے کی صورت میں انعامات وصلے دینے کا وعدہ کیا اور سرکشی کی صورت میں قتل وغارت کی دھمکی دی تھی۔ محمد بن صالح نے اس کا کچھ جواب نہ دیا سفیانی نے قیسیہ کا قصد کیا قیسیہ نے محمد بن صالح سے اعانت طلب کی چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں کے ساتھ پہنچا جس میں اکثر و بیشتر اس کے موالی اور احباب تھے۔ سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ یزید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ تقریباً دو ہزار آدمی مارڈالے گئے اور تین ہزار گرفتار کرلئے گئے جن کو ابن بیہس نے سر اور ڈاڑھی منڈوا کر رہا کردیا۔

سفیانی کی شکست

اس کے بعد سفیانی نے ایک لشکر مرتب کرکے اپنے بیٹے قاسم کے ہمراہ ابن بیہس کے مقابلہ پر روانہ کیا اس معرکہ میں بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں قاسم کام آگیا اس کا سر اتار کر امین کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ سفیانی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پھر لشکر فراہم کرکے بسرگروہی اپنے آزاد غلام معتمر کے میدان جنگ میں بھیجا اس مرتبہ بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اور معتمر مارڈالا گیا ان واقعات سے سفیانی کے کاموں میں ضعف آگیا قیسیہ نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا بعدازاں ابن بیہس بیمار ہوگیا رؤساء بنی نمیر کو جمع کرکے یہ وصیت کی کہ "تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ بن عبدالملک کی خلافت کی بیعت کرلو

اور اس ذریعہ سے سفیانی پر کامیابی حاصل کرو کیونکہ بغیر اس حیلہ کے تم سرسبز نہ ہو سکو گے" بنو نمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ابن بیہس ان لوگوں سے رخصت ہو کر حوران چلا آیا اور بنو نمیر نے جمع ہو کر مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سفیانی کا فرار

مسلمہ بن یعقوب بنو نمیر کی بیعت کرنے سے باغ باغ ہو گیا اپنے خاندان اور موالی کو جمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اس کو مع اور سرداران بنو امیہ کے قید کر لیا اور قیدیہ کیا اپنے مقربین اور معتمد مشیروں میں داخل کر لیا اسی اثناء میں ابن بیہس نے شفا پائی اور لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا قیدیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق کو ابن بیہس کے حوالہ کر دیا مسلمہ و سفیانی عورتوں کا لباس پہن کر مزہ کی جانب بھاگ گئے اسی وقت سے ابن بیہس دمشق پر متصرف اور قابض ہو گیا تا آنکہ عبداللہ بن طاہر دمشق کی طرف آیا مصر گیا۔ پھر مصر سے واپس ہو کر دمشق آیا اور ابن بیہس کو اپنے ہمراہ عراق لے گیا پس ابن بیہس نے وہیں وفات پائی۔

اسد بن یزید کی شرائط

عبدالرحمٰن بن جبلہ کے قتل ہونے پر دارالخلافت بغداد میں ایک تہلکہ پڑ گیا فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن مزید کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کی استدعا کی اسد حیرت زدہ ہو کر فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا فضل بن ربیع نے تسلی و تشفی دی اور اس کی خدمات اور کارگذاریوں کا ذکر کر کے بہادری، مردانگی اور فرماں برداری کی تعریف کی اسد نے کہا "مجھے جنگ طاہر پر جانے میں کچھ عذر نہیں ہے۔ میں آپ کا اور امیر المومنین کا مطیع ہوں مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور لشکر بغیر سامان اور روزینہ کے نہیں لڑ سکتا آپ میرے لشکریوں کے لئے ایک سال کا روزینہ مرحمت فرمائیے۔ ناتوان اور ضعیفوں کو چھانٹ دیجئے توانا، جنگ آزمودہ اور بہادر سپاہیوں کو میرے ہمراہ کیجئے علی الخصوص میرے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار سپاہیوں کو مال و زر دے کر ان کی بیماریٔ افلاس کو دور کر دیجئے اور ہاں ایک شرط اور ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں ان کا کچھ حساب و کتاب مجھ سے نہ طلب کیجئے گا۔" فضل بن ربیع بولا "تمہاری شرطیں ناجائز ہیں میں امیر المومنین کے مشورے کے بغیر ان کا جواب نہیں دے سکتا۔"

اسد بن یزید کی اسیری

فضل بن ربیع اس قدر کہہ کر امین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کئے امین نے جھلا کر اسد بن یزید کو جیل بھیج دیا۔ اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اسد نے مامون کے دونوں لڑکوں کو جو بغداد میں اپنی ماں دختر ہادی کے پاس تھے طلب کیا تھا کہ میں ان کو اپنے ساتھ خراسان لے جاؤں گا اور یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے اطاعت کی تو بہا تمہارے لڑکے تم کو مبارک ورنہ میں ان کو قتل کر ڈالوں گا۔ امین نے غضب ناک ہو کر قید کر دیا عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کا حکم دیا اس نے بھی اسد کی طرح شرطیں پیش کیں تب احمد بن مزید کو طلب کر کے اسد کو جیل بھیجنے کی معذرت کی اور جنگ طاہر پر روانہ ہونے کا حکم صادر کیا۔

لشکر کی بغیر جنگ کے واپسی

چنانچہ فضل بن ربیع نے حسب حکم خلیفہ امین بیس ہزار سواروں کی

جمعیت کے ساتھ احمد بن مزید کو روانہ کیا۔ روانگی کے وقت احمد نے اسد کی سفارش کی خلیفہ امین نے رہا کر دیا۔ احمد بن مزید کی دیکھا دیکھی عبداللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کر کے دوسری بیس ہزار فوج کے ہمراہ مگر احمد ہی کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں حلوان پہنچے اور خالقین[1] میں پڑاؤ ڈال دیا طاہر بھی یہ خبر پا کر ان کے مقابلہ پر آ گیا اور جاسوسوں اور مخبروں کو احمد و عبداللہ کے لشکر میں بھیس بدل کر پھیلا دیا۔ ان لوگوں نے ان کے لشکرگاہ میں داخل ہو کر یہ خبر اڑانا شروع کی کہ "خزانہ بغداد خالی ہو گیا ہے لشکریوں کی تنخواہیں بند ہو گئی ہیں۔ لشکری پریشان پھر رہے ہیں جہاں جو پاتے ہیں اس پر قبضہ کر لیتے ہیں" اس خبر کے پھیلنے سے احمد و عبداللہ کی لشکرگاہ میں تشویش پھیل گئی کوئی اس خبر کی موافقت کرتا تھا اور کوئی مخالفت۔ غرض رفتہ رفتہ آپس میں اس کی بحث اس درجہ بڑھی کہ آپس ہی میں متصادم ہو گئے اور بلا جدال و قتال بغداد کو واپس گئے۔ بچھ گیا تھا۔ طاہر بڑھ کر حلوان پر جا اترا اس اثناء میں ہرثمہ بن اعین ایک لشکر جرار کے مامون کا فرمان لئے ہوئے آ پہنچا طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اس کے مطابق اپنے کل مفتوحہ بلاد ہرثمہ کے سپرد کر کے اہواز کی طرف چلا گیا۔

عبدالملک بن صالح کی وفات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو جیل بھیج دیا تھا چنانچہ یہ اس زمانہ سے جیل ہی میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہارون کی وفات ہوئی اور امین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امین نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی عبدالملک کو رہا[2] کر دیا جس وقت طاہر کا معاملہ پیش آیا۔ عبدالملک نے دربار میں حاضر ہو کر گذارش کی کہ امیرالمومنین اہل شام کو جنگ طاہر پر مامور فرمایئے یہ لوگ اہل عراق سے زیادہ جری اور دشمنان خلافت پناہی کے حق میں سم قاتل ہیں اور میں ان کی اطاعت کا ذمہ دار ہوتا ہوں" امین نے اس بناء پر عبدالملک کو شام و جزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور بہت سا مال و سامان جنگ عنایت کر کے رخصت کیا۔ عبدالملک دربار خلافت سے روانہ ہو کر رقہ پہنچا اور رؤساء شام سے خط و کتابت شروع کی۔ رؤساء شام یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کر کے عبدالملک کے پاس آتے اور بطیب خاطر فوجی خدمت قبول کرتے گئے۔ عبدالملک بھی ان لوگوں کو انعامات، عطیے اور خلعتیں دیتا جاتا تھا تھوڑے ہی دنوں میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کے پاس جمع و مرتب ہو گیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ عبدالملک علیل ہو گیا اور روز بروز اس کا مرض بڑھتا گیا اسی اثناء میں اس کے لشکر میں خراسانیوں اور اہل شام کے مابین اس سبب سے کشیدگی پیدا ہو گئی کہ جنگ سلیمان بن ابی جعفر میں شامیوں نے خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا۔ اتفاق سے وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آ گیا خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور باتوں باتوں میں جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ عبدالملک نے فریقین کو جنگ سے روکا مگر دونوں نہ

---

[1] یہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ۱۰۲ جلد ششم سے لکھا ہے ابن خلدون میں جگہ خالی ہے مترجم۔

[2] یہ واقعہ ذیقعدہ سنہ ۱۹۵ھ کا ہے تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۳۔

رُکے برابر لڑتے رہے لاشوں کے انبار لگ گئے بالآخر اہل حمص و قبائل کلب اپنے اپنے شہروں کو لوٹ کھڑے ہوئے جس سے اہل شام کو شکست ہوئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا تا آنکہ عبدالملک بن صالح کا رقہ ہی میں انتقال ہو گیا۔

امین کی معزولی و بحالی

عبدالملک بن صالح کے مرنے کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کی منادی کرا کر کوچ کر دیا بغداد پہنچا رؤساء و امراء بغداد اور سپہ سالاران لشکر ملنے کو آئے تقریباً نصف شب گذر جانے پر امین نے طلب کیا حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے پہنچا اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر امین کی معزولی اور نقض بیعت کرنے پر آمادہ کر لیا بعد ازاں پل عبور کرنے کا حکم دیا امین کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی مگر پہلے ہی حملہ میں امین کی فوج بھاگ گئی۔ یہ واقعہ پندرھویں رجب سنہ ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور امین کو قصر خلد سے نکال کر قصر منصور میں لا کر قید کر دیا اس کے ساتھ اس کی ماں زبیدہ بھی تھی۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں نے حسین بن علی سے اپنے اپنے روزینے طلب کئے حسب خواہش نہ پانے پر سرگوشیاں کرنے لگے۔ محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کر حسین کے حسب و نسب، سرداری، اور امین کی معزولی پر اعتراض کیا اسد حربی بولا "اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو، لوگ امین کے معزول کرنے کو گئے ہیں تم بھی ان کی روک تھام کو چلو" اس فقرہ کے سنتے ہی لوگوں کو خود کردہ پریشانی ہوئی یک زبان ہو کر بولے "بے شک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور ان پر قتل و خونریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے" سب کے سب یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے اور شور و غل مچاتے ہوئے حسین کی طرف چلے اہل اور باقی ان کے ہمراہ ہوئے حسین بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسد حربی نے قصر منصور میں پہنچ کر امین کو قید و تنہائی کی مصیبت سے رہائی دی اور تخت خلافت پر بٹھایا امین نے مسلح ہونے کا حکم دیا بلوائیوں کا مجمع بات ہی بات میں منتشر ہو گیا۔

حسین بن علی کا قتل

حسین پابہ زنجیر دربار خلافت میں حاضر لایا گیا امین نے سخت ملامت کی حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معذرت کی امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دیا ساتھ ہی اس کے ایک گراں بہا خلعت مرحمت فرما کر دارالخلافت کے علاوہ اپنے تمام ممالک محروسہ کا گورنر مقرر کر کے کمال احترام سے رخصت کیا۔ لوگ مبارکباد دیتے ہوئے پل تک آئے جب لوگوں کا مجمع کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا امین نے حسین کے تعاقب پر سرداران لشکر کو متعین کیا چنانچہ بغداد سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر یہ لوگ حسین سے جا ملے ایک خفیف سی لڑائی ہوئی حسین مارا گیا اس کا سر اتار کر امین کے پاس لایا گیا۔ اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع الساروپوش

---

[1] یہ واقعہ پندرھویں رجب سنہ ۱۹۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مصر۔

ہو گیا کہ اس کی اطلاع کسی کو کانوں کان نہ ہوئی۔

طاہر کی کارگزاریاں

جس وقت مامون کا فرمان والاشان مشعر روانگی اہواز طاہر کے پاس صادر ہوا طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی اہواز کی طرف کوچ کر دیا۔ اس اثناء میں اس کے مخبروں نے آکر یہ خبر دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک عظیم الشان لشکر لیے ہوئے طاہر اور اس کے ہمراہیوں کے پنجۂ غضب سے اہواز کو بچانے کے لئے آ رہا ہے۔ طاہر نے اپنے ہمراہیوں میں سے محمد بن طالوت، محمد بن علاء اور عباس بن بخارا کو چند دستہ فوج کے ساتھ رستمی کی کمک پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے رستمی کے لشکر سے جا ملو اور پھر ان لوگوں کی حمایت و امداد پر قریش بن شبل کو بھیجا بعد ازاں خود بھی کوچ کر کے ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں پڑا ہوا تھا طاہر کا لشکر قریب آجانے سے محمد بن یزید کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ کھلے میدان میں لڑنے سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اہواز واپس چلئے اور وہیں سے قلعہ بندی کر کے جنگ کیجئے، تا آنکہ بصرہ سے آپ کی قوم (ازد) آجائے۔

اہواز پر قبضہ

محمد بن یزید نے اس مشورہ کے مطابق اہواز کی جانب مراجعت کی اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب پر مامور کر کے یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی سے پیشتر محمد بن یزید کو معہ اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لو مگر اس میں قریش کو کامیابی نہ ہوئی۔ محمد بن یزید قریش کے پہنچنے سے کئی روز پہلے اہواز پہنچ گیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہنچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی محمد بن یزید کے ہمراہیوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لیکن محمد اور اس کے جاں نثار غلاموں نے مرنے پر کمریں باندھ لیں اور داد مردانگی دے کر میدان جنگ میں تلواروں کے سایہ کے نیچے جاں بحق تسلیم کر دی۔

واسط، کوفہ اور بصرہ پر قبضہ

جنگ کے خاتمہ کے بعد طاہر نے اہواز پر قبضہ کر کے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے والی مقرر کئے بعد ازاں واسط کا قصد کیا ان دنوں واسط میں سندی بن یحییٰ حریشی اور ہیثم بن سعید (خزیمہ بن خازم کا نائب) تھا یہ دونوں طاہر کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ طاہر نے واسط پر بھی بلا مزاحمت و مخاصمت قبضہ کر کے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی جانب روانہ کیا کوفہ کی گورنری پر عباس بن ہادی فائز تھا۔ اس نے فوراً خلیفہ امین کی معزولی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی خط یہ خبر لکھ کر بھیج دیا۔ منصور بن مہدی گورنر بصرہ اور مطلب بن عبداللہ بن مالک گورنر موصل نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا[1]۔ طاہر نے ان سب کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ حرث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جرجرایا میں خیمہ زن رہا۔

مدائن پر قبضہ

ان واقعات کی خبریں خلیفہ امین کو پہنچیں تو اس نے اپنے نامور سپہ سالار محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد بربری کو قصر ابن ہبیرہ کی طرف روانہ کیا۔ حرث اور داؤد خم ٹھونک ٹھونک کر

---

[1] یہ واقعات رجب ۱۹۶ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم ص ۱۰۶ مطبوعہ مصر

میدان جنگ میں لڑنے کو آئے اور نہایت سختی سے لڑ کر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی جانب پسپا کر دیا۔ انہیں دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بھیجا تھا۔ طاہر نے اس سے مطلع ہو کر محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ پر مامور کیا۔ اثناء راہ میں محمد و فضل سے ملاقات ہوئی فضل بن موسیٰ نے یہ کہہ دیا کہ "میں مامون کا مطیع ہو کر آیا ہوں تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لے کر آتے ہو" مگر محمد اس چکمہ کو تاڑ گیا۔ جس وقت فضل نے محمد کے لشکر پر شبخون مارا محمد نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر فضل اور اس کا لشکر بغداد کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد طاہر نے مدائن کا رخ کیا ان دنوں مدائن کا گورنر برمکی تھا اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا علاوہ ازیں دارالخلافہ بغداد سے برابر امدادی فوجیں اور رسد آ رہی تھی طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہنچ کر قریش بن شبل کو بڑھنے کا حکم دیا جوں ہی قریش حملہ کے زد پر آیا برمکی نے حملہ کی تیاری کر دی اور لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہوا مگر شیرازہ لشکر درہم برہم ہوا جاتا تھا جب ایک صف کو درست کر کے دوسری صف کی درستی کی طرف مصروف ہوتا تو درست و مرتب صف منتشر ہو جاتی تھی برمکی نے گھبرا کر ساقہ کو راستہ دیدینے کا حکم دیا پھر کیا تھا لشکریوں نے بغداد کا راستہ لیا۔ اور طاہر مدائن اور اطراف مدائن پر قبضہ کر کے صرصر پر جا اترا اور وہیں ایک پل بنوایا۔

حجاز میں مامون کی بیعت

جس وقت امین نے بیت اللہ شریف سے خلیفہ ہارون کا عہد نامہ منگوا کر چاک کر ڈالا اور داؤد بن عیسیٰ گورنر حجاز کو مامون کی معزولی کا حکم دیا داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو جمع کر کے امین کے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر کے کہا گیا "تم لوگوں کو یہ یاد نہیں ہے کہ خلیفہ ہارون نے اپنے تینوں شہزادوں کی ولی عہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تم لوگوں سے یہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا ظالم سے لڑنا دیکھو محمد امین نے ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا ہے اور اپنے دونوں بھائیوں (مامون و موتمن) کو خلافت سے محروم کر کے اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جو دودھ پی رہا ہے اپنا ولیعہد بنایا ہے اور اس کی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہد نامہ کو خانہ کعبہ سے نکلوا کر چاک چاک و تلف کر ڈالا ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ امین کی نقض بیعت اور مامون کی بیعت خلافت سے تم پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوگا بلکہ تم لوگوں سے راضی و خوش ہوگا کیونکہ تم اس اقرار و عہد کو پورا کرتے ہو جو اس سے پیشتر خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے" حاضرین نے بطیب خاطر داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کر مامون کی خلافت کی بیعت کر لی داؤد نے مکہ معظمہ کے اطراف و جوانب میں اس کی منادی کرا دی خطبہ میں مامون کا نام پڑھا اور اپنے لڑکے سلیمان کو جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا لکھ بھیجا اس نے بھی ایسا ہی کیا یہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے

اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے براہ بصرہ و فارس و کرمان مرو کی طرف کوچ کر دیا اور مامون کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے۔ مامون نے خوش ہو کر اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا علاوہ ازیں صوبہ عک کو بھی اس کے صوبجات مقبوضہ سے ملحق کر دیا اور رخصتی کے وقت پانچ لاکھ درہم بطور انعام

مرحمت فرمائے اور اپنے برادرزادہ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا ناظم مقرر کر کے اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کو بسر افسری ایک لشکر جرار یمن کی سند گورنری عنایت کر کے یمن کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ طاہر کی طرف سے اس وقت ہو کر گذرے تھے جب کہ طاہر بغداد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا طاہر نے ان لوگوں کو کمال احترام و توقیر سے ٹھہرایا دعوت کی بعد ازاں یزید طاہر سے رخصت ہو کر یمن پہنچا اور اہل یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی معزولی کا خطبہ دیا حاضرین اور تمام اہل یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرماں برداری و اطاعت کے لئے گردنیں جھکا دیں۔

معرکہ صرصر

جس وقت امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کی خبر پہنچی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھ لیا اس وقت وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر جنگ طاہر پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ماہ شعبان سنہ ۱۹۶ھ میں چار سو لوائے[1] سپہ سالاروں کے لئے منعقد کئے اور پھر ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کر ہرثمہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہ رمضان سنہ مذکور میں ہرثمہ سے جنگ کی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کا نامی سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا ہرثمہ نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود نہروان جا کر مقیم ہو گیا۔ ان دنوں طاہر صرصر میں مورچہ قایم کئے تھا خلیفہ امین کی طرف سے پے در پے فوجیں آ رہی تھیں اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جاتا تھا خلیفہ امین نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر طاہر کے لشکریوں کو مال و اسباب دے کر سازش شروع کر دی تقریباً پانچ ہزار فوج طاہر کے لشکر گاہ سے نکل کر امین کے پاس چلی گئی امین نے ان لوگوں کو مال و اسباب سے مالا مال کر دیا اس میں امین کو ایک گونہ کامیابی ہو گئی تو سرداران لشکر کو بلانے لگا رفتہ رفتہ ان کا گروہ کثیر بھی امین سے جا ملا امین نے ان لوگوں کو حسب لیاقت و حیثیت انعامات دیئے اور اپنے جنگی سرداروں میں داخل کر کے ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ صرصر کی طرف روانہ کیا طاہر نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے دستوں اور ہمراہیوں کو علیحدہ علیحدہ فوج کے دستوں پر مامور کر کے جنگ کی ترغیب دی اور بہ صورت کامیابی و مستعدی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا لڑائی ہوئی تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام ہوتے ہوتے امین کے لشکر کو شکست ہوئی طاہر کی فوج نے امین کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

جب یہ شکست خوردہ فوج امین کے پاس پہنچی تو امین نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو بہت سا مال و اسباب دیا۔ اس لشکر میں شہر میں سے ایک شخص کو بھی شریک نہ کیا اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں کو فوج کے جدا جدا دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ طاہر نے اپنی حکمت عملی سے اس لشکر کو اپنے ساتھ ملا لیا لشکری بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور و غل مچاتے ہوئے لوٹ پڑے امین

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے ہم نے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم۔

نے اس جدید فوج کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو حال ہی میں بازاریوں اور پناہ گیروں سے مرتب کی گئی تھی۔ طاہر نے ان سے بھی سازش کرلی اور بہت سا مال و اسباب دے کر ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن کے اپنے یہاں نظر بند کرلیا۔

محاصرہ بغداد

بعدازاں معہ اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے صرصر سے کوچ کرکے باب انبار پر جا اترا اور اپنی چالوں اور عاقلانہ تدابیر سے امین کے لشکر سے ایک گروہ کثیر کو توڑ لیا عوام الناس میں ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ قیدی جیل کے دروازے توڑ توڑ کر نکل آئے بدمعاشوں، بازاریوں اور اوباشوں نے لوٹ مار شروع کردی، غریبوں اور بیکسوں پر لوٹ پڑے۔ زہیر بن مسیب ضبی نے ایک طرف اپنا مورچہ قائم کیا، خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں۔ ہرثمہ نے دوسری طرف یہی اہتمام و انتظام کیا۔ عبیداللہ بن وضاح نے شماسیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا اپنا مورچہ قائم کرکے محاصرہ کرلیا۔ امین کے پاؤں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ باوجود وسیع ہونے کے اس پر اس کا محل عرصہ تنگ ہوگیا۔ رسد غلہ کے بند ہوجانے سے مصیبت پر مصیبت طاری ہوگئی۔ مجبوراً توشہ خانہ کے مال و اسباب اور خزانوں کے سامان و ظروف نقرئی و طلائی کو فروخت کرکے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں کو طاہر کے لشکر پر آتش باری کرنے اور گرم تیل پھینکنے کا حکم دیا جس سے ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آگیا۔ سعید بن مالک بن قادم امان حاصل کرکے طاہر کے پاس چلا آیا۔ طاہر نے اس کو بازاروں اور دریائے دجلہ کا والی مقرر کرکے ان مقامات اور سرحدوں میں خندقوں کے کھودنے اور دمدموں کے باندھنے کا حکم دیا جن پر اس جنگ میں قبضہ ہوجائے، اور اس مہم کی انجام دہی کی غرض سے بہت سا اسباب و سامان دیا اور ایک دستہ فوج کا اس کے ہمراہ کردیا۔

قصر صالح کی حوالگی

امین کی طرف سے قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور میں جو کنارہ دجلہ پر تھے چند سپہ سالار متعین تھے۔ ان لوگوں نے اپنے محاصرے کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتش باری سے کام لیا اور منجنیقوں سے بے حد سنگ باری کی جس کا جواب ترکی بہ ترکی طاہر کا لشکر بھی دے رہا تھا۔ اس وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ خراب ہوگیا مگر جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہوجاتا تھا حتی الامکان اس میں خندق کھود کر مورچہ قائم کرلیتا تھا اور جو شخص اس فعل میں مزاحمت کرتا تھا اس سے لڑتا تھا۔ اسی جنگ کے اثناء میں خلیفہ امین نے اُن رؤسا بنی ہاشم اور سرداران لشکر کے مال و اسباب کو ضبط کرلیا جو کھلے میدان طاہر کے مقابلہ پر نہ آئے تھے اس سے بغداد کی ریزرو فوج میں اور بے دلی پیدا ہوگئی اور میدان جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی وہ روزانہ کی جنگ سے تھک کر بیٹھ گئی سوائے بازاریوں اور لنگوٹوں کے اور کوئی کارآزمودہ شخص میدان جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا نظر نہ آتا تھا اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا میدان خالی دیکھ کر لوٹ مار شروع کردی۔ ابھی جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے طاہر کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی جو قصر صالح کے مورچہ پر مامور تھا۔ طاہر نے اس کو امان دیدی اس نے جمادی الثانی ۱۹۷ھ میں قصر صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کردیا اس کے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط و کتابت کرکے امان حاصل کرلی بازاریوں اور ننگا کاروں (العیارین) جمع ہو کر

قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا مگر اس طفلانہ حرکت سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آ گیا۔

امینی لشکر کو شکست

طاہر نے قصر صالح پر قبضہ کرنے کے بعد امین کے سپہ سالاروں سے خط و کتابت شروع کی اور بشرط بیعت امان دینے کا وعدہ کیا ان لوگوں نے بہ کمال خوشی منظور کرایا سب سے پہلے کل بنو محطبہ نے اس کے بعد یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہ نے بیعت کی اس سے امین کے کاموں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ گھبرا گیا جنگ کے تمام کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے سپرد کر دیا ان لوگوں کے ساتھ غوغائیوں اور کرائے کے سپاہیوں کا ایک جم غفیر تھا اور یہی معرکۂ جنگ کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے امراء و رؤساء بغداد شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چاروں طرف ایک ہو کا عالم تھا۔ طاہر نے قصر صالح پر قابض ہو کر بغداد کی شہر پناہ کے توڑے جانے کا حکم دیا اور رسد کی درآمد بند کر دی۔ کشتیوں کو براہ فرات بغداد میں جانے سے روک دیا جس سے غلہ بے حد گراں ہو گیا طول حصار کی سختی، غلہ کی کمیابی اور اس پر روزانہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی جس کا برداشت کرنا انسانی قوت سے باہر تھا مگر بایں ہمہ نہایت استقلال کے ساتھ اہل بغداد لڑ رہے تھے عبداللہ بن وضاح کو اس کی نو آموزدہ فوج نے شکست دے کر شماسیہ پر قبضہ کر لیا ہرثمہ یہ خبر پا کر اس کی اعانت کو آیا تو اس نے بھی منہ کی کھائی شکست کھا کر بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔ بہ ہزار خرابی اس کے ہمراہیوں نے اپنی حکمت عملی سے رہا کرایا طاہر نے جنگ کا نقشہ بدلتا ہوا دیکھ کر شماسیہ میں ایک پل بنوا کر عبور کیا اور کمال مردانگی سے امین کے لشکر پر پہنچ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ امین کے لشکر کو شکست ہوئی وہ مجبوراً پیچھے کو ہٹا عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہو گیا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا خلیفہ امین کے مکانات شاہی جو خیزرانیہ میں تھے جلا دیئے گئے جس کی تیاری میں بیس لاکھ درہم صرف ہوئے تھے۔

عبداللہ بن خازم کا فرار

خلیفہ امین کو اپنے قتل کا یقین اور اپنی ناکامی کا وثوق ہو گیا۔ عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن بھاگ گیا کیونکہ امین اس کی طرف سے مشتبہ ہو گیا تھا اور اس کی ایذارسانی پر بازاریوں اور کمینوں کو مامور کر دیا تھا بعض کا یہ بیان ہے کہ طاہر نے اس سے خط و کتابت کی تھی اور بہ صورت سرکشی مال و اسباب کے ضبط کر لینے کی دھمکی دی تھی اس وجہ سے اس نے خلیفہ امین کی رفاقت ترک کر دی تھی۔ اس کے بعد ہرش نے مع اپنے ہمراہیوں کے بغداد سے نکل کر جزیرہ عباس مضافات بغداد کی طرف کوچ کیا طاہر کے لشکریوں نے چھیڑ چھاڑ کی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر دریا میں ڈوب کر مر گیا باقی ماندہ تیغ اجل کی نذر ہو گئے ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ پہنچا اس کے تمام کاموں میں ضعف آ گیا۔ اس اثناء میں موتمن بن رشید اپنے بھائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا، مامون نے جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔

بغداد پر قبضہ

طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کر امین کے معزول کرنے پر تیار کر لیا۔ چنانچہ ان دونوں نے آخر محرم ۱۹۸ھ کو دجلہ کے پل کو عبور کیا اور امین کی

معزولی کا اعلان کر دیا اور ہرثمہ کو جوان کے مقابلہ پر تھا بلا بھیجا ہرثمہ نے بلا مزاحمت و مخاصمت مہدی کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑھا اہل شہر و کرخ نے مزاحمت کی لڑائی لڑی طاہر نے ان کو شکست دے کر قبضہ کر لیا اور امان کی منادی کرادی اور لشکریوں کو بازار کرخ اور قصر وضاح میں ٹھیرا کر مدینۃ المنصور قصر زبیدہ اور قصر خلد کا دروازہ پل سے بصرہ کے دروازے تک اور شط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں پر دجلہ میں یہ نہر گرتی تھی اپنے لشکر کو پھیلا دیا۔ اور موقع موقع سے منجنیقوں کو نصب کرا کے سنگ باری کا حکم دیدیا خلیفہ امین مع اپنی ماں اور لڑکوں کے شہر مدینۃ المنصور میں پناہ گزیں رہا اور نہایت استقلال و صبر سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا اس کے ارکین سلطنت میں سے صرف حاتم بن صقر اور حریشی اس کے ساتھ رہ گئے اور باقی کیا لشکری اور کیا لونڈی غلام اس سے علیحدہ ہو گئے کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ "اس گئی گذری حالت میں بھی اس وقت سات ہزار سوار امیر المومنین کے حکم کے منتظر ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی قدر امرا و روسا اور ارکین دولت کے لڑکوں کو منتخب کر کے ان کا افسر مقرر کریں اور کسی دروازہ سے بہ حالت غفلت نکل کر جزیرہ و شام کی طرف چلے جائیں اور ایک جدید سلطنت کی بناڈالیں عجب نہیں کہ اس میں عوام الناس کا میلان طبع آپ کی جانب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی بات پیدا کر دے" خلیفہ امین نے اس رائے کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ و شام کی طرف چلے جانے کا قصد مصمم کر لیا۔

امین کی امان طلبی

طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا دھمکی دی کہ اگر تم لوگ امین کو اس قصد سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ زرگری شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ امیر المومنین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خود کو ابن اغلب اور ابن صقر کے قبضہ میں دیدیں۔ یہ لوگ خائن اور غیر معتبر ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس چلے چلئے ابن صقر اس رائے سے مخالفت کر کے بولا "اگر امیر المومنین امان ہی طلب فرماتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس جائیے" امین نے اس سے انکار کیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو شگون بد تصور کر کے ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا ہرثمہ نے اس درخواست کو منظور کر کے کہلا بھیجا کہ میں باستثناء آپ کے اور لوگوں سے لڑوں گا اور اگر وہ بھی امان کے خواستگار ہوں گے تو ان کو بھی میں امان دیدوں گا۔

امین کے محل سرا کا محاصرہ

طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کو یہ امر شاق گذرا کہ فتح یابی کا تاج ہرثمہ کے سر پر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کر کے ہرثمہ کے پاس آئے۔ ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری طور و طریقہ سے اس خیال کو تاڑ کر اپنے ہمراہیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کر کے یہ رائے ظاہر کی کہ طاہر سے موجودہ حالات میں فکر رنجی پیدا کرنا مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے

کہ طاہر سے اس معاملہ کی صفائی کر لینا چاہیے۔ چنانچہ ہرثمہ مع اپنے ہمراہیوں اور سلیمان، سندی اور ابن نہیک وغیرہ کے طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ امین بذاتہ سوائے ہرثمہ اور کسی کے پاس نہ جائے گا مگر ہاں خاتم خلافت، عصا اور چادر جو درحقیقت شعار خلافت میں سے ہیں آپ کے حوالہ کر دے گا، طاہر اس امر پر راضی ہو گیا جوں ہی یہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے ہرثمہ پہنچا اور طاہر کے کان میں یہ پھونک دیا کہ یہ لوگ آپ سے وعدہ کر گئے ہیں خلیفہ امین اپنے ہمراہ خاتم خلافت، عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لے جائے گا" طاہر یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اسی وقت چند لوگوں کو امین کے محل سرا کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔

امین کا فرار

پچیسویں محرم ۱۹۸ھ کو ہرثمہ نے امین کے پاس کہلا بھیجا کہ آج کی شب اور صبر فرمایئے کیونکہ آج صبح کنارہ دریا پر کچھ ایسی باتیں مجھے نظر آئی ہیں جن سے مجھے خطرہ پیدا ہوتا ہے" امین نے جواب دیا "میرے جس قدر احباب اور ہوا خواہ تھے وہ سب کے سب مجھ سے جدا ہو گئے ہیں میں یہاں اب ایک ساعت بھی قیام نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ طاہر کو اس کی اطلاع ہو جائے اور وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے۔ اس کے بعد امین نے اپنے دونوں لڑکوں کو گلے لگایا، پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہو کر روتا ہوا دریا کے کنارے پر آیا۔ ہرثمہ کے حراقہ[1] پر سوار ہو گیا ہرثمہ نے اس کے ہاتھ و پاؤں پر بوسے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص مزاحمت کرے اس پر بے تامل آتش باری کرنا۔ جوں ہی حراقہ آگے بڑھا طاہر کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آگیا۔ حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اور اس شدت سے تیر باری کی کہ حراقہ کو بیکار کر دیا۔ غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا۔ تھوڑی دیر میں حراقہ پانی سے لبریز ہو کر ڈوب گیا۔

امین کا قتل

احمد بن سالم ناظم فوج داری کہتا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین، ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑے ملاحوں نے ہرثمہ کے بال پکڑ کر نکال لیا اور سطح آب پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچا لوگوں نے گرفتار کر لیا طاہر کے پاس لے گئے اس نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنا نام و نسب بتلایا پھر امین کا حال پوچھا میں نے جواب دیا "کہ وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا" اس کے بعد طاہر کے حکم سے مجھے ایک مکان میں قید کر دیا گیا قید ہی کی مصیبت مجھ شامت زدہ کے لئے کچھ کم نہ تھی کہ دفعتہً یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم صادر کر دیا ہے اس خبر کو سنتے ہی میرے ہوش و حواس جاتے رہے۔ مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال و اسباب تھا اس کو میں نے دے کر اپنی جان بچائی مگر قید سے رہائی نہ پائی۔ تھوڑی رات گذری ہو گی کہ ان لوگوں نے یکا یک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر لیا اس وقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر عمامہ اور شانوں

---

[1] حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس میں آتش باری کے مقامات ہوتے ہیں جس کے ذریعہ سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے۔ اقرب الموارد صفحہ ۱۸۳ جلد اول۔

پر ایک بوسیدہ کپڑا تھا۔ میں "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر رونے لگا۔ امین نے مجھے پہچان کر کہا "تم مجھے اپنے گلے لگا لو میری طبیعت سخت متوحش ہو رہی ہے۔" میں نے امین کے کہنے کے مطابق اس کو گلے سے لگا لیا اُس وقت اس کے قلب کی عجیب حرکت تھی معلوم ہوتا تھا کہ فرط خوف سے سمٹا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب اُس کے ذرا ہوش درست ہوتے تو مجھ سے مامون کا حال دریافت کیا۔ میں نے عرض کیا "وہ ابھی زندہ ہے" امین نے کہا "اللہ تعالیٰ اس کے وکیل سے سمجھے، مجھ سے وہ کہتا تھا کہ مامون مر گیا۔ غالباً اس سے اُس کا مقصود یہ تھا کہ میں اس کی جنگ سے غافل ہو جاؤں" میں نے کہا "بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کہ انھوں نے آپ کو دھوکا دیا" امین نے آہ سرد بھر کے کہا "کیوں بھائی کیا وہ لوگ وعدۂ امان کو پورا نہ کریں گے"؟

میں نے کہا "ہاں حضور انشاء اللہ تعالیٰ"۔

ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آ پہنچا دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ امین کو پہچان کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تقریباً نصف شب کو ایک گروہ عجمیوں کا چمکتی ہوئی برہنہ تلواریں لئے ہوئے آیا۔ امین ان لوگوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ان میں سے ایک نے لپک کر امین کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور ذبح کر کے سر اُتار لیا اور طاہر کے روبرو لے جا کر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لاش کو بھی اُٹھا کر لے گئے۔ طاہر نے امین کا سر شارع عام پر آویزاں کرا دیا۔ جب اکثر آدمیوں نے دیکھ لیا تو اپنے ابن عم محمد بن حسن بن مصعب کی معرفت فتح کا اطلاع نامہ مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر، خاتم خلافت، عصا اور چادر بھی بھیج دی مامون نے ان سب کو دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔

باب ۸

عبداللہ ابو جعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

طاہر نے امین کے قتل ہونے کے بعد امان کی منادی کرادی اور جمعہ کے دن شہر بغداد میں اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا داخل ہوا۔ جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی برائیاں بیان کیں۔ شاہی محل سراؤں کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا اور زبیدہ مادر امین اور امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ و عبداللہ کو بالائی زاب کے شہروں کی طرف شہر بدر کر کے بھیج دیا۔ چند دنوں کے بعد موسیٰ و عبداللہ کو مامون کے پاس بھیج دیا۔

بغداد میں شورش امین کے قتل ہو جانے پر بغداد میں لشکر اور نیز طاہر کی فوج کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی مگر اس ندامت سے کیا حاصل تھا۔ طاہر سے روزینہ طلب کیا وہاں کیا تھا حیلہ و حوالہ سے ٹال دیا۔ لشکریوں میں سرگوشی ہونے لگی رفتہ رفتہ اشتعال اس قدر بڑھا کہ امین کے قتل کے پانچویں روز لشکریوں نے بلوہ کر دیا۔ طاہر مع اپنے ایک گروہ سپہ سالاروں کے عقرقوبا بھاگ گیا اور وہاں سے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر مرتب کر کے بغداد کی طرف لوٹا۔ بلوائیوں نے معذرت کی اور بغاوت کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے سر منڈھ دیا۔ طاہر نے ان کی خطائیں اس شرط سے کہ وہ حسب دستور سابق مطیع و فرماں بردار ہو جائیں، معاف کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا۔ رؤسا و مشائخ بغداد نے اہل بغداد کی صفائی دی اور بے خطا ہونے کی قسمیں کھائیں تب طاہر کا غصہ فرو ہوا اور لڑائی کا بازار ٹھنڈا ہو گیا۔ مشرق سے مغرب تک کل صوبجات اور ممالک میں مامون کی حکومت کا سکہ چل گیا۔

حسن ہرثمی کی بغاوت اسی ۱۹۸ھ میں حسن ہرثمی نے علم بغاوت بلند کیا ایک گروہ بازاریوں کا اس کے ساتھ ہو گیا اور بہت سے بدویوں نے اس کی اتباع کی حسن ہرثمی یہ کہتا ہوا کہ "لوگو آل محمد کی اطاعت کرو اور انہیں کی حمایت کرو" نیل کی طرف آیا رعایا سے جبراً خراج وصول کیا اور جس نے ذرا سی مخالفت کی اس کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد کے فتح ہونے کے بعد حسن بن سہل برادر فضل بن سہل کو طاہر کی مفتوحات جبل، عراق، فارس، اہواز، حجاز اور یمن کی سند گورنری مرحمت کی پس حسن نے ۱۹۹ھ میں اپنے صوبجات

میں پہنچ کر اپنی طرف سے اپنے عمال کو پھیلا دیا اور طاہر کو جزیرہ، موصل، شام اور مغرب کا گورنر مقرر کر کے نصر بن شبث کی جنگ پر جانے کا حکم دیا اور ہرثمہ کو خراسان کی جانب روانہ کیا۔

نصر کی بغاوت

نصر بن شبث۔ بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر سے مقام کیسوم شمالی حلب میں رہتا تھا اس کو ابتدا ہی سے امین کی طرف میلان تھا۔ چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کے انکار کا اظہار کیا اور اپنے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے سمیساط پر بھی متصرف ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب کے بادیہ نشینوں کا ایک گروہ عظیم اس کے پاس جمع ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے فرات کو جانب شرقی عراق کی طرف عبور کیا اور حران پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس اثنا میں طالبیین کے ہوا خواہوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کر آل علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی درخواست کی کیونکہ آئے دن بنو عباس اور ان کے عمال طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے تھے۔ نصر نے جواب دیا "میں سیاہ جھنڈے والوں کی اولاد کی بیعت نہ کروں گا ورنہ وہ کہیں گا کہ میری ذات سے نصر سر برآوردہ ہوا ہے" حاضرین بولے "اچھا بنو امیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجئے" جواب دیا یہ لوگ پامال ہو گئے ہیں اور پامال گروہ ترقی نہیں کر سکتا اگر مجھے کوئی پامال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہ اندیشہ ہوگا کہ اس کی پامالی سے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا میلان بنو عباس کی طرف نہ ہے۔ مگر ان سے میں اس وجہ سے مخالفت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم کو عرب پر مقدم کر دیا ہے" اس کے بعد طاہر نے اس کے مقابلہ پر پہنچ کر رقہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ تم امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو اور باغیانہ خیال چھوڑ کر مطیع بن جاؤ" اس نے کچھ جواب نہ دیا اس اثناء میں طاہر کو اپنے باپ حسین بن زریق بن مصعب کی خراسان میں انتقال کرنے کی خبر پہنچی اور یہ کہ خلیفہ مامون جنازہ پر آئے تھے اور فضل نے قبر میں اتارا تھا اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کا نامہ تعزیت صادر ہوا۔

یمامہ و نزاریہ میں لڑائی

امین کے قتل کے بعد موصل میں مابین یمامہ و نزاریہ لڑائی ہو گئی اس وجہ سے کہ علی بن حسن ہمدانی جو موصل پر متصرف تھا اس نے نزاریہ پر جبر و ستم شروع کر دیا تھا جس وقت عثمان بن نعیم برجمی دیار مضر میں وارد ہوا نزاریہ کے اعزہ و اقارب اور ان کے سرداروں نے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت دلائی اور نزاریہ کی حمایت پر ابھارا چنانچہ بیس ہزار آدمی مضر سے عثمان کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوئے علی بن حسن کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کے لئے کہا مگر عثمان نے کچھ سماعت نہ کی۔ مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج کو مرتب کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر نزاریہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ہزارہا آدمی کام آئے اور علی اپنے دار الحکومت میں واپس آیا۔

ابو السرایا کی بغاوت

جس وقت خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو کل مفتوحات طاہر کا گورنر مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کیا لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ مامون کوئی کام فضل کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا

کل خاندان خلافت، اراکین سلطنت اور سپہ سالاران لشکر کو اس نے دبا لیا ہے بنو ہاشم اور امراء شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور حسن بن سہل کی شکایتیں کرنے لگے رفتہ رفتہ ایک فتنہ برپا ہو گیا۔

ابو السرایا سری بن منصور نے جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بنو شیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود میں سے تھا بنو تمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر ڈالا والی جزیرہ نے بدلہ لینے کی غرض سے ابو السرایا کی گرفتاری کا حکم دیا ابو السرایا کو اس کی خبر لگ گئی وہ فرات کو عبور کر کے شرقی جانب فرات چلا آیا اور رہزنی کرنے لگا کچھ عرصہ بعد تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ یزید بن مزید کے پاس ارمینیہ چلا گیا یزید بن مزید نے اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری دیدی۔ چنانچہ یزید بن مزید کے ہمراہ خرمیہ سے معرکہ آرا ہوا اور ان میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو گرفتار کر لیا از انجملہ ابو شوک (ان کا غلام) تھا اور جب یزید بن مزید مر گیا تو اس کے لڑکے اسد کے ساتھ رہنے لگے اور جب اسد کو حکومت ارمینیہ سے معزول کر دیا گیا تو وہ احمد بن مزید کے پاس چلا گیا اس اثنا میں امین و مامون میں ان بن ہو گئی۔ امین نے احمد بن مزید کو جنگ ہرثمہ پر مامور کیا اس وقت احمد بن مزید نے ابو السرایا کو اپنے لشکر کے ہراول دستے کا سردار مقرر کیا ہرثمہ نے اس سے سازش کرنے کی کوشش کی اور اس سے سازش کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ بنو شیبان یہ خبر پا کر جزیرہ سے جوق در جوق آنے لگے چند دنوں میں دو ہزار شیبانی جمع ہو گئے اس نے ہرثمہ سے کہہ سن کر ان لوگوں کے بڑے بڑے وظائف اور روزینے مقرر کرائے۔ چنانچہ جب امین مار ڈالا گیا تو ہرثمہ نے ان کے وظائف دینے سے انکار کر دیا۔ ابو السرایا جل بھن کر خاک ہو گیا۔ حج کی اجازت چاہی۔ ہرثمہ نے اجازت دیدی اور ساتھ ہی اس کے بیس ہزار درہم سفر خرچ مرحمت کیا۔

عین التمر پر حملہ ابو السرایا نے اس کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور بوقت روانگی یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک ایک دو دو کر کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے ابو السرایا نے ان لوگوں کو مرتب کر کے عین التمر پر حملہ کر دیا اور اس کے عامل کو گرفتار کر کے عین التمر کو لوٹ لیا مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد اتفاقاً ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہو گئی جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر لادے ہوئے لیے جا رہا تھا ابو السرایا نے اس کو بھی لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس عرصہ میں ہرثمہ کا لشکر آ پہنچا جس کو اس نے اس کی سرکوبی پر مامور کیا تھا ابو السرایا اس لشکر کو شکست دے کر بیابان میں گھس گیا بعد ازاں اس کے بقیہ ہمراہی بھی اس سے آملے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی دوقا کی طرف قدم بڑھائے ابو ضرغامہ نے سات سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر قصر میں جا چھپا ابو السرایا نے ان کا بھی مال و اسباب لے کر انبار کا قصد کر دیا انبار پر ابراہیم فروی (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) مامور تھا ابو السرایا نے اس کو بھی قتل کر کے انبار کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر کے چل کھڑا ہوا کچھ دور جا کر پھر انبار کی جانب واپس آیا۔

ابن طباطبا کا ظہور بعد ازاں بقصد رقہ خروج کیا طوق بن مالک تغلبی کی طرف ہو کر گذرا اور اس نے

قیس کے خلاف اس کی امداد کی چار مہینے تک ٹھہرا رہا ربیعہ کی جنبہ داری کی وجہ سے قیس سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کر لی اور ابو السرایا رقہ کی جانب چلا گیا وہاں پر محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن حسین بن علی سے ملاقات ہو گئی اس کا باپ ابراہیم طباطبا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ابو السرایا نے ابن طباطبا کی بیعت کر لی ابن طباطبا نے ابو السرایا کو دریا کے راستے کوفہ روانہ کیا اور خود خشکی کا راستہ اختیار کیا چنانچہ ایک معین اور مقررہ وقت پر ابو السرایا اور ابن طباطبا کوفہ میں داخل ہوئے ابن طباطبا نے اہل کوفہ سے آل محمد کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابو السرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کا رخ کیا اور اس کا مال و اسباب اور جواہرات لوٹ لئے۔ یہ واقعہ پندرھویں جمادی الثانی ۱۹۹ھ کا ہے۔

ابن طباطبا کا انتقال

بعض کا یہ بیان ہے کہ ابو السرایا ہرثمہ کے منتخب آدمیوں میں سے تھا مگر تنخواہ بند کر دینے کی وجہ سے ناراض ہو کر کوفہ چلا گیا۔ اور ابن طباطبا کی بیعت کر لی اور جب کوفہ پر متصرف ہو گیا تو اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے جوق در جوق حاضر ہو کر بیعت کی ان دنوں کوفہ کی گورنری پر حسن بن سہل کی جانب سے سلیمان بن منصور تھا حسن بن سہل نے یہ خبر پا کر زہیر بن مسیب ضبی کو بسر افسری دس ہزار سواروں کے کوفہ روانہ کیا ابن طباطبا اور ابو السرایا نے کوفہ سے نکل کر قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اگلے دن صبح کو محمد بن طباطبا مردہ پایا گیا۔ ابو السرایا نے بجائے اس کے ایک نو عمر علوی محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو برائے نام جانشین بنایا اور خود کل کاموں کا انصرام و انتظام کرنے لگا۔ زہیر خاتمہ جنگ کے بعد قصر ابن ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مروروذی کو بسر افسری چار ہزار فوج کے زہیر کی کمک کو روانہ کیا ابو السرایا نے اس کو بھی نصف رجب ۱۹۹ھ میں شکست دیدی یہ اور اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے باقی جو رہے وہ قید کر دیئے گئے۔

ابو السرایا کی فتوحات

اس واقعہ کے بعد ابو السرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد جوں اور عمال کو بصرہ اور واسط کی جانب روانہ کیا۔ بصرہ کی گورنری عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو، مکہ کی حسین بن حسن بن علی زین العابدین معروف بہ افطس کو (انہیں کو موسم کا بھی امیر مقرر کیا تھا)، یمن کی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو، فارس کی اسمٰعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کی زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو مرحمت کی چنانچہ عباس نے بصرہ میں پہنچ کر عباس بن محمد بن داؤد بن حسن مثنیٰ کو مدائن کی طرف نکال باہر کیا ابو السرایا نے اس کو یہ حکم دیا کہ بغداد پر جانب شرقی سے حملہ کر دو عباس نے ایسا ہی کیا۔ واسط میں حسن بن سہل کی جانب سے عبداللہ بن سعد حریشی تھا اس نے ابو السرایا کے سپہ سالاروں کی آمد سن کر واسط چھوڑ دیا حسن بن سہل نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر ہرثمہ سے جنگ ابو السرایا پر جانے کی درخواست کی۔ اور اس سے پہلے ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان چلا گیا تھا مگر بعد اصرار بسیار واپس آیا اور ایک لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف

روانہ ہوا۔

ابو السرایا کی پسپائی

اسی زمانہ میں حسن نے مداین اور واسط کی حفاظت کی غرض سے علی بن ابی سعید کو مداین کی جانب روانہ کیا تھا اتفاق یہ کہ ابو السرایا کو اس کی خبر لگ گئی اس وقت یہ قصر ابن ہبیرہ میں تھا جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے مداین بھیج دیا۔ جس نے ماہ رمضان المبارک میں مداین پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور خود قصر ابن ہبیرہ سے کوچ کر کے نہر صرصر پر آ ٹھہرا ہرثمہ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے اس کے مقابلہ پر آ اترا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مداین پہنچ کر ابو السرایا کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا ابو السرایا نے اس واقعہ کو سن کر نہر صرصر سے قصر ابن ہبیرہ کی جانب مراجعت کی ہرثمہ نے اس کے روانگی کے بعد ہی کوچ کر دیا اثناء راہ میں ابو السرایا کے ہمراہیوں کا ایک گروہ مل گیا۔ ہرثمہ نے ان کو گھیر کر مار ڈالا اس کے بعد نہایت تیزی سے ابو السرایا کو جا گھیرا۔ ہرثمہ اور ابو السرایا سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک گروہ کثیر ابو السرایا کے ہمراہیوں کا قتل کر ڈالا گیا۔ بالآخر جان بچا کر کوفہ کی جانب بھاگا۔ طالبین بنو عباس اور ان کے ہوا خواہوں کے مکانات پر ٹوٹ پڑے، جو کچھ پایا لوٹ لیا مکانات ویران و مسمار کر کے ان لوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں ان کی اور لوگوں کے پاس تھیں ان کو جبراً لے لیا۔

مکہ پر قبضہ

مکہ کی گورنری پر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا جس وقت اس کو حسین افطس کی آمد کی خبر معلوم ہوئی ہوا خواہان بنو عباس کو جمع کیا اتفاق سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا وہ ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا مسرور الکبیر نے بقصد جنگ تیاری کر دی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی داؤد نے جواب دیا "میں حرم شریف میں قتل و خون پسند نہیں کرتا اگر وہ لوگ ایک راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے تو میں دوسرے راستہ سے نکل جاؤں گا" مسرور الکبیر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور داؤد نے مکہ سے عراق کی طرف کوچ کر دیا اس کے بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کی جانب روانہ ہو گیا اس وقت حسین افطس اس خوف سے کہ مکہ میں جانے سے لڑائی ہو گی سرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جب اس کو یہ خبر لگی کہ بنو عباس سے مکہ معظمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوا طواف کیا مابین صفا و مروہ سعی کی عرفہ میں ایک شب قیام کیا غرض جملہ مناسک حج ادا کئے۔

کوفہ کا محاصرہ

ہرثمہ اطراف کوفہ میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے انہی اثناء میں منصور بن مہدی کو بلا بھیجا اور رؤساء کوفہ سے خط و کتابت کی اور علی بن سعید مداین سے واسط کی طرف آیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ کا رخ کیا۔ انہیں واقعات پر سنہ ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور سنہ ۲۰۰ھ کا سکہ تمام عالم میں چلنے لگتا ہے۔ ہرثمہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ حصار کی شدت جب بڑھتی ہوئی نظر آئی تو ابو السرایا آٹھ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مع محمد بن جعفر بن محمد کے کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہرثمہ نے پندرھویں محرم سنہ ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ غسان کو (جو خراسان کی فوج باڈی گارڈ کا افسر تھا) کوفہ کی امارت دی اور ایک روز قیام کر کے

لوٹ کھڑا ہوا۔

ابوالسرایا کا خاتمہ

ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قادسیہ کا قصد کیا اور پھر قادسیہ سے سوس کی جانب روانہ ہوا مقام خوزستان میں ایک قافلہ مل گیا جو اہواز سے بہت سا مال و اسباب لئے جا رہا تھا۔ ابوالسرایا نے اس کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا اُن دنوں حسن بن علی مامونی اہواز کا گورنر تھا یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی حسن بن علی نے ابوالسرایا کو شکست دیدی ابوالسرایا کے ہمراہی متفرق و منتشر ہو کر بھاگ گئے۔ حسین بن علی معہ محمد اور اپنے غلام ابوالشوک کے ابوالسرایا کی قیام گاہ مقام راس عین (مضافات جلولاء) کی طرف آیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا حماد کندغوش نے نہایت مردانگی سے ابوالسرایا وغیرہ کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان میں لا کر حاضر کیا حسن بن سہل نے ابوالسرایا کو قتل کر کے اس کا سر مع محمد بن محمد کے خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور لاش کو بغداد کے پل پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد علی بن سعید بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور اس کو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا اس کو زید النار کے نام سے بھی موسوم کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس نے عباسیوں اور ہوا خواہان دولت عباسیہ کے مکانات بصرہ میں بکثرت جلوا دیئے تھے زید نے علی بن سعید سے امان کی درخواست کی علی بن سعید نے امان دیدی مگر ساتھ ہی اس کے بخوف و خطر آئندہ نظر بند کر لیا۔

حجاز و یمن

اس خداداد کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور یمن کی طرف علویین سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں مکہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا جب اس کو ابوالسرایا کے قتل کئے جانے کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر کے یمن کی جانب کوچ کر دیا یمن کی گورنری پر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کی جانب سے مامور تھا اس پر ابراہیم کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ وہ یمن کو چھوڑ کر مکہ کی جانب بھاگ نکلا پھر کیا تھا ابراہیم نے یمن میں پہنچ کر قبضہ کر لیا چونکہ اس نے یمن میں قتل و خونریزی حد سے زیادہ کی تھی اس وجہ سے یہ جزار کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد ابراہیم جزار نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو مکہ کی جانب لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا مگر اس عقیلی کے مکہ معظمہ پہنچنے سے پیشتر ابوالحسن معتصم مع ایک جماعت سپہ سالاروں کے جس میں حمدویہ بن علی بن ماہان بھی تھا، پہنچ گیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کی سند گورنری بھی دی تھی عقیلی نے یہ خیال کر کے کہ مجھ میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بستان ابن عامر میں قیام کر دیا۔

اتفاق سے ایک قافلہ مکہ معظمہ سے آ رہا تھا اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا عقیلی نے قافلہ پر شب خون مار کر اہل قافلہ کے تمام مال و اسباب تجارت اور نیز خانہ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا اہل قافلہ بحال پریشان بکمال بے سروسامانی سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے معتصم نے جلودی کو ایک سو منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کو روانہ کیا جلودی راتوں رات عقیلی کے سر پر پہنچ گیا اور صبح ہوتے ہی نقارہ جنگ بجوا دیا لڑائی ہوئی عقیلی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ہمراہی اس کے گرفتار کر لئے گئے جس قدر مال و اسباب تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تھا سب کا سب اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف مل گیا معتصم نے قیدیوں کو دس دس درے لگوا کر جملہ

کر دیا اور حجاج کے ساتھ بہ اطمینان تمام مناسک حج ادا کیے۔

محمد بن جعفر کی بیعت

محمد بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین ملقب بہ دیباجہ عالم، زاہد اور نیک سیرت تھے اپنے باپ جعفر الصادق سے حدیث کی روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم و ادب سیکھنے کے لیے آتے تھے۔ چنانچہ جب حسین افطس نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اُتار کر دوسرا غلاف چڑھایا جس کو ابو السرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تھا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے اور لوگوں کے مال و اسباب کو جبراً چھیننے لگے تب اکثر اہل مکہ جان و مال کے خوف سے مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس کے ہمراہیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ ڈالا خود افطس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جس قدر سونا چڑھا ہوا تھا اس کو اُتار لیا اور جس قدر نقد و جنس خانہ کعبہ کے خزانہ میں تھا نکال کر اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اس سے اہل مکہ کے دلوں پر بہت برا اثر پڑا اسی اثناء میں ابو السرایا کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی اہل مکہ نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں اُس وقت حسین افطس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا اور گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی: "یہ موقع مناسب ہے لوگوں کے قلوب آپ کی طرف مائل ہیں آئیے میں آپ کی بیعت کیے لیتا ہوں کوئی شخص آپ کی مخالفت نہ کرے گا" محمد بن جعفر الصادق نے اس درخواست کو منظور کرنے سے انکار کیا مگر یہ اور ان کا لڑکا علی برابر اسی امر پر اصرار کرتا رہا بالآخر محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گئے اور طوعاً و کرہاً بیعت خلافت لینے پر آمادہ ہوئے لوگوں نے ان کی خلافت کی بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے پکارنے لگے۔

ابن افطس کی بداعمالیاں

کچھ عرصہ بعد آپ کے لڑکے علی اور ابن افطس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور طرح طرح کی بداعمالیاں کرنے لگے۔ زنا، اغلام، سر بازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کر دیا حسین عورتوں کو اپنی عصمت بچانا دشوار ہو گیا۔ جہاں کوئی خوبصورت عورت یا لونڈا نظر آ جاتا یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کی غرض سے جبراً پکڑے جاتے تھے۔ لوگوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کے معزول کرنے اور قاضی مکہ کے لڑکے کو واپس لینے پر متفق ہو گئے قاضی مکہ کا لڑکا[1] محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے علی کے مکان میں مقید تھا۔ چنانچہ جب اہل مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کا مکان شور و غل مچاتے ہوئے جا کر گھیر لیا تو آپ ان لوگوں سے امان حاصل کر کے اپنے بیٹے کے مکان پر گئے اور اس لڑکے کو اپنے

---

[1] لڑکے کا نام اسحاق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا اسحاق ایک نوعمر حسین لڑکا تھا ایک روز بازار مکہ میں جا رہا تھا اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی جھٹ پٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کر اسحاق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے کو اپنے مکان میں پا بدست دگرے دست بدست دگرے اٹھا لے گیا۔ نعوذ باللہ۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۸۔

بیٹے سے لے کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا۔

عباسیوں کی فتح

اس واقعہ کے چند دنوں بعد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آپہنچا طالبیوں نے جمع ہو کر مکہ معظمہ کے اِرد گرد خندقیں کھودیں اطراف و جوانب کے بدوؤں کو یکجا کر کے مقابلہ پر آئے۔ اسحاق نے بھی صف آرائی کی۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر جنگ سے دست کش ہو کر عراق کی جانب کوچ کر دیا اثنائے راہ میں اُس لشکر سے ملاقات ہو گئی جس کو ہرثمہ نے جلودی اور رجاء بن جمیل کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا تھا (یہ حسین بن سہل کا چچا زاد بھائی تھا) چنانچہ اسحاق ان لوگوں کے ہمراہ پھر مکہ معظمہ واپس آیا طالبیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا چونکہ عباسیوں کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا طالبیوں کو شکست ہوئی محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی امان دیدی گئی۔ عباسیوں نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور محمد بن جعفر الصادق مکہ معظمہ سے جحفہ کی جانب اور پھر جحفہ سے بلاد جہینہ چلے گئے بلاد جہینہ میں پہنچ کر اطمینان کے ساتھ پھر لشکر مرتب کرنے لگے رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر جمع و مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیب والی مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلے متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر الامر محمد بن جعفر الصادق شکست فاش کھا کر اپنی قیام گاہ پر واپس آئے انہیں واقعات میں ایک آنکھ جاتی رہی ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔

محمد بن جعفر کی دست برداری

اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجاء بن جمیل سے امان حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اُن امور و افعال کی جو اس سے پیشتر آپ سے سرزد ہوئے تھے یہ معذرت کی کہ ”چونکہ مجھے یہ خبر ملی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے اور اُس وقت تمام عالم میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا تھا اس وجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لے لی تھی اور اُس بیعت کا ایفا کر رہا تھا۔ بعد ازاں اب مجھے یہ خبر صحیح پہنچی ہے کہ مامون زندہ ہے۔ لہٰذا میں خود کو معزول کر کے تم لوگوں کو اپنی بیعت سے سبکدوش کرتا ہوں“ اس قدر معذرت کر کے ممبر سے اُتر آئے اور بعد ادائے حج ۲۰۱ھ میں عراق چلے گئے حسن بن سہل نے خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ یہ اُس زمانہ سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے۔ تا آنکہ جب خلیفہ مامون عراق کو روانہ ہوا تو انہوں نے اثنائے راہ مقام جرجان میں پہنچ کر وفات پائی۔

ہرثمہ کی روانگی

جس وقت ہرثمہ مہم ابو السرایا سے فارغ ہو کر واپس ہوا اُس وقت حسن بن سہل مدائن میں تھا اس سے بغیر ملے ہوئے براہ عقرقوبا نہروان کی جانب بہ قصد خراسان روانہ ہوا اثنائے راہ میں خلیفہ مامون کا فرمان مشعر بایں مضمون صادر ہوا کہ ”تم بجائے خراسان آنے کے شام و حجاز کی طرف واپس جاؤ مگر ہرثمہ اس پر ملتفت نہ ہوا خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اور نیز اس خیال سے کہ میرے آباء و اجداد ہمیشہ دولت عباسیہ کے ہوا خواہ تھے اور میں بھی اب اور اس سے پیشتر برابر بہی خواہ دولت علیہ رہا ہوں خراسان جانے کا ارادہ ترک نہ کیا اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کی غرض سے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے اور لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اور ان پر طرح

طرح کے ظلم وستم کرتا ہے خراسان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہرثمہ کے خلاف شکایت

اتفاق یہ کہ ہرثمہ کے ان خیالات سے فضل بن سہل مطلع ہوگیا موقع پاکر خلیفہ مامون سے کہہ دیا کہ "ابوالسرایا کا فتنہ درحقیقت اسی کا اٹھایا ہوا تھا اس کی جسارت اور عدول حکمی کی کوئی انتہا نہیں رہ گئی خلافت پناہی کے قانون کی تعمیل اس نے مطلق نہیں کی جان پناہ نے تو شام و حجاز کی طرف واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تھا مگر ہرثمہ خراسان چلا آرہا ہے اس معاملہ میں اگر چشم پوشی کی جائے گی تو اوروں کو عدول حکمی اور خلاف ورزی کی جرأت پیدا ہوگی، خلیفہ مامون کے خیالات ان فقروں سے تبدیل ہوگئے اپنے غصہ کو ضبط کیے ہوئے ہرثمہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا تاآنکہ ہرثمہ مرو میں وارد ہوا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے اس کے آنے کی خبر مخفی نہ رہے گی نقارہ بجانے کا حکم دے دیا۔

ہرثمہ کا قتل

خلیفہ مامون کے کانوں تک طبلوں کی آواز پہنچی تو دریافت کیا "کون آتا ہے" گذارش کی گئی "ہرثمہ آپہنچا وہی گرجتا اور تڑپتا ہے" خلیفہ مامون نے اسی وقت ہرثمہ کو بلابھیجا اور معترضانہ استفسار کیا "تو نے کوفہ کے علویوں کو ابوالسرایا کو مقرر کرکے کیوں تباہ و ہلاک کیا اگر تو بدنیتی کو دخل نہ دیتا تو ان لوگوں کو زندہ گرفتار کرسکتا تھا" ہرثمہ معذرت کرنے لگا خلیفہ مامون نے اس کی ایک بھی نہ سنی پیٹ پر ایک لات رسید کی، ناک توڑ ڈالی اور کشاں کشاں جیل بھیج دیا اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اس کے قتل پر مامور کردیا جس نے اس کو جیل کی تکلیف سے نجات ابدی دیدی۔

بغداد میں شورش

جب ہرثمہ کی یہ خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام والی بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ جند حربیہ کو ایک حبہ نہ دو حیلہ حوالہ سے ٹالتے رہو حسن نے یہ حکم اس وجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے قبل روانگی ہرثمہ اس کے معزول کرنے اور اس کے عمال کے نکال دینے کا قصد کرلیا تھا چنانچہ اس کے مقرر کیے ہوئے عامل کو بغداد سے نکال کر اسحاق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنا لیا تھا حسن بن سہل ان کی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہانے کرکے ٹالتا جاتا تھا تاآنکہ اس نے اپنی حاکمانہ تدابیر سے ان لوگوں میں اختلاف ڈال دیا اور اسی کے اشارہ سے علی بن ہشام اور محمد بن ابی خالد ایک جانب سے اور زہیر بن مسیب دوسری طرف سے رات کے وقت بغداد میں گھس آئے تین روز تک جند حربیہ سے جنگ ہوتی رہی بالآخر وظائف اور روزینہ دینے پر مصالحت ہوگئی ابھی لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق مع ابوالسرایا کے بھائی کے جس کو علی ابن سعید نے بصرہ میں گرفتار کرکے نظر بند کردیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں قید خانہ سے بھاگ گیا اور اطراف انبار میں خروج[1] کردیا اراکین دولت عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری پر فوجیں متعین کردیں جنھوں نے نہایت کم مدت میں اس کو گرفتار کرکے علی بن ہشام کے پاس

---

[1] یہ واقعہ ذی قعدہ ۲۰۱ھ کا ہے۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۰۔

لاکر حاضر کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کی خبر پہنچی۔

محمد بن ابی خالد

اسی اثناء میں محمد بن ابی خالد نے علی بن ہشام سے مخالفت کا اعلان کر دیا کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے بگڑ کر جند حربیہ سے جا ملا اور لڑائی شروع کر دی علی بن ہشام شکست کھا کر صرصر کی جانب بھاگ گیا۔ اور بعض کا بیان ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی اسی وجہ سے حربیہ کو اشتعال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس کو نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع حسن بن سہل کو مدائن میں ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو وہ شروع ۲۰۱ھ میں مدائن سے واسط کی جانب بھاگ آیا فضل بن ربیع جو زمانہ خلیفہ امین سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے واسط میں روپوش تھا بدستور روپوش رہا اس عرصہ میں عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقہ سے طاہر کے پاس سے آ پہنچا اس نے اور اس کے باپ نے متفق ہو کے جنگ حسن پہ کمر ہمت باندھی اور لشکر مرتب کر کے واسط کے ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے اثناء راہ میں حسن کے ہمراہیوں میں سے جو مقابلہ پر آیا اس کو نیچا دکھاتے گئے زہیر بن مسیب کو جو حسن کی جانب سے خوخی (اطراف سواد) کا عامل تھا اور سپہ سالاران بغداد سے خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ محمد بن ابی خالد نے جا کر گرفتار کر لیا مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کر دیا بعد ازاں واسط کی طرف بڑھا اور اپنے لڑکے ہارون کو نیل کی جانب روانہ کیا حسن کا نائب یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط چلا گیا۔

فضل بن ربیع کو امان

ہارون نے میدان خالی پا کر نیل پر قبضہ کر کے اپنے باپ کی جانب مراجعت کر دی محمد و ہارون نے واسط کا قصد کیا حسن بن سہل نے اس خبر سے مطلع ہو کر واسط سے کوچ کر دیا مگر فضل بن ربیع جو ایک زمانہ دراز سے واسط میں روپوش تھا ٹھہرا رہا محمد و ہارون کے داخل ہونے کے بعد محمد سے امان کا خواستگار ہوا محمد نے نہایت خوشی سے فضل کو امان دے کر بغداد کی جانب روانہ کر دیا اور خود بقیہ لشکر کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے حسن بن سہل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا چنانچہ حسن کے عساکر اور سپہ سالاروں سے مڈبھیڑ ہوئی متعدد لڑائیوں کے بعد محمد اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے حسن نے تعاقب کر لیا محمد نے جرجرایا میں پہنچ کر قیام کر دیا اور اپنے لڑکے ہارون کو عرنایا کی جانب بھیج دیا۔

عیسیٰ بن محمد کی تقرری

چونکہ محمد ان لڑائیوں میں زخمی ہو گیا تھا بہتری کی صورت جب نظر نہ آئی تو ابو زنبیل (محمد کا دوسرا لڑکا) محمد کو بغداد اٹھا لایا بغداد پہنچ کر محمد نے دم توڑ دیا شب کے وقت خفیہ طور سے اپنے ہی مکان میں دفن کر دیا گیا اسی شب میں ابو زنبیل نے زہیر بن مسیب کو قتل کر ڈالا خزیمہ بن خازم نے بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیج دیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈر انچیف مقرر کیے گئے۔ حسن بن سہل کو محمد کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو ہارون کی جانب نیل کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس لشکر نے نیل پر پہنچ کر ہارون

کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کر لیا' ہارون نیل سے مدائن بھاگ آیا

حسن بن سہیل کی پسپائی

اس واقعہ کے بعد اہل بغداد نے ایک جلسہ کر کے منصور بن مہدی کو مسند خلافت پر بٹھانے کا قصد کیا منصور بن مہدی نے اس سے انکار کر دیا۔ تب ان لوگوں نے حسن بن سہل سے مخالف ہو کر اس کو خلیفہ مامون کا نائب بغداد و عراق مقرر کیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اہل بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے پر موافقت اور سازش کر لی تو حسن یہ خیال کر کے کہ مجھ میں اہل بغداد کی مقاومت و مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے عیسیٰ بن محمد سے چاپلوسی کی باتیں کرنے لگا رشتہ داری و قرابت کرنے کا وعدہ کیا علاوہ ازیں ایک لاکھ دینار اور اس کو معہ اس کے خاندان اور اہل بغداد کے امان دینے اور صوبجات کی گورنریوں پر متعین کرنے کا اقرار کیا عیسیٰ نے ادھر ان سب امور کو منظور کر کے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان طلب کیا اور ادھر اہل بغداد کو لکھ بھیجا کہ "تم لوگ نہ گھبراؤ میں خراج کی کمی کی وجہ سے لڑ رہا ہوں تم لوگ کسی شخص کو بنو ہاشم میں سے اپنا سردار بنا لو"۔

منصور بن مہدی

چنانچہ اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کیا۔ اس کے بعد عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو تعداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا۔ منصور بن مہدی نے غسان بن عباد بن ابی الفرج کو اطراف کوفہ کی طرف مامور کیا اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ پر مامور تھا لڑائی کی حمید نے اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۴ رجب ۲۰۱ھ کا ہے۔ اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ ڈال دیا۔ منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن یقطین کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مقام کوثی میں حمید سے مڈبھیڑ ہو گئی حمید نے اس کو بھی نیچا دکھا کر اس کے اکثر ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اطراف و جوانب کوثی کو لوٹ کر نیل کی طرف آیا اور ابن یقطین نے نہر صرصر پر قیام کیا۔

رضا کار

جس وقت بغداد میں اوباش مزاجوں کی کثرت ہو گئی اور چاروں طرف سے بدمعاشوں نے ظلم و ستم کے ہاتھ لوگوں پر بڑھانے شروع کر دیئے اور دن دہاڑے دوکانداروں اور مسافروں کو لوٹنے لگے۔ علانیہ اور فخریہ طور پر گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے اور حکومت اندرونی جھگڑوں اور اعیان دولت کی کمزوری کی وجہ سے ان کے انسداد سے معذور ہو گئی تو اوباش مزاجوں اور بدمعاشوں نے اطراف و جوانب کے قصبات اور دیہات پر ہاتھ بڑھائے جو سامنے آیا مار ڈالا "جو پایا لوٹ لیا رعایا ان کے ظلم سے پریشان ہو ہو کر حکام کے پاس آتی مگر یہ ان کی چارہ جوئی نہ کر سکتے تھے۔ اس وقت مصلحین قوم و ملت اس کی مدافعت کے خیال سے ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپس میں ان منکرات کے قلع و قمع کرنے کے تذکرے کرنے لگے۔ اور یہ خیال کر کے کہ ہر حلقہ اور محلہ میں بہ نسبت اوباشوں اور وارفتہ مزاجوں کے نیکوں کی تعداد زیادہ ہے' اصلاح قوم و ملک اور منکرات شرعیہ کی مدافعت کرنے کا قصد کر لیا۔

سب سے پہلے خالد مدایوش نامی ایک شخص نے جو بغداد کے ممتاز باشندوں میں سے تھا اپنے ہمسایہ اور محلہ والوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ترغیب دی' اس طرح سے کہ شاہی جبروت و سطوت سے کسی

قسم کا تعارض نہ ہونے پائے اہل محلہ نے آمادگی ظاہر کی چنانچہ اس کے محلہ میں جس قدر اوباش مزاج اور جرائم پیشہ لوگ تھے سب کو گرفتار کر کے قید کر کے حکام وقت کو اس سے مطلع کیا۔ اس کے بعد دوسرے محلوں کی طرف توجہ کی اس کی دیکھا دیکھی "جند حربیہ" سے سہل بن سلامہ الانصاری نے بھی جو اہل خراسان میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو حاتم تھی لوگوں کو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور عمل کتاب وسنت کی ترغیب دی مزید براں اپنے گلے میں قرآن کریم کو لٹکا کر خواص و عام اور اراکین دولت سے ملا اور ان لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ سب نے بطیب خاطر اس کی اس امر پر اور نیز اس پر کہ جو شخص اس کا مخالف ہوگا اس سے ہم لڑیں گے بیعت کرلی۔

رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی خبریں پہنچ گئیں، منصور اور عیسیٰ کو اس خبر سے برہمی و ناراضگی پیدا ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اکثر رفقا انھیں جرائم پیشہ اور آبرو باختہ لوگوں سے ملے جلے رہتے تھے مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا خاموش رہے جب کچھ عرصہ بعد حسن بن سہل سے اپنے اور تمام اہل بغداد کے لئے امان حاصل کر کے مصالحت کرلی تب اطمینان کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ مامون کے فرمان عالی شان کا انتظار کرنے لگے۔ اہل بغداد کو اس مصالحت سے بے حد مسرت ہوئی اور ان لوگوں کی رضامندی سے خالد درویش اور سہل کی مہمات میں بہت آسانی ہوگئی۔

علی رضا کی ولی عہدی جس وقت اہل بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ[1] مامون نے علی بن موسیٰ کاظم کی ولیعہدی کی بیعت لی ہے اور الرضا من آل محمد کا ان کو لقب مرحمت فرما کر لشکریوں کو سیاہ وردی پہننے کی ممانعت کر کے سبز وردی پہنائی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان مشعر مضمون بالا روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے مراجعت کر کے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس امر سے مطلع کر کے تحریر کیا کہ تم اپنے کل لشکریوں سے جو تمہارے پاس ہیں اور نیز بنو ہاشم سے علی رضا کی ولی عہدی اور بجائے سیاہ کپڑوں کے سبز جامہ کے استعمال کی بیعت لے لو اس وقت بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعض نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس امر پر راضی نہ ہوں گے کہ بنو عباس سے حکومت وخلافت کا اقتدار نکل کر آل علی میں چلا جائے۔

ابراہیم بن مہدی کی بیعت اس مخالفت و برہمی کے بانی مبانی منصور و ابراہیم پسران مہدی تھے اور جو کچھ ان دونوں میں خامی تھی اس کو مطلب بن عبداللہ بن مالک، سندی، نصر وصیف، اور صالح صاحب مصلی نے مزید

---

[1] ۲۸ رمضان ۲۰۱ھ میں اس نے اپنے دعاوی کا اظہار کیا تھا اور اس سے دو روز پیشتر خالد درویش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۲۲۔

[2] خلیفہ مامون نے ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو جلسہ عام میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۲۴۔

پختہ کر دیا اور مصلحتہً[1] جمعہ کے دن خلیفہ مامون کی معزولی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور ابراہیم کے بعد اسحاق بن ہادی کے مالک تخت و خلافت ہونے کا اعلان کرنے کو منع کر دیا مگر چند ہی دنوں بعد محرم ۲۰۲ھ میں نام بردگان اور کل اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت کر کے مبارک کے لقب سے ملقب کیا۔ ابراہیم نے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکریوں کو بطور انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہیں دینے کا وعدہ کیا اور نہایت اطمینان کے ساتھ کوفہ و سواد پر قبضہ حاصل کر کے آگے بڑھا اور مداین پہنچ کر لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا اور بغداد کی جانب غربی پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور جانب شرقی پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو متعین کیا۔

قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ ان دنوں قصر ابن ہبیرہ میں حسن بن سہل کی طرف سے حمید بن عبدالحمید نامی ایک شخص رہتا تھا اس کے ہمراہ سپہ سالاروں میں سے سعید بن ساجور، ابوالبط، غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہ تھے اتفاق یہ کہ ان لوگوں کی حمید سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی ان لوگوں نے حمید کی عداوت کے پیش نظر ابراہیم بن مہدی سے سازش کر لی اور یہ اقرار کر لیا کہ ہم لوگ حمید کو قصر ابن ہبیرہ سے باہر قدم نہ رکھنے دیں گے تم آ کر کیمپ پر قبضہ کر لو بلکہ اس کو احتیاط کے طور پر مار ڈالیں گے۔ حسن بن سہل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی فوراً دربار خلافت میں حمید کو طلب کر لیا اور ان لوگوں کو قصر ابن ہبیرہ ہی میں رہنے دیا چنانچہ ابراہیم نے اُن لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو بھیج کر قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ[2] کر لیا۔ حمید کی لشکر گاہ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا اور ابن حمید اپنے باپ کے حرموں کو لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

کوفہ میں شورش اس واقعہ کے بعد پھر حسن بن سہل نے کوفہ کی جانب توجہ کی عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کی سند گورنری مرحمت کر کے یہ ہدایت کی کہ منبر پر کھڑے ہو کر کہہ دینا کہ خلیفہ مامون کے بعد میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم مسند خلافت کا وارث ہوگا تم لوگ علم بغاوت بلند نہ کرو۔ مگر غالی شیعوں نے اس امر کو بھی منظور نہ کیا اور یہ کہہ کر کہ "ہم کو مامون سے کچھ سروکار نہیں ہے ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھی ہیں" گھر بیٹھ رہے۔ ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کے لئے

---

[1] ۲۵ ر ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو اُن وجوہات سے جس کا ذکر مورخ علامہ ابن خلدون نے کیا ہے اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہ سکھا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہہ دینا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کی جائے اور بعد اُن کے ابراہیم کے حق میں جو بعد خلیفہ مامون وارث تخت خلافت ہوگا اور دوسرے شخص کو یہ تعلیم کر دیا کہ تم یہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں۔ ہم ان کو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۴

[2] یہ واقعہ وسط ربیع الآخر ۲۰۲ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۱۔

اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابوالبط کو مامور کیا عباس نے اپنے چچا زاد بھائی علی بن محمد بن جعفر عرف دیباجہ کو مقابلہ پر بھیجا لڑائی ہوئی علی بن محمد کو شکست ہوئی سعید اور ابوالبط نے بڑھ کر حیرہ میں قیام کر دیا بعدازاں اہل کوفہ پر حملہ کرنے کو نکلے اہل کوفہ اور ہواخواہان دولت عباسیہ بھی مستعد ہو کر میدان جنگ میں آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل کوفہ امان حاصل کر کے عباس کو مکان سے باہر لائے۔ لڑائی کا زور و شور فرو ہو گیا فتح مند گروہ جوش کامیابی میں فرحاں و شاداں کوفہ میں داخل ہونے لگے۔ عباس کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو یہ امر شاق گذرا پھر دوبارہ بھڑ پڑے تلواریں نیام سے نکل آئیں کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ سعید کے ہمراہیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑ کر پسپا کر دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکانات میں آگ لگا دی وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔

اہل کوفہ کو امان

اس اثناء میں سعید تک حیرہ میں یہ خبر پہنچ گئی کہ عباس نے بدعہدی کی اور حاصل کی ہوئی امان کی پروا نہ کی، سن کر آگ بگولا ہو گیا جھٹ پٹ سوار ہو کر کوفہ آیا اور جس جس کو پایا قتل کرنا شروع کر دیا رؤسا کوفہ گھبرائے ہوئے سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے معذرت کی اور قسمیں کھا کر یہ ظاہر کیا کہ یہ فعل بازاریوں کا تھا عباس کا اس فتنہ و فساد سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ اپنے عہد و اقرار پر قایم ہے۔ سعید نے یہ سن کر لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا اگلے دن سعید و ابوالبط نے بازار کوفہ میں امان کی، عام منادی کرادی کسی شخص سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور اپنی طرف سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو والی مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے غسان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی، پھر جب اس نے ابوالسرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اس کو سند گورنری دی

پھر اس کو معزول کر کے ہول برادر زادہ سعید سپہ سالار کو متعین کیا۔ اس کے بعد حمید بن عبدالحمید لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں سے لڑنے کے لئے کوفہ کی طرف آیا۔

ہول پر حمید کا ایسا خوف غالب ہوا کہ کوفہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کا محاصرہ کرنے کے لئے نیل کے راستے واسط کی جانب روانہ ہوا حسن نے ان دنوں شہر واسط میں ٹھہر کر قلعہ بندی کر لی تھی مگر عیسیٰ کی آمد سن کر باہر نکل کر لڑنے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اپنے ہمراہیوں میں سے چند جنگ آزمودہ و تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جنھوں نے کمال مردانگی سے عیسیٰ کو شکست فاش دے کر اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ عیسیٰ اپنا سا منہ لے کر بغداد لوٹ آیا اور شہر واسط کی خجالت دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ مطوعی سے بھڑ گیا اور اس کے ہمراہیوں سے سازش کر کے اس پر فتح یابی حاصل کر لی۔

سہل بن سلامہ

سہل بن سلامہ اپنے مکان کے کسی گوشہ میں چھپ گیا۔ چند راتوں کے بعد گرفتار ہو کر اسحاق کے روبرو پیش کیا گیا۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔ اسحاق نے کہا "اچھا تم مجمع عام میں یہ کہہ دو کہ میں تم لوگوں کو راہ باطل کی طرف بلاتا تھا میں تم کو رہا کر دوں گا" سہل بن سلامہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اسحاق یہ سمجھ کر کہ سہل نے میری بات منظور کر لی ہے سہل کو مجمع عام میں لایا سہل نے لوگوں

کو مخاطب کر کے کہا "بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اسی امر کی اب بھی ہدایت کرتا ہوں" اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اسحاق کے ہمراہی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے خوب جی کھول کر مارا اور قید کر دیا اور دو چار روز کے بعد پابہ زنجیر ابراہیم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ابراہیم نے بھی اس کو پٹوا کر جیل میں بھیج دیا اور پھر اس خیال سے کہ مبادا لوگوں میں اشتعال پیدا ہو یہ ظاہر کر دیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مر گیا۔ مگر درحقیقت اس کو رہا کر دیا اور وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا تا آنکہ ابراہیم کا دور دورہ تمام ہو گیا۔

۲۰۳ھ میں حمید بن عبدالحمید نے بقصد جنگ ابراہیم بن مہدی بغداد کا قصد کیا عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ابراہیم بن مہدی کی جانب سے سپہ سالار جنگ تھا۔ حمید نے اس سے سازش کر لی اور انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کیا جس کی وجہ سے عیسیٰ نے حمید کی مدافعت نہ کی اور مقابلہ میں پہلو تہی کرتا تھا ادھر ہارون بن محمد نے (یہ عیسیٰ کا بھائی تھا) ابراہیم بن مہدی سے اس کی اطلاع کر دی ابراہیم کو یہ خبر سن کر سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہ منادی کرا دی کہ حمید کی ہم سے مصالحت ہو گئی ہے۔ اس پر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے سخت وسست کلمات کہے عیسیٰ نے اس سے انکار کیا۔ معذرت کی ابراہیم نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور پٹوا کر اس کو اور اس کے چند اور سپہ سالاروں کو قید کر دیا مگر اس کا نائب عباس نامی اس موقعہ پر بچ کر بھاگ گیا۔

بغداد پر قبضہ

اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو گئے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور عیسیٰ کی گرفتاری سے ناراضگی ظاہر کرنے لگے۔ بالآخر سب نے عباس کے پاس جمع ہو کر ابراہیم بن مہدی کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا پھر کیا تھا طوفان بے تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے ابراہیم کے گورنر کو جسر اور کرخ سے نکال دیا عباس نے حمید کو لکھ بھیجا کہ تحریر دیکھتے ہی تم چلے آؤ میں بغداد تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ حمید یہ خبر پا کر صرصر میں آ اترا عباس اور سپہ سالاران بغداد اس سے ملنے کو آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو معزول کرنے کا اقرار کیا کہ ہر سپاہی کو پچاس پچاس درہم دیئے جائیں۔ ابراہیم کو اس کی خبر لگی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کر حمید سے جنگ کرنے کی درخواست کی ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ جمعہ کے روز حمید بغداد میں داخل ہوا نماز ادا کی۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کر حسب اقرار انعام دینے میں مصروف ہوا۔ حمید کے ہمراہیوں میں سے کوئی بولا "ان لوگوں کے انعام میں سے دس دس درہم وضع کر لینا چاہیے۔ کیونکہ انھوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ پر پہلو تہی کی تھی" لشکریوں کو اس سے برافروختگی ہوئی۔ حمید نے کہا "تم لوگ نہ گھبراؤ میں تم کو دس دس اور زیادہ دوں گا۔"

ابراہیم بن مہدی کی شکست

ابراہیم نے اس داد و دہش کو سن کر عیسیٰ اور اس کے بھائیوں سے جنگ حمید کی پھر درخواست کی اور نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی عیسیٰ اور اس کے بھائیوں نے جان کے خوف سے منظور و قبول کر لیا فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آئے تھوڑی دیر تک بے دلی سے لڑتے رہے۔ بعد ازاں اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا لشکر شکست

کھا کر ابراہیم کے پاس واپس آیا اور حمید نے جا کر وسط شہر میں اپنا خیمہ نصب کر دیا ابراہیم کے اکثر ہمراہی بھاگ کر مداین پہنچے اور اس پر قابض ہو گئے اور بقیہ ہمراہی حمید سے لڑتے رہے۔

ابراہیم کی روپوشی

فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تھا۔ اس واقعہ کے بعد حمید سے آملا اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے حمید کو لکھ بھیجا کہ اس سمت کو میرے حوالہ کر دو میں ابراہیم کو اس طرف سے نہ نکلنے دوں گا۔ سعید بن ساجور اور ابوالبط وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے بھی علی بن ہشام کو اسی مضمون کا خط تحریر کیا جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس سازش کا حال معلوم ہوا تب ان کی دل جوئی کرنے لگا یہاں تک کہ رات آگئی اور نصف ذوالحجہ ۲۰۳ھ کو اپنی تمناؤں کا خون کر کے روپوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے حمید وعلی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے ایک ایک گوشہ کو ڈھونڈا مگر اسے نہ پایا۔ یہ واقعہ ابراہیم کی بیعت کے دو برس بعد کا ہے۔ علی بن ہشام نے بغداد کے شرقی جانب اور حمید نے غربی بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اس سے پیشتر لوگوں کو ترغیب دیتا تھا دینے لگا۔ حمید نے اس کو اپنے تقرب کا اعزاز دیا اور جائزے وانعامات مرحمت فرمائے۔

المامون کی بے خبری

آئے دن عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے فتنہ وفساد برپا ہونے لگا اور لوگوں کی نفرت یوماً فیوماً اس وجہ سے بڑھنے لگی کہ یہ اور اس کا بھائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد دخیل ہو گیا تھا جس کام کو یہ دونوں چاہتے بلا اجازت خلیفہ کر گزرتے تھے اور جس امر کو چھپانا چاہتے تھے خلیفہ کے کان تک اس کی آواز تک نہ پہنچتی تھی ارکین دولت میں کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اشارۃً وکنایۃً اس کا تذکرہ لب تک لا سکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولیعہد بنایا اور اس پیرایہ سے اقتدار خلافت کو بنو عباسؓ سے آل علیؓ میں منتقل کرنے کا قصد کیا۔ اس سے عوام و خواص میں سخت برافروختگی پیدا ہو گئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون سے ظاہر نہ کرتا تھا اور اس کے اخفا میں حد درجہ کی احتیاط کرتا تھا اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بھائی کی طرف سے متبدل ومتغیر ہو جائیں اور جب ہرثمہ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعات عرض کرنے آیا تو فضل بن سہل نے اس سے مطلع ہو کر اور اس امر کا یقین کر کے کہ خلیفہ مامون اس کے کہنے کو سچ سمجھے گا خلیفہ کے کان بھر دیئے اور اس درجہ مشتعل کر دیا کہ خلیفہ نے ہرثمہ کی ایک بھی نہ سنی اور قتل ہی کر کے دم لیا ان وجوہات واسباب سے ہوا خواہان دولت اور اہل بغداد کی نفرت ترقی پذیر ہو گئی اور آئے دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگے سپہ سالاران وسرداران لشکر اپنی فوجوں میں سرگوشیاں کرنے لگے مگر اس کے ساتھ ساتھ فضل بن سہل کا وہ رعب وداب تھا کہ کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہنچا سکتا۔

علی رضا کا انکشاف

چند لوگ اپنی جانوں پر کھیل کر علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو خلافت پناہی کے گوش گزار کر دیجئے۔ آپ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق دربار خلافت میں تشریف لے گئے اور ان فتنہ وفسادات سے جو آئے دن عراق میں ہو رہے

تھے اور فضل بن سہل ان کو چھپا رہا تھا اور نیز اس امر سے کہ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی ہے خلیفہ مامون کو آگاہ کر دیا۔ خلیفہ مامون بولا "اس کی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اہل بغداد نے اس کو اپنا امیر بنا لیا ہے جو ان کے امور دینی و دنیاوی کو انجام دیتا رہے گا" آپ نے جواب دیا "آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس وقت تک ابراہیم اور فضل ابن سہل میں جنگ ہو رہی ہے اور خواص و عوام آپ سے اس وجہ سے کشیدہ و متنفر ہو رہے ہیں کہ فضل و حسن اور یہی آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہے ہیں اور آپ نے میری ولیعہدی کی بیعت بھی لے لی ہے" خلیفہ مامون نے کہا "آپ کے علاوہ ان امور سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہے؟" جواب دیا "یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران اور علاوہ ان کے اور سرداران لشکر"

خلیفہ مامون نے اسی وقت ان لوگوں کو طلب کر کے ان واقعات کے متعلق دریافت کیا ان لوگوں نے فضل بن سہل کے خوف سے لاعلمی ظاہر کی مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ پھر دریافت کیا اور ان لوگوں کے جان اور مال کی امان دی اور حفاظت کی ذمہ داری کی تب انھوں نے ویسے ہی واقعات اور حالات بیان کئے جیسے کہ علی رضا نے کہے تھے اور یہ بھی گوش گزار کیا کہ "اہل عراق آپ کو بوجہ ولی عہدی علی رضا رفض سے متہم کرتے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جس کی جان نثاری اور ہوا خواہی سے امیر المومنین بھی واقف ہیں۔ رقہ میں بھیج دیا ہے جہاں پر اس کے قوائے حکمرانی کمزور اور ضعیف ہو گئے ہیں حالانکہ ممالک محروسہ میں چاروں طرف بغاوت و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے گا تو تھوڑے ہی دنوں بعد یہ مرض لاعلاج ہو جائے گا اور نتیجتاً زمام خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی" خلیفہ مامون کو ان ارکین سلطنت کے کہنے سے یقین ہو گیا فوراً خراسان پر غسان بن عباد کو (جو فضل بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر دیا۔ فضل بن سہل کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان ارکین سلطنت کو جنھوں نے یہ واقعات خلیفہ مامون کے گوش گزار کئے تھے ستانا شروع کیا۔ مگر کچھ حاصل نہیں تھا۔

فضل بن سہل کا قتل

جوں ہی خلیفہ مامون مقام سرخس میں وارد ہوا چار شخصوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور بھاگ گئے۔ خلیفہ مامون نے اعلان کر دیا کہ جو شخص فضل بن سہل کے قاتلوں کو گرفتار کر لائے گا اس کو (دس ہزار دینار) انعام دیا جائے گا چنانچہ عباس بن ہیثم دینوری نے قاتلوں کو حاضر کیا۔ بوقت پیشی قاتلوں نے مقدمہ میں یہ بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ملزموں کے بیانات مختلف ہو گئے تھے۔ بعض نے تو یہ بیان کیا کہ ہم کو فضل بن سہل کے برادر زادہ نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا اور کسی نے کہا کہ "عبدالعزیز بن عمران سپہ سالار اور علی و موسیٰ وغیرہ نے" خلیفہ مامون نے ان لوگوں کو طلب کر کے دریافت کیا ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مامون ان کے انکار پر ملتفت نہ ہوا سب کے قتل کا حکم دیدیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیج کر عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد ہی خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچی کہ حسن بن سہل کو مالیخولیا ہو گیا ہے اور اُس کا دماغ بیکار ہو گیا ہے۔ خلیفہ مامون نے اپنے خادم دینار کو حسن بن سہل کے پاس بھیج دیا اور تمام لشکر کا انتظام اُس کے سپرد کر دیا۔ اس وقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مدائن میں تھے ابو البط اور سعید نیل میں۔ اور ان لوگوں کے مابین لڑائی برابر ہو رہی تھی اور مطلب بن عبداللہ بن مالک حیلہ کر کے مدائن سے بغداد واپس آیا تھا۔ وہ در پردہ لوگوں کو سمجھاتا بجھاتا رہا کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کر لو۔ ابراہیم بن مہدی کو معزول کر دو۔ خلیفہ مامون کے بعد تخت خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہو گا۔ اس کے کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے مطلب بن عبداللہ سے سازش کر لی تب مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی جانب بڑھنے کے لیے لکھ بھیجا۔ حمید نے آگے بڑھ کر نہر صرصر پر پڑاؤ کر دیا اور علی نے نہروان پر۔ ابراہیم بن مہدی نے یہ خبر پا کر نصف صفر[1] ۲۰۲ھ کو مدائن سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ زندرود میں پہنچ کر منصور، خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا ابراہیم نے ان لوگوں کی گرفتاری پر عیسیٰ کو مامور کیا منصور و خزیمہ تو گرفتار کر لیے گئے اور مطلب کے خدام نے مطلب کو گرفتار نہ کرنے دیا ابراہیم نے جھلا کر مطلب کے مکان کو لوٹنے کا حکم دیدیا۔ مگر پھر بھی مطلب ہاتھ نہ آیا حمید و علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کر مدائن جا پہنچے اور قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

علی رضا کا عقد

۲۰۲ھ میں سفر مدائن کے دوران اور اثناء راہ میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی[2] کا عقد علی رضا سے کر دیا تھا اور اُن کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحاج مقرر کر کے حج کرنے کو بھیجا تھا اور یمن کی سند گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ ان دنوں یمن پر حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان متصرف و متولی تھا۔

علی رضا کا انتقال

جس وقت خلیفہ طوس میں پہنچا ولی عہد خلافت علی رضا کا اخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگور کھا لینے سے انتقال[3] ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا اور نیز اہل بغداد اور اپنے گروہ والوں سے علی رضا کی ولی عہدی کی معذرت کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ نے وفات پائی اب تم لوگ بدستور سابق ہمارے دائرہ اطاعت میں آ جاؤ۔

مامون کا دار الخلافہ میں ورود

اس کے بعد خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا تقریباً ایک ماہ مقیم رہا اور زمانہ قیام میں رجاء بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر

---

[1] یہ واقعہ سترھویں صفر ۲۰۲ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۳

[2] خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا عقد علی رضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کا محمد بن علی رضا سے کیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴۔

[3] بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر ملا کر کھلا دیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی اور یہ روایت میرے نزدیک دور از عقل و خلاف قیاس ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴۔

کی سپہ سالاری عطا کی پھر ۲۰۴ھ میں معزول کر دیا اور غسان بن عباد کو بوجہ قرابت فضل بن سہل کے خراسان، جرجان، طبرستان، سجستان، کرمان، رومان، اور دوبار یہ کی گورنری مرحمت فرمائی۔ پھر سہ بعد اس کو معزول کر کے طاہر کو متقرر کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ الغرض جرجان سے روانہ ہو کر نہروان میں وارد ہوا اس کے اعزہ، اقارب، ہوا خواہان دولت، سپہ سالاران لشکر اور روسا و عمایدین ملنے کو آئے۔ چونکہ طاہر کو اس کے پیشتر نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ بھی رقہ سے نہروان چلا آیا تھا آٹھ روز قیام کرنے کے بعد بغداد کی طرف کوچ کیا۔

درباری لباس میں تبدیلی

پندرہ صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچ کر رصافہ میں قیام کیا۔ پھر رصافہ سے نکل کے اپنے شاہی محل میں جو کنارہ دجلہ پر تھا اُترا اور سپہ سالاران لشکر لشکرگاہ میں ٹھہرے رہے فتنہ و فساد فرو ہو گیا بغاوت کی آگ اس کے آتے ہی سرد ہو گئی مگر ہوا خواہان دولت عباسیہ سبز لباس کے پہننے کے بارے میں برابر معترض رہے تا آنکہ خلیفہ مامون نے ایک موقع خاص پر طاہر سے خوش ہو کر فرمایا "طاہر تیری جو تمنا ہو اُس کو ظاہر کر میں اُس کو ضرور پوری کروں گا" طاہر نے عرض کیا "دربار خلافت میں سیاہ کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیجئے" خلیفہ مامون نے اُسی وقت یہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربار عام میں اس کو اور کل سپہ سالاران لشکر اور اعیان سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں مرحمت فرمائیں[1] اس سے اہل بغداد اور کل ارکین دولت کو بے حد مسرت ہوئی اور بدستور قدیم سب نے اطاعت و فرماں برداری قبول کر لی۔

فتنۂ موصل

ان واقعات سے پیشتر ۲۰۰ھ میں بنو اسامہ اور بنو ثعلبہ کے مابین مقام موصل میں چل گئی۔ بنو ثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے دامانِ عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنو ثعلبہ کو شہر سے نکل کر لشکر آرائی کا حکم دیا بنو اسامہ نے یہ خبر پا کر ایک ہزار پیادوں کی جمعیت کے ساتھ بنو ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجار میں پہنچ کر بنو ثعلبہ کا محاصرہ کر لیا علی و محمد پسران حسن ہمدانی کو یہ خبر لگی تو انھوں نے بنو ثعلبہ کی کمک پر ایک فوج بھیج دی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر بنو اسامہ کا اور کچھ آدمی بنو ثعلبہ کے اس واقعہ میں کام آگئے اور بعض بنو اسامہ گرفتار کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب تغلبی علی بن حسن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ و خونریزی نہ ہونے کی ذمہ داری کی۔ علی نے شاہی فوج کو واپس بلا لیا اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

پھر ۲۰۰ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے ازد پر جو اس وقت موصل میں تھے ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا اس وجہ سے کہ انھوں نے علی بن حسن کے اس راز کو افشا کر دیا تھا کہ اس نے اپنی قوم کو عمان پر جا کر متصرف ہو جانے کی ہدایت کی تھی۔ ازد اس کے ظلم و تعدی سے پریشان ہو کر اپنے سردار قوم سید بن انس

---

[1] یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷۔

کے پاس جا کر جمع ہوئے اور اس کے ناقابلِ برداشت ظلم کی شکایت کی سعید ابن انس نے ان کو تشفی و تسلی دے کر مسلح ہونے کا حکم دیا اور نہایت مردانگی سے علی بن حسن سے جا بھڑا۔ علی بن حسن نے شکست کھا کر مہدی بن علوان خارجی کے پاس جا کر پناہ لی اور اس کی بیعت کر کے اس کو شہر میں لایا اور اس کے ساتھ نماز ادا کی پھر اس کی پشت گرمی و امداد سے لڑنے کو نکلا ازد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گئے۔ کمال تندی و تیزی سے لڑائی جاری رہی بالآخر ازد نے علی بن حسن اور اس کے کل ہمراہیوں کو شہر سے نکال باہر کیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر سے باہر آئے۔

اسی واقعہ میں علی اور اس کا بھائی احمد اور ایک گروہ اس کے خاندان کا مارا گیا محمد بن حسن بھاگ کر بغداد پہنچا۔ ازد اور سعید بن انس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور جب خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا تو سعید بن انس ایک وفد کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کی اور اس کی قوم ازد کی شکایت کی اور اپنے بھائیوں اور اہل بیت کے مارے جانے کا استغاثہ پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے جواب لینے کی غرض سے سعید بن انس کی طرف رُخ کیا اس نے دست بستہ عرض کیا "ہاں اے امیر المومنین! میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا ہے کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے ممالک محروسہ میں خارجی کو بلا لیا تھا اور آپ کے منبر پر اس کو کھڑا کیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی" خلیفہ مامون نے یہ سن کر ان کی خونریزی کو معاف کر دیا اور اس کو موصل کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔

طاہر بن حسین کی گورنری

خلیفہ مامون نے عراق میں پہنچنے کے بعد طاہر بن حسین کو جزیرہ، بغداد شرقی و غربی اور سواد کی حکومت عطا کی۔ کچھ عرصہ بعد ایک روز طاہر بن حسین خلیفہ مامون کی خلوت میں حاضر ہوا خلیفہ نے بیٹھنے کی اجازت دی اور رو پڑا طاہر نے دست بستہ گذارش کی "اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے آپ کے رونے کا سبب مجھے نہیں معلوم ہوا" خلیفہ مامون نے جواب دیا "میں ایک ایسی وجہ سے روتا ہوں کہ جس کا ذکر کرنا ذلت ہے اور چھپانا باعث رنج و ملال ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی شخص دکھ تکلیف سے خالی نہیں ہے" طاہر کو جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا عرض و معروض کر کے واپس آیا۔ اس وقت حسین خادم بھی حاضر تھا۔ طاہر نے اپنے مکان پر پہنچ کر حسین کے سکریٹری محمد بن ہارون سے سازش کی اور ایک لاکھ درہم اس کو اور اتنے ہی حسین خادم کو نذر کرنے کا وعدہ کیا اس معاوضہ میں کہ خلیفہ سے رونے کا سبب دریافت کر دے۔

اگلے دن خلوت خاص میں حسین خادم نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا "امیر المومنین آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کل بہ وقت حاضری طاہر دشمنان خلافت کی آنکھیں کیوں پرآب ہو گئی تھیں؟" خلیفہ مامون نے کہا "تجھے یہ خیال کیونکر پیدا ہوا" عرض کیا "شب بھر اسی فکر و اندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی" ارشاد کیا "اس وقت میرے دل میں کچھ ایسے ہی خیالات آ گئے تھے جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے۔ دیکھ خبردار اگر سہواً بھی تیری زبان پر وہ آ گئے تو تیری خیر نہ ہوگی" حسین خادم نے دست بوسی کرتے عرض کیا

"کیا مجال: بھلا میں نے کبھی حضور کے راز کو افشا کیا ہے" خلیفہ مامون نے کہا مجھے اس وقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آ گیا تھا کہ کل اس کی اسی طاہر نے کیا کیا تذلیل و تحقیر کی تھی اور یہی طاہر آج میرے رُوبرو کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا جو شان خلافت کے خلاف ہو اس سے مجھے عبرت ہوئی اور میں رو پڑا" حسین نے طاہر سے یہ واقعہ بیان کیا۔ طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ "اب میری خیر نہیں ہے جس قدر جلد ممکن ہو مجھے خلیفہ کی آنکھوں سے دور پھینکیے"۔

احمد بن ابی خالد کی ضمانت

احمد بن ابی خالد اسی وقت خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مامون نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر بے وقت حاضر ہونے کا سبب دریافت کیا۔ عرض کیا۔ تمام رات میری اسی تشویش میں گذر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہوا چاہتا ہے کیونکہ امیر المومنین نے غسان بن عباد کو والی مقرر کیا ہے اور وہ اس قابلیت کا حامل نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اتراک علم بغاوت پھر بلند کریں اور ولایت خراسان معرض زوال میں پڑ جائے" خلیفہ مامون نے کہا۔ "تمھاری یہ تشویش بجا ہے اچھا بتلاؤ خراسان کے والی ہونے کی قابلیت کس میں ہے؟" عرض کیا "طاہر بن حسین میں" ارشاد ہوا۔ "اس پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بہت جلد بغاوت پر کمربستہ ہو جاتا ہے"۔ عرض کیا "میں اس کا ضامن ہوں وہ ہرگز سرتابی نہ کرے گا" خلیفہ مامون نے طاہر کو طلب کر کے مدینۃ السلام (بغداد) سے اقصائے ممالک مشرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی سند گورنری مرحمت فرمائی طاہر اسی روز بغداد سے نکل کر ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر مرتب کرنے میں مصروف ہوا تقریباً ایک ماہ ٹھہرا رہا اور آخر ذی قعدہ ۲۰۵ھ میں بغداد سے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت خلیفہ مامون نے دس لاکھ درہم جو والی خراسان کی تنخواہ تھی مرحمت فرمائی اور بجائے اس کے جزیرہ میں اس کے لڑکے عبداللہ کو متعین فرمایا جو سررشتہ پولیس میں اپنے باپ کا نائب تھا۔ مگر طاہر نے اس کو اپنے چچا زاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لیے رقعہ بھیج دیا تھا۔

بعض نے طاہر کے گورنر خراسان ہونے کا سبب یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن مطوعی نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج حروریوں سے جنگ کرنے کے لیے بغیر اجازت والی خراسان غسان بن عباد مجمع کی تھی۔ لیکن اس خیال سے کہ یہ کام مبادا خلیفہ مامون کی مرضی کے خلاف ہو ٹوک رہے اور حسن بن سہل سے ان کو ایک خصومت سی پیدا ہو گئی خلیفہ مامون نے اہل خراسان کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر طاہر کو سند گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ طاہر خراسان گیا اور ۲۰۷ھ تک ٹھہرا رہا بعد ازاں خلافت عباسیہ کی مخالفت کی ہوا دماغ میں سمائی چنانچہ ایک روز خطبہ دینے کو کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہ کی منبر سے نیچے اُتر آیا۔ پرچہ نویس نے خلیفہ مامون کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

طاہر بن حسین کی وفات

خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلب کر کے فرمایا۔ "چونکہ تم ہی اس کے ضامن ہوئے تھے اب جاؤ اور اس کو میرے پاس لاؤ" ہنوز احمد

بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ اس کے اگلے دن طاہر کی موت کی خبر آ گئی خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر ارشاد کیا "الحمد للہ الذی قدمہ واخرنا" اور بجائے اس کے اس کے بیٹے طلحہ کو مامور فرمایا اور احمد بن ابی خالد کو اس کے پاس اس کے کاموں کے انتظام وانصرام کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب عبور کیا۔ اشروسنہ کو فتح کر کے کاوس ابن خالد اور اس کے بیٹے فضل کو قید کر لیا اور دونوں کو مقید کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا طلحہ نے تیس لاکھ درہم نقد اور تقریباً ایک لاکھ کا اسباب احمد بن ابی خالد کی نذر کیا اور اس کے سکرٹری کو پانچ لاکھ درہم دیئے اس کے بعد حسین بن حسین بن مصعب نے کرمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ احمد بن ابی خالد اس کی سرکوبی کے لئے گیا اور اس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے خطا معاف کر دی۔

عبداللہ بن طاہر کی گورنری

۲۰۶ھ میں یحییٰ بن معاذ عامل جزیرہ کے مرنے کی خبر آئی اور یہ کہ اس نے بوقت وفات اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین کیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو مامور فرمایا اور رقہ و مصر کے مابین قیام کر کے نصر بن شبث سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور بوقت روانگی عبداللہ بن طاہر بغداد میں سررشتہ پولیس پر اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب (عبداللہ بن طاہر کے چچازاد بھائی) کو مقرر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مامور کیا تھا اور بعض کی روایت ہے کہ ۲۰۷ھ میں۔ بہرکیف طاہر کو یہ خبر لگی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا جس میں محاسن آداب السیاست، مکارم اخلاق اور آئین ملک داری تحریر کئے تھے جس کو ہم نے مقدمہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔

نصر بن شبث کی بغاوت

الغرض عبداللہ بن طاہر نے رقہ و مصر کے مابین پہنچ کر نصر بن شبث پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ میں مقام کیسوم میں خود جا کر اس کو گھیر لیا۔ خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد بن جعفر عامری کو نصر بن شبث کے پاس بشرط اطاعت امان دینے کا پیام دے کر بھیجا۔ نصر نے اس شرط سے منظور کیا کہ میں حاضر دربار نہ ہوں گا خلیفہ مامون اس شرط کو سن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بہر سکوت توڑ کر بولا "اللہ اکبر نصر کی یہ شان ہے کہ وہ میری صورت دیکھنے کا روادار نہیں ہے"۔

محمد بن جعفر نے دست بوسی کر کے عرض کیا "اس وجہ سے وہ حاضری سے قاصر ہوتا ہے کہ اس نے بہت بڑی خطا کی ہے" خلیفہ مامون نے جواب دیا کیا وہ اس کی خطا کو فضل بن ربیع کی خطاؤں سے زیادہ سمجھتا ہے۔ ارے اس نے تو میرے ان مال و اسباب اور آلات حرب کو ضبط کر لیا تھا جس کی خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور سپہ سالاران لشکر کو اکسا کر میرے بھائی سے جا ملا تھا اور مجھ کو تنہا مرو میں چھوڑ کر دشمنوں کے حوالہ کر کے چلا گیا تھا اور خوب خوب فتنہ و فساد برپا کئے تھے تم نے بھی تو وہ حالات و واقعات دیکھے اور سنے ہیں جو اس نے میرے ساتھ کئے۔ اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اس کی لغزش بڑھی ہوئی ہے؟ اس حق شناسی نے بہرے ہی قہر بین آتش بغاوت مشتعل کی تھی

اور میرے دار الحکومت کو زیر و زبر کر دیا تھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کر ابراہیم کی خلافت تسلیم کر لی تھی" محمد بن جعفر نے عرض کیا۔ "امیر المومنین! دولت علیہ پر ان لوگوں کے حقوق سابقہ تھے جس کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولت علیہ پر نہیں ہے۔ یہ تو بنو امیہ کے لشکر کا آدمی ہے" خلیفہ مامون نے کہا "جو کچھ ہو میں نصر کی اس شرط کو منظور کروں گا"۔

نصر تک اس مباحثہ کی خبر پہنچی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا عبداللہ بن طاہر نے حصار میں سختی شروع کر دی مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۱۰ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو دربار خلافت میں بھیج دیا اور قلعہ کیسوم پر قبضہ حاصل کر کے پانچ برس کے محاصرہ و جنگ کے بعد اس کو ویران و مسمار کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقہ کی جانب واپس آیا اور ۲۱۱ھ میں بغداد پہنچا عباس بن مامون، معتصم اور اراکین دولت سے ملاقات کی۔

ابن عائشہ کا قتل

ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم امام معروف بہ ابن عائشہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے بڑی شد و مد سے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب افریقی مالک بن شاہین بھی تھا بوقت ورود خلیفہ مامون یہ لوگ اطراف بغداد میں روپوش ہو گئے تھے۔ چنانچہ جس وقت نصر بن شبث بغداد کے قریب پہنچا جاسوسوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ ابن عائشہ وغیرہ مع اپنے چند ہمراہیوں کے جس دن نصر بغداد میں داخل ہوگا بلوہ کرنے والے ہیں پولیس بغداد نے ان لوگوں کو صفر ۲۱۰ھ میں گرفتار کر لیا اور زد و کوب کر کے ان لوگوں سے ان کے ہمراہیوں کو دریافت کر لیا مگر خلیفہ مامون نے اور لوگوں سے تعرض نہ کیا اور ان لوگوں کو جیل بھیج دیا جیل میں ان لوگوں پر نہایت سختی کا برتاؤ کیا گیا ان لوگوں نے جیل میں نقب زنی کر کے بھاگ جانے کا مشورہ کیا خلیفہ مامون کو یہ خبر پہنچی خود سوار ہو کر جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کر کے ابن عائشہ کو صلیب دیدی بعد ازاں صلیب سے اتروا کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری

اسی سنہ میں ابراہیم بن مہدی کو بھی گرفتار کیا گیا یہ عورت کا لباس پہنے ہوئے عورتوں میں ملا جلا ہوا جا رہا تھا کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی چال ڈھال سے تاڑ گیا لپک کر دریافت کیا۔ "ایسے وقت میں کہاں جا رہی ہو؟" ابراہیم یہ سن کر سہم گیا فوراً انگوٹھی یاقوت کی ہاتھ سے اتار کر پیش کر دی' افسر پولیس کا اس سے شبہ قوی ہو گیا گرفتار کر کے کوتوال شہر کے پاس لایا کوتوال شہر نے پابزنجیر دربار۔ خلافت میں بھیج دیا خلیفہ مامون نے بنو ہاشم اور اراکین سلطنت کو دکھلانے کی غرض سے ابراہیم کو اسی صورت و حالت سے دربار میں پیش کئے جانے کا حکم دیا بعد ازاں زیر نگرانی احمد بن ابی خالد قید کر دیا کچھ عرصہ بعد جس وقت حسن بن سہل بہ غرض مصالحت روانہ ہوا اس وقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اس کو بھی رہا کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ اس کی بیٹی بوران اور بعض کہتے ہیں کہ ابراہیم حسن

وقت گرفتار کیا گیا ابو اسحاق معتصم کے مکان پر لایا گیا اتفاق سے معتصم اس وقت دربار خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تھا یہ خبر معلوم ہوئی تو بلا بھیجا اور جو جو خطائیں اس سے سرزد ہوئی تھیں ایک ایک کرکے اس کو یاد دلائیں۔

ابراہیم نے اپنے کلام منظوم و منثور سے معذرت کی جو فصیح و بلیغ تھا اور وہ کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ ہم اس کو نقل کرکے طول کلام نہیں کرنا چاہتے۔

بغاوت مصر و اسکندریہ

سری محمد بن حکم صوبہ مصر کا والی تھا ۲۰۵ھ میں جب یہ مرگیا تو اس کا لڑکا عبید اللہ جانشین ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے علم بغاوت بلند کردیا۔ اور خلافت مآب کی اطاعت سے منحرف ہوگیا ان ہی دنوں اندلس سے ایک گروہ اسکندریہ میں آ اترا۔ جس کو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطراف قرطبہ سے ممالک مشرقیہ کی جانب جلا وطن کردیا تھا۔ جب یہ گروہ وارد اسکندریہ ہوا تو اس نے دفعتہً بحالت غفلت والی اسکندریہ پر حملہ کرکے نکال دیا۔ اور خود اسکندریہ پر قابض ہوکر ابو حفص عمر بلوطی کو اپنا امیر بنالیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عبد اللہ بن طاہر جنگ نصر بن شبث میں مصروف تھا اس مہم سے فارغ ہوکر مصر کی طرف بڑھا اور قریب مصر پہنچ کر اپنے ایک سپہ سالار کو بڑھنے کا حکم دیا عبد اللہ بن سری نے مصر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ ہنوز لڑائی کا کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ عبد اللہ بن طاہر نہایت تیزی سے مسافت طے کرکے آپہنچا۔ اور عبد اللہ بن سری کے لشکر پر دوسری جانب سے حملہ کردیا۔ عبد اللہ بن سری کو شکست ہوئی مصر میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ عبد اللہ بن طاہر نے اس پر محاصرہ ڈال دیا بالآخر عبد اللہ بن سری نے شدت حصار سے تنگ آکر امان طلب کی فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ یہ واقعہ ۲۱۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد عبد اللہ بن طاہر نے اس گروہ کی سرکوبی کی طرف رخ کیا جنھوں نے اسکندریہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی آمد کی خبر پاکر امان کی درخواست پیش کی عبد اللہ بن طاہر نے اس شرط سے منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کر بحر روم کے کسی جزیرے میں جو اسکندریہ سے متصل ہو چلے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کردیا اور جزیرہ اقریطش پر جاکر قبضہ کرلیا۔ اور وہیں مکانات بنائے۔ اسی زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور اسی گروہ کے لوگ اس پر متصرف و قابض رہے۔ تاآنکہ دو فرانس نے اس کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عمال

جس وقت ۲۰۴ھ میں خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا اور فتنہ و بغاوت کی مشتعل آگ خاموش ہوگئی اس وقت خلیفہ مامون نے انتظاماً عمال کا ردوبدل شروع کیا۔ کوفہ پر اپنے بھائی ابو عیسیٰ کو۔ بصرہ پر اپنے دوسرے بھائی صالح کو حرمین پر عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو موصل پر سعید بن انس ازدی کو اور بغداد کے سررشتہ پولیس پر طاہر بن حسین کو مامور فرمایا۔ یہ ان دنوں رقہ میں تھا۔ حسن بن سہل نے اس کو یہاں کا والی مقرر کیا تھا۔ مگر خلیفہ مامون نے اس کو رقہ سے طلب کرکے بغداد کے سررشتہ پولیس کی افسری مرحمت فرمائی تھی۔ چنانچہ طاہر بن حسین رقہ میں اپنے بیٹے عبد اللہ کو اپنا جانشین بناکر بغداد چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ مامون نے اس کو خراسان اور کل صوبہ جات شرقیہ کی گورنری عنایت کی اور

اُس کے بیٹے عبداللہ کو طلب کر کے بجائے اُس کے سررشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دی۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو ارمینیہ و آذربائیجان کی گورنری اور جنگ بابک کا انتظام سپرد کیا۔ اس اثنا میں سری بن محمد بن حکم والی مصر نے وفات پائی۔ اس کے بیٹے عبداللہ کو جانشین مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ بشر بن داؤد مقرر کیا گیا۔ اس شرط پر کہ دس ہزار دراہم سالانہ دار الخلافت میں بھیجا کرے۔ اس کے بعد یحییٰ بن معاذ ۲۰۶ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا کر مر گیا۔ خلیفہ مامون نے اُس کو معزول کر کے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی ساتھ ہی اُس کے مصر کو بھی اسی کی گورنری سے ملحق کر کے جنگ نصر بن شبث پر جانے کا حکم دے دیا۔ عیسیٰ بن یزید جلودی کو ۲۰۵ھ میں مہم زط پر مامور فرمایا۔ بعد ازاں ۲۰۶ھ میں معزول کر کے داؤد بن منجور کو متعین کیا۔ اور مضافات بصرہ۔ دجلہ۔ یمامہ اور بحرین کو بھی اسی کی گورنری میں شامل کر دیا۔ ۲۰۷ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان اور رویان و دنباوند کی گورنری دی گئی۔ اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنو شیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا۔ اس وجہ سے کہ بنو شیبان آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے تھے۔ مقام دسکرہ میں بنو شیبان سے معرکہ آرائی ہوئی اور نہایت بے رحمی سے پامال کیے گئے۔ ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ معروف بہ زریق کو ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری دی گئی۔ اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا۔ اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکافی کو مامور کیا جس کو بابک نے قید کر لیا۔ اور ابراہیم بن لیث بن فضل آذربائیجان کی گورنری پر بھیجا گیا۔ ان دنوں جبال طبرستان میں شہریار بن شروین تھا۔ جس کا ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا۔ اور اس کا بیٹا سابور جانشین مقرر کیا گیا۔ مازیار بن قارن نے اس پر فوج کشی کی۔ لڑائی ہوئی۔ سابور گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا۔ اور طبرستان وغیرہ پر مازیار بن قارن کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۱۱ھ میں زریق نے سید بن انس والی موصل پر چڑھائی کی۔ زریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل و آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور جس کو خلیفہ مامون نے ۲۰۹ھ میں ارمینیہ وغیرہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ چونکہ اس سے اور سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں موقع پا کر ایک فوج کثیر مجتمع کر کے بہ قصد جنگ سید بن انس موصل پر چڑھائی کر دی۔ سید بن انس نے چار ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ نہایت شدت سے لڑائی جاری ہوئی۔ اثنائے معرکہ میں سید بن انس کام آ گیا۔ خلیفہ مامون کو اس خبر وحشت اثر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اوائل ۲۱۲ھ میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کی سند گورنری مرحمت فرما کر جنگ زریق و بابک خرمی کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہنچ کر زریق کو شکست دی۔ موصل پر کمال خوش اسلوبی سے قبضہ حاصل کر لیا۔ انھیں[1] ایام میں موسیٰ بن حفص گورنر طبرستان نے وفات پائی۔ خلیفہ مامون نے اُس کے بیٹے کو بجائے اس کے مقرر کیا اور حاجب بن صالح کو سندھ[1] کی حکومت عنایت کی۔ بشر بن داؤد سابق والی سندھ نے اس کو چارج دینے سے انکار کر دیا۔ دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی۔ آخر الامر بشر بن داؤد شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا۔ ۲۱۲ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی

---

[1] یہ واقعات ۲۱۱ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۶

کی لڑائی میں مارا گیا اس کا واقعہ قتل یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مہم موصل سے فارغ ہو کر اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی وہوشیاری سے اس کو شکست دیتا ہوا اور مضافات مقبوضہ کا انتظام کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچا بابک خرمی دامن کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا محمد بن حمید نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا جب تقریباً تین کوس تک چڑھ گیا تب بابک کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر محمد بن حمید پر دفعۃً حملہ کیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی ٹوٹ پڑا محمد بن حمید کے ہمراہی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش نہ ہوئی اس کے ہمراہ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا وہ نہایت ثابت قدمی واستقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا اتفاق سے بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروہ کی ایک جماعت کو خاک و خون میں ملا رہا تھا۔ محمد بن حمید زخمی ہو کر گرا اور بات ہی بات میں تڑپ کر دم توڑ دیا خلیفہ مامون کو اس کے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

دیگر بغاوتیں

اسی سنہ میں عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی گورنری عنایت فرمائی گئی اس کا بھائی طلحہ بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر متمکن تھا۔ عبداللہ بن طاہر مقام دینور میں بقصد جنگ بابک لشکر کی درستگی وآراستگی میں مصروف تھا اور خوارج نے میدان خالی دیکھ کر قریۂ حمرا ومضافات نیشاپور میں بلوہ کر دیا تھا خلیفہ مامون نے یہ خبر پا کر عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی سند گورنری مرحمت فرما کر فوراً روانہ ہو جانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا اور اہل نیشاپور سے والی نیشاپور کے خصائل وعادات دریافت کئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا عبداللہ بن طاہر نے اس کو معزول کر دیا بلوہ فرو ہو گیا۔ ۲۱۲ھ میں احمد بن محمد عمری معروف بہ احمر العین نے یمن میں برخلاف خلافت سینہ علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مامون نے انتظاماً محمد بن عبدالحمید معروف بہ ابوالرازی کو یمن پر مامور فرمایا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم پر اور اپنے بھائی ابواسحاق معتصم کو شام و مصر پر مقرر کیا عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ درہم بطور انعام کے مرحمت فرمائے۔

بلاد مصریہ میں فساد

ابواسحاق معتصم نے اپنی جانب سے ابن عمیرہ باذغیسی کو مصر کا والی مقرر کر کے روانہ کیا قیسیہ اور یمانیہ کے ایک گروہ نے ہنگامہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابن عمیرہ کو مار ڈالا چار ناچار ابواسحاق معتصم خود مصر گیا اور بزور تیغ ان لوگوں کو زیر کیا اور وہیں قیام کر کے بلاد مصریہ پر اپنی جانب سے عمال مقرر کئے تھوڑے ہی دنوں میں فتنہ وفساد فرو ہو کر امن وامان قائم ہو گیا۔ ۲۱۳ھ میں چونکہ بشر بن داؤد نے دار الخلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا تھا اس وجہ سے خلافت پناہی نے غسان بن عباس کو سندھ کی گورنری پر مامور فرمایا۔

ابودلف

۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے ابودلف کو دربار خلافت میں طلب کیا ابودلف خلیفہ محمد امین کے ہمراہیوں میں سے تھا جو علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ہمراہ طاہر بن حسین سے

جنگ کرنے کے لئے آیا تھا وہ علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کے بعد ہمدان میں واپس آیا طاہر بن حسین نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور خلیفہ مامون کی بیعت کرنے کے لئے کہا ابودلف نے جواب دیا کہ میں سردست خلیفہ مامون کی بیعت نہیں کروں گا ساتھ ہی اس کے فریقین میں سے میں کسی کا ساتھ بھی نہ دوں گا طاہر نے اس کو غنیمت جان کر منظور کرلیا اور ابودلف نے کرخ مضافات ہمدان میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ اُس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہا تا آنکہ خلیفہ مامون نے بقصد رے کوچ کیا اور اس کو بلا بھیجا۔ چنانچہ ابودلف باوجودیکہ اس کے ہمراہیوں اور اعزہ واقارب نے منع کیا ترساں و خائف دربار خلافت کو روانہ ہوا خلیفہ مامون نے خلاف توقع اس کی عزت افزائی کی اور کمال توقیر سے اپنا مہمان بنایا۔ اسی سنہ میں ابوالرازی والی یمن کو مار ڈالا گیا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جبل، قم، اصفہان اور آذربائیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔

اہل قم کی بغاوت

اسی اثنا میں اہل قم میں بغاوت پھوٹ نکلی اس وجہ سے کہ اہل قم نے خراج میں ایک لاکھ درہم کم کرنے کی درخواست دی تھی اس امید پر کہ خلیفہ مامون نے قیام عراق کے زمانہ میں اہل عراق کا خراج کم کر دیا تھا مگر ان کی درخواست منظور نہ ہوئی تب ان لوگوں نے ادائے خراج سے انکار کر دیا خلیفہ مامون نے ان کی سرکوبی پر علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مامور فرمایا متعدد لڑائیاں ہوئیں، بالآخر ان لوگوں نے بلوائیوں کو منتشر کر دیا۔ یحییٰ بن عمران مارا گیا شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں اور سات لاکھ تاوان جنگ قم والوں سے وصول کیا گیا۔

عبدوس کا قتل

سنہ ۲۱۷ھ میں عبدوس فہری نامی ایک شخص نے مصر میں سر اٹھایا اور معتصم کے بعض عمال کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ مامون یہ خبر پاکر دمشق سے مصر آیا اس کے آتے ہی بلوہ فرو ہو گیا، لوگوں نے عبدوس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کے روبرو حاضر کیا۔ خلیفہ مامون نے گردن زدنی کا حکم صادر کر دیا۔

علی بن ہشام کا قتل

اسی سنہ میں خلیفہ مامون کو علی بن ہشام سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اس کے مال و اسباب اور اسلحہ کے ضبط کر لینے پر مامور کیا علی بن ہشام نے یہ خبر پاکر عجیف کو قتل کر کے بابک کے پاس چلے جانے کا قصد کیا مگر اس میں کامیاب نہ ہونے پایا۔ عجیف نے اس کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں پیش کر دیا خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اس کا سر شام، عراق، خراسان اور مصر میں نیزہ پر رکھ کر پھرا کر دریا میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں غسان بن عباد سندھ سے معہ بشر بن داؤد کے وارد بغداد ہوا اور خلیفہ مامون نے عمران بن موسیٰ علی کو سندھ کی گورنری مرحمت فرمائی۔

جعفر بن داؤد کی گرفتاری و قتل

جعفر بن داؤد قمی جیل مصر سے قم کی جانب بھاگ گیا اور قم پہنچ کر نائرہ بغاوت بلند کر دیا یہ اسی زمانہ سے جیل مصر میں مقید تھا۔ جب کہ خلیفہ مامون نے اس کو حکومت قم سے معزول کیا تھا مگر علی بن عیسیٰ قمی کی حُسنِ تدبیر سے بہت جلد گرفتار

ہو کر دار الخلافت میں بھیج دیا گیا خلیفہ مامون نے قتل کا حکم دیدیا۔

بیرونی مہمات

سنہ ۲۰۵ھ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جبکہ وہ سات برس چھ مہینے حکومت کر چکا تھا قتل کر ڈالا اور میخائیل ابن جرجیس معزول بادشاہ کو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھایا نو برس تک اس نے اُن پر حکومت کر کے سنہ ۲۱۵ھ میں انتقال کیا اس کے مرنے پر اس کا لڑکا نوفل تخت نشین ہوا۔ سنہ ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرداذ بہ والی طبرستان نے بلاذر اور شیرز بلاد دیلم سے اور جبال طبرستان کو فتح کیا اور شہریار بن شروین جبال طبرستان سے باہر کر دیا گیا اور مازیار بن قارن بقصد حاضری دربار خلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا اور ابو لیلیٰ نے والی دیلم کو گرفتار کر لیا۔

بابک خرمی کا ظہور

اسی سنہ میں بابک خرمی جاویدانیہ میں ظاہر ہوا یہ جاویدان بن سہل کے ہمراہیوں میں سے تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جاویدان کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے جاویدان کے معنی دائم و باقی کے ہیں اور خرم کے معنی شادمانی کے ہیں یہ فرقہ[1] معتقدات مجوس کا معتقد تھا۔

ابو بلال کا خروج

سنہ ۲۱۴ھ میں ابو بلال صابی شاری نے خروج کیا۔ خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو مع ایک گروہ سپہ سالاران کار آزمودہ کے اس کی سرکوبی پر متعین فرمایا لڑائیاں ہوئیں ابو بلال انھیں لڑائیوں میں مارا گیا۔ محرم سنہ ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچازاد بھائی) کو اپنا قایم مقام بنا کر لشکر صایفہ کے ساتھ بہ غرض جہاد بلاد روم میں داخل ہوا ساتھ ہی اس کے اس کو سواد، حلوان اور دجلہ کی گورنری بھی مرحمت فرمائی۔

محمد بن علی رضا کی آمد

جس وقت خلیفہ مامون مقام تکریت میں پہنچا محمد بن علی رضا ملنے کو آئے خلیفہ مامون نے خوشنودی مزاج کی خلعت مرحمت فرمائی اور اپنی بیٹی ام فضل سے (نکاح کے تیرھویں برس) خلوت صحیحہ کرادی اس کے بعد محمد بن علی رضا معہ اپنے اہل و عیال کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہوئے۔

بازنطینی جنگیں

خلیفہ مامون موصل کے راستے منبج گیا اور منبج سے رابق پھر انطاکیہ بعد ازاں مصیصہ و طرسوس ہوتا ہوا بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو بہ زور تیغ فتح کر کے اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ یہ قلعہ بہ صلح و امان فتح کیا گیا۔ بہرکیف اس سے پیشتر اسی طرح قلعہ ماجد پر اپنی کامیابی کا پھریرا اُڑایا اور انھیں دنوں اشناس کو قلعہ سندس کی جانب اور عجیف و جعفر کو قلعہ سنان کی طرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ والیان قلعہ سندس و سنان نے اطاعت

---

[1] اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب عنصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے۔ اور ماں، بہن، اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے اسی اعتبار سے اس مذہب کو دین فرح کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۔

قبول کرلی اور اس کا بیٹا عباس شہر ملطیہ میں بقصد جہاد داخل ہوا اور معتصم مصر سے مراجعت کرکے موصل میں پہنچنے سے پہلے خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی عین میں اس کا بیٹا عباس آملا۔ خلیفہ مامون نے بلاد روم سے واپس ہوکر دمشق کی جانب کوچ کیا۔

فتوحات

پھر رومیوں نے خلیفہ مامون کے مراجعت کرنے کے بعد اپنی قوت کو سنبھالا اور اطراف وجوانب سے فوجیں مرتب و مہیا کرکے طرسوس و مصیصہ پر حملہ کردیا۔ اہل طرسوس و مصیصہ مصالحت کے خیال میں بے خبر بیٹھے ہوئے تھے۔ نہایت بے رحمی سے قتل و غارت کئے گئے۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ والی روم نے اس جوش کامیابی میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا تو اس کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ دیا خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور غصہ سے آنکھیں سرخ ہوگئیں، پورا خط بھی نہ پڑھا اور بجائے جواب لکھنے کے خود ہی ٹوٹ پڑا بلاد روم میں اس کی مراجعت سے ایک ہل چل سی پڑ گئی متعدد قلعے جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے بہ زور تیغ فتح کرتا ہوا ہر قلعہ پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہل قلعہ مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر میں مجبور ہوکر امان کے خواستگار ہوئے اور مصالحت کے ساتھ قلعہ سپرد کردیا۔ اسی زمانہ میں معتصم نے بھی جو بلاد روم میں دوسری جانب جنگ کررہا تھا تیس قلعات فتح کئے ازانجملہ ایک مطمورہ ہے تیسری طرف یحییٰ بن اکثم معروف جدال و قتال تھا اس نے بھی اس جہاد میں بہت بڑا حصہ نیک نامی اور کامیابی کا حاصل کیا لشکر روم کے بہت سے شہروں کو ویران اور ہزاروں گھروں کو بے چراغ کرکے سیکڑوں قیدی پکڑ لایا۔ والی روم نے تنگ آکر اپنی گستاخی کی معافی چاہی خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو مراجعت کا حکم دیدیا واپس ہوکر کیسوم آیا دو روز قیام کرکے دمشق کی جانب کوچ کیا (یہ واقعات ۲۱۶ھ کے ہیں)

رومیوں کی بدعہدی

اس کے بعد ۲۱۷ھ میں رومیوں کی بدعہدی اور ناز یبا حرکات سے خلیفہ مامون نے بلاد روم کی طرف بقصد جہاد قدم بڑھائے اور قلعہ لؤلؤہ پر پہنچ کر محاصرہ کرلیا تین مہینے دس یوم کے محاصرہ کے بعد عجیف کو حصار پر چھوڑ کر واپس آیا توفل والی روم نے یہ خبر پاکر عجیف کو جاکر گھیر لیا خلیفہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کو روانہ کیا توفل یہ سن کر کوچ کرگیا اہل قلعہ لؤلؤہ نے امان کی اور توفل نے مصالحت کی درخواست کی جو منظور نہ کی گئی اور یہ سنہ انھیں لڑائیوں میں تمام ہوگیا۔ خلیفہ مامون ان دنوں سلوقین میں تھا۔

طوانہ کی تعمیر

شروع ۲۱۸ھ میں پھر بلاد روم کی جانب جہاد کرتا ہوا لوٹا۔ اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر مامور کیا چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک مربع میل میں آباد کیا۔ چار کوس کی شہر پناہ بنوائی۔ چاروں سمت ایک ایک دروازہ رکھا اور تکمیل تعمیر کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لاکر آباد کیا۔

وفات

۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون نہر بربروں پر پہنچ کر علیل ہوا۔ یوماً فیوماً مرض بڑھتا گیا اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرسوس میں پہنچ کر جاں بحق تسلیم کر دی، یہ واقعہ اس کی خلافت کے بیسویں برس کا ہے۔ (۱)

مامون اور مسئلہ خلق قرآن

(۱) خلیفہ مامون کی کنیت ابو العباس اور نام عبداللہ تھا پندرہ ربیع الاول ۱۷۰ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال ہوا اور اس کا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہوا بطن مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا۔ عالم طفلی ہی میں کل علوم کی تکمیل کر لی تھی۔ اس نے ہشیم، عباد بن عوام، یوسف بن عطیہ، ابو معاویہ ضریر، اسمٰعیل بن علیہ، اور حجاج اعور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم، جعفر بن ابی عثمان طیالسی اور امیر عبداللہ بن طاہر نے روایت کی ہے۔ فقہ و علوم عربیہ اور ایام الناس کا بہت بڑا عالم تھا۔ بڑے ہونے پر علوم فلسفہ کی جانب متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی دست گاہ حاصل کر لی آخر اسی کم بخت فلسفہ کی بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔ ۲۱۲ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قضاۃ، علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتا اس کو سزا دی جاتی، جیل کی مصیبتیں جھیلتا، درے لگتے شہر بدر کیا جاتا غرض اس کی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا۔ امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے۔ انہوں نے بھی قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے اس قدر درے لگوائے کہ ہوش و حواس جاتے رہے۔ تمام بدن زخموں سے چور چور ہو گیا اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھیج دیا۔ اڑتالیس برس کی عمر پائی۔ بیس برس پانچ مہینے تیئیس یوم خلافت کی باستثنا اس دو برس کے جبکہ مکہ معظمہ میں اس کی بیعت کی گئی تھی اور اس کا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور تھا۔

خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ معاویہ عمرو بن العاص کی وجہ سے، عبدالملک حجاج کے سبب سے اور میں بذاتہ مشہور ہوا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ ایک فاتح ایک درمیانی ایک خاتم ہوا ہے۔ فاتح تو سفاح خلیفہ اول کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا اس کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت معتضد ہے۔ خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ و جلال کا تھا۔ جواد، کریم، عالم، علم دوست اور شجاع تھا۔ خاندان برامکہ کو اسی نے اپنے عہد خلافت میں ذلت و رسوائی سے نجات دی اور عزت افزائی کی مگر فضل و جعفر کے نہ ہونے سے ناموری نہ پیدا ہوئی۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۷۶ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸ و فوات الوفیات جلد اول صفحہ ۲۳۹۔

باب ۹

ابو اسحٰق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

معتصم باللہ کی بیعت

مامون کا ولی عہد اس کا بھائی معتصم تھا۔ کنیت اس کی ابو اسحاق تھی اور نام محمد تھا خلیفہ مامون کے مرنے پر معتصم کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ یہ واقعہ پندرہ رجب ۲۱۸ھ کا ہے۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ عباس بن مامون کو مسند خلافت پر متمکن کیا جائے خلیفہ معتصم نے[*] اسی وقت طوانہ کے مسمار و ویران کرنے کا حکم صادر کیا۔ سامان و اسباب جس قدر اٹھا سکے اٹھا لائے باقی کو جلا دیا اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس آگئے۔

محمد بن قاسم کا خروج

محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسینؓ مدینہ منورہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے عابد، زاہد اور نیک سیرت تھے خراسان کا ایک شیطان بصورت انسان ان کے پاس آکر رہنے لگا اس نے یہ خیال مستحکم کر دیا کہ "آپ مستحق امامت ہیں" اور جو لوگ خراسان سے حج کرنے کے لئے آتے وہ اس کی تحریک و ترغیب سے آپ کی بیعت کر لیتے تھے۔ ایک مدت اسی حالت سے گذری جب خراسان کے معتقدین کی کثرت ہوئی تو محمد بن قاسم معہ اس خراسانی شیطان کے جوزجان گئے اور مصلحتاً چند دونوں روپوش رہے مگر یہ در پردہ لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور رؤسا، و امراء کو آپ سے ملاتا رہتا تھوڑے دنوں بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو خروج کرنے کی رائے دی اور لوگوں کو علانیہ رضا من آل محمد کی شیعوں کی طرح دعوت دینے لگا۔

محمد بن قاسم کی گرفتاری و فرار

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خراسان کے نامی سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے اس طوفان کو روکنے کی طرف توجہ کی اطراف طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کو شکست ہی اٹھانا پڑی آخر کار تن تنہا میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگے نسا پہنچے کسی نے والی نسا سے آپ کے آنے کی مخبری کر دی والی نسا نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرہ ربیع الاول ۲۱۹ھ کو دارالخلافہ بغداد خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے مسرور الکبیر خادم کے زیر نگرانی قید کر دیا۔ سال پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سنہ کے شب عید الفطر میں جیل سے نکل کر بھاگ گئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

[*] خلیفہ معتصم نے عباس بن مامون کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ عباس نے حاضر ہو کر خلیفہ معتصم کی بیعت کر لی تب عسکر کا شور و غل فرو ہو گیا۔

زط کی شورش

زط ایک گروہ عوام الناس کا تھا جنھوں نے بصرہ پر قبضہ کرلیا تھا وہ دن دہاڑے مسافروں اور تجار کو لوٹ لیتے اور قرب دجار کے قصبات و دیہات کو ویران کردیتے تھے محمد بن عثمان ان کا سردار اور سماق نامی ایک شخص ان کے کاموں کا منتظم تھا خلیفہ معتصم نے اسی ۲۱۹ھ کی ماہ جمادی الآخرہ میں عجیف بن عنبسہ کو اس ناہنجار گروہ سے جنگ پر مامور فرمایا چنانچہ عجیف واسط سے ایک لشکر عظیم الشان مرتب کرکے زط کے مقابلہ پر پہنچا پہلے ہی معرکہ میں تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچ سو کو گرفتار کیا۔ اور مقتولوں کے سروں کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ اس کے بعد سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ معرکہ آرائیوں میں مصروف رہا زط نے مجبور ہوکر ماہ ذیحجہ سنہ مذکور میں امان کی درخواست کی اور سب کے سب جو بغداد میں مع عورتوں اور بچوں کے سترہ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ آور تھے حاضر ہوگئے عجیف ان سب کو اسی ہیئت وصورت سے جس طرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے کشتیوں پر سوار کرا کر یوم عاشورا ۲۲۰ھ میں داخل بغداد ہوا خلیفہ معتصم ان کو دیکھنے ایک کشتی پر سوار ہوکر شماسہ کی جانب آیا اور معائنہ کے بعد عین زربہ کی طرف جلا وطن کردیا رومیوں نے موقع پاکر ان پر شبخون مارا ایک بھی ان میں سے جاں بر نہ ہوا۔

تعمیر سامرا

خلیفہ معتصم نے اپنے عہد خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو جمع کرکے مطاربہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند، اشر وسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کرکے فراغنہ کا لقب دیا تھا یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہوکر بازار اور عام گذرگاہوں میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے اکثر بچے، بوڑھے اور عورتیں ان سے چوٹ کھا جاتی تھیں عام باشندگان بغداد کو اس سے تکلیف ہونے لگی جس وقت ان میں سے کوئی تن تنہا کہیں مل جاتا تو اہل بغداد اس کو مار دیتے مگر اس پر بھی ان کی تشفی نہ ہوئی واویلا کا شور مچانے لگے وقت بے وقت معتصم کے کانوں تک یہ آواز پہنچنے لگی اس نے رفاہ عام کے طور پر قاطون تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لے جاکر آباد کرنے کا قصد کرلیا یہ وہ شہر ہے کہ جس کی خلیفہ رشید نے بنا ڈالی تھی لیکن اتفاق سے اس کی تعمیر تکمیل کو نہ پہنچی فصیلیں اور شہر پناہ کی دیواریں مسمار وخراب ہوگئیں خلیفہ معتصم اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بناکر قاطون آیا اور دوبارہ تعمیر کی بنا ڈالی۔ چنانچہ ۲۲۱ھ میں سلسلۂ تعمیر تکمیل کو پہنچا کر سر من رائے کے نام سے موسوم کیا۔ عوام الناس اسے کثرت استعمال سے سامرا کہنے لگے اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دارالحکومت قرار پایا۔

فضل بن مروان کا زوال

یحیی جرمقانی خلیفہ معتصم کا زمانہ ولیعہدی میں سکرٹری تھا اس کے پاس ایک شخص فضل بن مروان بردانی رہتا تھا چونکہ اس کا خط صاف تھا۔ یحیی جرمقانی اسی سے خطوط لکھایا کرتا اور منشی کا کام لیتا تھا اتفاق سے یحیی جرمقانی مرگیا تو معتصم نے فضل بن مروان کو اپنے سکرٹری کا عہدہ عنایت کیا اور اپنے ہمراہ شام اور مصر لے گیا اس کے کچھ عرصہ بعد جب معتصم تخت نشین ہوا تو فضل بن مروان کے اختیارات بہت وسیع ہوگئے۔ ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا۔ قلمدان وزارت کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان وخزانہ کا بھی افسر ہوگیا شامت آئی تو اس خیال سے کہ میں

خلیفہ معتصم کے ناک کا بال ہو گیا ہوں" اکثر انعامات اور صلے دینے میں خلیفہ معتصم کے حکم کی تعمیل سے گریز کرنے لگا۔ حاضرین دربار نے خلیفہ معتصم کے کان بھرنا شروع کر دیئے۔ وقت بے وقت جب موقع مل جاتا فضل کے حق میں دو چار کلمے برائی کے کہہ گذرتے اور اس امر کو بھی مناسب موقع پر ظاہر کر دینے لگے کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا معتصم کو اس سے ایک خاص خیال پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۲۰ھ میں حساب فہمی کے بعد اس کو مع اُس کے اہل و عیال کے حراست میں لے لیا اور بجائے اس کے محمد بن عبدالملک بن الزیات کو مقرر فرمایا پھر تھوڑے دنوں بعد فضل کو جیل سے نکلوا کر موصل کے کسی گاؤں کی جانب جلا وطن کر دیا۔

بابک خرمی کا استیصال

بابک خرمی کے حالات اور ۲۰۱ھ میں اس کے خروج و ظہور کے واقعات اور یہ کہ یہ جاویدان بن سہل کا پیرو ہے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس نے شہر بذ کو اپنا ملجا و مسکن بنا رکھا تھا خلیفہ مامون نے اپنے عہد خلافت میں جس قدر فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں سب کو اس نے نیچا دکھایا بہت سے سپہ سالاران لشکر کو قتل کر ڈالا اور اکثر قلعات کو جو اردبیل اور آذربائیجان کے مابین تھے ویران و مسمار کر دیا۔ جب خلیفہ معتصم تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس مہم پر ابو سعید محمد بن یوسف کو مامور کیا چنانچہ ابو سعید نے حسب حکم خلیفہ معتصم اُن قلعات کو جن کو بابک خرمی نے ویران و مسمار کر دیا تھا از سر نو تعمیر کرایا۔ فوج، آلات حرب اور غلہ کی کافی مقدار ذخیرہ کر کے قلعہ کو مضبوط و مستحکم کیا اس اثناء میں بابک خرمی کے کسی دستے نے ان بلاد پر شبخون مارا ابو سعید نے اُس کا تعاقب کیا اور نہایت مستعدی سے جو کچھ کہ وہ لوٹ کر لے گیا تھا اس سے چھین لیا بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اکثر کو گرفتار کر لیا۔ مقتولوں کے سروں اور قیدیوں کو ایک عرض داشت کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ پہلی شکست تھی جو کہ بابک خرمی کے ہمراہیوں کو نصیب ہوئی؛

بابکی سالار کی گرفتاری

دوسری شکست محمد بن البعیث کے ذریعہ سے ہوئی۔ یہ آذربائیجان کے ایک قلعہ میں جس کو اس نے ابن داؤد سے لے لیا تھا رہتا تھا۔ اور بابک خرمی کا معین و مددگار تھا اور اس کی فوجوں کے لئے رسد و رسانی کا کام دیتا تھا اتفاق سے واقعہ مذکورہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گذرا۔ حسب عادت قدیمہ محمد بن بعیث نے دعوت کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا رات کے وقت حالت غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے بلاد اور قلعات کے اسرار دریافت کئے۔ عصمت نے رہائی کی امید پر عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کی گورنری مرحمت فرما کر جنگ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین کی سالاری

افشین نے میدان کارزار میں پہنچ کر پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطرات سے پاک و صاف کرنے کی غرض سے تھوڑی دور پر چوکیاں

بٹھائیں اور کارآزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالاروں کو پہرولی پر متعین کیا جو شب و روز اردبیل سے اس کے لشکرگاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد و غلہ اور کل سامان کو بحفاظت تمام لشکرگاہ تک پہنچایا کرتے اور جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس مل جاتا تو افشین اس سے بابک کے اخلاق برتاؤ اور احسانات کے بارے میں دریافت کرتا اور اس سے وہ چند اُن لوگوں کو مرحمت کر کے رہا کر دیتا۔

بغا الکبیر کی کمک

اس کے بعد خلیفہ معتصم نے بغا الکبیر کو مع کثیر التعداد فوج اور مال و اسباب کے افشین کی کمک پر روانہ کیا بابک یہ سن کر بغا الکبیر پر شب خون مارنے کے لئے تیار ہو گیا جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی افشین نے بغا الکبیر کو لکھ بھیجا کہ تم قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آؤ اور قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد مع اپنے ہمراہیوں کے بعرار دبیل واپس چلے جاؤ بغا الکبیر نے ایسا ہی کیا۔ بابک یہ خبر پاکر کہ بغا الکبیر کا قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے شب خون مارنے کے قصد سے اپنے چنے ہوئے ہمراہیوں کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا افشین چپکے سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا نکل کر اردبیل کی طرف چلا گیا اور بہ حفاظت تمام بغا کو مع مال و اسباب کے ابوسعید کے مورچہ میں لا کر ٹھہرایا۔

افشین کا حملہ

اس اثناء میں بابک قافلہ تک پہنچ گیا قافلہ کے ہمراہ والی قلعہ نہر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے تو مڈبھیڑ نہ ہوئی والی قلعہ نہر سامنے پڑ گیا لڑائی ہونے لگی بابک کے ہمراہیوں نے اُن لشکریوں کو جو قافلہ کے ہمراہ تھے تہ تیغ کر کے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا اتفاق یہ کہ اثنائے راہ میں افشین کے سپہ سالاروں میں سے ہیثم نامی ایک سپہ سالار سے دوچار ہو گیا بابک نے اُس کو بھی شکست دیدی ہیثم ایک قلعہ میں جا کر چھپ رہا بابک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں افشین اپنا لشکر لئے ہوئے آپہنچا اور دفعتہ بابک کے لشکر پر حملہ کر دیا بابک کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا۔ کمال بے سر و سامانی سے بھاگ کھڑا ہوا لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ میں کام آگیا۔ بابک معدودے چند آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کر موقان پہنچا۔ اور اپنے بقیہ لشکر کو موقان میں طلب کر لیا۔

بذ کا معرکہ

دو چار روز قیام کر کے موقان سے روانہ ہو کر مقام بذ میں آ اُترا افشین اس کامیابی کے بعد اپنے لشکرگاہ برزند میں آیا۔ لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور بابک کو شکست دینے کی تدبیریں سوچنے لگا یہ اسی خیال میں تھا کہ بابک نے اپنی حکمت عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا۔ رسد و غلہ کا آنا موقوف ہو گیا افشین کا لشکر رسد کے نہ آنے سے بھوکوں مرنے لگا افشین نے والی مراغہ سے رسد طلب کی لیکن بدقسمتی سے اثنائے راہ میں بابک کے لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بغا الکبیر یہ خبر پاکر مع اس سامان و مال کے جو اس کے پاس تھا ایک کے ہاتھوں سے بچا کر افشین کے لشکرگاہ میں آیا اور لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو بابک کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قلعہ بذ سے چھ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر مورچے قایم کئے اور بغا الکبیر نے قریہ بذ میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی اور ایک خونریز جنگ کے بعد اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اس معرکہ کی نذر کر کے محمد بن حمید سپہ سالار کے مورچہ میں واپس آیا۔ افشین

لئے اس کے امداد طلب کرے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اصابی جوشن اور جناح الاعور کو (جو حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں روز فلاں وقت بابک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں بھی اسی دن اور اسی وقت مقررہ پر اس سمت سے حملہ آور ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے شدت سرما اور بارش کی وجہ سے وقت اور یوم مقررہ پر حملہ نہ کیا اور افشین نے تیاری کر کے حملہ کر دیا بابک کا لشکر جو اس کے مقابلہ پر تھا تاب نہ لا سکا پیچھے ہٹا افشین نے بڑھ کر اس کے مورچہ پر قبضہ کر لیا۔

شبخون

اگلے دن بغا وغیرہ شدت سرما و بارش سے تنگ آ کر کسی راہبر کے رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کے لشکر گاہ کے قریب تھی۔ یہاں پر بھی ان کو اسی سرما اور بارش سے سابقہ پڑا مزید برآں یہ ہوا کہ برف بھی پڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دیدیا۔ دو روز تک اسی حالت میں مبتلا رہے ادھر بابک نے موقع پا کر افشین کے لشکر پر شبخون مارا اور لڑ کر پیچھے ہٹا دیا۔ ادھر بغا کے رکاب کی فوج نے رسد و غلہ کے ختم ہونے کی وجہ سے شور و غوغا مچایا۔ بغا نے مجبور ہو کر بقصد قلعہ بذ ویز افشین کا حال دریافت کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ کچھ دور نکل آنے پر افشین کا حال معلوم ہوا بابک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی جانب لوٹا اور بوجہ تنگی راہ و کثرت فوج دوسری راہ اختیار کی بابک کے پٹرول نے تعاقب کیا بغا کے ہمراہیوں نے ان کی جانب مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ نہایت تیزی سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے اس اثناء میں رات آ گئی۔ بغا نے مال و اسباب کی حفاظت کے خیال سے دامن کوہ میں پڑاؤ کیا اور چاروں طرف لوگوں کو پہرہ پر مقرر کیا سب کے سب تھکے تو تھے ہی سو گئے۔ بابک نے موقع پا کر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ بغا معہ اپنے ہمراہیوں کے خندق اول میں چلا آیا جو اسفل کوہ میں تھا۔

طرہ خان کا قتل

طرہ خان بابک خرمی کا ایک نامور سپہ سالار تھا بابک کی اجازت سے مراغہ کے ایک قریہ میں ایام سرما گزارنے کو چلا آیا تھا افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا۔ طرہ خان کی گرفتاری کو لکھ بھیجا۔ سپہ سالار مراغہ نے شب کے وقت طرہ خان کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور قتل کر کے اس کا سر افشین کے پاس بھیج دیا۔

جعفر خیاط کی کمک

انہیں واقعات پر ۲۲۱ھ ختم ہو جاتا ہے اور ۲۲۲ھ کا دور شروع ہوتا ہے خلیفہ معتصم نے جعفر خیاط کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے افشین کی کمک پر روانہ کیا اور ایتاخ کی معرفت تیس لاکھ درہم فوج کے مصارف کے لئے بھیجے اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت بڑھ گئی اوائل فصل ربیع میں بقصد جنگ بابک کوچ کر دیا رود کلال پر پہنچ کر خندق کھودی مورچے قائم کئے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جس کا نام اذین ہے اسی مورچہ کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اپنے اہل و عیال کو اس نے کسی پہاڑی قلعہ پر بھیج دیا ہے۔

اذین کی پسپائی

افشین نے اپنے ایک سپہ سالار کو معہ ایک دستہ فوج کے اذین کے اہل و عیال کو گرفتار کر لانے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی اذین کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی ان کی روک ٹوک کرنے کے

لے سوار ہو کر نکلا اثنائے راہ میں ملاقات ہو گئی فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کیا جو پہلے سے مختلف بلند مقامات پر سیاہ جھنڈیاں لیے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھنا تو انھیں جھنڈیوں کے ذریعہ سے اطلاع دینا۔ افشین نے فوراً ایک گروہ کو ان کی کمک پر روانہ کیا اس گروہ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس جاتے رہے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور افشین کے ہمراہی مع اذین کی بقیہ عورتوں کے واپس آ گئے۔

افشین کی مشکلات

اس واقعہ کے بعد افشین آہستہ آہستہ قلعہ بذ کی طرف بڑھنے لگا۔ رات کے وقت لوگوں کو پہرہ پر مقرر کرتا اور خود بھی شب کے وقت بابک کے خوف سے پیترول کے ساتھ گشت کرنے کو نکلتا اگرچہ لشکری شب کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے مگر امیر لشکر کے حکم کی تعمیل نہایت خوش دلی سے کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ قلعہ بذ کے روبرو ایسے مقام پر پہنچے جہاں کہ قدرتی طور سے تین پہاڑیاں ایک دوسرے سے متصل واقع ہوئی تھیں اور ان تینوں پہاڑیوں کے درمیان میں ایک وسیع میدان تھا افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں معہ غلہ اور جملہ اسباب ضروری کے ٹھہرایا اور تمام راستوں کو ایک راستہ کے سوا پتھروں سے چن دیا۔ انھیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی پڑا ہوا تھا افشین روزانہ غلس میں نماز صبح ادا کر کے نقارہ بجواتا لشکری اس نقارہ کی آواز سن کر تیار ہو جاتے افشین جب تک مصروف جدال و قتال رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ کا روکنا مقصود ہوتا نقارہ کا بجانا بند کرا دیتا۔ غرض لشکری نقارہ کی آواز پر کام کرتے تھے اور جب اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا تو درہ کوہ پر ایک لشکر متعین کر جاتا جو اس قدرتی قلعہ کی محافظت کرتا جس کو اس نے اپنی ضرورت کے لیے بنا لیا تھا اور بابک یہ انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ آور ہوتا وہ چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے نیچے کمین گاہ میں بٹھا دیتا۔ افشین نے ہرچند اس کی تلاش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔

اکثر اوقات ابو سعید جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام کو تین تین دستہ فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ کرتا کہ یکے بعد دیگرے میدان کارزار میں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا لڑائی کا منظر دیکھتا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محل سرائے بھی دکھائی دیتا تھا۔ ہمیشہ بابک ان کے مقابلہ پر معدودے چند آدمیوں کو لے کر آتا اور باقی فوج کمین گاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے گلچھرے اڑاتے گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین یہ منظر دیکھتا رہتا۔ بعد ادائے ظہر اپنی خندق میں واپس آتا اس کے واپس ہوتے ہی یکے بعد دیگرے اس کی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آ جاتی تھیں۔

جعفر خیاط کا حملہ

بابک کا گروہ اس طویل جنگ سے گھبرا گیا۔ ایک روز حسب دستور افشین کا لشکر واپس ہوا اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کر بذ سے نکل پڑا جعفر نے بڑھ کر حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو پکارا۔ افشین کا لشکر لوٹ پڑا۔ لڑائی پھر دوبارہ چھڑ

گئی۔ جعفر کے ہمراہیوں میں سے ابودلف کے ساتھ ایک گروہ رضاکار (والنٹیرز) کا تھا ان لوگوں نے بلا حکم افشین بابک پر اس زور و شور کا حملہ کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کر قلعہ پر چڑھ جائیں گے۔ جعفر نے میدان کارزار سے افشین سے پانچ سو تیر اندازوں کی امداد طلب کی افشین نے کہلا بھیجا کہ تم امدادی فوج کا انتظار نہ کرو جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ بہ حکمت عملی واپس چلے آؤ۔ جنگ کا نقشہ خطرناک ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں (رضاکار) حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہنچ گئے۔ فریقین کے شور و غل سے میدان جنگ گونج رہا تھا۔ بابک کے اُن لشکریوں نے جو کمیں گاہ میں تھے یہ سمجھ کر کہ قلعہ تک فریق مخالف پہنچ گیا۔ کمیں گاہ سے نکل آئے۔ افشین پر اس قلعہ کا راز اور کمیں گاہ کا حال منکشف ہو گیا۔ لڑائی طویل ہو گئی تھی۔ فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور آفتاب بھی گوشہ مغرب میں پہنچ گیا تھا۔ جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچہ کی طرف واپس ہوا۔ مغرب کے وقت تک لڑائی بالکل بند ہو گئی اور دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ پر آ کے کمریں کھولیں۔ جعفر ہاتھ منہ دھو کر افشین کے پاس گیا۔ افشین نے عدول حکمی اور خلاف مرضی جنگ کرنے سے ناراضگی ظاہر کی جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے پر اظہار ملال کیا غرض دونوں نے معقول وجوہات بتلائیں تو صفائی ہو گئی۔

افشین اور رضاکاروں میں بحث

اس کے بعد رضاکاروں نے خرچ کی کمی و رسد کی شکایت کی افشین نے جواب دیا جو شخص اس کمی مصارف اور گرسنگی کی تکالیف پر صبر کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے امیر المومنین کے لشکر میں بفضلہ تعالیٰ جنگ آوروں کی کمی نہیں ہے۔" رضاکار یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ ہم تو قلعہ بذ کو بات ہی بات میں فتح کر لیتے مگر امیر لشکر ناحق ہم لوگوں کو ثواب جہاد سے محروم کرتا ہے اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نتیجہ دکھلا دیں" افشین کے کان تک یہ باتیں پہنچ گئیں۔ رضاکاروں کو طلب کر کے تسلی دی جنگ کا حکم دیا" اور جس وقت ان لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اُسی وقت خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کیا۔ مال، اسباب، خوراک، پانی اور آلات حرب خاطر خواہ اُن لوگوں کو دیا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا لانے کے لئے خچروں پر محملیں رکھوا دیں اور جعفر کو اُسی مورچہ کی طرف بڑھنے کو کہا جہاں تک کل بڑھ گیا تھا۔

جعفر و بابک خرمی میں معرکہ

اگلے دن جعفر نے تیر اندازوں، نفاطوں اور نامی نامی جنگ آوروں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور رضاکاروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے میدان جنگ میں آیا بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیر باری شروع کی جعفر کے رکاب کی فوج خود کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہنچ گئی اور جعفر کمال مردانگی و استقلال سے دروازہ بذ پر پہنچ کر لڑنے لگا۔ لڑتے لڑتے دوپہر ڈھل گئی۔ افشین نے حسب ضرورت ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کو توڑنے کی غرض سے مزدوروں کو مع پھاوڑے اور کدالوں کے جعفر کے پاس بھیجا۔ اس اثناء میں بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور رضاکار کو اپنے تیز و دو حملہ سے قلعہ بذ

کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیا۔ لشکر جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر رضا کاروں کو قلعہ کی فصیل سے پسپا کر دیتا تھا اور کسی وقت رضا کار بابک کے لشکر کو لڑ کر قلعہ کے اندر داخل کر دیتا تھا۔ غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان میں آفتاب عالم تاب کو چھپا لیا افشین نے اپنے لشکر کو میدان جنگ سے مراجعت کا حکم دیا آخر دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ میں آ گئے۔ لطف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے ناامیدی سی ہو گئی۔ اکثر رضا کار اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

آذین کی پسپائی دو ہفتہ بعد افشین نے پھر جنگ کی تیاری کی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اس پہاڑی کی جانب روانہ کیا جو قلعہ بذ کی قریب تھی اور جس کے دامن میں بابک کا نامی سپہ سالار آذین صف آرائی کرتا تھا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت جعفر کو بذ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھنا، تیر باری کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا۔ دوسرے حصہ کو اس ٹیلہ کے نیچے کمین گاہ میں چھپا رکھا جس کی چوٹی پر بابک کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھے تھے تیسرے حصہ کو محافظت کی غرض سے لشکر گاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح و مرتب کر کے صبح ہوتے ہی سوار ہو کر اس مورچہ کی طرف آیا جہاں پر حسب عادت گذشتہ لڑائیوں میں ٹھہرتا تھا۔ جعفر خیاط چند نامی سپہ سالاروں کے ہمراہ اس پہاڑی کی طرف بڑھا جس کے دامن میں آذین سپہ سالار بابک نے صف آرائی کی تھی آذین نے جعفر کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیر باری شروع کی۔ ادھر سے جعفر کے ہمراہیوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ادھر سے ان تیر اندازوں نے تیروں کا مینہ آذین پر برسانا شروع کیا جو نصف شب سے اس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آذین کے ہمراہی اس دو طرفہ مار سے گھبرا گئے اور وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلہ کے نیچے سے دوسری کمین گاہ والوں نے خارا شگاف تیروں سے استقبال کیا۔

قلعہ بذ پر قبضہ بابک نے عنوان جنگ بگڑا ہوا دیکھ کر افشین سے یہ درخواست کی کہ مجھے اس قدر جنگ سے مہلت دیجئے کہ میں اپنے اہل و عیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دوں بعد ازاں قلعہ بذ کی کنجیاں میں آپ کے حوالہ کر دوں گا ہنوز یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی کہ عساکر اسلامیہ نے قلعہ بذ پر قبضہ کر لیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کے بلند میناروں پر امیری کامیابی کا پھریرا اڑا دیا گیا۔ افشین سجدہ شکر ادا کر کے قلعہ بذ میں داخل ہوا اور بابک کے محل سراؤں میں آگ لگا دی جس قدر اس کے لشکری سامنے آئے قتل کر ڈالے گئے، عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر قریب مغرب اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس کی مراجعت کے بعد بابک نے اپنے اہل و عیال کو دوسرے مقام میں منتقل کر دیا اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکا اٹھا لے گیا۔ اس کے دوسرے دن پھر افشین قلعہ بذ کے ملاحظہ کے لئے آیا۔ پہلے روز کی آتش زدگی سے جو مکانات شاہی بچ گئے تھے ان کو بھی جلوا دیا اور ملوک ارمنیہ اور ان کے بطریقوں کو بابک کے بھاگنے کا حال

تحریر کر کے اس کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ اس کے بعد کسی جاسوس نے آکر یہ خبر دی کہ بابک اس وقت اس وادی میں ہے جس کا ایک کنارہ آذربائیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ ارمینیہ تک پھیلا ہوا ہے افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو بچا لیا۔

بابک کا فرار

اس اثنا میں خلیفہ معتصم نے بابک کو امان دینے کا حکم بھیج دیا۔ افشین نے اس فرمان کو بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو جو اس کی امان کا مدعی تھا حوالہ کر کے بابک کے پاس بھیجا۔ بابک نے اس امان ہی کو منظور نہ کیا۔ بلکہ طیش میں آکر دو ایک آدمیوں کو جو افشین کے لشکر کے تھے قتل کر ڈالا اور اس وادی سے مع اپنے بھائی عبداللہ و معاویہ اور اپنی ماں کے بقصد ارمینیہ نکل کھڑا ہوا اتفاق سے محافظین میں سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اس کی گرفتاری پر متعین کیے گئے تھے اس نے اپنے سردار ابو الساج سے جا کر کہہ دیا۔ ابو الساج نے تعاقب کا حکم دیدیا ایک چشمہ پر جا کر ان لوگوں نے گھیر لیا بابک سوار ہو کر بھاگ گیا مگر اس کی ماں اور اس کا بھائی معاویہ گرفتار ہو کر افشین کے پاس بھیج دیئے گئے۔

بابک کی گرفتاری

اس واقعہ کے بعد بابک جبال ارمینیہ میں جا کر روپوش ہوا۔ جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے زاد راہ ختم ہو گیا تھا ایک شخص کو اپنے ہمراہیوں میں سے کچھ روپیہ دے کر کھانا خرید کرنے کو بھیجا۔ کسی افسر پولیس کی اس شخص پر نظر پڑ گئی' وہ چال ڈھال سے تاڑ گیا۔ سہل بن سنباط کے پاس کہلا بھیجا کہ ایک شخص اس شکل و صورت کا آیا ہے۔ مجھے اس پر شبہ ہوتا ہے کہ وہ بابک کے ہمراہیوں میں سے ہے سہل بن سنباط یہ سن کر دوڑا آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے پاس گیا۔ بابک کا چہرہ اس کو دیکھتے ہی فق ہو گیا۔ سہل بن سنباط بابک کو چاپلوسی سے دم پٹی دے کر اپنے قلعہ میں لایا اور چپکے سے افشین کو اس کی اطلاع کر دی افشین نے دو سپہ سالاروں کو بابک کے گرفتار کرنے پر مامور کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ ابن سنباط کی رائے پر چلنا ذرہ بھر اس کی مخالفت نہ کرنا ابن سنباط نے ان لوگوں کو قلعہ کی ایک جانب چھپا دیا اور بابک کو شکار کھیلنے کے حیلہ سے میدان کی طرف لے چلا۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے موقع پا کر حالت غفلت میں بابک کو گرفتار کر لیا افشین کے پاس لائے ان لوگوں کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سنباط بھی تھا افشین نے بابک کو قید کر دیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں معاویہ بن سہل کو ایک ہزار درہم اور سہل کو ایک لاکھ درہم اور ایک پٹی جواہر نگار مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد افشین کی طلبی پر عیسیٰ بن یوسف بن اسطفانوس والی بلقان نے عبداللہ برادر بابک کو جو ایک مدت سے اس کے پاس پناہ گزین تھا افشین کے پاس بھیج دیا افشین نے بابک کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرض داشت خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دی۔

افشین کی واپسی

خلیفہ معتصم نے مع ان دونوں کے سامرہ تک ہر منزل پر خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق افشین کی کمال عزت و احترام سے استقبال و خاطر مدارات کی۔ اور ایک قاصد خاص خلیفہ کا مع خلعت فاخرہ اور ایک راس عربی گھوڑے کے افشین سے ملتا تھا جس وقت

سامرہ کے قریب پہنچا خلیفہ معتصم کا بیٹا واثق مع سرداران و ارکین سلطنت کے استقبال کی غرض سے سامرہ سے باہر آیا اور کمال توقیر سے قصر مطیرہ میں ٹھیرایا افشین نے اسی قصر میں بابک کو بھی اپنے زیر حراست رکھا خلیفہ معتصم کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی خلعت پہنائی گئی۔ بیس لاکھ درہم بطور صلے کے مرحمت فرمائے اور دس لاکھ درہم اس کے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے یہ واقعہ ماہ صفر ۲۲۳ھ کا ہے۔

بابک کا قتل

اسی زمانہ میں جبکہ بابک قصر مطیرہ میں مقید تھا احمد بن ابی داؤد بابک کو دیکھنے کے لئے آیا تھوڑی دیر تک بہ نظر غور دیکھتا رہا بعد ازاں چند باتیں کر کے واپس گیا۔ اس کے بعد ایک روز خلیفہ معتصم خود تشریف لایا اور سر سے پاؤں تک دیکھ کر لوٹ گیا۔ اگلے دن خلیفہ معتصم نے بار عام میں رونق افروز ہوا لوگوں کو حسب مراتب دربار عام سے قصر مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کرا کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا جس وقت بابک دربار شاہی میں پہنچا خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو ذبح کر ڈالو اس حکم کی ان لوگوں نے کمال تیزی سے تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مامور تھے سر کو خراسان بھیج دیا۔ لاش کو سامرہ میں صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تاکہ اس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا جائے

افشین اس مہم میں بابک کے محاصرہ کے زمانہ میں علاوہ غلہ اور مصارف سفر و قیام کے جس روز میدان جنگ میں جاتا تھا دس ہزار درہم یومیہ خرچ کرتا تھا اور جس دن اپنے مورچے میں رہتا پانچ ہزار۔ بابک نے اس بیس برس کی مدت میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا سپہ سالاروں میں سے یحییٰ بن معاذ، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، احمد بن جنید، زریق بن علی بن صدقہ، محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو شکست دی۔ تین ہزار تین سو آدمی اس کے ہمراہ قید کئے گئے اور سات ہزار چھ سو نفر مسلمان عورتیں اور ان کے بچے اس کے پنجہ غضب سے چھڑائے گئے۔ یہ لوگ ایک احاطہ میں ٹھہرا دیئے گئے جو شخص ان لوگوں میں سے کسی کا والی و وارث ہوتا اس سے شہادت لی جاتی اور ثبوت کے بعد ولایت و وراثت حوالہ کر دیا جاتا۔ اسی معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل و عیال سے سترہ مردوں اور تئیس عورتوں کو گرفتار کیا تھا۔

بازنطینوں سے جنگ

۲۲۳ھ میں توفل بن میخائیل والی روم نے بلاد اسلامیہ کی طرف قدم بڑھائے اور غفلت میں اہل زبطرہ پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اس جرأت و جسارت کی یہ وجہ ہوئی کہ بابک خرمی جس وقت اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بدنصیبی اور بدبختی کے میدان میں چاروں طرف سے گھر گیا اس وقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کی جنگی قوت دو لڑائیوں کی طرف منقسم ہو جائے اور عجب نہیں یہی حیلہ میری جان بری کا ہو توفل بن میخائیل والی روم کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتصم نے میرے مقابلہ پر اپنا تمام لشکر بھیج دیا ہے امراء و افسران فوج کا کیا ذکر ہے اپنے خیاط جعفر بن دینار اور طباخ ایتاخ کو بھی میری مہم پر روانہ کر دیا ہے۔ یہ موقعہ اچھا ہے تم اس کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دو اب کوئی شخص دار الخلافت میں ایسا نہیں باقی رہا جو تمہارے مقابلہ کا قصد بھی کر سکے۔

نوفل کا شبخون

نوفل اس امر سے مطلع ہو کر جامہ سے باہر ہو گیا ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ بلاد اسلامیہ پر حملہ کر دیا اس لشکر میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے پیشتر شکست دی تھی اور وہ اپنی جانیں بچا کر بلاد روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطرہ پر پہنچ کر شبخون مارا مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا حالت غفلت میں ان کو گرفتار کیا قتل کر ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ بعد ازاں ملطیہ کی جانب لوٹا اور اہل ملطیہ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔

ایک ہاشمی خاتون کی فریاد

رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی بہت شاق گذرا کسی نے حاضرین میں سے واقعات زبطرہ و ملطیہ بیان کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ ایک ہاشمیہ عورت کو رومی کشاں کشاں لئے جاتے تھے اور وہ وامعتصماہ وامعتصماہ کہتی جاتی تھی۔ خلیفہ معتصم اس پُر درد قصہ کو سن کر بے قرار ہو گیا۔ لبیک لبیک کہہ کر مسند خلافت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قصر خلافت میں کوچ کی منادی کرا دی۔ گھوڑے پر سوار ہو کر دار العوام کی جانب آیا امراء لشکر کو جمع کر کے قاضی بغداد عبدالرحمٰن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو مع تین سو تیس معززین علماء و صلحاء کے طلب کیا۔ اور اپنے تمام مال و اسباب کی ایک فہرست مکمل تیار کی ایک حصہ اپنے لڑکوں کو، ایک حصہ خادموں کو دیا اور ایک حصہ وقف لوجہ اللہ کیا۔ وستاویز تقسیم کی تکمیل کرا کے اُن لوگوں سے لکھوائی۔ اور لشکر آراستہ و مرتب کرنے کی غرض سے دوسری جمادی الاول ۲۲۳ھ کو غربی دجلہ کی طرف کوچ کر دیا۔ نہایت تھوڑی مدت میں مجاہدین اور شاہی لشکریوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عجیف بن عنبسہ اور عمر فرغانی کو مع ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے اپنی روانگی سے پیشتر اہل زبطرہ کی امداد کو روانہ کیا۔

فتح عموریہ کا قصد

اتفاق سے یہ لوگ زبطرہ میں اُس وقت داخل ہوئے جبکہ رومی اُس کو ویران و تاراج کر کے کوچ کر گئے تھے چار و ناچار خلیفہ کے حکم ثانی کے انتظار میں قیام کر دیا۔ اہل زبطرہ رومیوں کے طوفان بلا کی تیزی فرو ہونے اور عساکر اسلامیہ کے آنے کے بعد رفتہ رفتہ زبطرہ میں آ کر آباد ہونے لگے۔ اس اثناء میں عساکر اسلامی کو بمقابلہ بابک فتح یابی حاصل ہو گئی۔ خلیفہ معتصم نے اپنے مصاحبین سے دریافت فرمایا۔ "رومیوں کے نزدیک کون سا شہر عمدہ اور عالی شان ہے؟" عرض کیا۔ "عموریہ" خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی تیاری کا حکم صادر فرمایا اور کمال تیزی و عجلت سے اس قدر ساز و سامان جنگ اور آلات حرب مہیا کیے کہ اس سے پیشتر کسی جہاد میں نہیں مہیا کیے تھے۔ مقدمۃ الجیش پر اشناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو، میمنہ پر ایتاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مامور کر کے کوچ کر دیا بلاد روم میں داخل ہوا مقام سلوقیہ میں پہنچ کر نہر لسن پر دریا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے یہ مقام طرطوس سے ایک یوم کی مسافت پر واقع تھا۔ نہر لسن پر پہنچنے کے دوسرے دن افشین کو سرحد سروج کی طرف اور اشناس کو درہ طرطوس کی جانب روانہ کیا اور حملہ کرنے کا دن اور وقت مقرر کر دیا اور اشناس کو یہ ہدایت کر دی کہ صفصاف تک پہنچ کر لشکر ہمالیوں کے آنے کا انتظار کرنا۔ اشناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جبکہ چند ایام ماہ رجب کی باقی رہ گئی تھیں خود بھی کوچ کیا۔

انقرہ کی فتح

اس اثنا میں جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ خبر پہنچی کہ بادشاہ روم اسلامی مقدمۃ الجیش پر شبخون مارنے والا ہے خلیفہ معتصم نے اشناس کو لکھ بھیجا کہ "تم کو جس مقام پر فرمان ہذا ملے اسی مقام پر تین یوم کے لئے قیام کر دینا۔ اس عرصہ میں میں آ پہنچوں گا"۔ اس کے بعد ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا وارد ہوا کہ تم اپنے لشکر کے سپہ سالاروں میں سے کسی ہوشیار سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ والی روم اور رومی لشکر کے حالات دریافت کرنے پر مامور کر دو"۔ اشناس نے عمر فرغانی کو دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ عمر فرغانی نے انقرہ میں پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو رومیوں کی جستجو میں پھیلا دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر فرغانی کی خدمت میں حاضر کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے ان لوگوں نے بیان کیا کہ "والی روم ایک مہینہ سے مقدمۃ الجیش کے انتظار میں پڑا ہوا ہوئے تھا۔ تیسرے دن کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر پا کر کہ عساکر اسلامیہ (یعنی افشین کا لشکر) بلاد ارمینیہ کی جانب سے ممالک محروسہ روم میں داخل ہو گیا ہے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے لشکر پر مقرر کر کے ارمینیہ کی جانب کوچ کر گیا۔ عمر فرغانی ان لوگوں کو اشناس کے پاس لے آیا اور اشناس نے براہ راست خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتصم نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا

"تم حکم ثانی ملنے تک قیام کرو بادشاہ روم تم پر حملہ کرنے کی غرض سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے"۔ اور افشین تک اس خط کے پہنچا دینے کا دس ہزار درہم صلہ مقرر کیا۔

رومیوں کی گرفتاری

اتفاق یہ کہ افشین تک یہ خط نہ پہنچ سکا۔ اس وجہ سے کہ اقصائے بلاد روم میں افشین داخل ہو گیا تھا دوسرا فرمان خلیفہ معتصم نے اشناس کے نام حملہ کرنے کی ہدایت کے لئے روانہ کیا۔ اشناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی خلیفہ معتصم اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ جس وقت انقرہ کو تین منزل باقی رہ گئیں اشناس نے رومیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے دست بستہ عرض کیا "تم میرے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟ اس وقت تم اور تمہارا لشکر رسد و غلہ کے نہ پہنچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے تم مجھے رہا کر دو تو میں تم کو ایک ایسے گروہ کا پتہ بتلا دوں جو کہ انقرہ سے بخوف جنگ بھاگ گیا ہے اور اس کے پاس غلہ کی کافی مقدار ہے"۔ اشناس نے مالک بن کرد کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اس بڈھے عیسائی کے ہمراہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب یہ بڈھا عیسائی اہل انقرہ کا پتہ صحیح صحیح بتا دے تو رہا کر دینا۔ بوڑھے عیسائی نے بامید رہائی اہل انقرہ کے سر پر لے جا کر مالک بن کرد کو کھڑا کر دیا۔ مالک بن کرد نے حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا غلہ و اسباب جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔

رومیوں کا بیان

ان لوگوں کے ساتھ وہ مجروحین بھی تھے جو بادشاہ روم کے ہمراہ جنگ افشین میں شریک تھے۔ ان مجروحوں نے پوچھنے پر بیان کیا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کی رکاب میں تھے جس وقت یہ خبر پہنچی کہ عساکر اسلامیہ اطراف ارمینیہ سے بلاد روم میں داخل ہو گیا ہے بادشاہ روم نے اپنے اعزہ میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر کا سردار بنا کر ارمینیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ ہم لوگ بھی بادشاہ کے

رکاب میں تھے۔ اتفاق سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اُس وقت جا کر گھیر لیا جبکہ وہ نماز صبح ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے اُن کو لڑ کر پسپا کر دیا اُن کے جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا اور باقی ماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی ظہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے۔ لڑائی ہوئی وہ لوگ ہم پر غالب آئے ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کر خیموں کو جلا دیا۔ ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہو گیا۔ ہم لوگ میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے اُس کیمپ کی طرف آئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو مقرر کیا تھا۔

یہاں یہ گل کھلا ہوا تھا کہ کل لشکر اپنے سردار سے بگڑ گیا تھا کیمپ میں چاروں طرف ایک طوفان بے تمیزی برپا تھا اگلے دن ہمارا بادشاہ بھی آ پہنچا۔ اور ہنگامہ فرو ہو گیا بادشاہ نے بالزام بغاوت اپنے نائب کو سزائے قتل دی اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ جس طرف منہزمین جائیں اُن کو مار پیٹ کے فلاں مقام پر مسلمانوں سے لڑنے کی غرض سے جمع کر دو اور انتظاماً اپنے ایک سردار کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ کو بچانے پر مامور کیا یہ سردار انقرہ میں اُس وقت پہنچا جبکہ اہل انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلاء وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عموریہ کی طرف چلے جانے کا حکم دیدیا۔ مالک بن کردیہ حالات سن کر باغ باغ ہو گیا اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے اشناس کے پاس آیا اشناس نے اُس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتصم کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی۔ اس کے بعد افشین کی عرض داشت مشعر سلامتی و عافیت آئی۔

معتصم کی روانگی یہ واقعہ جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ماہ شعبان کی پچیسویں تاریخ کا ہے عرض داشت پہنچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتصم نے بقصد جنگ کوچ کیا۔ میمنہ پر افشین میسرہ پر اشناس کو مقرر کیا اور خود بہ نفس نفیس قلب میں رہا ہر لشکر دوسرے لشکر سے دو دو کوس کے فاصلہ پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عموریہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی ہدایت کر دی گئی کہ مابین انقرہ و عموریہ جس قدر قصبات و دیہات ملیں اُن کو ویران و مسمار کر دینا

عموریہ کا محاصرہ چنانچہ سب سے پہلے عموریہ پر افشین پہنچا۔ بعد ازاں خلیفہ معتصم بعد ازاں اشناس خلیفہ معتصم نے عموریہ کو غور و تعمق کی نظروں سے دیکھ کر ہر ایک سمت کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔

ہنوز لڑائی نہیں شروع ہوئی تھی کہ ایک شخص نے جس کو عیسائیوں نے عیسائی بنا ڈالا تھا خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتایا جس پر بظاہر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی اور درحقیقت وہ دیوار خالی تھی۔ خلیفہ معتصم نے اُسی سمت میں اپنا مورچہ قائم کیا منجنیقیں نصب کرائیں وہ ہی چار پتھر دیوار پر پڑنے پائے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا۔

سنگ باری بطریق یاطس اور والی قلعہ عموریہ نے ایک عرضی بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کی اتفاق

سے یہ عرضی مسلمانوں کے ہاتھ پڑ گئی۔ عرضی میں لکھا ہوا تھا کہ "چونکہ شہر پناہ کی دیوار شکستہ ہو گئی ہے اور عساکر اسلامیہ عنقریب عموریہ میں داخل ہوا چاہتا ہے اس وجہ سے بطریق باطیس اور والی قلعہ آج شب کے وقت نکل کر مسلمانوں کے لشکر سے لڑتے بھڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے"۔ خلیفہ معتصم نے سرداران لشکر کو اس سے مطلع کر کے محافظت کی سخت تاکید کی بعد ازاں دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اس قدر سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کر زمین پر آ رہی شہر پناہ کی دیوار کی بنیاد میں جو خندق تھی اس کو عساکر اسلامیہ نے جانوروں کی کھالوں سے جس میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد دبابہ تیار کرا کے ہر ایک میں دس دس آدمیوں کو ٹھہرایا اہل عموریہ نے دبابوں پر آتش باری شروع کی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتی ہوئیں قلعہ کی طرف بڑھیں اہل دبابہ بڑی جد و جہد سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہنچ گئے دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے تمام رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برساتے رہے اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنیقوں کو آگے بڑھایا اور سیڑھیاں لے کر لڑتا ہوا قلعہ کی طرف بڑھا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے باوجود خوں ریز جنگ ہونے کے مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی

بطریق وندوا کی امان طلبی

دوسرے دن پھر افشاس نے لڑائی شروع کی منجنیقوں سے سنگ باری ہونے لگی افشین اور خلیفہ معتصم نے بھی دوسری طرف سے حملہ کیا تمام دن بڑے زور و شور سے جنگ ہوتی رہی نہ تو اہل قلعہ عساکر اسلامیہ کو پیچھے ہٹا سکے اور نہ عساکر اسلامیہ کا ہاتھ قلعہ تک پہنچ سکا تیسرے دن خلیفہ معتصم کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا ایتاخ نے دوسری جانب سے حملہ کیا افشین قلعہ کی طرف بڑھا رومیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے فصیلوں اور برجوں سے پتھروں اور تیروں کا مینہ برسانے لگے مگر اسلامی لشکر کمال جوش و مردانگی سے بڑھتا جاتا تھا لڑائی کا بازار گرم تھا اور رات تک لڑائی اسی زور و شور سے جاری رہی جس طرح سے شروع ہوئی تھی۔ اس معرکہ میں اہل عموریہ زیادہ کام آئے زخمیوں کی تعداد تندرستوں کے مقابلے میں دو چند ہو گئی۔ جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر مامور تھا اس نے اور بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا اُن لوگوں نے انکار کر دیا تب اُس نے خلیفہ معتصم سے امان کی درخواست کی خلیفہ معتصم نے امان دیدی۔

عموریہ کی فتح

اگلے دن صبح کو قلعہ کا دروازہ کھول کر خلیفہ معتصم کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام "وندوا" تھا اس دوران میں وندوا خلیفہ معتصم سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا سب کے سب اُسی راستہ سے جو سنگ باری کے صدمہ سے دیوار میں ہو گیا تھا شہر میں گھس پڑے وندوا چونک کر دیکھنے لگا خلیفہ معتصم نے تسلی دے کر کہا "گھبراؤ نہیں تمہاری خواہش کے مطابق کام کیا جائے گا" وندوا خاموش ہو گیا اور اسلامی فوجیں جوق جوق شہر میں داخل ہو گئیں رومیوں نے کلیسہ میں جا کر پناہ لی مسلمانوں نے آگ لگا دی۔ باطیس بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ گیا تا آنکہ خلیفہ معتصم کے امان دینے پر برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک مسلمان سپاہی پانچ پانچ دس دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے ہوئے لاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا جمع ہو گیا۔ خلیفہ معتصم نے شرفا اور رؤساء کو علیحدہ

کر کے بقیہ لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور مال غنیمت کو پانچ دن میں جس قدر فروخت کر سکا فروخت کیا اور باقی ماندہ کو جلا دیا اثنائے بیع میں ایک روز بعض لشکریوں نے مال غنیمت کو لوٹنا شروع کیا خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی سوار ہو کر لشکریوں کی طرف آیا لشکری خلیفہ معتصم کی صورت دیکھتے ہی لوٹنے سے باز رہے اور اس کے حکم سے چند لمحوں میں عموریہ کے مضبوط و مستحکم قلعہ کو منہدم کر کے جلا دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتصم نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر کے طرسوس کی جانب کوچ کیا۔

خلیفہ معتصم اس قلعہ کا پچپن ۵۵ دن ۶ رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رہا اس زمانہ سے توفل رومیوں پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ ۲۲۹ھ عہد خلافت خلیفہ واثق میں انتقال کیا اس وقت رومیوں نے بجائے اس کے اس کے بیٹے میخائیل کو اس کی ماں تدورہ کے زیر سرپرستی تخت نشین کیا اس نے چھ برس حکومت کی بعد ازاں اس کے لڑکے میخائیل نے اسے کسی مصاحب سے متہم کر کے خانہ نشین کر دیا۔

عباس بن مامون کا انجام

چونکہ خلیفہ معتصم افشین کو عجیف بن عنبسہ پر ہمیشہ تفضیل دیا کرتا تھا اسی وجہ سے جس وقت عجیف کو زبطرہ کی طرف روانہ کیا خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسے کہ افشین کو خود مختاری اور آزادی دی تھی علاوہ ازیں اکثر اوقات خلیفہ معتصم عجیف کے حرکات و سکنات اور افعال پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا انہیں وجوہات سے عجیف کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوئی بغاوت اور بدعہدی کی ہوا دماغ میں سمائی عباس بن مامون سے ملاقات کی باتوں باتوں نصیحت کرنے لگا ”آپ نے خلیفہ مامون کی وفات پر بڑی غلطی کی ناحق خاموشی اختیار فرمائی خلیفہ معتصم کے بہ نسبت آپ مستحق خلافت ہیں گر آپ ذرا سا اشارہ کرتے ہوئے آئندہ اس غلطی کے ازالہ کا اقرار کیا اور عجیف کی اتفاق رائے سے اپنے رازداروں میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبداللہ بن وضاح کا قرابت دار تھا اس امر پر مقرر کیا کہ امراء و رؤساء لشکر کو در پردہ خلیفہ معتصم سے بدظن اور عباس بن مامون کی طرف مائل کیا کرے تھوڑے دنوں میں سپہ سالاران لشکر اور مقربین بارگاہ خلافت کا ایک گروہ عباس بن مامون کی جانب مائل ہو گیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور باہم یہ عہد و پیمان ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہی سپہ سالار کو خواہ وہ خلیفہ معتصم کے اشناس کا ہو یا افشین و اشناس کے ہمراہیوں میں سے ہو قتل کر ڈالے۔

عجیف کا مخالفانہ رویہ

عجیف نے حدود بلاد روم میں داخل ہوتے وقت عباس بن مامون سے کہا ”یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد و اقرار کو پورا کر کے بغداد کو واپس جائیں“ عباس بن مامون نے انکاری جواب دیا پھر جب عموریہ مفتوح ہوا اس وقت عجیف نے لوگوں کو مال غنیمت لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت خلیفہ معتصم سوار ہو کر تمہاری طرف آئے دفعۃً حملہ کر دینا چنانچہ لوگوں نے عجیف کی پہلی رائے پر عمل کیا مگر اس رائے کی دوسری شق پر عمل درآمد کرنے کی جرأت نہ ہوئی فرغانی کا ایک نو عمر عزیز خلیفہ معتصم کے خواصوں میں تھا۔ اتفاق سے اسی شب کو یہ لڑکا فرغانی کے ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گپیں اڑا رہا تھا بر سبیل تذکرہ لوگوں کے مال غنیمت کے لوٹنے اور خلیفہ معتصم کے سوار ہو کر آنے کا مقصد کہنے لگا فرغانی نے روک کر کہا ”صاحبزادہ تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو امیر المومنین

کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو اگر کسی وقت شور و غوغا سننا تو دیکھو گھبرا کر نکل نہ آنا کیونکہ تم ابھی صاحبزادہ اور سادہ لوح ہو۔

سازش کا انکشاف

ان واقعات کے بعد خلیفہ معتصم نے اپنے سرحدی بلاد کی جانب کوچ کیا اثنائے راہ میں اشناس اور عمر فرغانی اور احمد بن خلیل سے اَن بن ہو گئی اشناس نے ان دونوں کو سخت و سست کلمات سے مخاطب کیا اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر ان دونوں کی شکایتیں جڑ دیں خلیفہ معتصم نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے بغرض تنبیہ اشناس کے حوالہ کر دیا اشناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس وقت خلیفہ معتصم صفصاف میں وارد ہوا اُس لڑکے نے جو فرغانی کا عزیز تھا خلیفہ معتصم سے اس شب کا قصہ بیان کیا خلیفہ معتصم نے بغا کو اشناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو گرفتار کر لائے تاکہ اُس سے اُس شب کا واقعہ دریافت کیا جائے۔ فرغانی نے بیہوشی کا بہانہ کر کے واقعہ بیان کرنے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے فرغانی کو ایتاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر اشناس کے حوالے کر دیا احمد بن خلیل نے اشناس سے عباس بن مامون کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے اور حرث سمرقندی کے حالات بتلائے۔

عباس بن مامون کا خاتمہ

اشناس نے حرث کو گرفتار کرا کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا (حرث اس وقت مقدمۃ الجیش میں تھا) حرث نے کل واقعات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے خلعت وانعام دے کر رہا کر دیا اور اس وقت سپہ سالاران لشکر سے بوجہ کثرت جماعت معترض نہ ہوا البتہ عباس بن مامون کو طلب کر کے نفس واقعہ کو دریافت کیا۔ عباس بن مامون نے تمام حالات عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے زیر نگرانی قید کر دیا۔ اس کے بعد ہاتھ جھاڑ کر سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا۔ کسی کو قتل کیا منجملہ اُن لوگوں کے سب سے پہلے مشار بن سہیل کو سزائے موت دی۔ منبج میں پہنچ کر عباس بن مامون نے کھانا طلب کیا، کھانا دیا گیا۔ مگر پانی سے ملاقات نہ ہوئے پائی کھانا کھانے کے بعد ایک بورے میں بھر کر سی دیا وہ دم گھٹ کر مر گیا۔ نصیبین میں پہنچ کر خلیفہ معتصم نے ایک گڑھا کھدا کر عمر فرغانی کو زندہ دفن کر دیا۔ موصل پہنچا تو عجیف کو اسی طرح مارا جس طرح عباس کی زندگی کا خاتمہ کیا تھا غرض تھوڑے ہی دنوں میں رفتہ رفتہ کل سپہ سالاروں کو جنھوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر ڈالا اور عباس بن مامون کو عباس لعین کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی بقیہ اولاد کو گرفتار کرا کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔

مازیار کی بغاوت

مازیار بن قارن بن وندا ہرمز والی طبرستان اور عبداللہ بن طاہر سے کسی معاملہ میں اَن بن ہو گئی مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو خراج نہ دوں گا۔ تمھارے سوا بارگاہ خلافت سے جو کوئی آئے گا اُس کو خراج دوں گا عبداللہ بن طاہر نے خراج وصول کرنے میں سختی کی تو مازیار بگڑ گیا۔ فریقین کی کدورتوں نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کر لی عبداللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایات لکھ لکھ کر خلیفہ معتصم کا مزاج مازیار کی جانب سے برہم کر دیا افشین کو جس وقت مہم بابک میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتصم

کی نظروں میں اس کی توقیر بڑھ گئی اُس وقت گورنری خراسان کی طمع دامن گیر ہوئی مازیار سے خط وکتابت شروع کردی اور وقتاً فوقتاً بہ وجہ عداوت عبداللہ بن طاہر بغاوت و سرکشی پر اُبھارنے لگا اس بدگمانی کے تحت کہ عبداللہ بن طاہر کو اس سے لڑنے کی جرأت نہ ہوگی۔ خواہ مخواہ بارگاہ خلافت سے مجھے خراسان کی سند گورنری مرحمت ہوگی اور جنگ مازیار پر بھیجا جاؤں گا یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور متصرف ہونے کا ہوگا۔

مازیار اس دم پٹی میں آکر باغی ہوگیا لوگوں سے بہ جبر و اکراہ اپنی بیعت لی۔ خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینے کے اندر وصول کرلیا آمل اور ساریہ کے شہر پناہوں کو مسمار کرکے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کی طرف جلا وطن کردیا جو ساریہ و آمل کے مابین واقع اور ہرمز آباد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی شہر پناہوں کے توڑنے کے بعد مازیار کے نامی سپہ سالار سرخاستان نے طمیس سے دریا تک جو تین میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر پناہ کو درست کرایا جس کو شاہان فارس نے ترکوں کی دست برد سے طبرستان کے بچانے کو بنوایا تھا اور اس شہر پناہ کے چاروں طرف عمیق خندق کھدوائی اہل جرجان اس تیاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جان کے خوف سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر نیشاپور چلے گئے۔

حسن بن حسین کی لشکر کشی

عبداللہ بن طاہر نے جرجان کی حفاظت کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ اسی خندق پر اپنا مورچہ قایم کرنا جس کو سرخاستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر بہ افسری حیان بن جبلہ قومس کی جانب بھیجا حیان بن جبلہ نے حسب ہدایت عبداللہ بن طاہر جبال شروین پر صف آرائی کی دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ معتصم نے دار الخلافت بغداد سے متعدد سپہ سالاروں کو اس شورش انگیز طوفان کے فرو کرنے کے لیے روانہ کیا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہ راست سرخاستان کی جانب بھیجا اور منصور بن حسن والی دنباوند کو رے کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ابو الساج کو دنباوند کی حفاظت پر مامور کیا۔ غرض عساکر شاہی نے چاروں طرف سے سرخاستان کو گھیر لیا۔

سرخاستان کی گرفتاری و قتل

حسن بن حسین اور سرخاستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی اکثر اوقات لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوا کرتا حسن بن حسین کے لشکری ایک روز اپنے سرداروں سے چھپ کر سرخاستان کے مورچہ میں گھس گئے۔ حسن بن حسین کو اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ مبادا میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں سوار ہو کر چلاتا ہوا دوڑا اس کے لشکریوں نے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آتا ہے اپنا پھریرہ سرخاستان کے مورچہ پر اڑا دیا سرخاستان اس وقت حمام میں تھا۔ یہ سن کر کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کرکے لشکر گاہ میں گھس آیا ہے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین کے لشکریوں نے سرخاستان کی لشکر گاہ پر اطمینان سے قبضہ کرلیا اور اس کے بھائی شہریار کو گرفتار کرکے حسن بن حسین کے روبرو پیش کردیا۔ حسن بن حسین نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اس کے بعد پانچ کوس کے فاصلہ پر سرخاستان کو جا کر گرفتار کیا اور پابہ زنجیر حسن بن حسین کے پاس لائے حسن بن حسین نے اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کردیا۔

مازیار کے رفقاء کی گرفتاری

اس واقعہ کے بعد حیان بن جبلہ نے قارن بن شہریار برادر زادہ مازیار کو خط و کتابت کر کے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم بلا جنگ و خونریزی شہر ساریہ کو حدود جرجان تک ہمارے حوالے کر دو ہم تم کو اس کے معاوضہ میں وہ بلاد دیں گے جو تمہارے آبا و اجداد کے ہیں۔ قارن اس پر راضی ہو گیا حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی چونکہ قارن تنہا اس مصالحت کو خلاف مرضی اپنے سپہ سالاروں کے نہ کر سکتا تھا دعوت کے بہانہ سے سب کو اپنے خیمہ میں بلایا انہیں لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا جب سب نے اطمینان سے بے خوف و خطر اپنے اپنے ہتھیاروں کو کھول کر رکھ دیا اور کھانے میں مشغول ہو گئے تو قارن نے سب کو گرفتار کر کے حیان کے پاس بھیج دیا حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا سوار ہو کر جبال قارن میں گیا اور بلا جنگ و جدال قبضہ کر لیا مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا جوش بغاوت فرد ہو گیا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کچھ بن نہ پڑتا تھا اس کے بھائی قوہیار نے رائے دی کہ تم اپنے ہمراہیوں کو رہا کر دو اپنے اپنے وطنوں کو چلے جائیں۔ لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی جانب سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہو جائے مازیار نے اس رائے کے مطابق سب کو اپنے اپنے وطن چلے جانے کا اختیار دیدیا۔ چنانچہ افسر پولیس، افسر مال اور سکریٹری مازیار کے لشکر گاہ سے اپنے اپنے شہر واپس آئے۔

ساریہ پر قبضہ

اہل ساریہ کو ان واقعات کی خبر لگی تو انھوں نے حاکم ساریہ مہرستان بن شہرین پر جو مازیار کی طرف سے مامور تھا حملہ کر دیا مہرستان شہر چھوڑ کر بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے جس قدر قیدی تھے نکل پڑے اس اثناء میں حیان شہر ساریہ میں پہنچ گیا قوہیار برادر مازیار نے یہ واقعہ سن کر محمد بن موسیٰ بن حفص والی طبرستان کی معرفت جو ایک زمانہ سے اس کے پاس قید تھا حیان کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ تم مجھے امان دیدو اور میرے آبا و اجداد کے مقبوضہ جبال پر میری حکومت تسلیم کر لو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کر دوں گا حیان نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ قوہیار کے بعض ہمراہیوں نے قوہیار کو اس مخالفت رائے پر کہ وہ بجائے حسن کے حیان سے امان کا خواستگار ہوا نصیحت و ملامت کی تو قوہیار ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گیا پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیام دیا کہ یہ خط دیکھتے ہی آپ چلے آیئے ہم قوہیار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالے کر دیں گے چنانچہ حسن بھی لشکر گاہ طمیس سے روانہ ہو کر تین دن کی مسافت طے کر کے یوم مقررہ پر ساریہ کے قریب پہنچ گیا حیان نے حسن کا ایک کوس سے استقبال کیا حسن نے حیان کو جبال شروین سے چلے آنے پر زجر و توبیخ کی اور اسی وقت جبال شروین کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا حیان نے جبال شروین کی جانب روانہ ہونے کی غرض سے ساریہ کی طرف مراجعت کی اتفاق سے قضاء الٰہی مر گیا۔

عبداللہ بن طاہر نے بجائے اس کے محمد بن حسین بن مصعب کو مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ قارن کے کسی کام میں دست اندازی نہ کرنا۔ الغرض حیان کی واپسی کے بعد حسن نرماباز و سفد جبال مازیار میں پہنچا

حسب وعدہ قوہیار ملنے کو آیا دونوں فریقوں نے ایک دوسرے سے بہ کمال توثیق عہد و پیمان کیا اور حصول اطمینان کے لئے خلیفہ معتصم کے نامور سپہ سالاروں میں سے محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ایک عہد نامہ حسب قرار داد شرائط باہمی لکھ کر قوہیار کے حوالے کر دیا قوہیار لوٹ کر مازیار کے پاس آیا اور اس کو یہ اطمینان دلا دیا کہ میں نے بڑی احتیاط سے آپ کے لئے امان حاصل کر لی ہے۔ اگلے دن حسن مع اپنی فوج کے سوار ہو کر قوہیار کی جانب روانہ ہوا اور محمد ابن ابراہیم کو دوسری راہ سے روانہ کیا حسن اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہنچنے سے پہلے جس مقام پر ملنے کا وعدہ تھا پہنچ گیا بعد ازاں قوہیار اپنے بھائی مازیار کے ہمراہ آیا محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کر کے دو سپہ سالاروں کے ساتھ خرما باد اور خرما باد سے شہر ساریہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھر ان لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا اس اثناء میں حسن آپہنچا محمد بن ابراہیم نے دریافت کیا۔ "کہاں کا قصد ہے؟" حسن نے جواب دیا "مازیار کا" محمد بن ابراہیم نے کہا "وہ تو ساریہ پہنچ گیا ہوگا" حسن یہ سن کر ہنس پڑا دوسری جانب نظر اٹھی تو مازیار کے بھائی کو دیکھ کر حکم دیا کہ اس کو بھی گرفتار کر کے ساریہ لے چلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب مراجعت کر دی۔

مازیار کی گرفتاری

ساریہ پہنچ کر مازیار کو اسی طرح مقید و محبوس کیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا انھیں ایام میں عبداللہ بن طاہر کا خط بایں مضمون صادر ہوا کہ مازیار کو اس کے بھائی اور اہل و عیال کے ساتھ محمد بن ابراہیم کے ساتھ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دو۔ حسن نے مازیار سے چلتے وقت اس کے مال و اسباب کے متعلق دریافت کیا مازیار نے ساریہ کے چند رؤساء کو نامزد کیا اور یہ بتلایا کہ میرا تمام مال و اسباب ان لوگوں کے پاس ہے۔ حسن نے قوہیار کو مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے پر مامور کیا جس وقت قوہیار مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے کو جبال کی طرف روانہ ہوا کچھ دور چل کر مازیار کے دیلمی غلاموں نے یورش کر کے گھیر لیا اور اپنے آقا کے معاوضہ میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے یہ لوگ تعداد میں تقریباً بارہ سو تھے اثناء راہ میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیج دیا۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کو گرفتار کرایا وہ مازیار کا چچا زاد بھائی تھا جو جبال طبرستان کا مالک و حکمران تھا اور مازیار طبرستان کے شہروں پر حکومت کر رہا تھا۔ جبال طبرستان تین تھے جبل وندا ہرمز جبل وندا سجان اور جبل شروین بن سرخاب۔ جس وقت جبال طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچا زاد بھائی کو انتظام و امن قائم کرنے کی غرض سے فوج کی ضرورت ہوئی اس وقت اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلاد طبرستان سے بلا کر مہتمم بالشان مقامات کا والی بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ شک دامن گیر ہوا کہ اس کو ایک گونہ استحکام ہو گیا ہے اس بناء پر اس نے حسن سے خط و کتابت شروع کی اور افشین و مازیار کے نامہ و پیام سے مطلع کر کے اس شرط پر سازش کر لی کہ میرے آباء و اجداد کے مقبوضات پر میری حکومت تسلیم کر لینا۔ چنانچہ حسن نے بتوسط عبداللہ بن طاہر بارگاہ خلافت سے ان شرائط کی منظوری حاصل کر لی اور جس روز اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اسی دن اور اسی وقت سوار ہو کر جبال

طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچازاد بھائی کی اعانت و سازش سے مازیار کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ مازیار نے حسن کے کہنے سے اپنے کو حسن کے لشکریوں کے سپرد کر دیا

اور یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اور اس کی گرفتاری کے بعد دوسرے والی جبل سے لڑنے کے لئے گیا اُس کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہونے لگی بلکہ کشت و خون کا بازار گرم ہی ہو رہا تھا۔ پس عقب سے بھی اسلامی فوج نے پہنچ کر حملہ کر دیا گھبرا کر بلاد دیلم کی جانب بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط طلب کئے مازیار نے پیش کر دیئے۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو ان خطوط کے ساتھ خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا خلیفہ معتصم نے اس قدر دُرّے لگوائے کہ مر گیا۔ بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا (یہ واقعہ ۲۲۴ھ کا ہے)

موصل میں بغاوت

۲۲۴ھ میں سرداران اکراد سے ایک شخص جعفر بن فہر جس حسن نامی نے اطراف موصل میں برخلاف خلافت اسلامیہ علم بغاوت بلند کیا اکراد وغیرہ کا ایک گروہ کثیر اس کا مطیع ہو گیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ اور ہوش میں لانے کے لئے عبداللہ بن سید بن انس کو متعین فرمایا اور موصل کی سند گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ عبداللہ بن سید نے اطراف موصل میں پہنچ کر جعفر سے صف آرائی کی اور کمال مردانگی سے لڑ کر ماتعیس پر قبضہ کر لیا جعفر ماتعیس سے نکل کر کوہ داسن کی چوٹی پر چلا گیا کوہ داسن کی دشوار گذار گھاٹیاں تھیں اس کی بلندی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں راستہ نہایت تنگ تھا عبداللہ بن سید نے تعاقب کیا اور بہ ہزار دقت و خرابی بسیار ان دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر سے جا بھڑا دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے جعفر کے بہت سے ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن سید کا چچا) شہید ہوا انہیں واقعات پر ۲۲۴ھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے مگر ہنگامہ کارزار بدستور گرم رہتا ہے تمام نہیں ہوتا خلیفہ معتصم نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی جانب عبداللہ بن سید کی کمک کو روانہ فرمایا ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور پہلے ہی معرکہ میں جعفر کو نیچا دکھا کر عین معرکہ میں قتل کر ڈالا جعفر کے ہمراہی منتشر ہو کر تکریت کی جانب بھاگ گئے باقی جو سامنے پڑ گئے گرفتار کئے گئے اُن کا خون عام کر دیا گیا۔

افشین حیدر بن کاؤس

افشین اشروسنہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں زیر سایہ عاطفت خلیفہ معتصم نشو و نما پائی خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جو مال و اسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا وہ سب کا سب اشروسنہ بھیج دیا جاتا تھا عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی ایک خفیہ رپورٹ بھیج دی خلیفہ معتصم نے بامر مجبوری اور مخبروں کے مقرر کرنے کا حکم صادر فرمایا ایک مرتبہ افشین نے بہت سا مال و اسباب میدان کارزار سے اشروسنہ روانہ کیا عبداللہ بن طاہر کو خبر ہو گئی سب مال و اسباب چھین لیا مال و اسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ یہ مال افشین کا ہے عبداللہ بن طاہر نے یہ تجاہل عارفانہ ڈانٹ کر کہا اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا

تو وہ مجھے ضرور اس سے مطلع کرتے۔ یقیناً تم لوگ چور ہو" وہ لوگ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیج دیا مال و اسباب کو لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ اس قدر مال و اسباب فلاں فلاں اشخاص لاتے تھے اور وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال و اسباب آپ کا ہے۔ مجھے ان کے کہنے کا یقین نہیں ہوا میں نے وہ مال و اسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں اس کو ترکوں کے مقابلہ پر بھیجنے والا ہوں اور ان کو چور سمجھ کر میں نے جیل میں ڈال دیا ہے" افشین نے رفع ندامت کی غرض سے تحریر کیا۔ "بھائی جان! میرا مال اور امیر المومنین کا مال ایک ہے وہ لوگ چور نہیں ہیں آپ ان کو رہا کر دیجئے۔ والسلام"
عبداللہ نے افشین کے لکھنے پر ان لوگوں کو رہا تو کر دیا مگر دونوں دلوں کی کدورتیں مزید مستحکم ہو گئیں۔

افشین کے زوال کے اسباب

ادھر عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی بھی اطلاع بھیج دی ادھر افشین اس امید پر کہ خراسان کی گورنری مجھے مل جائے۔ مازیار کو آئے دن بغاوت و مخالفت پر ابھار رہا تھا تاکہ خلیفہ معتصم مجھے سند گورنری خراسان اور جنگ مازیار پر متعین فرمائے مگر افشین کی یہ رائے غلط فہمی پر مبنی تھی۔ مازیار کی مخالفت و بغاوت کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وہ گرفتار ہو کر بغداد بھیج دیا گیا اور جنگ بابک کے خاتمہ پر خلیفہ معتصم نے افشین کو آذربائیجان کا والی مقرر فرمایا افشین نے اپنے اعزہ و اقارب سے منکجور نامی ایک شخص کو آذربائیجان میں اپنا قائم مقام بنایا اتفاق سے آذربائیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سا مال و اسباب منکجور کے ہتھے چڑھ گیا جس کی نہ خلیفہ معتصم کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو۔ پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی منکجور سے کیفیت طلب ہوئی۔ منکجور نے اس واقعہ کی تکذیب کی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے درپے ہو گیا۔

اہل اردبیل نے منکجور کو اس ارادہ سے روکا۔ منکجور اہل اردبیل سے متصادم ہو گیا رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک اس کی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے پاس منکجور کی معزولی کا فرمان بھیج دیا اور ایک سپہ سالار کو بجائے منکجور کے روانہ کیا۔ منکجور اپنی معزولی کی خبر پا کر باغی ہو گیا۔ اردبیل سے نکل کر صف آرائی کی دار و گیر اور قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا شام ہوتے ہوتے منکجور کو شکست ہوئی وہ بھاگ کر آذربائیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا جس کو بابک نے ویران و خراب کر دیا تھا اور اس کو درست کر کے باطمینان تمام رہنے لگا۔ تقریباً ایک ماہ تک قلعہ بند رہا۔ بعد ازاں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص اس کو بحالت غفلت گرفتار کر کے اس سپہ سالار کے پاس لایا جو بجائے اس کی بارگاہ خلافت سے مقرر ہو کر آیا تھا اور وہ سپہ سالار اس کو لئے ہوئے سامرا پہنچا۔ خلیفہ معتصم نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔ غرض ان معاملات سے خلیفہ معتصم کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہو گیا وہ عزت و توقیر جو اس سے پیشتر اس کی آنکھوں میں تھی جاتی رہی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو سپہ سالار بجائے منکجور بھیجا گیا تھا وہ بغا الکبیر تھا اور منکجور اس کے پاس امان حاصل کر کے حاضر ہو گیا تھا۔

افشین کی گرفتاری

جس وقت افشین کو خلیفہ معتصم کی سوء مزاجی کا احساس ہوا بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑتا تھا کبھی یہ خیال کرتا کہ خفیہ طور سے بھاگ کر آرمینیہ چلا جاؤں اور آرمینیہ سے بلاد خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشروسنہ آ رہوں مگر پھر یہ سوچ کر کہ چونکہ خلیفہ معتصم خود بہ نفس نفیس

معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہے اس ارادہ میں مجھے کامیابی نہ ہوگی رُک جاتا تھا اور کبھی یہ قصد کرتا کہ ایک روز خلیفہ معتصم کی مع کل سرداران و اراکین سلطنت کے دعوت کر دوں، تمام دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے۔ شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کر سو جائیں گے اور میں موقع پاکر سر شام سے نکل جاؤں گا افشین انھیں خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کوئی رائے مستقل نہیں قائم کرنے پایا تھا کہ اس کو اپنے ایک خادم پر غصہ آگیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا۔ خادم یہ سمجھ کر کہ افشین اب چند روزہ مہمان ہے ایتاخ کے پاس گیا ایتاخ نے اُس کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خادم نے افشین کے تمام حالات اور خیالات کا خاکہ کھینچ دیا خلیفہ معتصم نے اُسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر فرمایا اور درباری لباس اُتروا کر جوسق میں قید کر دیا۔

حسن بن افشین کی گرفتاری

حسن بن افشین ماوراء النہر کے بعض شہروں کا والی تھا خلیفہ معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ کسی حیلہ سے اس کو گرفتار کرکے بارگاہ خلافت میں بھیج چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد والی بخارا کی شکایت کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن طاہر نے حسن ابن افشین کے پاس بخارا کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی اور در پردہ نوح کو لکھ بھیجا کہ جس وقت حسن ابن افشین تمہارے پاس سند حکومت بخارا لے کر پہنچے گرفتار کرکے میرے پاس بھیج دینا۔ نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتصم نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا اور کمیشن کے روبرو افشین کے حاضر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

افشین کے خلاف الزامات

اس کمیشن میں وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات، قاضی احمد بن ابی داؤد، اسحاق بن ابراہیم اور اراکین دولت و سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی۔ علاوہ ان لوگوں کے مازیار قید خانہ سے طلب کیا گیا۔ موبذ، مرزبان بن برکش بادشاہ صغد اور صغد کے دو شخص جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے اُن کو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام و مؤذن تھے بلائے گئے وزیر السلطنت کے روبرو مقدمہ پیش ہوا۔

وزیر السلطنت:۔ (صغدیوں سے مخاطب ہو کر) کیوں تمہارا کیا دعویٰ ہے؟

دونوں صغدی:۔ (کپڑے اُتار کر اور زخم دکھلا کر) ملاحظہ فرمائیے۔ افشین نے ہم لوگوں کو بے جرم و گناہ کوڑوں سے اس قدر پٹوایا ہے کہ ہمارے بدن میں گوشت باقی نہیں رہا۔

محمد بن عبدالملک:۔ (افشین سے) کیوں افشین تم ان کو پہچانتے ہو؟

افشین:۔ ہاں حضور! میں ان کو جانتا ہوں (ایک کی طرف اشارہ کرکے) یہ اشروسنہ کا مؤذن ہے۔ (دوسرے کی طرف اشارہ کرکے) یہ مسجد کا امام ہے۔

محمد بن عبدالملک:۔ تم نے ان لوگوں کو اس قدر کیوں پٹوایا؟

افشین:۔ اس وجہ سے کہ مجھ سے اور بادشاہ صغد سے یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائے ہر شخص اپنے مذہب و ملت پر چھوڑ دیا جائے چونکہ ان دونوں نے اس معاہدہ کے برخلاف اہل صغد کے بُت خانہ میں گھس کر بتوں کو توڑ ڈالا اور بُت خانہ کو مسجد بنا لیا لہٰذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔

محمد بن عبدالملک:۔ تم اپنے اس بیان کی تائید کی شہادت پیش کر سکتے ہو؟

افشین نے اس کا جواب کچھ نہ دیا اور ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

محمد بن عبدالملک:۔ وہ کتاب کس سبجکٹ پر ہے جو مطلا و مذہب تمہارے پاس ہے۔ اور اس میں جواہر بھی لگے ہوئے ہیں ہم نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفریہ بھی ہیں۔

افشین:۔ وہ ایک کتاب ہے جو میرے آباواجداد سے مجھ تک ورثتاً پہنچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہیں میرے بزرگ باپ نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب سیکھ لیتا ہوں اور کفر یا چھوڑ دیتا ہوں۔

محمد بن عبدالملک:۔ اس کتاب کی اس قدر عزت کیوں کرتے ہو؟

افشین:۔ ہاں مجھے اس کتاب پر سے سونا، چاندی اور جواہرات اُتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں سے میرے اسلام میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوگا' وزیر السلطنت افشین کے اس منطقی جواب کو سن کر نظر تعمق سے دیکھنے لگا اس کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت نہیں پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد موبد کی طرف اشارہ کیا موبد نے دست بستہ کھڑے ہو کر افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا "گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت کھاتا ہے اور مجھ کو بھی ایسے گوشت کے کھانے پر مجبور کرتا اور کہتا ہے کہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت مذبوح جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزے دار ہوتا ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا علانیہ کہہ رہا تھا کہ اس کمبخت قوم میں داخل ہو کر مجھے ہر مکروہ اور نامطبوع چیز کا سامنا کرنا پڑا۔ زیتون میں نے کھایا اونٹ خچر پر سوار ہوا مگر بایں ہمہ اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیرناف سے جدا کیا ہے؟

افشین:۔ (طیش میں آکر) کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟

محمد بن عبدالملک:۔ نہیں۔

افشین:۔ پھر میرے مقابلہ میں اس کی شہادت کیوں قبول کی جاتی ہے۔ (موبد کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں موبد تو نے یہ بیان کیا ہے نا؟ کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کیا کرتا تھا اور جب تو نے میرے راز کو افشا کر دیا تو نہ تو اپنے دین کے اعتبار سے ثقہ رہا اور نہ صادق العہد و الاقرار رہا۔ پھر تیری شہادت میرے مقابلہ میں کیوں قبول کی جائے گی۔"

محمد بن عبدالملک:۔ بس بس تمہاری طاقت لسانی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ خاموش ہو جاؤ۔ شہادت پیش ہو لینے دو۔ شہادت ختم ہونے کے بعد بحث و مباحثہ کرنا۔ (مرزبان سے مخاطب ہو کر) کیوں مرزبان! افشین کے معاملہ میں تم کیا جانتے ہو؟

مرزبان:۔ کیوں افشین تم کو اہل اشروسنہ اپنے خطوط میں کیا لکھتے ہیں۔؟

افشین:۔ مجھے اس وقت خیال نہیں ہے۔

مرزبان:۔ کیا تم کو وہ اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں الی الہ الالہہ من عبدہ فلاں (بخدمت خدائے خدائیگاں از بندہ فلاں) ہے۔

افشین:۔ ہاں اب خیال آیا غالباً یہی لکھتے ہیں

محمد بن عبدالملک:۔ پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟

افشین:۔ حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباؤ اجداد کو اور اسلام لانے سے قبل مجھ کو بھی اسی القاب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب کی تحریر سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے"

محمد بن عبدالملک:۔ (مازیار کی طرف اشارہ کر کے) تم نے اس سے کبھی کبھی خط و کتابت کی ہے؟

افشین:۔ میں نے اس سے کبھی کوئی خط و کتابت نہیں کی۔

محمد بن عبدالملک:۔ کیوں مازیار (افشین کی طرف اشارہ کر کے) اس نے تم کو خط لکھا تھا؟

مازیار:۔ ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قوہیار کو خط لکھا تھا جس کا مختصر مضمون یہ ہے "اس دین کا کوئی ناصر و مددگار میرے یا تمہارے اور بابک کے سوا نہیں ہے مگر بدنصیب بابک نے اپنی حماقت کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں ڈال دیا میں چاہتا تھا کہ وہ اس مصیبت میں نہ مبتلا ہو اشدنی امر اپنی حماقت سے میرے کہنے پر خیال نہ کیا اس حالت میں اگر تم علم مخالفت بلند کرو تو تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو نہ مامور کریں گے اس وقت میرے رکاب میں کار آزمودہ فوجیں اور سپہ سالار ہیں جس تم سے سازش کر لوں گا تو یہ جانے رکھو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترکی لشکروں کے اور کوئی نہ آئے گا عربوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ پیٹ کے بندے ہیں کتوں کی طرح ایک لقمہ دیدو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو۔ مغربی فوجیں ایک تو وہ خود قلیل ہیں جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے۔ دوسرے ان کی گوشمالی کے لئے ہماری فوج کا ایک دستہ کافی ہے باقی رہے ترکی۔ ان کا جوش دودھ کا سا اُبال ہے اُٹھا اور فرو ہو گیا۔ تھوڑے سے استقلال میں ان کا قلع قمع ہو جائے گا اور دین و مذہب جیسا کہ ملوک عجم کے عہد حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا۔ دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو ہاتھ سے نہ دو ــــــــــــ"

افشین: (قطع کلام کر کے) مازیار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میرے بھائی نے اس کے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عاید ہوا بالفرض تقدیر اگر میں اس قسم کا خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کی معرفت اس کے پاس روانہ کرتا اور یہ امیر المومنین سے پوشیدہ نہ رہتا۔ عبداللہ ابن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا" قاضی احمد بن ابی داؤد نے اس کہنے پر افشین کو ایک ڈانٹ بتلائی۔ وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک نے غصہ کی تیز نگاہوں سے دیکھ کر اشارہ سے خاموشی کا حکم دیا۔ مگر افشین سے خاموش نہ رہا گیا۔ قاضی احمد بن داؤد سے مخاطب ہو کر بولا "کیوں حضرت جب آپ عبا و قبا پہن کر گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ گھر میں جاتے ہیں اور نہ عبا و قبا اتارتے ہیں۔ آپ بھی

عجیب چیز ہیں "

محمد بن عبدالملک :۔ بس بس بہت تیزی اچھی نہیں ہوتی نمک حرام، بدتمیز دائرہ تہذیب سے باہر قدم نہ رکھ یہ بتا کہ تیرے ختنے ہوئے ہیں یا نہیں؟

افشین نے انکاری جواب دیا۔ محمد بن عبدالملک نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا "کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعارِ اسلام سے ہے۔

افشین :۔ (دھیمی آواز سے) میں نے جان کے خوف سے ختنہ نہیں کرایا۔

محمد بن عبدالملک :۔ کیا خوب، جواب بہت معقول ہے یہ تند قامت اور یہ خوف۔ (طنز سے) کیوں افشین لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے، شمشیر بکف صف اعدا میں گھس جاتا ہے۔ اس وقت تجھے اپنی جان کا خطرہ نہیں پیدا ہوتا؟ تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کے کٹانے سے اس قدر خائف ہوا۔

افشین :۔ لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں بہ مجبوری اس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجئے۔ اپنے ہاتھوں کوئی اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارتا "

افشین کا قتل

محمد بن عبدالملک نے بانتظار صدور حکم قاضی احمد بن ابی داؤد کی طرف دیکھا قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا۔ اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبدالملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا بغا کبیر افشین کو مارتا ہوا جیل میں لے گیا۔ اس کے بعد محمد بن عبدالملک نے مازیار کو چار سو دُرّے مارنے حکم دیا جس کے صدمہ سے مازیار مر گیا۔ کچھ عرصہ بعد افشین نے خلیفہ معتصم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد خاص کو بھیج دیجئے۔ میں کچھ گذارش کیا چاہتا ہوں خلیفہ معتصم نے حمدون بن اسمٰعیل کو افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے ان الزامات کی جو اس کے ذمہ عاید کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کا خواستگار ہوا۔ حمدون بن اسمٰعیل نے ہنوز خلیفہ معتصم تک یہ پیام نہیں پہنچایا تھا کہ افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے جانے کا حکم صادر ہوا۔ خدامِ دولت افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے گئے اور خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق قتل کر کے باب عامہ پر سولی دے دی جب کل آیندہ و روندگان دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اُتار کر جلا دیا۔ یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا۔

مبرقع کا خروج

مبرقع معروف بہ ابو حرب یمانی فلسطین کا رہنے والا تھا اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں کسی لشکری نے اس کے مکان میں اُترنے کا قصد کیا عورتوں نے ممانعت کی لشکری نے ان کو مارا جب مبرقع آیا تو ان عورتوں نے اس لشکری کی شکایت کی مبرقع کو لشکری کے اس فعل ناروا سے اشتعال پیدا ہوا سیدھا لشکری کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ اپنے منہ پر برقع ڈال لیا جو اس سے ملنے آتا اس کو اوامر کے کرنے نواہی سے بچنے کی ہدایت تعلیم دیتا اور خلیفہ کے عیوب بیان کرتا۔ یہ اپنے اموی ہونے کا بھی مدعی تھا اردن کے اطراف و جوانب سے کاشتکاروں اور زمین داروں کا ایک گروہ متبع و مطیع ہو گیا لوگ اس کو سفیانی کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد سرداران یمانیہ کی ایک جماعت بھی اس کے گروہ میں شامل ہو گئی منجملہ ان کے ابن بیہس تھا جو اپنی قوم

اور نیز دوسرے قبائل میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اس کی اطاعت کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک بڑھ گئی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ پر سپہ افسری ایک ہزار فوج کے رجاء بن ایوب کو متعین کیا رجاء بن ایوب نے مبرقع کی کثرت جماعت سے ڈر کر معرکہ آرائی کی مقابلہ پہ پڑاؤ کیے پڑا رہا تا آنکہ کاشتکاری و زراعت کا زمانہ آگیا مبرقع کے ہمراہی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے۔ کاشتکاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس اثناء میں خلیفہ معتصم نے وفات پائی اور خلیفہ واثق مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دمشق میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا خلیفہ واثق نے بلوائیوں اور فتنہ انگیزوں کو قتل کرنے کا عام حکم دیدیا اور مبرقع سے معرکہ آرائی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ رجاء بن ایوب نے اس حکم کی بہ نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور مبرقع کو مع ابن بھتیجے کے گرفتار کر کے سامرا روانہ کر دیا اس معرکہ میں مبرقع کے ہمراہیوں میں سے تقریباً بیس ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے۔

وفات خلیفہ معتصم[1] ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید نے ۱۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ برس آٹھ مہینے خلافت کر کے اس دار فانی سے انتقال کیا۔

---

[1] بروایت ذہبی خلیفہ معتصم ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد مولدات کوفہ سے تھی نام ماردہ تھا صولی کہتا ہے کہ یہ نامور خلیفہ ماہ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا اور علامہ ابو الحسن علی معروف بہ ابن اثیر صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے۔ کہ ۱۷۹ھ میں عالم وجود میں آیا روایت اول کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی دوسری روایت کی رو سے انچاس مرحلے عمر کے طے کیے اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال بقید حیات رہا۔ خلد تا ربیع میں پیدا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رنگ سفید سرخی مائل۔ داڑھی گھنی، متوسط القامت تھا اس کی طبیعت میں شجاعت، ہمت، قوت، خلق حسن اور استقلال کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہ خلفاء بنو عباس کا آٹھواں تاجدار اور عباس بن عبد المطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی آٹھ لڑکے آٹھ لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی[2]۔ آٹھ فتوحات حاصل کیں آٹھ محل سرائیں بنوائیں آٹھ دشمنوں بابک، باطش، مازیار، افشین، عجیف، قارن، قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تہ تیغ کیا (آٹھ لاکھ) دینار سرخ اسی قدر درہم سفید (آٹھ ہزار) گھوڑے، آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار لونڈیاں متروکہ چھوڑا علم معمولی تھا۔ فتح عموریہ میں تیس ہزار عیسائیوں کو قتل اور اسی قدر کو گرفتار کیا۔ خلق قرآن کا یہ بھی قائل تھا اسی مسئلہ میں علماء کا اس نے بھی امتحان لیا۔ ملخص الکامل ابن اثیر جلد ۶۔ صفحہ ۲۱۵۔

[2] فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی

باب ۱۰

ابو جعفر واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

صبح ہوتے ہی اس کا بیٹا واثق باللہ ہارون مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اراکین دولت و سرداران لشکر نے بیعت کی اس کی کنیت ابو جعفر تھی۔

دمشق میں شورش

خلیفہ واثق کے تخت نشین ہوتے ہی اہل دمشق باغی ہو گئے اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج راھط میں بہ قصد مقابلہ لشکر مرتب کیا۔ رجاء بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے معرکہ آرائی کر رہا تھا مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کر بغاوت دمشق کے فرو کرنے کے لئے آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رجاء نے اہل دمشق کو شکست دی اور نہایت بے رحمی سے میدان جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو کاٹ ڈالا اس کے ہمراہیوں میں سے تین سو آدمی کام آئے۔ اس خونریز جنگ کے بعد اہل دمشق کے دماغ کی گرمی فرو ہو گئی۔ آتش بغاوت خاموش ہو گئی۔ چاروں طرف امن و امان قائم ہو گیا اور رجاء مبرقع سے ہم نبرد ہونے کے لئے رملہ کی جانب لوٹ آیا اور اس کو بھی شکست دے کر گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

ترک نوازی

ہنگامہ دمشق کے فرو ہونے پر خلیفہ واثق نے اشناس ترکی پر اپنی خاص عنایت مبذول کی اپنی سلطنت اور تمام ممالک محروسہ اسلامیہ کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار کامل دے دیا شب کے وقت مصاحبین اور ہم نشین بیٹھے اور خلفاء و وزراء گزشتہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ برامکہ کا ذکر آ گیا۔ دیر تک ان کی فیاضی، اولوالعزمی اور بدولت صندی کا چرچا رہا خلیفہ رشید پر ان کے متولی ہو جانے اور کل امور سلطنت پر قابض و متصرف ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے ان واقعات کو سنتے ہی خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہو گئے اگلے دن ایک گشتی فرمان چاروں طرف روانہ کر دیا اور ان سب کو گرفتار کر کے بجبر و تعدی مال و اسباب لینے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار مارپیٹ کر وصول کئے سلیمان بن وہب سے جو ایتاخ کا سکریٹری تھا، چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار ابراہیم بن رباح اور اس کے سکریٹری سے ایک لاکھ اور ابو الوزیر سے ایک لاکھ چالیس ہزار۔ ولایت یمن پر خلیفہ معتصم نے بعد معزولی جعفر بن دینار ایتاخ کو مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معتوب کر کے قید کر دیا مگر کچھ عرصہ بعد خوش ہو کر رہا کر دیا جب خلیفہ واثق تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی جانب سے ایتاخ کو یمن کی گورنری مرحمت فرمائی۔ رسالہ باڈی گارڈ پر خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں بعد معزولی افشین

اسحاق بن یحییٰ بن معاذ مقرر کیا گیا تھا خلیفہ واثق نے اس کو بحال رکھا۔ سنہ ٢٣١ھ میں محمد بن صالح بن عباس مدینہ منورہ پر متعین کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ معظمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا۔ سنہ ٢٣٠ھ میں عبداللہ بن طاہر والی صوبجات خراسان، کرمان، طبرستان اور رے کے انتقال کر جانے سے بارگاہ خلافت کے حکم کے مطابق اس کے بیٹے طاہر کو صوبجات مذکورہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔

حجازی کی شورش

بنو سلیم کا ایک بہت بڑا گروہ اطراف مدینہ منورہ میں رہتا تھا خلافت اور عمال کی تبدیلی سے ان لوگوں کے دل بڑھ گئے جرأت ہو گئی۔ دن دہاڑے مسافروں اور نیز اہل شہر کو لوٹ لینے لگے ایک مرتبہ بنو کنانہ کے ایک شخص پر بحالت غفلت چھاپہ مارا مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا محمد بن صالح والی مدینہ نے ایک دستہ فوج جس میں قریش و انصار کے رضا کار بھی تھے بنو سلیم کو ہوش میں للانے کے لئے روانہ کیا۔ بنو سلیم نے ان کو بڑے ڈھب شکست دی۔ بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ مال و اسباب کو لوٹ لیا، خیموں کو جلا دیا، آلات حرب چھین لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا۔ آمد و رفت قافلوں کی بند ہو گئی۔ خلیفہ واثق نے اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے پر بغا کبیر کو مامور فرمایا۔ بغا کبیر ماہ شعبان سنہ ٢٣٠ھ میں مدینہ منورہ پہنچا بنو سلیم مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں بغا کبیر نے ان کو شکست دیدی اور ان میں سے تقریباً پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اسی قدر کو قید کر لیا۔ باقی ماندگان بنو سلیم نے امان کی درخواست کی خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق امان دیدی گئی۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد ایک ہزار لٹیروں اور مفسدہ پردازوں کو بغاوت و فتنہ انگیزی کے جرم میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ کے جیل میں قید کر دیا یہ واقعہ سنہ ٢٣٠ھ کا ہے۔

اس ہنگامہ و بغاوت کو فرو کر کے بغا کبیر نے فریضہ حج ادا کیا اور ذات عرق میں پہنچ کر بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنو سلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو مفسدہ پردازوں کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ کے جیل میں بھیج دیا اور پھر فوج کو مرتب کر کے بنو مرہ کی جانب چلا گیا۔ ان مفسدہ پرداز قیدیوں نے جیل میں نقب لگائی اور محافظین جیل کو قتل کر کے نکل گئے اہل مدینہ کو خبر ہوئی رات ہی کے وقت جمع ہو کر روک ٹوک کی قیدی بھڑ پڑے صبح تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر اہل مدینہ غالب آئے اور قیدیوں کو قید حیات سے رہائی مل گئی۔ بغا کبیر کو اس خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔

بنو مرہ کی طرف بغا کبیر کے جانے کی وجہ یہ تھی کہ فزارہ اور بنو مرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔ بغا کبیر نے یہ خبر پا کر بنو مرہ پر حملہ کر دیا اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بنو مرہ کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا بنو مرہ اس کی سطوت اور رعب و داب سے خائف ہو کر شام کی طرف بھاگے بغا کبیر کے سپہ سالار نے سرزمین شام تک تعاقب کیا اور بغا کبیر چالیس روز تک فدک میں ٹھہرا رہا بعد ازاں مع ان لوگوں کے جن کو بنو مرہ اور فزارہ سے گرفتار کر لیا تھا مدینہ منورہ واپس آیا بطون غفار، فزارہ، اشجع اور ثعلبہ کے روسا اور سرداروں نے حاضر ہو کر اطاعت و فرماں برداری کی قسمیں کھائیں۔ بغا کبیر ان لوگوں کی جانب سے ایک گونہ اطمینان ہوا بنو کلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار نفر پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو الزام مفسدہ پردازی مدینہ منورہ کے

جیل میں ڈال دیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا۔

یمامہ کی شورش

پھر ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنو نمیر کی سرکوبی کے لئے یمامہ گیا۔ شرتخار بنو نمیر کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہو گئی دونوں فریق نے ایک دوسرے پر حملہ کیا بغا کبیر نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور چالیس کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اہل یمامہ کا قصد کیا اور اطاعت قبول کرنے کی شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے یہ رعایت منظور نہ کی جبال سندھ کی جانب روانہ ہو گئے۔ بغا کبیر نے یمامہ کا ایک چکر لگا کر اپنی فوج کو مختلف و متعدد حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کے ہر حصے کو بجائے خود ایک مستقل فوج قرار دے کر اطراف یمامہ میں پھیل جانے کا حکم دیا اس سے چاروں طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے کشت و خون اور مقتولوں کی لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اضاخ کے قریب پھر اہل یمامہ سے بغا کبیر نے ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں اس کے مقدمۃ الجیش اور میسرہ کو شکست ہوئی قتل اور غارت کا قیامت خیز ہنگامہ اس کی لشکر گاہ میں برپا ہو گیا۔ شام تک اہل یمامہ غارت گری میں مصروف رہے۔ رات ہوتے ہی کامیابی کے باوجود بھاگ کھڑے ہوئے۔

یمامہ کی فتح

بغا کبیر نے ان کا تعاقب کیا مگر اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ تھوڑی دور چل کر اپنے رکاب کی فوج سے ایک دستہ کو اہل یمامہ کے پاس سمجھانے کو بھیجا۔ اہل یمامہ نے اس کی کمی فوج کا احساس کر کے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ بغا کبیر شکست کھا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس اثناء میں بغا کبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یمامہ کے پیچھے سے آ گیا جو یمامہ کے اطراف و جوانب پر شبخون مارنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اہل یمامہ اس فوج کے دستہ کو اپنی پشت پر سے آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے قتل و خوں ریزی سے خود بخود رک گئے۔ فوج سواران اہل یمامہ اپنے پیادوں کی پلٹنوں کو بغا کبیر کی فوج کے حوالے کر کے بھاگ گئی۔ بغا کبیر کی فوج نے اہل یمامہ کے پیادوں کی پلٹنوں کو بات ہی بات میں خیار و کدو کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ان میں سے ایک بھی جاں بر نہ ہوا مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد بغا کبیر ایک روز میدان کارزار میں ٹھیرا رہا اگلے دن مظفر و منصور یمامہ میں داخل ہوا امراء یمامہ نے امان کی درخواست کی بغا کبیر نے ان لوگوں کو بہ حکمت عملی قید کر کے بصرہ جیل میں بھیج دیا اس کے بعد واجن اشروسنی بسر افسری سات سو فوج کے بغا کبیر کی کمک پر آیا۔ بغا کبیر نے اس تازہ دم فوج کو سواران اہل یمامہ کے تعاقب میں بھیج دیا۔ تبالہ مضافات یمن تک اس نے ان کا تعاقب کیا۔ بغا کبیر نے مع ان قیدیوں کے جو ان معرکوں میں گرفتار کئے گئے اور جن کی تعداد بائیس ۲۲ سو تھی بغداد کی جانب مراجعت کی اور محمد بن صالح والی مدینہ کو مع ان لوگوں کے جو اس کے زیر حراست قید تھے۔ بغداد میں ملنے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ محمد بن صالح حسب تحریر بغا کبیر مع قیدیان مدینہ بغداد میں آیا اور ان قیدیوں کو بغا کبیر کے حوالہ کر دیا۔

واقعہ قتل احمد بن نصر

احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم خزاعی خلافت عباسیہ کے نقباء میں سے تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں احمد بن نصر کا شمار محدثین میں تھا۔ اس کی نشست وبرخاست اصحاب حدیث کی صحبت میں اکثر ہوا کرتی تھی ان میں سے ایک گروہ ملا جس میں ابن حصین، ابن دورقی اور ابوزہیر وغیرہ تھے۔ احمد بن نصر کو بھڑکا دیا آدمی سادہ لوح تھا خلیفہ واثق پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے طعن وتشنیع کرنے لگا رفتہ رفتہ طعن وتشنیع نے سب وشتم کی صورت اختیار کرلی۔ غرض یہ وکافر کہنے لگا۔ عوام الناس میں اس کی شہرت ہوگئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو اشخاص ابوہارون شداخ اور طالب نے لوگوں کو اس کی بیعت کی ترغیب دی ایک خلق نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس کی بیعت کرلی ابوہارون اور طالب نے ایک لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو انعامات اور جائزے مرحمت کئے اور شب پنجشنبہ ۲۔ شعبان ۲۳۱ھ کو بغرض اظہار دعوت خروج کرنے کا باہم عہد وپیمان کیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے احمد بن نصر کی بیعت کی تھی بنو اشرس کا ایک شخص قبل وعدہ آپہنچا وہ حالت نشہ میں تھا نقارہ بجادیا اسحاق بن ابراہیم افسر پولیس اس وقت موجود نہ تھا اس کا قائم مقام اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارے کی آواز سن کر گھبرا گیا۔ ایک آدمی کو دریافت حال کی غرض سے روانہ کیا کوئی شخص نظر نہ آیا اتفاق سے ایک اعور (بھینگا) شخص عیسیٰ نامی حمام میں مل گیا اس نے بنو اشرس، احمد بن نصر، ابوہارون اور طالب کا پتہ بتلا دیا۔ اس کے بعد احمد بن نصر کا ایک خادم گرفتار کیا گیا۔ اس نے عیسیٰ اعور کے بیان کی تائید کی محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستہ فوج احمد بن نصر وغیرہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا سب کے سب گرفتار ہوآئے محمد بن ابراہیم نے ان لوگوں کو سامرا بھیج دیا۔

خلیفہ واثق کے روبرو دربار عام میں پیش کئے گئے اس جلسہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی تھا خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے بغاوت اور خروج کی وجہ دریافت نہ کی خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا احمد بن نصر نے عرض کیا "وہ کلام الٰہی ہے" پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ دریافت کیا احمد بن نصر نے کہا "اللہ تعالیٰ کی رویت اخبار صحیحہ سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حدیث شریف کی مخالفت نہ کیجئے" خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کر احمد بن نصر کی بابت دریافت کیا "عبدالرحمن بن اسحاق قاضی جانب غربی بغداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا "امیر المومنین کو اس شخص کا خون مباح ہے" قاضی احمد بن ابی داؤد بولا "یہ شخص کافر ہوگیا اس کو توبہ کی ہدایت کی جائے"۔ خلیفہ واثق نے صمصامہ (یہ عمر بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی) منگوائی اور نیام سے کھینچ کر احمد بن نصر کی طرف چلا احمد بن نصر نے گردن جھکالی خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری دوسری سر پر رسید کی پھر پیٹ پہ اسی تلوار سے ناف سے سینہ تک چاک کردیا۔ اس کے بعد سیما الدمشقی نے بڑھ کر سر اتار کر بغداد بھیج دیا جو جسر بغداد پر آویزاں کردیا گیا اور لاش کو در بغداد پر صلیب پر چڑھا دیا۔

مختلف واقعات

۲۳۱ھ کے خاتمہ دور پر خلیفہ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو بعوض مسلمان قیدیوں کے

والی روم کو دے کر مصالحت کر لو مگر ساتھ ہی اس کے مسلمان قیدیوں سے قرآن کی مخلوق ہونے اور رویت اللہ کا مسئلہ دریافت کرتے جانا جو شخص خلق قرآن کا قایل اور رویت اللہ کا منکر ہو اُس کا معاوضہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑا لینا اور ایک دینار علاوہ زادِ سفر کے بطور انعام مرحمت کرنا اور جو شخص خلق قرآن کا منکر اور رویت اللہ کا قایل ہو نہ اُس کے معاوضہ میں کسی عیسائی قیدی کو رہا کرنا اور نہ اس کی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل پر تھی مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو۔ مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے نجات دلائی گئی۔ تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد آٹھ سو لڑکے اور عورتیں اور ایک سو اہل ذمہ تھے۔

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر ایام سرما کے آتے ہی ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی بلاد پر جہاد کر دیا اثنا راہ میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی۔ بطریق نے موسم سرما میں سفر و جہاد کرنے سے بوجہ صعوبت راہ منع کیا احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کی نذر ہو گئے" اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ کثیر بدندون میں ڈوب کر مر گیا۔ مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و نفیحت کی اور معزول کر کے بجائے اس کے نصر بن حمزہ خزاعی کو متعین فرمایا۔

وفات خلیفہ واثق[1] باللہ ابو جعفر ہارون بن معتصم نے پانچ برس نو مہینے خلافت کر کے بعارضہ استسقاء جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئی تھیں وفات پائی۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک دن پہلے گرم تنور میں بٹھایا گیا اس سے مرض میں خفت محسوس ہوئی۔ دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گذشتہ یوم کی نسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا بخار آ گیا۔ تنور سے نکال کر محفہ[2] میں سوار کرایا چند لمحوں کے بعد اتارنے کی غرض سے پردہ اٹھایا تو مُردہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ قاضی ابن ابی داؤد نے خلیفہ واثق کی وفات کے بعد اُس کے بدن کو مس کیا تھا جس پر سب سے پہلے اس کو اُس کی موت کا احساس ہوا۔

---

[1] خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا ام ولد (کنیزک) تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۶ھ کو پیدا ہوا چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اس کے بھائی خلیفہ متوکل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں دفن کیا گیا۔ یہ اپنے آباء و اجداد کی طرح خلق قرآن کا قایل اور رویت باری کا منکر تھا۔ مذہباً اعتزال کی جانب مایل کیا بلکہ معتزلہ تھا ۲۳۱ھ میں اس نے بھی ائمہ اور موذنین سے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری کا امتحان لیا جس نے خلق قرآن سے انکار اور رویت باری کا اقرار کیا اُس کو سزا دی۔ صولی کہتا ہے کہ خلیفہ واثق ادب و فضل کی وجہ سے مامون صغیر کہلاتا تھا۔ خود شاعر، فن شاعری او غنا سے واقف تھا۔ عود اچھا بجاتا تھا۔ فضل یزیدی کا بیان ہے کہ خلفاء بنو عباس میں اس سے زیادہ کوئی راوی شعر کا نہ تھا کسی نے کہا" کیا مامون اعظم سے زیادہ یہ کثیر الروایت ہے۔ فضل یزیدی نے جواب دیا ہاں مامون نے علم عرب میں نجوم، طب، منطق اور فلسفہ خلط ملط کر دیا تھا اور خلیفہ واثق علم عرب میں کسی چیز کو نہیں ملاتا تھا ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۳

[2] محفہ بکسر میم و فتح دار و تشدید فا رتمثل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا تھا جیسا کہ ہودج پر قبہ بنایا جاتا ہے۔ اقرب الموارد جلد اول صفحہ ۲۱۲

باب ۱۱

جعفر المتوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ

تخت نشینی خلیفہ واثق باللہ کے مرنے پر قاضی احمد بن ابی داؤد، ایتاخ، وصیف، عمر بن فرج اور ابن الزیات وغیرہ قصر خلافت میں جمع ہوئے اور محمد بن واثق باللہ کو جو ایک نو عمر لڑکا تھا۔ تخت خلافت پر بٹھانے کی غرض سے سیاہ زرہ پہنائی اتفاق سے بوجہ نو عمری چھوٹا نکلا وصیف نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ "کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر صاحبزادے کو مسند خلافت پر متمکن کرنا چاہتے ہو؟" حاضرین یہ سُن کر چپ ہو گئے مستحقین خلافت کے متعلق آرا قائم کرنے لگے بالآخر سب نے باتفاق رائے جعفر بن معتصم کو طلب کیا احمد بن ابی داؤد نے لباس فاخرہ پہنایا، عمامہ باندھا، دست بوسی کر کے کہا۔ "السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا۔

خلیفہ متوکل نے بیعت لینے کے بعد خلیفہ واثق کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کا حکم دیا بعد ازاں شاہی لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ مرحمت فرمائی، بلاد فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو متعین کیا، قاسم بن محمد طوسی کو حکومت موصل پر بحال رکھا، ابن عباس محمد بن صول کو دیوان نفقات سے معزول کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حرمین، یمن اور طایف کی حکومت عنایت کی۔

خلیفہ واثق نے اپنے عہد خلافت میں محمد بن عبدالملک ابن الزیات کو قلمدان وزارت سپرد کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا تھا اور محمد بن عبدالملک اپنی ذاتی قابلیت سے تمام اراکین دولت پر حاوی ہو رہا تھا متوکل اور نیز خاندان خلافت کے کسی ممبر کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرتا تھا ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل پر ناراض ہوا متوکل ابن الزیات کے پاس گیا۔ حالات بیان کیے اور خلیفہ واثق کو راضی کرنے کی التجا کی ابن الزیات نے نہ تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا، نہ خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور نہ متوکل کی باتیں توجہ سے سنیں بلکہ نہایت بے رخی سے کہا "آپ تشریف لے جائیے اگر آپ کے حالات اور اطوار درست ہو جائیں گے تو امیر المومنین بلا کسی سفارش کے آپ سے خوش ہو جائیں گے میری سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے" متوکل یہ روکھا جواب پا کر مغموم و رنجیدہ اٹھ کر قاضی احمد بن ابی داؤد کی خدمت میں گیا قاضی احمد بن ابی داؤد متوکل کی صورت دیکھتے ہی سروقد تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا، نہایت اخلاق سے پیش آیا عزت و احترام سے صدر مقام پر بٹھایا، اور آنے کا شکریہ ادا کیا۔ متوکل نے کہا "میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے

ناراض سے ہوگئے ہیں۔ بہت اچھا ہوتا اگر آپ ان کو راضی کر دیتے" قاضی احمد نے بہ کمال مسرت اس امر کے انجام دینے کا اقرار کیا اور اسی روز سے وقتاً فوقتاً خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع مل جاتا تھا تو متوکل کی سفارش کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف سے صاف ہو گیا۔

ابن الزیات کا خاتمہ

ابن الزیات نے بوقت ملاقات متوکل سے جو بے رخی اور بد اخلاقی کا برتاؤ کیا تھا اس کا کیا ذکر۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیج دی کہ" جعفر میرے پاس مخنثوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیر المومنین کو راضی کرنے کی التجا کی تھی"۔ خلیفہ واثق اس رپورٹ کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت ابن الزیات کے پاس حکم بھیج دیا کہ "جعفر کو بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس حاضر لاؤ" ابن الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل نہ کی۔ مگر متوکل کو بلا بھیجا۔ متوکل اس خیال میں کہ امیر المومنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں۔ دل ہی دل میں ہنستا ہوا دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا۔ حجام نے ایک کر متوکل کے بال پکڑ لیے اور دو چار جھٹکے دے کر کاٹ ڈالے۔ متوکل کو ابن الزیات کے اس فعل سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وقت کیا کر سکتا تھا خاموش رہا جس وقت مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ ایک مہینہ کے بعد ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں ابن الزیات کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کے لئے بھیج دو۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۲۳۲ھ کا ہے۔ ایتاخ نے اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابن الزیات کا مال و اسباب تھا ضبط کرا کے دار الخلافت میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارہ سے ابن الزیات کو روز بروز طرح طرح کی تکالیف دی جانے لگا اور جب ان صدمات اور مصائب سے بھی ابن الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں طرف لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور جو اس قدر تنگ تھا کہ آدمی پورے طور سے نہیں بیٹھ سکتا تھا اور نہ آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا چند روز زندہ رہ کر نصف ربیع الاول ۲۳۳ھ میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الزیات کو گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا ابن الزیات کی زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمہ اف نہیں نکلا۔

عمر بن فرج کا ادبار

عمر بن فرج رحجی نے بھی متوکل کے ساتھ خلیفہ واثق سے ناراضگی کے زمانہ میں ابن الزیات کا سا برتاؤ کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے تخت نشینی کے بعد ماہ رمضان میں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور مال و اسباب ضبط کر لیا تھا مگر پھر گیارہ لاکھ زر جرمانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کی گستاخی

ایتاخ اسلام ابرش کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ قد و قامت کا بلند ہاتھ پاؤں کا سڈول اور شجاع تھا خلیفہ معتصم کی نظروں میں سما گیا ۱۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی دانشمند مزاج شناس تھا خلیفہ معتصم اور واثق کے عہد خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی۔ چاروں طرف اسی کا دور دورہ ہو گیا۔ بڑے بڑے صوبجات کا انتظام اسی کے سپرد ہوا سامرا میں بہ لحاظ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا اراکین دولت کی بربادی اور تباہی اسی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی .... اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ مثل اولاد مامون، ابن الزیات،

صالح، عجیف، عمر بن فرج اور ابن جنید وغیرہ قید کیے جاتے تھے۔ سفارت، حجابت، اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی، شامی اور خراسانی پلٹنیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جس قدر اہم اور ذمہ داری کے کام تھے وہ سب اسی کے سپرد تھے۔

ایک روز شب کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا پی رہا تھا۔ دونوں نشہ میں چور تھے لڑنے لگے خلیفہ متوکل نے کچھ سختی کی ایتاخ نے نیام سے تلوار کھینچ لی خواصوں نے دوڑ کر ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی ایتاخ دربار خلافت میں حاضر ہو کر قدموں پر گر پڑا شب کی گستاخی کی معذرت کی بظاہر بات آئی گئی ہو گئی مگر خلیفہ متوکل کے دل میں گرہ پڑ گئی اور ایتاخ کو اس کا احساس ہو گیا۔

ایتاخ کا سفر حجاز

اس اثناء میں زمانہ حج آگیا۔ ایتاخ نے حج کی اجازت چاہی متوکل نے اجازت دیدی ساتھ ہی اس کے ایک خلعت گراں بہا عنایت فرمائی۔ ایک دستہ فوج ہمراہ کر دیا اور اُن شہروں کی اس کو سند امارت عطا کی جو سفر حجاز میں اس کے راہ میں پڑتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ بہ قصد حج ماہ ذیقعدہ ۲۳۲ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہو کر روانہ ہو گیا اس کی روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے حجابت پر اپنے خادم وصیف کو مامور کیا۔ اور جب ایتاخ نے سفر حج سے مراجعت کی تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس ہدایا اور تحایف روانہ کیے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ ایتاخ کو کسی حیلہ سے بغداد میں لے جا کر قید کر دو جوں ہی ایتاخ بغداد کے قریب پہنچا اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا "امیر المومنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد میں تشریف لائیے، سرداران بنو ہاشم و اراکین سلطنت سے ملاقات کیجئے اور خزیمہ بن خازم کے مکان میں سب کو جمع کر کے حسب مراتب انعامات اور صلے مرحمت کیجئے۔"

ایتاخ کا خاتمہ

ایتاخ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بغداد میں داخل ہوا اسحاق بن ابراہیم دروازہ پر استقبال کے لیے کھڑا تھا جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا۔ اسحاق نے اس کے ہمراہیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازہ پر پہرہ بٹھا دیا۔ اس کے بعد اس کے دونوں لڑکوں منصور و مظفر اور دونوں سکرٹریوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا ایتاخ کو یہ خبر لگی تو اسحاق بن ابراہیم کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ میرے دونوں لڑکوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اگر خطاوار ہوں تو میں ہوں۔ اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔ ایتاخ اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہا تا آنکہ مر گیا بعض کا بیان ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا اور اس کے دونوں لڑکے جیل ہی میں رہے یہاں تک کہ متوکل کے بعد منتصر مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کیا۔

محمد بن البعیث پر عتاب

محمد بن البعیث بن جلیس آذر بائیجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند میں پناہ گزین تھا زمانہ خلیفہ متوکل میں بحکمت عملی قلعہ مرند سے نکال کر سامرا میں قید کیا گیا مگر کچھ عرصہ بعد جیل سے بھاگ کر پھر مرند میں جا کر اپنی جان بچائی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن البعیث جیل میں مقید نہ تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیر نگرانی قید تھا اور بغا الشرابی کی سفارش سے بہ ضمانت محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی۔ رہا کیا گیا۔ رہائی کے کچھ عرصہ بعد سامرا میں ادھر ادھر پھرتا رہا تا آنکہ خلیفہ متوکل علیل ہوا

محمد بن بعیث بھاگ کر مرند چلا گیا اور اس کو غلہ اور سامان جنگ سے خاطر خواہ مضبوط کیا اس اثنا میں قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے فتنہ پردازوں اور باغیوں کا ایک گروہ جو تعداد میں بائیس ۲۲ سو کے قریب تھے۔ مرند میں جمع ہو گیا ان دنوں آذربائیجان کا والی محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی کثرت جماعت سے ڈر کر دم بخود رہا کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ خلیفہ متوکل نے اس کو معزول کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو متعین فرمایا چنانچہ حمدویہ ایک مدت تک محمد بن بعیث کا مرند میں محاصرہ کئے رہا۔

محمد بن بعیث کا خاتمہ

خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر بغا الشرابی کو دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مرند کی فوج محاصر کی کمک پر مامور کیا۔ بغا الشرابی نے میدان جنگ میں پہنچ کر قلعہ مرند کے اردگرد ایک چکر لگایا اور دل ہی دل میں یہ رائے قائم کی کہ حکمت عملی اور دھوکے کے بغیر یہ قلعہ بزور جنگ فتح نہیں ہو سکتا شام ہو گئی تھی محمد بن بعیث کے ہمراہی قلعہ میں اور محاصرا اپنے مورچہ میں واپس آئے اگلے دن بغا الشرابی نے جنگ کے چھڑنے سے پہلے عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ "میں تم کو اور تمہارے کل سواروں کو امان دیتا ہوں۔ تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے دروازہ قلعہ کھول دو" محمد بن بعیث کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ کثیر قلعہ کا دروازہ کھول کر بغا الشرابی کے پاس چلا آیا محمد بن بعیث کے مکانات کو لوٹ لیا اس کی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔ اس کے بعد وہ خود بھی معہ اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں جلیس، صقر اور بعیث کے اثنائے راہ سے گرفتار ہو آیا بغا الشرابی ان قیدیوں کو لئے ہوئے بغداد کی طرف روانہ ہوا بغداد کے قریب پہنچ کر لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے محمد بن بعیث کو معہ اس کے ہمراہیوں کے اونٹوں پہ سوار کرایا۔ خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن بعیث بغداد میں پہنچ کر ایک ماہ بعد ۲۳۵ھ میں مرگیا۔ خلیفہ متوکل نے اس کے لڑکوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شاکریہ میں بھرتی کر دیا۔

ولیعہدی کی بیعت

۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں محمد، طلحہ اور ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ بعض مورخین نے بجائے طلحہ کے زبیر کا نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ قرار دیا کہ پہلے میرے بعد محمد تاج و تخت کا مالک ہو گا اور اس کو المنتصر کا لقب دے کر افریقیہ، مغرب، قنسرین، ثغور شامیہ، جزیرہ، دیار مضر، دیار ربیعہ، ہیت، موصل، عانہ، خابور، کورہ دجلہ، سواد، بحرین، حضر موت، حرمین، سندھ، مکران، قندابیل، کورا ہواز، بحر کوفہ، بحر بصرہ اور سامرا کے متعلقات کو جاگیر میں دیا اور بعد المنتصر کے اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو مسند خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اس کو المعتز کا لقب مرحمت فرما کر صوبجات خراسان، طبرستان، رے، ارمینیہ، آذربائیجان اور صوبجات فارس کو عنایت کیا کچھ عرصہ بعد ۲۴۰ھ میں اپنے کل ممالک محروسہ کے خزائن اور دارالضرب کو اس کی جاگیر میں اضافہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ المعتز کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ ان دونوں وارثان تاج و تخت کے بعد ابراہیم کی ولیعہدی کی بیعت لی اور اس کو حمص، دمشق، فلسطین اور صوبجات شامیہ کو عنایت کئے۔

اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں کو تبدیلی وضع و لباس کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کمبلوں کے

جُتے پہننے بجائے پیٹی کے کمر کو ڈوریوں سے باندھیں اور خدام کے لباس میں جھالریں ٹکوائیں۔ پیٹی باندھنے کی ممانعت کی اور ذمیوں کی عبادت گاہوں کو جو جدید تعمیر ہوئی تھیں منہدم کر دینے کا قطعی فرمان جاری فرمایا اور اس امر کی ممانعت کی کہ ممالک محروسہ میں کوئی شخص کسی حاکم کی دہائی نہ دے اور ذمی اپنے جلسوں میں صلیب نہ نکالیں اور ان کے دروازوں پر علامت کی غرض سے شیاطین کی صورتیں لکڑی کی بنا دی جائیں۔

محمد بن ابراہیم کی موت

محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب برادر زادہ طاہر بلاد فارس کا والی تھا اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر پولیس عہد خلافت مامون، معتصم، واثق اور متوکل میں تھا اور اس کا بھتیجا محمد بن اسحاق سامرہ میں دار الخلافت کے دروازہ پر اس کی نیابت کرتا تھا۔ ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کی وفات پر خلیفہ متوکل نے اس کو یعنی محمد بن اسحاق کو محکمہ پولیس پر متعین کیا اور تمام صوبجات جو اس کے باپ کے تحت تھے مرحمت فرمائے اور معتز نے اپنی جانب سے یمامہ، بحرین اور مکہ کی نیابت و ولایت عطا کی۔ محمد بن اسحاق نے تمام قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات جو اس کے باپ کے تھے خلیفہ متوکل اور اس کی اولاد کی خدمت میں بھیج دیئے۔ محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ متوکل اور نیز اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا۔ محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے جڑ دیا۔ خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کی سند گورنری عنایت فرما کر بجائے محمد بن ابراہیم کے فارس بھیج دیا۔ محمد بن اسحاق نے فارس میں پہنچ کر اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو معزول کر کے اپنے چچا زاد بھائی حسین بن اسمٰعیل بن مصعب کو مامور کیا اور ساتھ ہی اس کے محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کر دیا۔ حسین بن اسمٰعیل نے اس کے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کر دیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔

آرمینیہ کی بغاوت

صوبہ آرمینیہ کی گورنری پر یوسف بن محمد مامور تھا۔ بطریق ابقراط بن اسواط جو بطریقوں کا سردار تھا امان کا خواستگار ہو کر دار الامارت میں حاضر ہوا۔ یوسف بن محمد نے اس کو مع اس کے بیٹے کے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا۔ یوسف کے اس فعل سے آرمینیہ کے بطریقوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا۔ ابقراط بن اسواط کے چچا زاد بھائی اور اس کے داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور باتفاق رائے سب نے یوسف بن محمد کو مار ڈالنے کی قسمیں کھائیں چنانچہ رمضان ۲۳۷ھ مقام طرون میں یوسف بن محمد کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یوسف بن محمد یہ خبر پا کر اہل آرمینیہ سے جنگ کرنے کو نکلا۔ اہل آرمینیہ نے پہلے ہی معرکہ میں یوسف ابن محمد کو شکست دے کر اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ دربار خلافت سے حسب حکم خلیفہ متوکل بغا کبیر اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا۔ موصل اور جزیرہ ہوتا ہوا ارزن پر جا اترا اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے موسیٰ بن زرارہ اور اس کے بھائیوں کو قید کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

تفلیس کا محاصرہ

اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تیس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد بغا کبیر نے شہر دبیل میں جا کر پڑاؤ کیا۔ ایک مہینہ تک ٹھہرا پھر شہر دبیل سے بڑھا اور تفلیس پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور زیرک ترکی کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور مقدمۃ الجیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اسحاق بن اسمٰعیل بن اسحاق نے جو بنو امیہ کا خادم تھا، تفلیس سے نکل کر زیرک کا مقابلہ کیا۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ شہر تفلیس کے مکانات اور نیز دار الامارت لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ بغا کبیر کے حکم سے نفاطین نے

شہر پر آتش باری شروع کر دی قصر امارت میں آگ لگ گئی وہ جل گیا علاوہ اس کے ہزار ہا مکانات جل کر خاک سیاہ ہو گئے پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کی نذر ہو گئے۔ باقی جو رہے وہ گرفتار کر لیے گئے۔ ترکی اور مغربی پلٹنوں نے اسحاق بن اسمٰعیل کو گھیر کر گرفتار کر لیا بغا کبیر نے اسی وقت اسحاق کو قتل کر ڈالا۔

بغا کبیر کی مزید فتوحات

اسحاق کے اہل و عیال مع اپنے مال و اسباب کے شہر صغدبیل چلے گئے۔ جو شہر تفلیس کے برابر نہر کرمن کے شرقی جانب تھا جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انہیں ضرورتوں کو پیش نظر کر کے پہلے ہی سے رسد و غلہ جمع کر کے اس کو مضبوط کر رکھا تھا مگر اجل رسیدوں کو اس قلعہ نے بھی بغا کبیر کے پنجہ ظلم سے نہ بچایا۔ اس کے بعد بغا کبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی جانب جو مابین بردعہ اور تفلیس کے واقع تھا روانہ کیا۔ اہل قلعہ نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر بغا کبیر کے لشکریوں نے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر قلعہ کیس پر حملہ کیا جو بلقان کی سرزمین میں تھا اور جس کا والی عیسٰی بن یوسف تھا عیسٰی بن یوسف نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن بغا کبیر کے لشکریوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بغا کبیر نے اس کو مع چند بطریقوں کے بغداد کی طرف روانہ کر دیا یہ واقعہ ۲۳۸ھ کا ہے۔

قضاۃ پر عتاب

۲۳۷ھ میں خلیفہ متوکل کو قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ کشیدگی و ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ خلیفہ متوکل نے قاضی احمد کا کل مال و اسباب اور جاگیریں ضبط کر کے اس کے لڑکوں کو قید کر دیا۔ قاضی احمد کے لڑکوں میں سے ابوالولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار کی مالیت کے جواہرات پیش کیے۔ اس پر بھی خلیفہ متوکل کا غیظ و غضب فرو نہ ہوا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم اور پیش کیے امراء اور رؤسائے شہر نے شہادت دی کہ ابوالولید نے اپنا مال و اسباب فروخت کر کے یہ رقم حاضر کی ہے۔ قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا۔ خلیفہ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو طلب کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا اور ابوالولید بن ابی داؤد کو صیغہ فوجداری کے اختیارات دیے۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے ابوالربیع محمد بن یعقوب کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے اس صیغہ کے بھی اختیارات قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو دے دیے پھر ۲۴۰ھ میں قاضی یحییٰ بن اکثم بھی خلافت پناہی کا مورد عتاب ہو کر معزول کیا گیا۔ پچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب زمین جو بصرہ میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی مملوکہ تھی ضبط کر لی گئی۔ بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی مامور ہوا۔

اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے ابوالولید کے مرنے کے بیس دن بعد وفات پائی۔ مذہباً معتزلی تھا اس نے بشر مریسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مریسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد؎ بن ادہم معلم مروان سے ان خیالات اور عقائد کو حاصل کیا۔

؎ اور جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان بن سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعلم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا مذہب معتزلہ کی تعلیم پائی تھی لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا سب کے پہلے طالوت ہی نے اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۵۔

حمص کی بغاوت

چونکہ ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم رافعی والی حمص نے بعض رؤسا حمص کو بلا کسی جرم و خطا کے قتل کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے ۲۳۷ھ میں اہل حمص نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کر اس کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں کو قتل کر ڈالا خلیفہ متوکل نے بجائے اس کے محمد بن عبدویہ انباری کو متعین فرمایا اس نے بھی اہل حمص کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے اور سختی سے پیش آیا اہل حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہو گئے۔ دارالخلافۃ سے دمشق اور رملہ کی فوجیں اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین کی گئیں۔ چنانچہ اہل حمص پر ان کو فتح یابی حاصل ہوئی ایک گروہ کثیر بلوائیوں کا اس معرکہ میں کام آ گیا۔ عیسائی شہر بدر کر دیئے گئے۔ کنائس (گرجے) گرا دیے گئے اور ان میں سے جو جامع مسجد کے قرب و اتصال میں تھے جامع مسجد میں شامل کر دیئے گئے۔

بجاۃ کی بدعہدی

جن دنوں اسلامی فتوحات کا سیلاب مصر کی دیواروں تک پہنچ گیا تھا اسی زمانہ سے اہل مصر اور بجاۃ کے مابین مصالحت ہو گئی تھی اسی عہد نامہ کے لحاظ سے بجاۃ کے بلاد میں جس قدر سونے کی کانیں تھیں وہ اُن کا خمس والی مصر کو دیا کرتا تھا مگر عہد خلافت متوکل میں خمس کا دینا بند کر دیا اور اُن مسلمانوں کو جو معادن میں کام کرتے تھے اپنی سفاہت اور بزدلی سے قتل کر ڈالا پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی خلیفہ متوکل نے ارکین سلطنت سے بجاۃ پر جہاد کرنے کے متعلق مشورہ کیا ارکین سلطنت نے عرض کیا کہ "وہ اقوام بادیہ نشین ہیں ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے شہروں تک پہنچنا آسان نہیں ہے کیونکہ اُن کے شہروں اور بلاد اسلامیہ کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے اور راستہ سنگلاخ و دشوار گذار ہے۔ ایسی حالت میں رسد و غلہ کا انتظام کافی ہونا چاہیے ورنہ اسلامی لشکر کا بلا جدال و قتال واقعہ ہو جائے گا" خلیفہ متوکل یہ سن کر ہمت ہار گیا اس سے بجاۃ کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہل صعید کو بجاۃ کی شرارت اور آئے دن کے فساد سے خوف پیدا ہوا بارگاہ خلافت میں ایک درخواست بھیج دی۔

محمد بن عبداللہ قمی کا تقرر

خلیفہ متوکل نے محمد بن عبداللہ قمی کو اسوان، قفط، اقصر، اسنا، ارمنت کی سند گورنری مرحمت فرما کر بجاۃ سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا اور عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر کے نام محمد بن عبداللہ قمی کی ملی امداد اور فوجی مدد کرنے کا فرمان بھیج دیا چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں شاہی پنشنیں اور رضاکار کی فوج بھی شامل تھی۔ بلاد بجاۃ کی طرف خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اور براہ قلزم متعدد کشتیاں آٹا، ستو، کھجوروں اور روغن زیتون سے بار کرا کے بلاد بجاۃ کی جانب روانہ کر دیں رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قمی اُن کے قلعوں تک پہنچ گیا۔ بادشاہ بجاۃ علی بابا نامی محمد بن عبداللہ قمی سے دو چند لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت دھیمی رفتار سے لڑائی شروع کی اس امید پر کہ تھوڑے دنوں میں ان کا رسد و غلہ ختم ہو جائے گا اس وقت ہم ان کو بغیر جدال و قتال کے گرفتار کر لیں گے اس اثنا میں وہ کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کے وقت مصر سے براہ قلزم روانہ کیا تھا تو محمد بن عبداللہ قمی نے اپنے لشکریوں کو حسب ضرورت اور خاطر خواہ اشیاء خوردنی تقسیم کر دیں۔

علی بابا کی اطاعت

علی بابا اس انتظام اور مستعدی کو دیکھ کر دنگ ہو گیا۔ اگلے دن خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی چونکہ اس کے اونٹوں میں دہشت زیادہ تھی ہر چیز کو دیکھ کر بدک اٹھتے تھے خلاف توقع کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے دن محمد بن عبد اللہ قمی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھوا کر حملہ کرنے کا حکم دیا علی بابا کی فوج کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سن کر بدک کر بھاگے شتر سواروں نے ہر چند سنبھالا نہ سنبھلے مجبور ہو کر علی بابا بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا محمد بن عبد اللہ قمی نے تعاقب اور قتل و غارت کا حکم عام دیدیا۔ ہزارہا آدمی مارے اور قید کئے گئے تا آنکہ علی بابا نے امان و مصالحت کی درخواست کی محمد بن عبد اللہ قمی نے یہ شرط کی کہ تم بقایا اور حال خراج ادا کر دو، ہم تم کو تمہارا ملک جس کو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دیدیا جائے گا۔ علی بابا نے بطیب خاطر ان شرائط کو منظور کر لیا اور بعد تحریر و تکمیل عہد نامہ محمد بن عبد اللہ قمی کے ہمراہ بہ قصد حاضری دربار خلافت کو روانہ ہوا اور بجائے اپنے اپنے لڑکے (قیس) کو مقرر کر گیا۔ خلیفہ متوکل نے علی بابا کو کمال احترام و عزت سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا، اس کے اونٹوں پر دیبا اور قیمتی قیمتی کپڑوں کی جھولیں ڈالیں اور بہ نظر عزت افزائی مصر سے مکہ تک کی راہ کی حکومت عنایت کی اور اس کے بلاد پر سعد ایتاخی خادم کو بطور رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا سعد نے اپنی طرف سے محمد قمی کو مامور کیا چنانچہ محمد قمی اس کے ساتھ واپس آیا اور چاروں طرف بلاد بجاۃ میں امن و امان قائم ہو گیا۔

بیرونی مہمات

سنہ ۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں ۳۰۰ کشتیاں تھیں۔ ساحل دمیاط پر پہنچا۔ اتفاق یہ کہ اس وقت سرحدی فوج کو عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر نے کسی ضرورت سے مصر میں طلب کر لیا تھا معدودے چند سپاہی ساحل دمیاط پر موجود تھے۔ رومیوں نے موقع مناسب پا کر خاطر خواہ دمیاط کو لوٹا۔ جامع مسجد کو جلایا اور کشتیوں کو مال و اسباب اور قیدیوں سے بھر کر تینس کی طرف کوچ کر دیا تینس میں پہنچ کر رومیوں نے یہی برتاؤ کئے اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

رومیوں کی بد عہدی

اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی افسر صوائف نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ میں تدورہ ملکہ روم نے مسلمان قیدیوں کو جبر و تعدی سے عیسائی بنایا جس نے کچھ بھی چون و چرا کیا اس کو قتل کیا ایک گروہ کثیر نے عیسائیت قبول کر لی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر خود ہی مفاہمت کی خواستگار ہوئی خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو بہمراہی قاضی بغداد جعفر بن عبد الواحد مفادات کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد تک عہدہ قضا پر ابن ابی الشوارب کو مامور فرمایا چنانچہ نہر لامس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو تبدیل کر کے ایک دوسرے کی قید سے رہا کرایا بعد اس کے پھر رومیوں نے بد عہدی کی عین زربہ پر شبخون مارا۔ جس قدر وہاں زط تھے سب کو مع عورتوں اور لڑکوں کے گرفتار کر لیا۔ اور صائفہ سے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے سمیساط کی جانب قدم بڑھائے آمد تک قتل و غارت کرتے ہوئے چلے گئے۔ سینکڑوں مسلمانوں کو مار ڈالا ہزارہا مکانات لوٹ لئے۔ سرحدی اور جزیرہ بلاد کو تاخت و تاراج کر دیا اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔ عمر بن عبد اللہ اقطع اور ایک گروہ مجاہدین نے تعاقب کیا مگر بے نیل مرام واپس آئے۔

بغا کبیر کا بلاد روم پر حملہ

اس کے بعد اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ بلاد روم

میں جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اور سنہ ۲۴۴ھ میں بغداد سے دمشق چلا آیا اس کے ساتھ کل اراکین دولت بھی دمشق میں آ گئے۔ شاہی دفاتر اور کل محکمہ جات جن کو خلافت پناہی سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو آئے دو مہینے تک مقیم رہا۔ اس کے بعد اتفاق سے دمشق میں وبا پھوٹ نکلی اس وجہ سے پھر بغداد لوٹ گیا۔ روانگی سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر جنگ و خون ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ روم کے بڑے بڑے گردن کش اور سورما پہلوان ان لوگوں میں کام آ گئے۔ سیکڑوں دیہات قصبات اور شہر ویران کر دیئے گئے۔ جب ہر سمت سے الامان الامان کی پکار ہوئی تو بغا کبیر نے بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

بطریق کی اسیری

پھر سنہ ۲۴۵ھ میں رومیوں نے سمیساط پر حملہ کر دیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور صائفہ نے لبر افسری علی بن یحییٰ ارمنی لوکرہ پر جہاد کیا۔ اہل لوکرہ اپنے بطریق سے بگڑ گئے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کے خدام کے حوالے کر دیا بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے بطریق کو چھڑا لیا۔ سنہ ۲۴۶ھ میں عمر بن عبید اللہ اقطع نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی چار ہزار مرد ان لیان ہاتھ آئیں۔ فرتہاس پانچ ہزار راس گرفتار کر لایا، فضل بن قاران ایک بیڑہ جنگی جہازات کو لے کر جس میں بیس کشتیاں تھیں قلعہ انطاکیہ پر چڑھ گیا اور اس کو بزور تیغ فتح کر کے بلکا جور پر جا اترا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزارہا عیسائی گرفتار کر لئے گئے اور علی بن یحییٰ نے پانچ ہزار عیسائی دس ہزار راس جانور گرفتار کئے اسی سنہ میں اسی طرح باہم عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ فریقین نے دو ہزار تین سو قیدی رہا کرائے۔

عمال کی تفصیل

سنہ ۲۳۰ھ میں خلیفہ متوکل نے بلاد فارس پر محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مقرر کیا تھا ان دنوں موصل کی حکومت پر غانم بن حمید طوسی فائز تھا۔ اس کے اوائل زمانہ خلافت میں محمد بن عبد الملک بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج (محکمہ مال) یا بورڈ آف ریونیو کا یحییٰ بن خاقان خراسانی (ازد کا غلام) افسر اعلیٰ تھا اسی زمانہ میں فضل بن مروان معزول کیا گیا اور بجائے اس کے دیوان نفقات پر ابراہیم بن محمد بن حتول مامور ہوا۔ سنہ ۲۲۲ھ میں محمد بن عیسیٰ کو معزول کر کے حرمین، یمن اور طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو عنایت کی اور جب اتاخ حج کو چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو مامور کیا۔ سنہ ۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس پر مامور کیا۔ اس کی (یعنی اسحاق بن ابراہیم کی) اور حسن بن سہل کی وفات ایک ہی سنہ میں واقع ہوئی۔

سنہ ۲۳۶ھ میں عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان عہدہ سکریٹری سے اور بعد ازاں وزارت سے سرفراز کیا گیا اور صوبہ آرمینیہ و آذربائیجان کے محکمہ جنگ و خراج پر یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف مروزی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد مقرر کیا چنانچہ اس نے آرمینیہ و آذربائیجان میں پہنچ کر بطارقہ کے ساتھ کج ادائی سے برتاؤ کئے اہل آرمینیہ و آذربائیجان نے بغاوت کر دی اور اس کو مار ڈالا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ ان لوگوں کی سرکوبی پر خلیفہ متوکل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بغا کبیر کو مامور کیا چنانچہ اس نے ان لوگوں سے یوسف کے خون کا معاوضہ لیا اور معاون سواد پر عبد اللہ

بن اسحاق بن ابراہیم کو مامور کیا۔

قاضی ابن ابی داؤد کی معزولی

سنہ ۲۳۷ھ میں قاضی احمد بن ابی داؤد عہدہ قضا سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے یحییٰ بن اکثم قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے دار الخلافت بغداد میں آیا خلیفہ متوکل نے پولیس بغداد کی افسری اور جزیرہ و عمال عراق کی حکومت عنایت کی۔

علی بن عیسیٰ

ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا یہی امیر الحاج تھا اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا۔ بعد ازاں سال آئندہ میں بجائے اس کے عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ مامور کیا گیا اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ معظمہ اور کل بلاد حجاز کے راستوں کی محافظت پر متعین ہوا۔

موسیٰ بن ابراہیم

حمص میں ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی مامور تھا۔ اسی سنہ ۲۴۰ھ میں اہل حمص نے اس سے سرکشی کی تب بجائے اس کے محمد بن عبدویہ کو حمص کی سند گورنری عطا کی گئی اور اسی سنہ میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضا سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ سنہ ۲۴۲ھ میں مکہ معظمہ کی گورنری عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو مرحمت ہوئی دیوان نفقات پر ابراہیم بن عباس صولی کی وفات کے بعد حسن بن مخلد بن جراح مامور ہوا اس سے پیشتر حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کی نیابت میں تھا

جعفریہ کی تعمیر

سنہ ۲۴۵ھ میں خلیفہ متوکل نے ایک جدید شہر جو جعفریہ کے نام سے موسوم ہوا تعمیر کرایا سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کو اس میں آباد کیا دو لاکھ دینار اس کی تعمیر میں صرف ہوئے وسط شہر میں ایک بہت بڑا محل بنام نہاد لولوہ بنوایا جس کی بلندی تمام شاہی محل سراؤں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف و شفاف پانی کی ایک نہر بھی جاری کی گئی جو پہاڑ سے کاٹ کر لائی گئی اس شہر کے متعدد نام تھے کوئی متوکلیہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور کوئی ماخورہ۔

نجاح بن سلمہ کا انجام

اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے مرنے پر مکہ معظمہ اور حجاز کے راستہ پر ابو الساج اور دیوان ضیاع و توقیع پر نجاح بن سلمہ مامور ہوا نجاح بن سلمہ بڑے رعب و داب کا آدمی تھا ارکین سلطنت اور وزراء اس کا پاس کرتے تھے خلیفہ متوکل بھی اس کی عزت کرتا تھا حسن بن مخلد اس کے ساتھ دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے چغلی کردی اور یہ جڑ دیا کہ یہ دونوں چالیس ہزار غبن کر گئے ہیں۔

خلیفہ متوکل یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ نجاح کو حسن و موسیٰ کو سزا دینے کی اجازت دیدی حسن و موسیٰ کو اس کی خبر لگی تو وہ گھبرائے ہوئے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت کی خدمت میں گئے اور ان حالات سے مطلع کیا۔ وزیر السلطنت نے نجاح سے ان لوگوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد و جنس لے کر خطا معاف کرنے پر آمادہ ہوا تو ان لوگوں سے معذرت کا خط لکھوا کر نجاح کے پاس بھیج دیا۔ نجاح نے بے سوچے سمجھے خط کی پشت پر یہ لکھ کر

واپس کردیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار علاوہ فرش و سامان آرائش اور اسباب کے حاضر کرو تو میں تمہاری تقصیر سے درگذر کروں وزیر السلطنت نے اس دستاویز کو جس سے نجاح کے کاموں کی قلعی کھلتی تھی خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ متوکل نے اُسی وقت نجاح کو بلوا کر اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کے لڑکوں اور وکلا سے جو مختلف بلاد میں پھیلے ہوئے تھے بطور جرمانہ کے مال کثیر وصول کر لیا۔

متوکل اور منتصر میں کشیدگی

اگرچہ خلیفہ متوکل نے ارا کین سلطنت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولیعہدی کی بیعت لی تھی۔ مگر اس وجہ سے کہ منتصر کی طرف سے اس کے دماغ میں یہ خیالات قائم ہوگئے تھے کہ یہ جلد باز، ناعاقبت اندیش ہے خود کردہ پر پشیمان اور نادم تھا خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں عجلت کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر یاد کرتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اس وجہ سے کشیدگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشیع) چھوڑ دیا تھا بسا اوقات مجلس میں اس کے مصاحبین علی ابن ابی طالبؓ پر چوٹ کرتے تھے اور متوکل بیٹھا ہوا ہنستا رہتا منتصر کو یہ حرکات ناگوار گذرتی تھیں۔ مصاحبین کو موقع و محل دیکھ کر دھمکی دیدیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ کر سکتا تو خلیفہ متوکل سے کہہ دیتا تھا "یہ بات اچھی نہیں ہے۔ علیؓ ہم لوگوں کے بزرگ، سردار اور بنو ہاشم کے شیخ ہیں اگر آپ کے نزدیک وہ (معاذاً باللہ) بُرے ہیں تو آپ جو چاہئے کہہ لیجئے مگر ان کمینوں اور ذلیلوں کو تو روک دیجئے"

منتصر کی تذلیل

خلیفہ متوکل اس کے کہنے پر منتصر کی تحقیر و تذلیل کرتا، گالیاں دیتا، معزولی و قتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السلطنت عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو حکم دیدیتا کہ اس کو گردنی دے کر نکال دو۔ کبھی کبھی اپنے بیٹے معتز کو نماز و خطبہ پر مامور کرتا اور گاہے معزول کر دیتا۔ یہی وجوہات تھیں جن سے لوگوں کو اس سے ناراضگی اور کبیدگی پیدا ہوئی انہیں دنوں متوکل نے بغا، وصیف کبیر، وصیف صغیر، اور دواجن کو بھی اپنی تلون مزاجی سے بددل کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں) کو خلافت پناہی کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اسی زمانہ میں بغا کبیر بحکم خلیفہ متوکل سمیساط کی طرف بہ انتظار صوائف کوچ کر گیا اور بجائے اس کے اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کی خالہ کا لڑکا تھا محل سرائے شاہی کی حفاظت پر مامور ہوا اور بسر اپردۂ خلافت پر بغا شرابی صغیر متعین کیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب اور جاگیر جو اصفہان اور جبل وغیرہ میں تھی ضبط کر کے فتح بن خاقان کو دیدی وصیف کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ منتصر سے تھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار نکالتے رہے بالآخر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ متوکل کی زندگانی کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔

متوکل کے قتل کی سازش

چنانچہ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے خدام کی ایک جماعت کو مامور کیا اور اپنے لڑکے صالح اور احمد، عبد اللہ اور نصر کو ان کے ہمراہ کر دیا جس رات کو خلیفہ متوکل کو قتل کرنے کا عہد و پیمان ہوا تھا اس رات کو یہ سب محل سرائے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا۔ چند لمحے بیٹھ کر حسب دستور قدیم اپنے خادم زرافہ کو لئے ہوئے واپس آیا منتصر کی واپسی کے بعد بغا شرابی نے دیگر مصاحبین اور حاضرین کو مراجعت کا اشارہ کیا۔ وہ ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہوگئے خلیفہ متوکل اور

فتح بن خاقان مع چار مخصوص مصاحبین کے باقی رہ گئے تمام دروازے بند تھے صرف باب دجلہ کھلا ہوا تھا اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اُس کمرہ میں آئے جس میں خلیفہ متوکل رونق افروز تھا مگر خلیفہ متوکل اور اُس کے مصاحبوں کو جو اُس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہو گیا سر اٹھا کر دریافت کیا:

"بغا قزاوی! یہ کیا معاملہ ہے؟"

"عرض کیا۔ "خداوند عالم آج انہیں لوگوں کے پہرہ کی باری ہے"۔ خلیفہ متوکل یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔

متوکل کا قتل

ان لوگوں نے یہ خیال کر کے کہ خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر معترض ہوا ہے۔ صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ مارنے اور مر جانے کی قسمیں کھائیں اور سب کے سب شمشیر بکف خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے۔ فتح بن خاقان بچانے کے قصد سے خلیفہ متوکل پر جا پڑا ان لوگوں نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور خون آلود تلواریں لئے ہوئے منتصر کے پاس آئے اس وقت منتصر زرافہ کے مکان میں سو رہا تھا ان لوگوں کے شور و غوغا سے جاگ کر باہر آیا ان لوگوں نے آداب خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کیا زرافہ نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ منتصر سوار ہو کر محل سرائے شاہی میں داخل ہوا حاضرین نے بیعت کی اور وصیف کو لکھ بھیجا کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا قتل کر ڈالا۔ وصیف اس خبر سے مطلع ہو کر حاضر ہوا اور بیعت کی۔

منتصر باللہ کی بیعت

اسی وقت خلیفہ منتصر نے اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤید کو بھی طلب کر کے اپنی خلافت کی اُن سے بیعت لے لی رفتہ رفتہ یہ خبر عبید اللہ بن یحییٰ تک پہنچی وہ رات ہی کو سوار ہو کر معتز کے مکان پر آیا مگر ملاقات نہ ہوئی بات ہی بات میں اس کے پاس دس ہزار آدمی جمع ہو گئے جس میں ازدی ارمنی اور عجمی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر عرض کیا "آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا مع اس کے ہمراہیوں کے خاتمہ کر دیں" عبید اللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس فعل سے روکا اور خود بھی اپنے خیالات پریشان و منتشر کو جمع کر کے جو قصد اس کا رہا ہو باز آیا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل اور فتح کے دفن کئے جانے کا حکم صادر فرمایا یہ واقعہ ۴ شوال ۲۴۷ھ کا ہے۔

---

۱ خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابو الفضل بن معتصم بن رشید کی شان ام الد (کنیزک) تھی شجاع نام تھا ۲۰۶ھ میں پیدا ہوا ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں بعد خلیفہ واثق باللہ مسند خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کیے۔ چودہ برس دس مہینے تین دن خلافت کی اس کا میلان مجمع اہل سنت و جماعت کی طرف تھا ۲۳۴ھ میں اس نے تمام ممالک محروسہ میں اعلان کروا دیا محدثین کو گراں بہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و رویت کی روایت کا عام حکم دے دیا چنانچہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کر حدیثوں کی روایت بیان کی جس کی سماعت تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی۔ تاریخ جلد، صفحہ ۳۲۸ و تاریخ الخلفاء۔

لشکریوں میں شورش خلیفہ متوکل کے مارے جانے کی خبر مشہور ہونے پر لشکریوں میں ایک شورش سی پیدا ہوگئی بازاری اور اوباش ان کے پیچھے ہوئے شور و غوغا مچاتے ہوئے محل سرائے شاہی کے دروازہ پر پہنچے ارا کین سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کر واپس چلا گیا بعد ازاں خلیفہ منتصر بنفس نفیس محل سرائے شاہی سے برآمد ہوا اس کے گرد و پیش فوج جاں نثاران کا ایک دستہ تھا ان لوگوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا۔ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد ان میں سے چھ آدمی کام آگئے۔

باب ۱۲

زوال بنو عباس

اخبار خلفاء عباسیہ جنھوں نے عہد خلافت منتصر سے زمانۂ حکومت مستکفی تک خلافت و حکمرانی کی جبکہ آتشِ فتنہ ہر طرف بھڑک رہی تھی اور ارا کین سلطنت ممالک محروسہ کو دبائے جاتے تھے اور بوجہ خودسری و خودمختاری گورنران صوبجات قوائے دولت مضمحل اور کمزور ہو رہے تھے

عبدالرحمٰن بن معاویہ کی اندلس میں حکومت جس وقت بنو عباس کرسی خلافت پر رونق افروز ہوئے تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا سکہ چل گیا جیسا کہ اس کے پہلے بنو امیہ کی حکومت کا چراغ جل رہا تھا اسی زمانہ میں جب کہ بنو امیہ کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ وہ خاندان خلافت کا آئندہ ایک رکن ہوگا قتل ہو رہا تھا۔ ہاشم بن عبدالملک کی اولاد سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خونریزی سے بہ کمال بیکسی و بے سرو سامانی اپنی جان بچا کر بھاگا۔ دریا کو عبور کر کے اندلس پہنچا چونکہ حکمرانی کی بو دماغ سے نہ گئی تھی اندلس کو عبدالرحمٰن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا۔ ایک برس تک خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ اندلس کی مساجد میں پڑھا گیا اس کے بعد جب عبدالرحمٰن بن معاویہ کے خاندان والے مشرق سے اندلس آگئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی اور نصیحت کی عبدالرحمٰن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور اپنی قومی تباہی کی چوٹ موجود ہی تھی سفاح کی دعوت پر اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جس سے اندلس کو دولت اسلامیہ سے جس کے مالک بنو عباس ہو گئے تھے،

مغرب اقصیٰ میں ادریس بن عبداللہ کی حکومت

پھر جب عہد خلافت خلیفہ ہادی ۱۹۲ھ میں علی بن حسن بن علی کا واقعہ پیش آیا اور ان کے سرگروہ حسین بن علی بن حسن مثنیٰ معہ ایک گروہ کے جو ان کے خاندان میں سے تھا قتل کر ڈالے گئے تو کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ از انجملہ ادریس بن عبداللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی جانب چلے گئے اور بربریوں میں اسی زمانہ سے اپنی دعوت کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اس طرح سے مغرب بھی بنو عباس کے دائرہ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں ان کی ایک حکومت مستقل قائم ہو گئی۔

افریقیہ میں عبیداللہ المہدی کی خلافت

کچھ عرصہ بعد جس وقت خلیفہ متوکل مارا گیا اس وقت سے خلافت عباسیہ اور ضعیف ہو گئی چاروں طرف سے گورنران صوبجات اسلامیہ کی خود مختاری کی صدائیں آنے لگیں حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے جدا ہو کر بجائے خود ایک مشین کے قایم ہو گئے۔ بغداد میں بغاوت پھوٹ نکلی علویہ نے بلاد اسلامیہ میں نکل کر اپنی دعوت کا نقارہ بجا دیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ شیعی نے ۲۸۶ھ میں افریقیہ پہنچ کر طامہ میں عبیداللہ المہدی بن محمد بن جعفر محمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور ان لوگوں سے عبیداللہ المہدی کی خلافت کی بیعت لے لی اور افریقیہ کو بنو اغلب کے قبضہ سے نکال کر اس پر اور مغرب اقصیٰ مصر اور شام پر متصرف ہو گئے پس ان کل صوبجات نے خلفاء بنو عباسیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل کر ایک جدید دولت کی صورت اختیار کر لی جو دو سو ستر برس تک قایم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور اخبار میں بیان کیا جائے گا۔

طبرستان میں بنو حسین کی امارت

پھر کچھ عرصہ بعد ۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین میں علویہ سے حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط معروف بہ داعی نے طبرستان میں خروج کیا اور دیلم میں جا ملے وہ لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انھوں نے طبرستان اور اطراف طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد اسی مقام پر ایک اور دولت و حکومت کا بنیاد دی پھر ۳۰۱ھ میں بنو حسین سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا پھر بنو علی سے عمر داعی طالقان کی حکومت زمانہ مقتدر میں قایم ہوئی جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے

بلاد یمن میں زیدیہ حکومت

اس اطروش کا نام حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر تھا۔ پھر ان پر دیلم غالب آئے جس سے ایک دوسری دولت کی بنا پڑی۔ یمن میں رئیس یعنی ابن طباطبا بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ کا ظہور ہوا انھوں نے دعوت زیدیہ کا آغاز کیا۔ صعدہ، صنعاء اور بلاد یمن پر متصرف ہو گئے اور یہاں بھی ان کی ایک علیحدہ حکومت قایم ہوئی جو ایک عرصہ تک قائم رہی۔

یحییٰ بن حسین کا خروج

سب سے پہلے ان میں سے جن کا ظہور ہوا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم تھے جنھوں نے ۲۹۰ھ میں خروج کیا بعد ازاں زمانہ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعویٰ سے کہ وہ احمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہے ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس کے نسب میں طعن و جرح کی تو اس نے اپنے کو یحییٰ بن زید شہید جرجان کی طرف منسوب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے خود کو طاہر بن حسین بن علی کی جانب منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک یہ علی بن عبدالرحیم بن عبدالقیس ہے۔ چنانچہ اس کی اور اس کی اولاد کی ایک دولت اطراف بصرہ میں زمانہ فتنہ سے قایم ہوئی جس کا انقراض و خاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھوں ہوا۔

بحرین و عمان میں قرامطہ کا ظہور

پھر اطراف بحرین اور عمان میں قرامطہ کا ظہور ہوا یہ کوفہ سے ۲۷۰ھ عہد خلافت

معتضد میں وارد بحرین ہوا اور اپنے کو بنو اسمٰعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعوے سے منسوب کیا جسن جمالی اور زکرویہ قاشانی اس کے ہمراہیوں اور مشیروں میں سے تھا ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قایم رکھا اور عبداللہ مہدی کی خلافت وامارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر متصرف ہوگئے بعد ازاں اس سے منقطع ہو کر بحرین اور عمان کی طرف چلے گئے اور وہاں پر ایک علیحدہ سلطنت قایم کر لی جس کا انقراض و خاتمہ قبائل عرب کے بنو سلیم اور بنو عقیل کے ہاتھوں آخری چوتھی صدی میں ہوا۔

مصر و شام

انھیں واقعات کے اثناء میں بنو سامان نے اطراف ماوراء النہر میں خودسری کا آخری ۲۷۰ھ میں اعلان کیا مگر دعوت خلافت کو بدستور قایم رکھا بایں ہمہ خلفاء کے احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے ان کی حکومت آخری چوتھی صدی ہجری تک قائم رہی۔ اس کے بعد ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی غزنہ میں چھٹی صدی ہجری تک ان سے ملحق و متصل رہی اور ابتدائے ۲۵۰ھ زمانہ فتنہ سے اغالبہ قیروان و افریقیہ کی ایک دوسری سلطنت مصر و شام میں خود مختاری و خودسری کی وجہ سے آخری تیسری صدی ہجری تک قایم رہی پھر ان کے بعد ہی ایک جداگانہ حکومت ان کے موالی بنو طغج کی قایم ہوئی جس کا قیام ۲۶۰ھ تک رہا ان واقعات کے اثناء میں دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضمحل و کمزور ہوتے گئے اور ان کی حکومت کا دایرہ تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد و جزیرہ بھی نکل گیا۔ صرف بغداد ان کے قبضہ و تصرف میں رہا۔

دولت دیلم

بعد ازاں ایک دوسری دیلم کی قایم ہوئی جس نے تمام صوبجات ممالک اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا قصد کیا اور اس پر بھی قابض ہو گئے ۳۳۰ھ عہد خلافت مستکفی سے خلیفہ برائے نام مسند خلافت پر متمکن رہا درحقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں زمام خلافت رہی یہ دولت تمام سلطنتوں سے جو بحالت کمزوری دولت عباسیہ قایم ہوئی تھیں باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شان دار تھی۔ پھر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو سلجوقیہ نے غزنے جو ترک کی ایک شاخ ہے لے لیا۔ چنانچہ ۴۴۰ھ زمانہ خلافت قایم سے آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قایم رہی ان کی حکومت و سلطنت بھی دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں سے شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنا پڑی جو اس وقت تک قایم ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کیا جائے گا۔

خلیفہ مستعصم کا قتل

اس کمزوری کی حالت میں خلفاء بنی عباس مابین دجلہ، فرات، صوبجات سواد اور بعض صوبہ فارس میں اپنا قدم استقلال کے ساتھ جمائے رہے تاآنکہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے سر اٹھایا اور دولت سلجوقیہ پر ٹوٹ پڑے اس وقت تک وہ لوگ مذہب مجوسی کے پابند تھے بعد ازاں بغداد پر چڑھ آئے خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور خلافت اسلامیہ کے شیرازہ حکومت کو درہم و برہم کر دیا یہ واقعہ ۵۵۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد تاتاری دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کی بہت بڑی دولت ہوئی بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف و جوانب میں باقی ہیں جیسا کہ ہم ان کو ان کے موقع پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

مستنصر باللہ

معتز و مؤید کی معزولی

خلیفہ منتصر نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بیعت خلافت لینے کے بعد دیوان مظالم پر ابو عمر اور احمد بن سعید کو، دمشق پر علی بن محمد لوشنری کو مامور فرمایا قلمدان وزارت احمد بن خصیب کے سپرد تھا ممالک محروسہ میں کسی قسم کی بدنظمی نہیں واقع ہوئی چونکہ وصیف، بغا اور احمد بن خصیب کو خلیفہ متوکل کے قتل کی وجہ سے معتز اور مؤید کی سطوت سے آئندہ خطرہ کا اندیشہ تھا خلیفہ منتصر کو تخت نشینی کے چالیسویں روز ان دونوں کو معزول کرنے پر آمادہ کر دیا خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس معزولی کا پیغام کہلا بھیجا مؤید نے منظور کر لیا اور معتز نے انکار کر دیا وصیف وغیرہ کی بن آئی طرح طرح کی اس پر سختی کی اور قتل کی بھی دھمکی دی مؤید یہ رنگ دیکھ کر معتز سے تنہائی میں ملا، نرمی اور ملاطفت سے اونچ نیچ بھائی۔ یہاں تک کہ معتز بھی اس کی رائے سے متفق ہو گیا اور خود کو معزول کرلیا۔

معزولی کا محضر

اس کے بعد دونوں اپنے قلم خاص سے اپنی معزولی کا محضر لکھ کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ منتصر نے بکمال احترام سے اپنے پاس بٹھالیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کر معذرت کرنے لگا کہ میں نے امراء دولت کے کہنے سننے سے تم لوگوں کو معزول کرنے کا اس وجہ سے قصد کیا تھا کہ مبادا یہ لوگ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچائیں اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی معزولی اپنے قلم خاص سے لکھی ہے وہ اندیشہ جاتا رہا۔ ان دونوں نے دست بوسی کی شکریہ ادا کیا قضاۃ، سرداران بنو ہاشم، سپہ سالاران لشکر اراکین دولت اور رؤساء شہر نے اس محضر پر اپنی اپنی گواہی لکھی خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام ممالک محروسہ اور نیز بغداد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔

وصیف کی روانگی

احمد بن خصیب کو جب ان دونوں ولی عہدوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور ان کی معزولی میں اس کو پوری پوری کامیابی ہو گئی تو وصیف کے درپے ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظروں سے دور پھینک دینا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے ان بن ہو رہی تھی۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کے اشارہ سے وصیف کو بلا بھیجا۔ تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کر دست بوسی کی خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا "وصیف! ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رومی گمراہیوں نے سرحدی ممالک میں داخل ہو کر بدنظمی پھیلا دی ہے۔ اس حالت میں ان کی سرکوبی کے لئے تم کو یا مجھ کو لشکر کے ہمراہ ضرور جانا چاہیے" وصیف نے عرض کیا "خادم کے

ہوتے ہوئے امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کو وصیف کی روانگی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا۔ لشکریوں کو حسب حالات آلات جنگ اور رسد و غلہ مرحمت فرما کر روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکر اسلام سے حدود ملطیہ میں جا ملنا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور رسد رسانی لشکر اور مال غنیمت کے فراہم و تقسیم کرنے پر ابوالولید قیروانی تا صدور حکم ثانی مقرر کیا گیا۔

وفات

پھر خلیفہ منتصر[1] نے اپنی تخت نشینی کے چھٹے مہینے پانچویں ربیع الاول ۲۴۸ھ میں بعارضہ ذبحہ وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے محجمہ زہر آلودہ لگا دیا تھا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی

مستعین باللہ کی خلافت

خلیفہ منتصر کے مرنے پر اراکین سلطنت اور خدام خلافت محل سرائے شاہی میں جمع ہوئے جن میں بغا صغیر، بغا کبیر اور اتامش وغیرہ تھے خلیفہ بنانے کی بابت رائے زنی کرنے لگے۔ سپہ سالاران اتراک اور سرداران مغاربہ اور اشروسنیہ سے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ جس کو بغا کبیر، بغا صغیر اور اتامش خلیفہ مقرر کریں گے اسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کریں گے۔ چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک علیحدہ کمرہ میں گئے اس کمیٹی میں احمد بن خصیب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ بالاتفاق رائے اس خیال سے کہ مبادا آئندہ کسی قسم کا صدمہ نہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد سے اعراض کر کے اولاد خلیفہ معتصم کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے بالآخر احمد بن محمد بن معتصم کو طلب کر کے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصیب کو بطور قائم مقامی عہدہ کتابت (یعنی سکریٹری شپ) اور اتامش کو عارضی طور سے عہدہ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ ۶[2] ربیع الثانی ۲۴۸ھ شب دوشنبہ کا ہے۔

محمد بن عبد اللہ کی مخالفت

اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دار العوام میں آیا ابراہیم بن اسحاق شمشیر برہنہ لئے ہوئے آگے آگے تھا عساکر اسلامیہ اور خدام دولت دو رویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے سرداران عباسیہ اور طالبیہ علی حسب مراتب موجود تھے یکا یک شور و غل کی آواز آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دار العوام کے دروازہ پر پہنچ کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ہمراہی ہیں اور معتز کو مسند خلافت پر بٹھانے کے خواہاں ہیں ان لوگوں کے ساتھ بازاریوں اور تماشائیوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ دوا جن کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کا مضمون ہو گیا۔ اس اثناء میں سفید پھریرے والے لاٹھ شاکریہ

---

[1] خلیفہ منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی ۲۲۲ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوا چھ مہینے خلافت کی پچیس برس چھ مہینے کی عمر پائی سامرہ میں انتقال ہوا احمد بن محمد معتصم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ملیح صورت گندم رنگ اور بارعب و داب تھا طولیوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۴۔

تاریخ الخلفاء از سیوطی۔ فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۴۱۔

[2] ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۹۔

آ پہنچے دوسری جانب سے مغاربہ اور اشروشنیہ نے حملہ کر دیا اور معرکہ کارزار گرم ہو گیا زرہیں اور آلات جنگ خزائن شاہی اور دار العوام سے لوٹ لئے گئے۔ بغا صغیر نے پہنچ کر ان غوغائیوں اور بلوائیوں کو ہٹایا اور ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر ڈالا اسی ہنگامہ کے اثنا میں قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا قیدی نکل آئے اس دوران میں ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں کو انعامات اور جائزے دینے لگے۔ اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بیعت کرنے کا پیام بھیجا۔ اس نے اور سب نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

عمال کا تقرر

تکمیل بیعت کے بعد یہ خبر لگی کہ طاہر بن عبداللہ بن طاہر والی خراسان کا خراسان میں اور اس کے چچا حسین بن طاہر کا مرو میں انتقال ہو گیا خلیفہ مستعین نے ۲۴۸ھ میں محمد بن طاہر کو بجائے طاہر بن عبداللہ کے عراق پر اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر مامور کیا اور اس کے چچا طلحہ کو نیشاپور کی، اس کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو، سرخس، اور خوارزم کی اس کے چچا حسین بن عبداللہ کو صوبجات ہرات کی۔ اس کے چچا سلیمان بن عبداللہ کو طبرستان کی اور اس کے برادر عم زاد عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت عنایت فرمائی۔ بغا کبیر کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے تمام صوبجات پر متعین کیا۔

عبداللہ بن یحییٰ کی جلاوطنی

ترکی سپہ سالاروں میں سے ابو جور کو بسر افسری ایک لشکر کے عمود ثعلبی کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی ۲۴۹ھ میں عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائے حج کی اجازت چاہی خلیفہ مستعین نے اجازت دیدی مگر اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبداللہ بن یحییٰ کو جلاوطن کر دینے پر مامور کیا چنانچہ اس نے اس کو حج سے روک کر رقہ کی طرف جلاوطن کر دیا انہیں دنوں ترکوں نے معتز اور موید کے قتل کا قصد کیا۔ احمد بن خصیب نے ان لوگوں کو اس فعل ناروا سے منع کیا۔ خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جوسق میں نظر بند کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن خصیب مورد عتاب خلافت پناہی ہوا خدام دولت نے اس کا اور اس کے لڑکوں کا مال و اسباب ضبط کر کے قریطش کی جانب جلاوطن کر دیا۔

اتامش کا تقرر

اتامش کو عہدہ وزارت پر منتقل کیا مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی بغا شرابی کو حلوان، ماسبذان اور مہرجانقذق پر شاہک خادم کو محل سرائے شاہی، فوج جاں نثاران اور خاص خاص کاموں پر اور باشناس کو بقیہ ارکین سلطنت پر متعین فرمایا۔ علی بن یحییٰ ارمنی کو ثغور شامیہ سے صوبجات ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔ صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا۔ اہل حمص نے بلوہ کر کے اس کو نکال باہر کیا۔ دربار خلافت سے فضل بن قارن برادر مازیار مامور ہوا اس نے اہل حمص کا خون مباح کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کرا دیا۔ وصیف کو جو ثغور شامی میں تھا صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا۔ چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق بلاد روم میں داخل ہو کر قلعہ فروریہ کو فتح کر لیا۔

عمر بن عبداللہ کی شہادت

پھر ۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر جہاد کرنے کی دربار خلافت سے اجازت حاصل کی مجاہدین اہل ملطیہ کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم پر فوج کشی کی بادشاہ

روم پچاس ہزار فوج سے مرج اسقف میں مقابلہ پر آیا عساکر اسلامیہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ عمر بن عبداللہ مع دو ہزار مسلمانوں کے شہید ہو گئے۔

علی بن یحییٰ کی

اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے ثغور جزیرہ پر چڑھائی کر دی علی بن یحییٰ کو جس وقت کہ وہ ارمینیہ سے میافارقین کو جا رہا تھا یہ خبر لگی جوش حمیت قومی سے لوٹ پڑا ایک عظیم خوں ریزی کے بعد مع چار سو آدمیوں کے شہید ہو گیا۔

بغداد و سامرا میں شورش

جس وقت ان دونوں نامی سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہنچی اہل بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا اس وجہ سے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے سخت حریص، اسلام اور اسلامیوں کے دلی دوست تھے ملک اور قوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت تھی ترکوں پر غفلت اور لاپروائی کا الزام لگایا خلیفہ متوکل کے مارے جانے اور امور سلطنت پر ترکوں کے متصرف و غالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی جوش انتقام سے تھرا اٹھے۔ عوام الناس نے جمع ہو کر جہاد جہاد کا شور برپا کر دیا فوج شاکریہ اس منادی کو سن کر ان لوگوں سے جا ملی۔ دربار خلافت سے اپنی تنخواہیں طلب کیں۔ اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ بغداد کا پل توڑ ڈالا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے کاتبوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

امراء بغداد نے بہت سا مال و اسباب مجاہدین کو دیا جبال، فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروہ دل بادل کی طرح امڈ آیا مرتب و مسلح ہو کر جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مستعین اور ارکین دولت نے دم تک نہ مارا۔ اس کے بعد عوام الناس نے سامرہ میں آتش فساد روشن کر دی جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ خدام دولت کی ایک جماعت اس طوفان کی روک تھام کو آئی عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے خدام دولت کو شکست ہوئی۔ بغا، وصیف اور اتامش سوار ہو کر ترکوں کی فوج لے کر آ پہنچے ایک گروہ کثیر عوام الناس کا مارا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

اتامش کا قتل

خلیفہ مستعین نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اتامش اور اس کی ماں اور شاہک خادم کو اس قدر آزادی دیدی کہ یہ لوگ بلا استفسار بیت المال اور خزانہ شاہی سے جس قدر چاہتے لے لیتے جو چاہتے کر گزرتے جو ہدایا اور تحایف اطراف و جوانب سے آتے بے تکلف تصرف کر ڈالتے اور جو ان لوگوں کی دست برد سے بچتا اس کو اتامش عباس بن مستعین کے صرف کے بہانہ سے لے لیتا کیونکہ یہ اُس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا اس سے بغا اور وصیف کو ناراضگی پیدا ہوئی اتراک اور فراعنہ کا حال پتلا ہو گیا بغا اور وصیف کو اس امر کا احساس ہو گیا انھوں نے ان لوگوں سے سازش کر کے ابھار دیا چنانچہ ان میں سے اہل شہر اور محل سرائے شاہی کے محافظین اٹھ کھڑے ہوئے جوسق کا قصد کیا جہاں پر اتامش خلیفہ مستعین کے پاس پناہ گزیں ہونے کا ارادہ کیا خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی دو روز تک محاصرہ میں رہا تیسرے روز بلوائیوں نے جوسق کا دروازہ توڑ ڈالا لڑ بھڑ کر گھس پڑے اُس کو اور اُس کے کاتب شجاع بن قاسم کو قتل کر کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن علی کو عہدہ وزارت سے ممتاز کیا وصیف کو اہواز

کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی سند حکومت عطا کی کچھ عرصہ بعد بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابو صالح سے ان بن ہوگئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بغداد بھاگ گیا تب خلیفہ مستعین نے قلمدان وزارت محمد بن فضل جرجانی کے سپرد کر دیا اور دیوان رسایل پر سعید بن حمید کو مامور فرمایا۔

ابو الحسین کا ظہور

یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابو الحسین تھی ان کی ماں عبداللہ بن جعفر کی نسل میں سے تھیں یہ بنو طالب کے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے غربت اور کس مپرسی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی نے گھیر لیا تھا نان شبینہ کو محتاج ہو رہے تھے انہیں ازل عمر بن فرج کوفہ میں عہد حکومت متوکل میں بنو طالب کا سردار مقرر ہو کر خراسان لے آیا ابو الحسین اس سے ملنے کو گئے اپنی مفرد فی افلاس، تہی دستی اور کثرت عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کے خواستگار ہوئے عمر بن فرج نے سخت و درشت الفاظ سے مخاطب کر کے قید کر دیا جب لوگوں نے ضمانت کی تو رہا کیا گیا۔

ابو الحسین قید سے رہا ہو کر بغداد پہنچے پھر بغداد سے سامرا آئے وصیف سے ملاقات کی اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کئے جانے کی بابت عرض و معروض کی۔ وصیف بھی بدمزاجی سے پیش آیا۔ سخت و نا ملائم الفاظ کہہ کر نکلوا دیا مجبوراً بحال پریشان کوفہ واپس آئے ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے ایوب بن حسین بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن علی والی کوفہ تھا ابو الحسین نے کوفہ میں پہنچ کر بادیہ نشینان عرب اور اہل کوفہ کو بہ قصد خروج جمع کیا اور آل محمد کی حمایت اور ان سے راضی ہونے کی دعوت دی۔ سب نے بطیب خاطر اس دعوت کو منظور و قبول کیا جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ عمال شاہی کو شہر سے نکال باہر کیا۔ شاہی دفاتر کو جلا دیا بیت المال کے دروازے توڑ ڈالے دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار درہم لوٹ لئے۔

ابو الحسین کی فتوحات

چنانچہ پولیس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن محمود فرحی گورنر سواد کو لکھ بھیجا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ جنگ یحییٰ بن عمر پر چلے جاؤ چنانچہ عبداللہ بن محمود اور ایوب نے ابو الحسین سے صف آرائی کی ابو الحسین نے پہلے ہی معرکہ میں ان کو شکست دیدی جو کچھ ان کے ساتھ تھا اس کو لوٹ کر چھوڑا کوفہ کی جانب قدم بڑھاتے زیدیہ اور اطراف و جوانب کے رہنے والوں کا ایک گروہ ساتھ ہو گیا سر زمین راسلہ پہنچتے پہنچتے ایک عظیم الشان لشکر جمع ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ نے گھبرا کر حسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کی روک تھام پر مامور کیا اس حکم کے مطابق حسین بن اسمٰعیل اپنا لشکر مرتب کر کے ابو الحسین کی طرف روانہ ہوا اور ابو الحسین نے کوفہ کی طرف مراجعت کی عبدالرحمٰن بن خطاب معروف بوجہ الفلس سے مڈبھیڑ ہو گئی ابو الحسین اس کو شکست دے کر کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمٰن بن خطاب نے میدان جنگ سے بھاگ کر محل شاہی میں دم لیا۔

ابو الحسین کا قتل

اہل بغداد اور کوفہ کے عوام و خواص سے زیدیہ کی امداد پر کمریں باندھ لیں ابو الحسین کے پاس جوق در جوق آ کر جمع ہونے لگے اس اثناء میں حسین بن اسمٰعیل کوفہ کے قریب آ پہنچا عبدالرحمٰن بن خطاب بھی یہ خبر پا کر اس سے آ ملا ابو الحسین نے کوفہ سے نکل کر صف آرائی کی تمام رات ترتیب لشکر میں مصروف رہا صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسمٰعیل کے ہمراہیوں نے سنبھل کر ایسا پرزور حملہ کیا کہ ابو الحسین کے رکاب کی

فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ ہنگامہ دارو گیر و قتل برپا ہو گیا۔ سیکڑوں آدمی کام آ گئے۔ ایک گروہ کثیر ابوالحسین کے متبعین کا گرفتار کر لیا گیا از انجملہ ہیثم عجلی تھا بالآخر یحییٰ بن عمر (یعنی ابوالحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا سر اتار کر نامہ بشارت فتح کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعین نے ایک صندوق میں بند کرا کے سلاح خانہ میں رکھوا دیا۔ اور قیدیوں کو جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ پندرھویں رجب سنہ ۲۵۰ھ کا ہے۔

طبرستان میں حکومت علویہ کا قیام

جس وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر پر فتحیابی حاصل ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ خلیفہ مستعین نے اس حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں مرحمت فرمائیں از انجملہ ایک جاگیر حدود دیلم کے قریب اوسالوس نامی تھی۔ اس جاگیر کے متعلق ایک قطعہ زمین تھی جس میں بکثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب و جوار والے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے اس کا چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر (محمد بن عبداللہ بن طاہر جاگیردار کا بھائی) عامل طبرستان تھا۔ محمد بن اوس بلخی نامی ایک شخص سلیمان عامل طبرستان کی ناک کا بال بنا ہوا تھا جو چاہتا تھا کر گزرتا۔ سلیمان دم تک نہ مارتا اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا۔ رعایا کو ان لوگوں کی عادات رذیلہ، خصائل خسیسہ سے شکایتیں پیدا ہوئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس بلاد دیلم میں داخل ہو کر ایک گروہ کو گرفتار کر لایا۔ حالانکہ اہل دیلم اور طبرستان والوں سے مصالحت تھی اس سے ان لوگوں کو برہمی پیدا ہوئی پھر منحرف ہو گئے۔

اہل طبرستان کی مزاحمت

اس اثناء میں محمد بن عبداللہ کا نائب ان جاگیرات پر قبضہ کرنے کو وارد طبرستان ہوا اور اس قطعہ زمین پر قابض و متصرف ہونے کا قصد کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد و جعفر پسران رستم نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جو اس بلاد میں ان کے مطیع و فرماں بردار تھے۔ محمد بن عبداللہ کا نائب ان لوگوں سے خائف ہو کر سلیمان عامل طبرستان کے پاس چلا آیا۔ رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم کے پاس بھیجا کہ سلیمان والی طبرستان کے مقابلہ پر ہماری مدد کرو۔ اس کے بعد طبرستان میں علویوں میں سے محمد ابن ابراہیم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ امارت کا دعویٰ کیجئے۔ ہم آپ کے احکام اور اوامر کی تعمیل کریں گے۔ محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا مگر یہ ہدایت کر دی کہ تم رے میں جا کر حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں۔

حسن بن زید کی بیعت

رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو مع محمد بن ابراہیم کے خط کے حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا۔ حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کر پھولے نہ رہے طبرستان آ پہنچے اس عرصہ میں اہل کلار و سالوس و رویان اور دیلم کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ پسران رستم ان کے سردار اور پیشوا تھے ان سب لوگوں نے بالاتفاق حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کو طبرستان سے نکال باہر کیا۔ سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کے نکال دینے کے بعد جبال طبرستان والے بھی اس

گروہ میں آملے اور ایک خاصا لشکر مرتب ہو گیا۔

آمد پر چڑھائی

حسن نے میدان خالی دیکھ کر آمد پر چڑھائی کر دی۔ محمد ابن اوس ساریہ سے آمد کے بچانے کو آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ساریہ میں سلیمان سے جا ملا۔ حسن نے آمد پر قبضہ حاصل کر کے ساریہ کا رخ کیا۔ سلیمان نے اپنا لشکر مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا غلطی یہ ہوئی کہ شہر کی حفاظت کا کچھ انتظام نہ کیا اور اس کا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا۔ چنانچہ جس وقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی ہوئی اور دونوں حریف باہم متصادم ہو گئے۔ حسن بن زید کے دو ایک سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کر شہر میں گھس گئے۔ سلیمان یہ خبر پا کر حواس باختہ بھاگ کھڑا ہوا۔ حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ ساریہ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان کے اہل و عیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کر سلیمان کے پاس جرجان بھیج دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے ارادتاً شکست اٹھائی تھی اس وجہ سے کہ کل بنی طاہر کا میلان تشیع کی جانب تھا۔

رے پر قبضہ

ساریہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچا زاد بھائی قاسم بن علی بن اسمٰعیل یا بہ روایت بعض مورخین محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو بسر افسری ایک فوج کے رے کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے رے پر بھی قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی جانب حسن بن زید کے قبضہ و تصرف سے بچانے کو روانہ کیا۔

محمد بن جعفر کی گرفتاری

محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) رے پر قابض ہونے کے بعد اہل رے سے بد سلوکی کرنے لگا۔ اہل رے کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال برادر شاہ بن میکال کو بسر گردہی ایک فوج رے کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن میکال نے پہنچتے ہی رے پر قبضہ کر کے محمد بن جعفر کو گرفتار کر لیا۔ حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو مامور کیا ابن میکال مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی ابن میکال کو شکست ہوئی اثناء دارو گیر میں مارا گیا اور رے پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلیمان بن طاہر نے جرجان سے طبرستان کی جانب مراجعت کی اور اس کو حسن بن زید کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن زید طبرستان کو خیر آباد کہہ کر دیلم چلے گئے اور سلیمان نے ساریہ و آمد کی طرف کوچ کر دیا اس کے ہمراہ قارن بن شہر زاد کے لڑکے بھی تھے۔ سلیمان نے ان کی خطا معاف کر دی اور اپنے ہمراہیوں کو انھیں تکلیف دینے سے روک دیا۔

موسیٰ بن بغا کبیر کی آمد

اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغا کبیر بسر افسری ایک لشکر جرار وارد رے ہوا اور اس کو ابو دلف کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد ایک لشکر صوبجات طبرستان کی جانب روانہ کیا حسن بن زید سے لڑائی ہوئی آخر الامر حسن بن زید صوبجات طبرستان سے بھاگ کر دیلم چلے گئے۔ موسیٰ بن بغا کبیر نے صوبجات طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور حسن بن زید کے مکان اور فوجی کیمپ کو ویران کر کے رے کی طرف لوٹ آیا۔

باغر کے وکیل کی گرفتاری

باغر ترکی ترکوں میں ایک نامور سپہ سالار اور بغا صغیر کے مصاحبوں میں تھا خلیفہ متوکل کے قتل کئے جانے کے بعد اس کا وظیفہ بڑھا دیا گیا کئی گاؤں سواد کوفہ میں

بطور جاگیر مرحمت کئے گئے۔ ایک شخص نے اہل بار وسما سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق وقت سے ابن ماریہ نامی ایک شخص باغر کے وکیل سے الجھ گیا اور اس کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ کچھ عرصہ بعد باغر کا وکیل رہا ہوکر سامرا پہنچا۔ دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا جس کے قبضہ میں ان دنوں زمام حکومت تھی اور یہ ابن ماریہ کا دوست تھا اس نے باغر کے وکیل کی کچھ سماعت نہ کی۔ باغر کا وکیل باغر کے پاس گیا تمام واقعات بیان کئے۔ باغر کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اسی وقت بغا صغیر کے پاس گیا دلیل نصرانی کی شکایت کی سخت وسست الفاظ سے اس کو یاد کیا۔ بغا صغیر نے تشفی وتسلی آمیز کلمات میں کہا "تم گھبراؤ نہیں، میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لوں گا چونکہ امور خلافت اس کے ہاتھ میں ہیں عجلت اچھی نہیں میں ذرا اس کے کاموں کا انتظام کرلوں تو تم جو اس کے ساتھ چاہو کرنا" باغر کا جوش اس فقرہ کے سنتے ہی قدرے فرو ہوگیا۔ لوٹ آیا بغا صغیر نے دلیل نصرانی کو ان تمام واقعات سے مطلع کردیا اور نیز یہ کہلا بھیجا کہ باغر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ ذرا ہوشیار رہنا، اور باغر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے دلیل کو معزول کردیا ہے مگر پھر بھی باغر کا غصہ کم نہ ہوا دربار خلافت کی آمد و رفت بند کردی۔

باغر کے خلاف شکایات

ایک روز بغا صغیر حسب عادت قدیمہ اپنا منصبی فرض ادا کرنے کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مستعین نے وصیف سے ایتاخ کے اعمال اور باغر کی کیفیت دریافت کی۔ وصیف نے عرض کیا "امیر المومنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ اچھا جانتے ہیں لیکن میرے نزدیک باغر اچھا آدمی نہیں ہے" خلیفہ مستعین یہ سن کر بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کی غرض سے متوجہ ہوا اس نے صاف انکار کردیا۔ باغر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ان ہمراہیوں کو جمع کیا جنھوں نے خلیفہ متوکل کے قتل کا اس سے عہد و پیمان کیا تھا اور ان لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کو مار ڈالنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کی اولاد کو مسند خلافت پر بٹھانے کا اقرار لیا۔ اس شرط سے کہ زمام حکومت اس کارروائی کرنے کے بعد انھیں کے ہاتھ میں ہوگی۔

سازش کا انکشاف

رفتہ رفتہ یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک پہنچ گئی۔ بغا صغیر اور وصیف کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہوئے خلیفہ مستعین نے ان سے یہ ماجرا بیان کئے بغا اور وصیف نے قسم کھا کر اس سے اپنی لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مستعین نے باتفاق رائے بغا اور وصیف باغر کو مع ان دو ترکوں کے جو اس کے ہم راز تھے گرفتار کرکے قید کردینے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی نہایت مستعدی سے کی گئی۔

باغر کا قتل

ترکوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ آگ بگولا ہوگئے اور مسلح ہوکر نکل کھڑے ہوئے شاہی اصطبل کو لوٹ لیا خاصے کے گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر محل سرائے شاہی کی طرف آئے اور اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کر باغر کے قتل پر ایک سردار کو متعین کیا تھوڑی دیر بعد باغر کا سر بغا اور وصیف کے روبرو لایا۔

ترکوں میں ہیجان

باغر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش فرو نہ ہوا بلکہ مضبوطی اور استقلال کے ساتھ ترقی پذیر ہوا سامرا میں جس طرف نظر اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈا

نظر آتا تھا ہر کوچہ و بازار میں ترکوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا مجبوراً بغا، وصیف، اتامک خادم، احمد بن صالح بن شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کر بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ان لوگوں کے چلے آنے کے بعد بقیہ سپہ سالاران لشکر، کتاب، عمال اور کل بنو ہاشم باستثناء جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ سامرا سے بغداد میں آ گئے۔

سامرا سے ان لوگوں کی روانگی کے بعد ترکوں کو خودکردہ پر پشیمانی ہوئی چھ سرداران لشکر سوار ہو کر خلیفہ مستعین اور اس کے ہمراہیوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوئے مگر ان لوگوں نے ان کے عرض و معروض کرنے پر خیال نہ کیا نا امید ہو کر واپس آئے اور معتز کو خلیفہ بنانے کے متعلق غور و فکر کرنے لگے۔

مستعین کا بغداد میں قیام

جس وقت خلیفہ مستعین نے دارالخلافت بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی ترکوں کو اس سے ایک گونہ تشویش پیدا ہوئی چند سرداران لشکر عذر خواہی کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی اور مراجعت کے لئے منت و خوشامد کے ساتھ اصرار کرنے لگے خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور ان کی بے وفائیوں اور بدعہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑک دیتا تھا بالآخر خلیفہ مستعین نے تنگ آ کر صریح الفاظ میں اپنی خوشنودی مزاج ظاہر کر دی ترکوں میں سے کسی نے کہا "اچھا اگر امیر المومنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر سامرا کا راستہ لو" محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس بے باکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر ریمارک کیا خلیفہ مستعین نے سن کر ارشاد کیا "یہ لوگ جاہل ہیں عجمی ہیں۔ ان کو آداب شاہی کی خبر نہیں ہے" محمد بن عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گیا خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "فی الحال تم لوگ سامرا واپس جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آؤں گا" چنانچہ ترکوں نے مراجعت کی۔

معتز کی بیعت

خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبداللہ کے اعتراض کرنے سے کشیدہ خاطر ہوگئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کیں۔ بیعت عامہ کے وقت ابو احمد بن الرشید بھی بلائے گئے تھے۔ انھوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کر تعریضاً کہا "تم نے تو اپنے آپ کو معزول کر دیا تھا؟" معتز نے جواب دیا "ہاں۔ مگر با اکراہ و جبر" ابو احمد بولے "مجھے اس کی کیا خبر۔ میں تو اس کی (یعنی مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں" معتز نے قائل ہو کر چھوڑ دیا۔

تکمیل بیعت کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج کو مامور کیا گیا کتابت دواوین اور بیت المال کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوا۔ سپہ سالاروں میں سے جنھوں نے معتز کی بیعت کی تھی عتاب بن عتاب بغداد بھاگ کر چلا گیا۔

بغداد کی قلعہ بندی

محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت کی خبر لگی تو اس نے انتظامی نقطہ نظر سے سلیمان بن عمران والی موصل کو لکھ بھیجا کہ اہل سامرا کا رسد و غلہ بند کر دو اس اثنا میں مالک بن طوق مع اپنے اہل و عیال اور لشکر کے آ پہنچا۔ حوثہ بن قیس والی انبار کے نام فراہمی لشکر کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ شہر پناہ کو درست کرایا، ہر دروازے پر منجنیقیں نصب کرائیں اور کارآزمودہ سپہ سالار مقرر کئے

فصیلوں پر نامی گرامی قدر اندازوں اور جنگ آوروں کو مامور کیا اور شہر کے دونوں جانب عمیق خندقیں کھدوائیں۔ اس انتظام و درستی میں تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے۔ وظائف اور روزینے واقف کاروں کو سپرد کئے گئے کہ عندالضرورت لوگوں کو دیا کریں۔

مستعین کا ترکوں کو انتباہ

خلیفہ مستعین نے بھی گورنران صوبجات ممالک محروسہ کے نام فرامین جاری کئے کہ خراج وغیرہ قاصد و حکم ثانی بجائے سامرا کے بغداد روانہ کرو۔ ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اس وقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگذر کیا اب بھی اپنے باغیانہ خیالات اور ناشائستہ افعال سے باز آؤ اور خلافت پناہی کی اطاعت قبول کرو۔ معتز اور محمد بن عبداللہ میں خط و کتابت شروع ہوئی معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاد دہانی کراتا تھا جو اس سے لے گئی تھی کہ منتصر کے بعد معتز کو مسند خلافت کا مالک سمجھنا۔ اور محمد، معتز کو مستعین کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات سے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا۔ ایک مدت تک دونوں میں خط و کتابت جاری رہی مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔

موسیٰ بن بغا کبیر کی واپسی

موسیٰ بن بغا کبیر ان دنوں بہ قصد جنگ اہل حمص شام گیا ہوا تھا خلیفہ مستعین اور معتز اس سے خط و کتابت کر رہے تھے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف بلاتا تھا آخرالامر موسیٰ بن بغا کبیر معتز کی جانب مائل ہو گیا خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کر معتز کے پاس چلا گیا۔ عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پر جان نثاری کو آیا ہوں کچھ عرصہ بعد جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز سے جا ملا تو یہ بھی بغداد سے بھاگ کر سامرا پہنچا اور معتز سے یہ بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات دریافت کرنے کے لئے بغداد گیا تھا۔ معتز نے اس معذرت کو قبول کر لیا اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ اس کے بعد حسن بن افشین سامرا سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ مستعین نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر اشروسیہ کی سرداری عنایت کی۔

بغداد کی طرف پیش قدمی

جس وقت امراء شہر و اراکین دولت جس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانبین پر طاری ہوا اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل ملقب بہ موفق کو جنگ بغداد کا لوا عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے کبرا نصری نامی سپہ سالار کلباتکین ترکی موفق کی ماتحتی میں دیا چنانچہ موفق پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ جس میں اتراک، فراعنہ، اور مغاربہ تھے بغداد کی جانب سیلاب کی طرح بڑھا۔ ابن عکبرا اور بغداد کے جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا۔ بغا صغیر کے ہمراہیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس چلی آئی موفق کا لشکر بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ[۱] تک پہنچا۔ خلیفہ مستعین نے حسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن مصعب کو باب شماسیہ پر مامور کیا اور چند نامی نامی سپہ سالاروں کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ ۹ر صفر ۲۵۱ھ کو ترکوں کا ہراول آہستہ آہستہ باب شماسیہ کے قریب پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال اور بیدار طبری کو حسین بن اسمٰعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ کی دس

---

[۱] موفق کا لشکر باب شماسیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہنچا تھا۔ تاریخ کامل جلد، صفحہ ۵۵۔

تاریخ تھی محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ بغا، وصیف اور فقہا و قضاۃ گھے سوار ہو کر موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ خلیفہ وقت سے بغاوت نہ کرو جس طرح اس کے پیشتر تم لوگ اس کی اطاعت میں تھے اسی طرح اب بھی دائرہ اطاعت میں آجاؤ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتز کو خلیفہ مستعین کے بعد مسند خلافت کا وارث بنائیں گے موفق کے لشکریوں نے منظور نہ کیا لوٹ آئے۔

معرکہ شماسیہ

دوسرے دن اُن سپہ سالاروں کی جو باب شماسیہ پر متعین تھے بغرض صدور حکم جنگ یہ رپورٹ آئی کہ ترکوں کا آج جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ باب شماسیہ سے وہ لوگ بہت قریب آگئے ہیں۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے پشت رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ فی الحال تم لوگ ان پر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آئندہ دنوں پر ٹالو اور اگر وہ حملہ بھی کریں تو تم مدافعت کے علاوہ جنگ نہ کرو۔ اسی روز عبداللہ بن سلیمان نائب بغا صغیر مکہ معظمہ سے تین سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آپہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور جایزے مرحمت کیے اس کے دوسرے دن ترکوں نے باب شماسیہ کی طرف پھر پیش قدمی کی حسین بن اسمٰعیل معہ اپنی لشکر کے مقابلہ پر آیا لڑائی چھڑ گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی کام آئے سیکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسمٰعیل کے لشکر کو شکست ہوئی ترکوں میں سے ایک گروہ نے نہروان کا رُخ کیا۔

خراسان پر قبضہ

محمد بن عبداللہ بن طاہر اس سے مطلع ہو کر اپنے ایک سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کی روک تھام کے لیے روانہ کیا۔ ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دے کر خراسان کے راستہ پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو خراسان سے بے تعلق کر دیا۔ اس کے بعد معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی جانب روانہ کیا جس کی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کی جانب غربی مورچہ قائم کیا۔

شاہ ابن میکال کی فتح

ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال کو متعین کیا فریقین خم ٹھونک کر میدان میں آئے لڑائی ہوئی شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو سخت شکست دی مظفر و منصور میدان جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا ابن طاہر نے اس کو اور اُن کل سپہ سالاران کو جو اس معرکہ میں اس کے ہمراہ تھے ہر ایک کو چار چار خلعتیں، طوق اور سونے کے کنگن مرحمت کیے جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شماسیہ تک جس قدر مکانات، باغات اور دوکانیں تھیں منہدم کرا دیں۔

اہواز کا خراج

اس اثناء میں فارس اور اہواز کا خراج منکجور اشروسنی کے ساتھ آپہنچا ترکوں نے لوٹ لینے کا قصد کیا ابن طاہر کو اس کا خطرہ پہلے ہی سے پیدا ہو گیا تھا ایک جماعت کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا ترکوں کی ایک بھی پیش نہ گئی منکجور معہ خراج فارس و اہواز بغداد میں داخل ہو گیا۔

جب ترکوں کو اس غارت گری میں کامیابی نہ ہوئی تو کھسیانے ہوئے اور نہروان کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔

محمد بن خالد کی شکست

اس سے پیشتر خلیفہ مستعین نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو ثغور جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا۔ چنانچہ محمد بن خالد لشکر کے انتظار و فراہمی مال و اسباب وہاں ٹھہرا ہوا تھا اتفاقاً ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہو جانے کی خبر لگ گئی جھٹ پٹ کوچ کر دیا اور براہ رقہ بغداد

آپہنچا ابن طاہر نے اس کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلیٰ بنا کر ترکوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا ترکوں نے اس کو بھی شکست دیدی۔ بھاگ کر سواد چلا گیا اور وہیں مقیم رہا۔ ابن طاہر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی بے ساختہ بول اٹھا "لا یفلح احد من العرب الا ان یکون معہ نبی ینصرہ اللہ بہ"۔

ترکوں کی لوٹ مار

ان واقعات سے ترکوں کی جرأت بڑھ گئی کمال تیزی سے شہر کی طرف بڑھے نہایت شدت سے لڑائی شروع کردی۔ لڑتے لڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے گرد و نواح کے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس روزانہ جنگ و خونریزی سے اہل بغداد پر عرصہ جان تو تنگ ہو ہی رہا تھا ناگاہ ثغور سے یہ خبر وحشت اثر پہنچی کہ بلکاجور لوگوں سے معتز کی بیعت خلافت لے رہا ہے اراکین سلطنت یہ سن کر گھبرا اٹھے ابن طاہر بولا۔ وہ ایسا نہیں ہے۔ غالباً اس کو خلیفہ مستعین کے مرنے کا گمان پیدا ہو گیا ہے۔ ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت صحیح تھا چنانچہ جس وقت بلکاجور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین صحیح و سلامت مسند خلافت پر رونق افروز ہے اسی وقت معتز کی فسخ بیعت کر کے خلیفہ مستعین کی تجدید بیعت کی اور ایک اطلاعی عرض داشت مشعر اطاعت و فرمانبرداری دربار خلافت میں بھیج دی۔

موسیٰ بن بغا کا اختلاف

موسیٰ بن بغا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ترکوں کے ہمراہ تھا۔ لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مستعین سے ملنے کا قصد کیا ہمراہیوں نے اس رائے سے مخالفت کی مکالمہ سے مباحثہ شروع ہو گیا اور پھر مباحثہ سے جنگ کی نوبت پہنچ گئی چند آدمی کام آ گئے۔ موسیٰ بن بغا مجبور ہو کر اپنے ارادہ سے باز آیا۔

اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آگئیں ہر کشتی میں تقریباً بیالیس بیالیس[۴۵] آدمی تھے جن میں اکثر نفاط تھے باب شماسیہ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر ترکوں نے حملہ کرنے کا قصد کیا ان لوگوں نے ترکوں پر گرم تیل کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیا۔ ترکوں کو نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

بلاد اسلامیہ کا تحفظ

محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقی پذیر دیکھ کر اور بلاد اسلامیہ کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑا۔ اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک کار آزمودہ سپہ سالار کو مدائن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر متعین کیا۔ جوبہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اس کی امداد پر روانہ کی گئی۔ جوبہ نے انبار میں پہنچ کر فرات کو انبار کی خندق سے نہر کاٹ کر ملا دیا ساری خندق پر آب ہو گئی۔

معرکۂ انبار

معتز کی طرف سے اسحاقی انبار پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہنچ گئی تھی انبار کے باہر دونوں فوجیں لڑ گئیں ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اسحاقی انبار کی جانب بڑھا جوبہ نے ان واقعات کو سن کر بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔ ابن طاہر نے حسین[۱] بن اسمٰعیل کو ترکوں کی دست برد سے انبار کے بچانے پر مامور کیا

---

[۱] حسین بن اسمٰعیل حسب حکم ابن طاہر بغداد سے ۲۳ جمادی الاولی ۲۵۱ھ یوم پنج شنبہ کو انبار کی طرف روانہ ہوا دس ہزار فوج اس کے رکاب میں تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹۔

اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو مع ایک بہت بڑے لشکر کے اس کی ماتحتی میں دیا ترکوں کے پٹرول سے مقام وصاپر مقابلہ ہو گیا۔ حسین بن اسمٰعیل کا لشکر زیادہ تھا ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر انبار پہنچے حسین بن اسمٰعیل نے آگے بڑھ کر قریب انبار قیام کرنے کا قصد کیا۔

آغاز جنگ

اس اثناء میں کہ اس کے لشکری اسباب وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے ترکوں کی فوج آپہنچی لڑائی ہونے لگی حسین کے ہمراہیوں نے ترکوں کو سخت شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے ترکوں نے اس سے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جس وقت حسین کی فوج اس کمین گاہ سے آگے بڑھی ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کر حملہ کیا اس اچانک حملہ سے حسین کے ہمراہیوں کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا فرات میں ڈوب گیا۔ ایک جماعت کو ترکوں نے گرفتار کر لیا۔ کچھ لوگ بھاگ کر اواخر ماہ جمادی الثانی میں یاسریہ پہنچے۔ ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کر انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی طرف کوچ کیا۔ (آٹھویں رجب ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کے چند پایاب مقامات سے دریا عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے۔ حسین نے اسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کو بسر افسری دو سو قدر اندازوں کے ان پایاب مقامات پر متعین کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر عبور کرنے والا تھا۔

حسین بن اسمٰعیل کی شکست

چنانچہ ترکوں کا لشکر عبور کرنے کو آیا حسین بن اسمٰعیل نے مزاحمت کی فریقین ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ آخر الامر حسین کو شکست ہوئی ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ترکوں نے اس کے لشکر گاہ اور کل مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ منہزموں کا ایک گروہ اسی شب کو بھاگ کر بغداد پہنچا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت اس کے لشکر سے جدا ہو کر معتز سے مل گئی جس میں علی و محمد پسران خلیفہ واثق بھی تھے یہ واقعہ اوائل رجب ۲۵۱ھ کا ہے۔

اہل بغداد اور ترکوں میں جھڑپیں

اس واقعہ کے بعد فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جانبین سے ہزار ہا آدمی کام آئے انہیں لڑائیوں کے اثناء میں ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہو گیا اور پھر اہل بغداد نے ان کو مار کر نکال باہر کیا۔ بعد ازاں ترکوں نے مدائن کی طرف کوچ کر دیا ابو الساج والی مدائن سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو الساج ترکوں کی مدافعت نہ کر سکا ترکوں نے مدائن پر قبضہ کر لیا اس اثناء میں وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں غربی جانب سے قتل و غارت کرتا ہوا آپہنچا صرصر اور قصر ابن ہبیرہ تک لوٹتے ہوئے بڑھ آیا ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک سلسلہ محاصرہ برابر قائم رہا۔

ماہ ذیقعدہ کی کسی تاریخ میں بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی جس کی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں نظر نہیں آتی۔ ایک روز ابن طاہر نے ماہ مذکور میں طویل محاصرہ سے گھبرا کر اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ دیر تک اپنی پرزور تقریر سے ان کو ابھارتا رہا جب ان لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوش انتقام جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابن طاہر نے نصر من اللہ و فتح قریب کہہ کر حملہ کا حکم دیا

لشکری اس حکم کے صادر ہوتے ہی غراتے ہوئے شیروں کی طرح ڈکارتے ہوئے ترکوں کے لشکر پر جا پڑے ہنگامہ قتل و خوں ریزی گرم ہو گیا اس واقعہ میں ترکوں کو شکست ہوئی ایک حصہ کثیر ان کی فوج کا کام آ گیا۔ بغا اور وصیف کی رکاب میں جو ترکی دستہ تھا اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ترکوں سے جا ملا جس سے ترکوں کو ایک گونہ قوت ہو گئی مرتب ہو کر پھر لوٹ پڑے اہل بغداد شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

مصالحت کی کوشش

ماہ ذوالحجہ ۲۵۱ھ میں رشید بن کاوس برادر افشین فریقین میں صلح کرانے کی غرض سے ترکوں کے لشکر میں امان حاصل کر کے گیا لوگوں نے ابن طاہر پر خلیفہ مستعین کے معزول کرنے کی تہمت لگائی جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہل بغداد کو معتز اور اس کے بھائی ابو احمد کا سلام پہنچایا اہل بغداد نے اس کو اور ابن طاہر کو گالیاں دیں اور سخت و سست کلمات سے مخاطب کیا اور منہدم کر دینے کے قصد سے رشید کے مکان کی طرف لپکے۔ ابن طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ اس فعل سے جس کو وہ کرنا چاہتے تھے روکا۔ الزامات سے خود کو بری الذمہ ظاہر کیا۔ اہل بغداد کے خیالات اس کے سمجھانے سے درست ہو گئے فتنہ فرو ہو گیا اور اپنے اپنے مکانات پر واپس آئے۔

بدظنی کی فضا

پھر ابن طاہر اور ابو احمد میں خط و کتابت شروع ہوئی عوام الناس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا خیالات فاسدہ جو اس کے طرف سے قبل اس کے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے۔ لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے طلب کئے ابن طاہر نے اُن لوگوں کو فتنہ فرو کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا لشکریوں نے یک زبان ہو کر کہا "ہم اُس وقت تک اس فعل سے باز نہیں آئیں گے جب تک ہم کو خلیفہ مستعین کی صحیح صحیح رائے معلوم نہ ہو گی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ مبادا ترکی لشکر بغداد پر متصرف و قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کرے جیسا کہ اہل مدائن اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے" ابن طاہر نے یہ تمام واقعات خلیفہ مستعین سے حاضر ہو کر بیان کئے خلیفہ مستعین لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے دار العوام کی چھت پر آیا ایک ہاتھ میں ردائے خلافت تھی دوسرے میں عصا تھا۔ قسم شرعی کھا کر بیان کیا۔ "تم لوگ کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ سب صحیح ہے اور درست ہے"۔ اہل بغداد کو خلیفہ مستعین کی قسم کھانے سے اعتبار ہو گیا خیالات فاسدہ دور ہو گئے سب کے سب لوٹ کھڑے ہوئے فتنہ و فساد کا ہنگامہ فرو ہو گیا۔

ابن طاہر کا قصد مدائن

ابن طاہر نے اہل بغداد کا آئے دن یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر بغداد سے مدائن چلے جانے کا قصد کیا رؤسائے شہر نے حاضر ہو کر معذرت کی کہ یہ فعل بازاریوں کا ہے ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی قصوروار سمجھے جاتے ہیں تو معاف فرمائے۔ ابن طاہر نے ان لوگوں کو کمال شائستگی سے نہایت معقول جواب دے کر واپس کیا۔ انہیں دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً ابن طاہر کے مکان سے اٹھ کر رصافہ میں زرق خادم کے مکان پر چلا آیا۔ مگر سپہ سالاران لشکر اور سرداران بنی ہاشم کو ابن طاہر کے ہمراہ رہنے اور اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی۔

ابن طاہر کا نعرہ خیر خواہی

ایک روز ابن طاہر بہ قصد جنگ مسلح ہو کر مکان سے باہر آیا سوار ہو کر لشکریوں کی طرف گیا اور سرداران لشکر کو جمع کر کے کہنے لگا "واللہ میں خلیفہ مستعین کے سوا اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے اس وقت تک خلافت پناہی کی بہتری اور بہبودی کا خواہاں رہوں گا" لوگوں کے دل اس فقرے کے سننے سے بھر آئے، مرحبا مرحبا جزاک اللہ جزاک اللہ چلا اٹھے۔ ابن طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کر خلیفہ مستعین کی طرف چلا۔

مستعین کے خلاف سازش

راہ میں کسی فتنہ پرداز نے یہ پٹی دی کہ تم کس خیال میں ہو جس کی ہمدردی اور خیر خواہی میں خود کو ہلاک کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر مامور کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی" یہ خبر سننے سے ابن طاہر کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا۔ اسی تردد و انتشار کی حالت میں اپنے مکان پر واپس آیا اس اثناء میں احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مخلد آ گئے۔ ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی خبر بدسنائی تب تو ابن طاہر کے ہوش اڑ گئے۔ طرح طرح کے خیالات اس کے دل میں آنے لگے مگر کمال استقلال سے ان کو ضبط کیا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا تا آنکہ عید الاضحی کا دن آ گیا۔

صلح نامہ

نماز عید الاضحی کے بعد ابن طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنے کو حاضر ہوا اسی وقت فقہاء و قضاۃ اور ارکین دولت بھی موجود تھے۔ ابن طاہر نے عرض کی "امیر المومنین کی اگر مرضی و حکم ہو تو ابو احمد سے مصالحت کر لی جائے اور صلح نامہ بھی لکھ دیا جائے" خلیفہ مستعین نے کہا "بہتر" ابن طاہر رخصت ہو کر باب شماسیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا اور یہ عرض کی کہ صلح نامہ مکمل طور پر مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں۔ (۱) آپ خود کو خلافت سے معزول کیجئے۔ (۲) پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو مرحمت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔ (۳) دار الخلافہ چھوڑ کر حجاز میں مابین حرمین قیام فرمائے (۴) بغا کو گورنری حجاز اور وصیف کو حکومت جبل دی جائے (۵) خراج کا تیسرا حصہ ابن طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دو حصہ موالی اور اتراک کو" خلیفہ مستعین نے اوّلاً اس زعم فاسد سے کہ وصیف اور بغا میرے ہوا خواہ ہیں۔ ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ لیکن جب یہ راز سربستہ کھل گیا کہ یہ دونوں بھی ابن طاہر کے ہم صفیر ہیں راضی ہو گیا۔ علاوہ ازیں جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا اور فقہاء و قضاۃ کو طلب کر کے اس امر کا ان کو شاہد کیا کہ میں نے اپنے تمام امور کو ابن طاہر کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے بعد سپہ سالاران کو بلا بھیجا۔ جب وہ سب حاضر آئے تو یہ بیان کیا "کہ اس سے میرا یہ مقصود ہے کہ خون ریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق معرض زوال میں نہ پڑیں۔ لہٰذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ بہمراہی ابن طاہر معتز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی شہادت دو چنانچہ یہ لوگ مع ابن طاہر کے جبکہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گذر چکی تھیں معتز کے پاس آئے۔

باب ۱۴

مستعین کی خلافت سے دست برداری ۲۴۸ھ تا ۲۵۵ھ

جس وقت وہ صلح نامہ جس کو ابن طاہر نے مرتب کیا تھا سپہ سالاران لشکر اور معتز کے دستخطوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اہل بغداد سے معتز کی خلافت کی بیعت لی گئی جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا معزول خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی معزولی کا اعلان کیا خلیفہ معتز نے اس کو رصافہ سے قصر حسن بن سہل میں لا کر ٹھہرایا اور اس کے ہمراہ اس کے اہل و عیال بھی تھے۔ چادر، عصا اور خاتم خلافت لے لی مکہ معظمہ جانے کی ممانعت کر دی۔ بصرہ جانے کی درخواست پیش کی یہ بھی نامنظور کی گئی مزید برآں یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کر واسط بھیج دیا۔

امور سلطنت میں تبدیلیاں

ان واقعات کے بعد امور سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں خلیفہ معتز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ابو احمد (خلیفہ معتز کا بھائی) بغداد سے سامرا واپس آیا۔ آخر محرم ۲۵۲ھ میں ابو الساج دیوداد بن دیودست مراجعت کر کے وارد بغداد ہوا ابن طاہر نے معاون سواد کا انتظام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کی مدافعت پر اپنے نائب کو مقرر کیا اور خود کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا، وصیف اور ان لوگوں کے نام جو ان کے ہم آہنگ ہیں دیوان سے خارج کر دیئے جائیں۔

بغا اور وصیف کے خلاف سازش

اس اثناء میں محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابن طاہر کے سپہ سالاروں میں تھا ابو اسحاق کی سازش سے بغا و وصیف کے قتل کا بیڑہ اٹھا لیا۔ اور بارگاہ خلافت سے اس حسن خدمت کے صلہ میں یمامہ، بحرین اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔ اتفاق سے بغا اور وصیف تک یہ خبر پہنچ گئی سوار ہو کر ابن طاہر کی خدمت میں آئے۔ تمام حالات سے مطلع کیا لوگوں کی بدعہدی اور پیمان شکنی کی شکایت کی۔ ابن طاہر نے ان کو تسلی دے کر واپس کر دیا۔ اس کے بعد وصیف نے اپنی بہن سعاد کو موید کے پاس بھیجا۔ موید نے اس کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی اس کے کہنے سے خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے خطا معاف کرائی۔

ایسی ہی ابو احمد بن متوکل نے بغا کے ساتھ ہمدردی کی خلیفہ معتز نے عفو تقصیر کر کے ایک فرمان مشعر خوشنودی مزاج ان دونوں کے نام بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معتز سے کہہ سن کر بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھجوایا اور ادھر ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا قصد کریں تو ہرگز نہ آنے دینا۔

بغا اور وصیف نے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی سامرا کی تیاری کر دی۔ ابن طاہر نے روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ رُکے بغداد سے روانہ ہو کر سامرا پہنچے خلیفہ معتز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ان کی گورنریوں پر ان کو بحال رکھا اور موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس اُس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

لشکر بغداد کی سرکشی

ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں مابین لشکر بغداد اور ابن طاہر ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے وظائف اور روزینے طلب کرنے کے لیے ابن طاہر کے پاس آتے تھے ابن طاہر نے جواب دیا "میں نے بارگاہ خلافت میں تمہارے وظائف اور روزینے کے متعلق ایک عرض داشت بھیجی تھی خلافت پناہی نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لیے رکھا ہے تو اس کے مصارف تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا گیا ہو تو ہم کو اس کی حاجت نہیں ہے موقوف کر دو" بغدادی لشکر یہ سُن کر شور و غل مچانے لگا۔ ابن طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے۔ ہنگامہ فرو ہو گیا۔ اپنی فرودگاہ پر واپس آیا۔ اس کے بعد پھر دوبارہ لشکر بغداد نے یورش کی اس مرتبہ اس کے ساتھ پھریرے اور طبل بھی تھے۔ سرداران لشکر کے لئے باب شماسیہ پر خیمے نصب کیے اور عام سپاہیوں کے لئے سرکنڈے اور لکڑیوں کے مکانات بنائے۔ محمد بن ابراہیم نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا اور صحن مکان کو جنگ آوروں سے پُر کر لیا۔ ان غوغائیوں کا یہ ارادہ تھا کہ جمعہ کے روز خطیب کو معتز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں۔ خطیب یہ خبر پا کر گھر بیٹھ رہا اور علالت طبیعت کا بہانہ کر دیا۔ لشکر بغداد پل توڑنے کی غرض سے پُل کی طرف بڑھا۔ ابن طاہر کی فوج نے مدافعت کے خیال سے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن طاہر کی فوج اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی۔

بعد ازاں لشکر بغداد نے جانب شرقی لشکر کی مدد سے ابن طاہر کی فوج کو شکست فاش دی۔ غوغائیوں نے پولیس کیمپ کو لوٹ لیا۔ ابن طاہر نے اس ہنگامہ ہوش رُبا کو دیکھ کر ان دوکانوں کے جلا دینے کا حکم دیدیا۔ جو دروازہ پل پر تھیں۔ ان دُکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا۔ فریقین میں آگ حائل ہو گئی۔ ابن طاہر کی فوج نے پامال ہونے سے نجات پائی اور فتح مند گروہ اپنے کیمپ میں واپس آیا۔ ابن طاہر نے پھر اسی وقت سے فراہمی لشکر کی طرف توجہ کی۔ اپنے نامی سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو جمع کیا۔ کار آزمودہ سپاہیوں سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی۔ اس اثناء میں لشکر بغداد سے دو شخص ابن طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک پوشیدہ راستہ بتلا دیا۔ ابن طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت جاں گداز اور روح فرسا تھا۔ لشکر بغداد کا نامی سپہ سالار ابن خلیل اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے دوسرے سردار ابو القاسم عبدون بن موفق نے ابن طاہر پر حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی یہ بھی انھیں لڑائیوں کے اثناء میں مر گیا۔

موئید کی معزولی کا محضر

ماہ رجب ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی موید کو ولی عہدی سے معزول کیا اس وجہ سے کہ علاء بن احمد عامل ارمینیہ نے موید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے۔ عیسیٰ بن فرخان شاہ کو خبر لگ گئی۔ اثناء راہ سے لے لئے موید نے اتراک اور مغاربہ کو عیسیٰ بن فرخان شاہ کی مخالفت پر ابھار دیا۔ عیسیٰ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر موئید کی شکایت جڑ دی معتز نے موید اور ابو احمد کو ای

وقت گرفتار کرا کر قید کر دیا اسی زمانہ میں موید سے اس کی معزولی کا حکم نامہ لکھوایا۔

موید کا قتل

اس کے بعد خلیفہ معتز تک کسی نے یہ خبر پہنچا دی کہ اتراک موید کو جیل سے نکال لانے کا ارادہ رکھتے ہیں خلیفہ معتز نے موسیٰ بن بغا سے استفسار کیا موسیٰ بن بغا نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ معتز نے اگلے دن موید کو جیل سے باہر لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ موید کو باہر نکالا گیا تو مردہ تھا اس کی ماں نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور منہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹ کر مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا لکڑا اس پر رکھ دیا تھا اس سبب سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ غرض موید کے مر جانے کے بعد اس کا بھائی ابو احمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑ کھڑانے کے لئے بھیج دیا گیا۔

سابق خلیفہ مستعین کا خاتمہ

خلیفہ معتز نے موید کے قتل کے بعد معزول خلیفہ مستعین کے قتل کا ارادہ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ " بدنصیب معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کر دو" ابن طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط حسب مضمون مذکرہ بالا ان دو شخصوں کے نام لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پر واسط میں مامور تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بلکہ احمد بن طولون کی معرفت یہ خط روانہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسط سے لے کر قاطول آیا اور سعید بن صالح کے حوالہ کر دیا سعید بن صالح نے اس قدر مارا کہ معزول خلیفہ مستعین[1] مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا۔ بہرکیف مستعین کے مر جانے کے بعد اس کی سواری کا جانور بھی سر ٹپک کر مر گیا۔ مستعین کا سر اتار کر بارگاہ خلافت میں بھیج دیا گیا۔ خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر دفن کر دیا جائے اور اس حسن خدمت کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار درہم اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی جائے۔

مغاربہ اور ترکوں میں جنگ

غرہ ماہ رجب ۲۵۲ھ میں اتراک اور مغاربہ کے مابین چل گئی اور خوب چلی۔ ترکوں نے موید کے اشارہ سے ایک روز عیسیٰ بن فرخان شاہ کو گرفتار کر کے مارا گھوڑا چھین لیا۔ مغاربہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر باہم مشورہ کیا اور موقع پا کر ہو حق پر حملہ کر دیا ترکوں کو اس کی خبر نہ تھی مغلوب ہو گئے۔ ان کے گھوڑوں کو لے لیا اور اس پر سوار ہو کر بیت المال کی طرف آئے قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے اس شکست کے بعد ان لوگوں کو اپنی جماعت میں ملا کر صف آرائی کی جوان میں سے کرخ اور شاہی مکانات میں تھے بازاری اور شاکریہ مغاربہ سے مل گئے اس سے ترکوں کی قوت گھٹ گئی اور انہیں ہنگامہ کارزار گرم کرنے کی جرأت نہ ہوتی جعفر بن عبدالواحد دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا فریقین نے چند روز حیلہ و حوالہ میں رکھا۔ بعد ازاں جس وقت مغاربہ منتشر ہو گئے۔ ترکوں نے پھر مجمع کیا۔ محمد بن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر پا کر محمد بن عون کے مکان میں جا چھپے۔ ترکوں کو

---

[1] خلیفہ مستعین باللہ ابوالعباس احمد بن معتصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) مخارق نامی تھی۔ ملیح صورت، سفید رنگ، چہرہ پر چیچک کے داغ تھے زبان میں لثغ یعنی شکستگی تھی حروف را، لام، غین اور شین کو ادا نہ کر سکتا تھا تقریباً اکتیس[31] برس کی عمر پائی۔ سب سے پہلے اس نے چھوٹی ٹوپیاں اور چوڑی آستینوں کا پہننا شروع کیا اس کی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی

یہ خبر لگ گئی شور و غل مچاتے ہوئے محمد بن عون کے مکان پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں مار ڈالا۔ خلیفہ معتز نے یہ سن کر محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے ان دونوں کی جان بچانے میں غفلت کی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر لوگوں کی سعی و سفارش سے قتل تو نہ کیا مگر جلاوطن کر دیا۔

مساور خارجی

موصل کی گورنری پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور حدیثہ موصل کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی خارجی بوازیج میں رہتا تھا ایک روز حسین بن بکیر افسر پولیس نے مساور کے حوثرہ نامی لڑکے کو حدیثہ موصل میں گرفتار کر لیا حوثرہ ایک حسین نوعمر لڑکا تھا حوثرہ نے اپنے باپ مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین بن بکیر افسر پولیس نے مجھے جبراً گرفتار کر لیا ہے۔ دن کو تو میں قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور شب کے وقت وہ مجھ سے عروس کا کام لیتا ہے۔ مساور کو اس خط کے دیکھنے سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ قرب و جوار کے لوگوں کو جمع کر کے حدیثہ موصل کا ارادہ کر دیا۔ حسین بن بکیر یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا رفتہ رفتہ اکراد اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہنچی ان میں بھی فوری جوش پیدا ہو گیا اور مستعد آمادہ ہو کر مساور کے پاس آ گئے۔

مساور کی موصل کی جانب پیش قدمی

ان لوگوں کے آ ملنے سے مساور کی جمعیت بڑھ گئی فوجی صورت میں مرتب کر کے موصل کا رخ کیا اور جانب شرقی میں پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد والی موصل سے لڑتا رہا۔ پھر وہاں سے مراجعت کر کے خراسان کے راستہ پر آ ٹھہرا خراسان کی راہ کی محافظت پر بندار اور مظفر بن مثنک مامور تھے۔ بندار یہ خبر پا کر تین سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مساور کے ہمراہ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی مساور نے بندار کے ہمراہیوں کو شکست دے کر سب کو مار ڈالا از انجملہ بندار بھی تھا۔ صرف پچاس آدمی جان بر ہوئے مظفر بن مثنک بھاگ کر بغداد پہنچا۔

اہل جلولہ سے لڑائیاں

خوارج جلولا کی جانب چلے آئے اہل جلولہ اور مساور سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں فریقین کے سیکڑوں آدمی کام آ گئے بعد ازاں بارگاہ خلافت سے خطرمش مامور کیا گیا ایک عظیم الشان لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مساور نے اس کو بھی شکست دیدی اور اکثر اعمال موصل پر قابض ہو گیا۔

حسن بن ایوب کی شکست

پھر ۲۵۴ھ میں ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے حسن کو بطور نائب کے موصل پر متعین کیا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا جس میں حمدون بن حرث بن لقمان (امرائے بنی حمدان کا دادا) اور محمد بن عبداللہ بن سید بن انس بھی تھا۔ حسن نے لشکر مرتب کرنے کے بعد جنگ مساور کوچ کر دیا اور نہر زاب کو عبور کر کے مساور کے سر پر جا پہنچا مساور اپنا کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آیا حسن نے بڑھ کر وادی زیات میں طبل جنگ بجوا دیا لڑائی کا بازار گرم ہو گیا لشکر موصل کو شکست ہوئی محمد بن سید ازدی مارا گیا حسن بن ایوب مضافات اربل کی جانب بھاگ گیا۔

مساور کا موصل پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتز) کی معزولی دوسرے خلیفہ (مہتدی) کی خلافت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عبداللہ بن سلیمان ایک ناتجربہ کار شخص موصل کی گورنری پر مقرر کیا گیا۔ مساور نے موقع پا کر موصل پر چڑھائی کر دی۔

عبداللہ بن سلیمان والی موصل خوف جنگ سے چھپ رہا۔ مساور نے شہر میں پہنچ کر بلا مزاحمت و جنگ قبضہ کر لیا اہل موصل میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اس اثنا میں جمعہ کا دن آ گیا جامع مسجد میں معہ اپنے ہمراہیوں کے نماز ادا کرنے کو گیا خطبہ دیا نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز جمعہ حدیثہ موصل کی طرف چلا گیا جو اس کا دار الہجرت تھا۔

مساور اور عبیدہ میں جنگ[1]

۲۵۶ھ میں خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نامی نے مساور کی مخالفت کا علم بلند کیا عبیدہ اور مساور سے تو بہ خاطی (گنہگار) کے بابت بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ خاطی کی توبہ قبول ہی نہ کی جائے گی۔ اور مساور اس کے خلاف تھا خوارج کا ایک گروہ عبیدہ کے ساتھ ہو گیا۔ مساور نے حدیثہ موصل سے عبیدہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے خروج کیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی عبیدہ مارا گیا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

بلاد عراق پر قبضہ

تھوڑے دنوں بعد بنی زہیر سے ایک دوسرا شخص طوق نامی مساور کی مخالفت پر اٹھا حسن بن ایوب بن احمد عدوی نے اس کے لئے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۷ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ مساور نے عراق کے اکثر بلاد پر قبضہ کر لیا اور خراج بھیجنا بند کر دیا۔ موسیٰ بن بغا اور باکیال نے بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے مساور پر فوج کشی کی سن[2] تک بڑھ آئے۔ ابھی لڑائی نہ چھڑنے پائی تھی کہ یہ خبر پا کر کہ ترکوں نے خلیفہ مہتدی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے اور مسند خلافت سے اس کو اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس چلے آئے۔

مفلح کا تقرر

چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد رونق افروزی مسند خلافت ہوا تو اس نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مفلح کو جنگ مساور پر روانہ مساور نے حدیثہ سے نکل کر ان دو پہاڑوں کا ارادہ کیا جو اس کے مقابل میں تھے۔ مفلح یہ خبر پا کر مساور کے لشکر کے پچھلے حصہ پر جا پڑا اور نہایت تیزی سے معرکہ کارزار گرم کر دیا مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا۔ ایک مدت تک دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ہمراہیوں میں زمانہ جنگ عبیدہ سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے موقع پا کر قلعہ کوہ سے اتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفلح کا لشکر نظر آیا مفلح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کر موصل کا رخ کیا۔ پھر موصل سے روانہ ہو کر دیار ربیعہ پہنچا اور دیار ربیعہ سے سنجار النصیبین ہوتا ہوا خابور پہنچا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا۔ دو ایک روز قیام کر کے حدیثہ کی طرف کوچ کر دیا۔

مفلح کی مراجعت بغداد

جوں ہی مفلح نے موصل کو چھوڑا مساور لوٹ پڑا اور اس کے لشکر کے پچھلے حصہ پر قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرتا ہوا حدیثہ تک پہنچا مفلح کے ہمراہی روزانہ جنگ اد

---

[1] یہ لڑائی موصل کے قریب اطراف جہینہ میں ہوئی تھی مخالفت ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئی اور جنگ ماہ جمادی الاول ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد، صفحہ ۸۹۔

[2] یہ نام میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد، صفحہ ۹۰ سے لکھا ہے اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔ (مترجم)

سفر سے تھک گئے تھے اور لڑائی سے جان چرانے لگے مفلح نے چند روز حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا ان واقعات سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اس کے بعد ۲۵۸ھ میں مسرور بلخی نے حدیثہ پر چڑھائی کی اور سپہ سالاران ترک میں سے جعلان نامی سپہ سالار کو ایک فوج کثیر کے ساتھ حدیثہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۶۱ھ میں حکمرانان خراسان سے یحییٰ بن جعفر مساور کی خونریز لڑائی کے نذر ہو گیا۔ مسرور نے اس کا تعاقب کیا۔ موفق نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا مگر ان دونوں نے اس کو نہ پایا۔

وصیف کا قتل

۲۵۳ھ عہد خلافت خلیفہ معتز میں ترک، فراعنہ اور اشروسنیہ کی فوجیں جمع ہو کر چار چار مہینے کے روزینے کے خواستگار ہوئیں اور شور و غوغا مچاتی ہوئی دربار خلافت تک پہنچیں۔ بغا، وصیف اور سیما طویل ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے آئے۔ وصیف نے آگے بڑھ کر کہا "فی الحال خزانہ خالی ہے، چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں سے دی جائیں؟" لشکریوں نے جواب دیا "ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں جہاں سے پاؤ دو" وصیف بولا "اے لو یہ مٹی حاضر ہے تنخواہ کے عوض لے جاؤ" لشکریوں کو اس جواب سے برہمی پیدا ہوئی۔ بغا نے کہا "ذرا صبر کرو میں امیر المومنین سے استفسار کر کے آتا ہوں۔ تم لوگ اشناس کے مکان میں چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے گا"۔ لشکری اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اشناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیما خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر ان لشکریوں کے معاملہ میں عرض و معروض کرنے لگے اور وصیف انھیں لشکریوں کے پاس رہا۔ لشکریوں نے یورش کر کے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر نیزہ پر نصب کر دیا۔

بغا کا قتل

وصیف کے مارے جانے کے بعد ہی لشکریوں کا جوش خود بخود فرو ہو گیا۔ خلیفہ معتز نے بغا شرابی کو وہی عہدہ عنایت کیا جو وصیف کا تھا۔ تاج پہنایا، خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن کچھ عرصہ بعد اس خیال سے کہ بغا شرابی کو امور سلطنت میں دخل حاصل ہو گیا ہے۔ مبادا کسی وقت فتنہ بغاوت کا بانی ہو جائے خفیہ طور سے بابکیال کی طرف مائل ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس کو انتظامی امور میں دخل دیتا گیا۔ آخر میں یہ بھی وعدہ کر لیا کہ بعد بغا شرابی کے میں تم کو اس کی جگہ پر مامور کروں گا۔ ہنوز کوئی امر ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ بغا شرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا عقد صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے سامان میں مصروف ہوا اس اثناء میں خلیفہ معتز مع حمدان بن اسرائیل کے سوار ہو کر بابکیال کے پاس کرخ سامرا میں گیا چونکہ اس سے اور بغا سے دلی رنجش تھی یہ خبر پا کر پانچ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ سوار ہوا جس میں اکثر اس کے خدام، لڑکے اور سپہ سالار تھے مگر ان ہمراہیوں کا زیادہ حصہ اس سے منحرف و کشیدہ خاطر تھا۔ سن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور جان کے خوف سے مسلح ہونے لگا۔ بغا کے ہمراہیوں نے شدت سرما کی شکایت کی بیماری کا حیلہ کیا۔ بغا نے براہ دریا بغداد کی طرف مراجعت کی رات کے وقت پل پر پہنچا اس غرض سے کہ ملازموں کو میرے عبور کرنے کی اطلاع نہ ہو۔ اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی۔ خلیفہ معتز سے اس کے آنے کی اطلاع کی خلیفہ معتز نے قتل کا حکم دے دیا۔ ملازمین نے اس کا سر اتار کر دربار خلافت میں بھیج دیا جو دروازہ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اس کی لاش کو جلا دیا۔

بغا کا اس پوشیدہ طور سے آنے کا یہ مقصود تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جا کر چھپ رہوں گا اور حالت غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دوں گا۔ لیکن اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھ مارا گیا۔

باب ۱۵

صفاریہ سلطنت کا قیام سنہ ۲۵۱ھ تا سنہ ۲۵۵ھ

یعقوب بن لیث اور اس کا بھائی عمرو بجستان میں تابنے پیتل کی دکان رکھے ہوئے تھا انھیں کے زمانہ میں ایک شخص ہوا خواہاں اہل بیت سے صالح بن نصر کنعانی نامی اس اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا چونکہ اس کے ہمراہی رضاکار کے نام سے موسوم ہوئے اس وجہ سے لوگ اس کو صالح مطوعی کہنے لگے امراء ورؤساء شہر اور عوام الناس کا ایک گروہ اس کے معتقدوں میں داخل ہو گیا از انجملہ درہم بن حسن اور یہی سجستان پر قبضہ کر کے طاہر بن عبداللہ والی خراسان کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کے بعد ہی صالح کی با حوصلہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا درہم بن حسن بجائے اس کے رضاکاروں پر حکومت کرنے لگا اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی مگر یہ حد درجہ کا بزدل اور سادہ لوح تھا والی خراسان نے بحیلہ و مکر اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ رضاکار والے جمع ہو کر یعقوب بن لیث کو اپنا امیر بنا لیا۔

یعقوب بن لیث کی فتوحات یعقوب بن لیث ایک شجاع و باتدبیر شخص تھا اس نے شرات سے جنگ چھیڑ دی اور کمال مردانگی سے لڑ کر ان کو زیر کیا ان کے قصبات اور گاؤں کو ویران کر دیا۔ آدمی ہوشیار اور چالاک تھا سو دربار خلافت میں ایک عرضی اس مضمون کی بھیج دی کہ میں نے خلافت پناہی کے مخالفین (شرات) کو لڑ کے زیر کر دیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کا مطیع و فرماں بردار ہوں۔ ادھر آہستہ آہستہ بحکمت عملی بجستان پر قبضہ کر کے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وعظ و پند کرنے لگا۔ اس سے اس کی وجاہت ظاہری میں ترقی ہوئی اراکین دولت بھی اس کی عزت کرنے لگے۔

ہرات پر قبضہ کچھ عرصہ بعد یعقوب بن لیث نے سجستان سے اطراف خراسان کی جانب کوچ کیا ان دنوں خراسان کی حکومت پر محمد بن عبداللہ بن طاہر تھا اور اس کی جانب سے ہراۃ پر محمد بن اوس انباری۔ محمد بن اوس یعقوب کی خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ یعقوب سے لڑائی ہوئی میدان جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا۔ محمد بن اوس بھاگ کھڑا ہوا یعقوب نے ہراۃ اور بوشنج پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس واقعہ

سے والی خراسان اور اطراف وجوانب کے امراء کے ہوش وحواس جاتے رہے اُن کے دلوں پر اس کی ہیبت اور رُعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

کرمان پر قبضہ

اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کی گورنری پر فائز تھا باوجودیکہ اس نے خراج دربار خلافت میں ایک مدت سے نہ بھیجا تھا لیکن سجستان پر یعقوب کے تصرف و قبضہ کو گوارا نہ کر کے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معتز کی خدمت میں بھیج دی۔ چونکہ خلیفہ معتز ان دونوں (علی بن حسین اور یعقوب بن لیث) کی حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا دونوں کے پاس سند گورنری کرمان بھیج دی تاکہ دونوں لڑ بھڑ کر ختم ہو جائیں اور کم از کم یہ کہ ان دو میں سے ایک ضرور فنا ہو جائے۔ ادھر علی بن حسین نے فارس سے طوق بن مغلس کو اپنا نائب مقرر کر کے کرمان بھیج دیا اُدھر سجستان سے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طوق نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

یعقوب نے قریب کرمان پہنچ کر قیام کیا پھر دو مہینے تک طوق کے انتظار میں ٹھہرا رہا جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو یعقوب نے سجستان کی طرف کوچ کر دیا طوق نے اس کی مراجعت کے بعد بجائے آراستگی لشکر اور تیاری جنگ کے لہو ولعب کی مجلس منعقد کر دی۔ ابھی یعقوب سجستان ہی کے راستہ میں تھا کہ جاسوسوں نے اس کی اطلاع کر دی لوٹ پڑا دو دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کر کے طوق کے سر پر آپہنچا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ طوق اور اس کے مصاحبین کا نشہ ہرن ہو گیا۔ حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یعقوب نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا اور طوق کو پابہ زنجیر جیل میں ڈال دیا۔

شیراز پر قبضہ

علی بن حسین کو اس کی خبر لگی جس وقت کہ یہ شیراز میں تھا سنتے کے ساتھ بدن میں آگ سی لگ گئی۔ یہ سمجھ کر کہ اب شیراز کی بھی خیر نہیں ہے یعقوب اس طرف ضرور آئے گا۔ فوراً ایک لشکر مرتب کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر اتر پڑا، جس کے ایک جانب تو سر بہ فلک پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی۔ راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی ایک ساتھ نہ چل سکتے تھے۔ یعقوب بھی انتظام کرمان سے فارغ ہو کر شیراز کی طرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ دوسرے دن یعقوب نے اپنے رکاب کی فوج کے سواروں کو مرتب کر کے ایک پُر جوش خطبہ دیا۔ اور گھوڑے کو مہمیز لگا کر نہر میں ڈال دیا اس کے پیچھے پیچھے فوج کے سواروں نے بھی نیزے آڑے کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے بات ہی بات میں نہر عبور کر کے علی بن حسین سے جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ بالآخر علی بن حسین کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور علی بن حسین گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سجستان کی طرف واپس آیا (یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے)۔

فارس پر قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد علی بن حسین اور یعقوب سے سخت لڑائی ہوئی

جنگ کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن حسین کو شکست ہوئی اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا جس میں موالی (آزاد غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کر غروب آفتاب کے وقت شیراز کی طرف لوٹا شہر پناہ کے دروازہ پر منہزموں کا ایک جمگھٹا تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو سب سے پہلے میں شیراز میں داخل ہو جاؤں کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر ہو کر اہواز تک پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ہمراہیوں میں سے پانچ ہزار آدمی کام آئے۔ یعقوب نے فارس پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی ایذائیں دیں اور جبر وظلم سے ایک ہزار تھے، جواہرات، گھوڑے، آلات حرب اور عمدہ عمدہ قیمتی قیمتی اسباب جس کی کوئی انتہا نہ تھی وصول کئے۔

یعقوب کا اظہار اطاعت

دربار خلافت میں اپنی اطاعت وفرماں برداری کی ایک عرض داشت بھیج دی اور اس کے ساتھ ہی نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی تحائف بھی بھیجے از انجملہ دس باز سفید، ایک باز ابلق چینی اور سو نافے مشک کے تھے روانگی تحائف اور عرض داشت کے بعد یعقوب نے بجستان کی جانب کوچ کر دیا اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھا۔ خلیفہ معتز نے اس کے بعد ہی فارس کو اپنے ممالک محروسہ میں شامل کرنے کی غرض سے اپنے گورنروں کو روانہ کر دیا۔

مصر میں ابن طولون کی حکومت کی ابتداء

چونکہ باکبیال منجملہ ان سربرآوردہ اراکین دولت کے تھا جو بغا، وصیف اور سیما طویل کے ساتھ رہتے تھے جس وقت اندرونی فتنے برپا ہونے لگے اور گورنران صوبجات کی سرتابی اور خود مختاری سے قوائے حکومت مضمحل ہو چلے اس وقت اطراف وجوانب کے عمال نے دست درازی شروع کر دی جو جہاں تھا اس کو اپنا موروثی ملک سمجھ کر دبا بیٹھا انہیں دنوں خلیفہ معتز نے باکبیال کو بجائے ابن مدبر کے صوبہ مصر کی گورنری عنایت کی اس وقت باکبیال حضیدہ میں مقیم تھا اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب کے مامور کیا۔

طولون ترکی النسل ہے اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کر آیا تھا۔ اس نے خاندان خلافت میں پرورش پائی اس کے بیٹا احمد نے بھی وہیں نشو ونما پائی ہوش سنبھالا حکمرانی اور انتظام کے طریقے سیکھے۔

باکبیال کو سند حکومت مصر ملنے کے بعد ایک یہ بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ کس کو نیابت دی جائے اور کس کو حکومت مصر پر میری جانب سے بھیجا جائے۔ مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ باکبیال نے اس کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا۔ اس نے مصر پہ استثناء مضافات مصر اور اسکندریہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ پھر جب خلیفہ مہتدی نے باکبیال کو قتل کر کے یارکوج ترکی کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی یارکوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے اس کے مراسم قدیمہ تھے۔ اس کے عہدہ پر بحال رکھا بلکہ کل بلاد مصریہ کا اپنی جانب سے نائب مقرر کر دیا۔ اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے در اثناً ملک مصر کے حکمران ہوئے اور خوب زور وشور سے ان کی حکومت ودولت کا سکہ چلا۔

عبید اللہ بن طاہر کی گورنری معزولی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر بن حسین عراق وسواد کی گورنری پر تھا، اس کے اعزہ واقارب محکمہ پولیس وغیرہ

کی افسری کر رہے تھے مگر یہ خود بذاتہ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا۔ بالآخر مستعین اور معتز سے مصالحت ہوگئی اور خلیفہ معتز نے مستقل طور سے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی ۔ ۲۵۳ھ عہد خلافت خلیفہ معتز میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کا انتقال ہوگیا۔ وفات کے وقت اس نے حکومت دولت اور مال غرض جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ کے سپرد کیا۔ محمد بن عبداللہ کے مرنے پر اس کے بیٹے طاہر اور عبیداللہ میں نماز جنازہ پڑھانے کی بابت کشیدگی ہوئی' عوام الناس کا میلان طبع طاہر کی طرف تھا اور سپہ سالاران لشکر وصیت کے خیال سے عبیداللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ دربار خلافت سے بوجہ وصیت' خلعت فاخرہ سے عبیداللہ سرفراز فرمایا گیا اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار درہم عنایت کئے گئے۔

سلیمان ابن طاہر کی گورنری

اس کے بعد خلیفہ معتز نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان سے طلب کر کے عراق اور سواد کی حکومت بجائے اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کو مرحمت کی اور عبیداللہ کو معزول کر دیا۔ عبیداللہ یہ خبر پا کر بیت المال میں جو کچھ تھا اس کو لے کر براہ غربی دجلہ چلتا پھرتا نظر آیا۔ سلیمان معہ اپنے نامی سپہ سالار محمد اوس بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی تھا۔ ان لوگوں نے اہل بغداد کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے۔ کج ادائی سے پیش آتے۔ باشندگان بغداد کو اس سے ناراضگی اور بےدلی پیدا ہوئی۔ باقی رہا بغداد کا لشکر اس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو لشکر بغداد اور شاکریہ کی حق تلفی کر کے اپنے لشکروالوں میں تقسیم کر دیا۔ لشکریوں نے متفق ہو کر بلوہ کر دیا۔ جیل کے دروازے توڑ ڈالے محمد ابن اوس دجلہ عبور کر کے جزیرہ کی طرف بھاگا۔ عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا۔ لڑائی ہوئی آخرالامر محمد ابن اوس کو شکست فاش ملی۔ لشکر بغداد نے باب شماسیہ سے اس کو نکال باہر کیا اور اس کے مکان سے دو لاکھ درہم کے قیمتی اسباب لوٹ کر لشکر گاہ کی جانب گئے اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کر بغاوت و ہنگامہ بلوائی فرو کرنے کی غرض سے لشکر خراسان کو خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

ابو احمد بن متوکل کی حفاظت

پھر زمانہ معزولی خلیفہ معتز اور خلافت مہتدی میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ مہتدی نے آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبداللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیام بھیجا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں ابو احمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا جس کو خلیفہ معتز نے اس شورانگیز طوفان کی روک تھام کو بغداد روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے حکمت عملی سے اس کو چھپا دیا۔ لشکریوں اور عوام الناس نے اسی وجہ سے بلوہ کر دیا اور جمع ہو کر سلیمان کے مکان پر آئے سلیمان کے ہمراہیوں نے مقابلہ کیا شام تک لڑائی ہوتی رہی اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معتز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بلوہ فرو ہوگیا۔ پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ابو احمد کی بیعت کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی اور اس کے دیکھنے کی خواہش کی۔ سلیمان نے ابو احمد کو باہر نکال کر ان لوگوں کو دکھا اور جس چیز کے وہ خواہاں تھے اس کے دینے کا وعدہ کیا بلوائیوں کا مجمع منتشر ہوگیا۔ سلیمان نے ابو احمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو متعین کر دیا اور اس کے بعد اسی ۲۵۵ھ کے شعبان میں مہتدی کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

عبدالعزیز بن دلف کی گورنری

ہم اوپر ابودلف کے حالات عہد خلافت خلیفہ مامون میں بیان کر آتے ہیں اور یہ کہ ابودلف کرخ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس کی اس تقصیر کو کہ اُس نے اُس کی امداد سے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ معاف کر دیا تھا اور اس نے اُس کی مرضی کے مطابق اس اطراف میں قیام کیا تھا۔ اس کے مرجانے پر اس کا بیٹا عبدالعزیز جانشین ہوا۔ جن دنوں خلیفہ مستعین اور معتز میں چل رہی تھی اُس وقت مصلحتاً اس نے خلیفہ مستعین کی اطاعت قبول کر لی۔ خلیفہ مستعین نے وصیف کو جبل اور اصفہان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ وصیف نے عبدالعزیز کو بلاد مذکورہ کی نیابت کے لئے لکھا اور خلعت نیابت روانہ کی۔ اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ درہم وبرہم ہو گیا۔ خلیفہ معتز مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔

معرکہ ہمدان

اس نے موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب ۲۵۳ھ میں جبل و اصفہان کے فتح کرنے کا لوار مرحمت کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ ہمدان کے باہر صف آرائی کی ایک نہایت سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔

مفلح کا کرخ پر قبضہ

مفلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا قصد کیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو از سرنو مرتب کر کے دوبارہ میدان جنگ میں آیا مگر بدقسمتی سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مفلح نے اپنی فتح مندی کا جھنڈا کرخ پر گاڑ دیا۔ اور بدنصیب عبدالعزیز بھاگ کر قلعہ نہاوند پہنچا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ مفلح نے اس کے اہل و عیال اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

دلف بن عبدالعزیز کا قتل

اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ دلف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہاۃ نامی ایک شخص نے اہالی اصفہان سے دلف سے معرکہ آرائی کی۔ دلف کو شکست ہوئی قاسم نے اثنائے گیر و دار میں دلف اور اُس کے چند ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس سے دلف کی فوج پر بہت بُرا اثر پڑا۔ چند سپاہی قاسم پر دفعۃً ٹوٹ پڑے اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتح مند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا۔ شکست خوردہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔

احمد بن عبدالعزیز کا تقرر

دلف کے ہمراہیوں نے متفق ہو کر اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۰ھ میں اپنا امیر بنا لیا۔ ۲۶۶ھ میں عمر صفار نے جب کہ خلیفہ معتمد نے اس کو اصفہان کی حکومت کی عنایت کی اپنی طرف سے احمد کو اصفہان پر مامور کیا۔ ۲۶۹ھ میں کیغلغ ترکی اس سے برسرِ مقابلہ آیا۔ احمد نے اِس کو شکست فاش دے کر صمیرہ کی جانب نکال دیا۔ اس سے پیشتر ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا' چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ۲۷۶ھ میں خلیفہ موفق نے بقصد احمد اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لئے شہر اور اپنا آراستہ مکان چھوڑ کر چلا گیا۔ سنہ ۲۸۰ھ میں اس کی وفات ہوئی عمرو بن عبدالعزیز (اس کا بھائی) جانشین ہوا۔ بکیر (اپنے بھائی) کے مشورہ سے کام

کرنے لگا۔ خلیفہ معتضد کے حکم سے رافع بن لیث سے برسر مقابل آیا۔ رافع بن لیث نے ان کو شکست دیدی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ بعد ازاں ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے اصفہان، نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبد العزیز کو مامور کیا اور عمرو بن عبد العزیز اظہار اطاعت کے خیال سے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔

معتز کی معزولی

صالح بن وصیف، بن بغا خلیفہ معتز کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ جو چاہتا دعویٰ سے کر گذرتا خلیفہ معتز دم تک نہ ملتا۔ احمد بن اسرائیل اس کا کاتب، سکریٹری اور حسن بن مخلد عہدہ وزارت پر تھا۔ کتاب میں ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو اور سکریٹریوں کو نصیب نہ تھا ترکوں نے جمع ہو کر ایوان خلافت کو گھیر لیا اپنی تنخواہیں، روزینے اور وظائف طلب کرنے لگے۔ صالح نے خلیفہ معتز سے عرض کی "بیت المال میں اب ایک حبہ باقی نہیں ہے جو کچھ تھا وزراء اور کتاب نے لے لیا۔" احمد بن اسرائیل نے مخالفت کی۔ صالح نے پھر اس کی تردید کی۔ احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا۔ دونوں میں نوک جھونک سی ہونے لگی۔ صالح بات کرتے کرتے طیش میں آ کر احمد بن اسرائیل پر گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ اس کے ہمراہی جو قصر خلافت کے دروازہ پر تھے برہنہ شمشیر لیے ہوئے گھس آئے۔ صالح نے حسن، احمد اور ابو نوح کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا "ان تینوں کمبختوں کو قید کر لو" سرہنگوں میں سے دو چار شخصوں نے بڑھ کر حسن، احمد اور ابو نوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتز نے ان لوگوں کی سفارش کی۔ مگر منظور نہ ہوئی۔ بالآخر بہت سا مال لے کر ان لوگوں کو رہا کیا۔

جب لشکریوں کو اس فعل قبیح کے ارتکاب سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور کل مال جو معاوضہ میں ملا تھا۔ صالح نے ہڑپ کر لیا نہ تو ان کو اس مال سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ انہوں نے رشوت اور سازش سے یہ حرکت کی ہے۔ حالانکہ یہ امر ایسا نہ تھا۔ وہ صالح سے برہم ہو گئے۔ جمع ہو کر اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش کی کہ "کمبخت صالح نے ہم کو بہت بڑی زک دی ہے۔ آپ ہم کو پچاس ہزار دینار مرحمت فرمائیے ہم اس کا کام تمام کر دیں گے تاکہ ہم کو اور نیز آپ کو آئندہ راحت ملے۔"

بیچارے خلیفہ معتز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور ارکین سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا۔ شاہ شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا۔ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا۔ تمام حالات عرض کیے۔ پچاس ہزار کی درخواست کی۔ ماں نے انکار کر دیا۔ لشکری جاہل مزاج تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ خبر پا کر کہ امیر المومنین کی پیش گاہ سے درخواست نامنظور ہوئی ہے بگڑ گئے اور اس کی معزولی پر متفق ہو کر ہلڑ مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔

معزولی کا محضر نامہ

صالح بن وصیف، محمد بن بغا عرف ابو نصر، اور باکباک مسلح قصر خلافت کے دروازہ پر آئے۔ خلیفہ معتز کو بلا بھیجا خلیفہ معتز نے معذرت کی اور ان میں سے بعض کی حاضری کی اجازت دی۔ سب کے سب گھس گئے۔ خلیفہ معتز کا پاؤں پکڑ کر دروازہ تک کھینچتے ہوئے لائے، مارا، گالیاں دیں، صحن مکان میں برہنہ سر دھوپ میں کھڑا کیا۔ اور جو شخص گذرتا تھا طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی دقیقہ بے توقیری اور زدوکوب کا باقی نہ رہا۔ اس وقت قاضی ابن ابی الشوارب کو اس جلسہ میں بلوا

قاضی ابن ابی الشوارب مع چند اراکین دولت کے آیا بیچارے معتز کی معزولی کا محضر لکھا گیا۔ قاضی ابن ابی الشوارب اور حاضرین جلسہ نے گواہی لکھی۔ صالح بن وصیف اس کی ماں، بہن، لڑکوں اور خود اس کی ماں کو گواہ بنایا گیا۔ مگر اس کی ماں قبیحہ بذریعہ سرنگ جو اس کے مکان میں تھی بھاگ گئی اور غریب معتز کو اس کے دشمنوں کے حوالے کر گئی ان لوگوں نے اس کو ایک تہ خانہ میں بے آب و دانہ بند کیا یا یوں سمجھئے کہ زندہ درگور کر دیا سرداران بنی ہاشم اور اراکین دولت نے اس کے مرجانے کی شہادت دی یہ واقعہ آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ کا ہے۔

جس وقت خلیفہ معتز نے ترکوں کے دباؤ سے خود کو معزول کر لیا اور اس امر کا اقرار کر دیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور بخوشی و رغبت تمام امور خلافت کو مہتدی کے سپرد کرتا ہوں اُس وقت تمام اراکین دولت، امراء لشکر، رؤسا شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معتز کے چچازاد بھائی محمد بن واثق کو مسند خلافت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بیعت کی[2] مہتدی باللہ کا لقب دیا۔

آپ اوپر ابھی پڑھ آئے ہیں کہ قبیحہ اپنے بیٹے خلیفہ معتز کو دشمنوں کے حوالہ کر کے براہ سرنگ بھاگ گئی۔ خلیفہ معتز کے بعد لوگوں نے اُس کو ڈھونڈھا نہ پایا۔ بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جس وقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی، بے توقیری سے پیش آیا اُن کی آبرو ریزی کی اور اُن لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کر کے رہا کیا اس وقت بہ تحریک قبیحہ انھیں وزراء میں سے دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تُل گئے۔ اتفاق سے صالح کو اس کی اطلاع ہو گئی صالح نے ترکوں کو جمع کر کے بغاوت پر ابھار دیا قبیحہ نے یہ سمجھ کر کہ اب میرا راز فاش ہو جائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہ بچوں گی چپکے چپکے اپنے محل سرا سے ایک سرنگ کھُدوائی اور خزاین شاہی میں جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے اس کو برآمد کر کے بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے خلیفہ معتز کو آکر گھیر لیا تب قبیحہ بخوفِ جان، براہِ سرنگ بھاگ گئی۔

اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ فرد ہونے کے بعد صالح کے پاس امان کا پیام بھیجا صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں قبیحہ کو بلا بھیجا۔ قبیحہ نقاب ڈال کر حاضر ہوئی پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی۔ صالح نے دم پٹی اور نیز دھمکی دے کر اس خزانہ کا پتہ دریافت کر لیا جو زمین کے نیچے تھا۔

---

[1] خلیفہ معتز باللہ محمد ابو عبداللہ خلیفہ متوکل بن معتصم بن رشید کا بیٹا تھا ۲۳۲ھ مقام سر من رائے میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) رومیہ قبیحہ نامی تھی۔ چار برس چھ ماہ اور چند یوم خلافت کی چوبیس برس کی عمر پائی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷۱، و تاریخ الخلفاء از سیوطی۔ صفحہ ۳۶۰

[2] مہتدی کی خلافت کی بیعت یوم چہارشنبہ کو لی گئی جب کہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷۷۔

اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار، ایک مکوک[1] زبرجد، اسی قدر بڑے موتی اور ایک کیلجہ یاقوت سرخ تھا جس کی نظیر ملنا مشکل تھی۔ صالح نے ان سب مال و اسباب کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں کیا لوگوں نے قبیحہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا کہ اس کمبخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کرا دیا باوجود یکہ اس کے پاس اس قدر مال تھا" قبیحہ نقصان مایہ اور ہمسایہ کے طعنے نہ برداشت کر سکی تو مکہ معظمہ چلی آئی اور زید بن مغیرہ کو گرفتار کرا کے تکلیفیں دینے لگا بالآخر ان کا مال و اسباب بھی ضبط کر لیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ابو نوح کو گرفتار کرایا اور اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا۔ پھر حسن بن مخلد کی گرفتاری کرائی۔ یہی برتاؤ اس کے ساتھ بھی کیا گیا۔ حیات مستعار کا کچھ باقی تھا نہ رہا۔

خلیفہ مہتدی تک ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ ناراض ہوا اور چیں بجبیں ہو کر بولا۔ "ان لوگوں کی سزا ہی کے لئے قید کی مصیبت کیا کم تھی، ناحق قتل کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

باب ۱۶

خلیفہ مہتدی ۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

خلیفہ مہتدی نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی لونڈیوں اور مغنیوں کو سامرا سے نکلوا دیا۔ محل سرائے شاہی میں جس قدر درندے تھے ان کے مار ڈالنے اور کتوں کو نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔ عدل و انصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا۔ حالانکہ ان دنوں چاروں طرف فتنہ و فساد کا ہوش رُبا طوفان اٹھ رہا تھا اور دولت عباسیہ اس کے انتظام اور فرو کرنے میں مضطرب تھی خلیفہ مہتدی نے اصلاح و انتظام پر کمر ہمت باندھ لی۔ قلمدانِ وزارت سلیمان بن وہب کے سپرد کیا مگر صالح بن وصیف نے اپنی حکمت عملی یا خوش انتظامی سے اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور رعب و داب کے ساتھ حکومت و سلطنت کرنے لگا۔

موسیٰ بن بغا عہد خلافت خلیفہ معتز ۲۵۳ھ سے اطراف رے اور ہمدان میں غائب تھا اس کے ساتھ مفلح (ابو الساج کا غلام) بھی تھا۔ قبیحہ مادر معتز نے

---

[1] مکوک ایک پیمانہ ہے جس میں تین کیلجہ سماتے ہیں۔ اور ایک کیلجہ ۱/۲ من کا اور من دو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور بحساب مثقال ۱۰۲ مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن رائج الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۴ تولہ کے برابر ہے (مترجم)

جس وقت خلیفہ معتز کے قوائے حکمرانی کمزور اور اس کے امور سلطنت میں اضطراب و اختلال واقع ہو رہا تھا قبل اس واقعہ کے کہ خلیفہ معتز کے ہاتھ سے زمام حکومت چھین لی جائے موسیٰ بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے تھے۔ قبیحہ کا یہ خط موسیٰ کے پاس اُس وقت پہنچا جب کہ اس نے مفلح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی۔ حسن بن زید کو شکست ہوئی۔ مفلح نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جو آمد میں تھے جلوا دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا موسیٰ بن بغا نے مفلح کی درخواست کے مطابق مراجعت کا حکم دیدیا اس اثناء میں کہ موسیٰ بن بغا مفلح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ خلیفہ معتز کی معزولی و قتل اور مہتدی کی بیعت و تخت نشینی کا واقعہ پیش آ گیا۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی اور نیز اس امر کی بھی خبر پہنچ گئی کہ صالح نے نمک حرامی کر کے خلیفہ معتز کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے وزراء اور اُمراء کی توہین کی ہے اور امیر المومنین کی ماں قبیحہ کا مال و اسباب چھین کر نکال دیا ہے۔ موسیٰ بن بغا کے ہمراہیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر موسیٰ بن بغا کے پاس گئے، کہہ سُن کر سامرا چلنے پر تیار کر لیا۔ اس عرصہ میں مفلح بھی بلاد دیلم سے واپس آ گیا ان دنوں موسیٰ بن بغا رے میں تھا۔ موسیٰ بن بغا نے سامرا کی طرف کوچ کیا۔

موسیٰ بن بغا کی مراجعت

خلیفہ مہتدی نے موسیٰ بن بغا کی آمد کی خبر سُن کر رے میں قیام کرنے کا فرمان بھیج دیا اور آئے دن علویوں کی بغاوت اور شورش سے ڈرایا مگر موسیٰ بن بغا نے کچھ سماعت نہ کی اس کے ہمراہی نامہ بروں کے ساتھ جو خلیفہ مہتدی کا خط لائے تھے سختی سے پیش آئے۔ موسیٰ نے دربار خلافت میں معذرت لکھ بھیجی۔ نامہ بروں نے اس کی تصدیق کی کہ اگر موسیٰ بن بغا بموجب حکم والا رے کی طرف مراجعت کرتا تو اس کے ہمراہی اس کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان لوگوں میں حد درجہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ خلیفہ مہتدی یہ سُن کر خاموش ہو گیا اور صالح بن وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہتدی کے برہم کرنے کا موقع مل گیا وہ وقت بے وقت جب خلیفہ مہتدی کا مزاج کسی قدر کسی طرف سے برافروختہ پاتا تو موسیٰ کی شکایت کا دفتر کھول دیتا اور بغاوت اور سرکشی کے الزامات اس کے سر تھوپتا۔

مہتدی کی نظر بندی

تا آنکہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا معہ اپنے ہمراہیوں کے سامرا آ پہنچا۔ صالح بن وصیف یہ سُن کر چھپ رہا موسیٰ بن بغا سیدھا دربار خلافت کی طرف چلا گیا اور حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت خلیفہ مہتدی دربار خاص میں مسند خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سُن رہا تھا چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا اس کے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صالح بن وصیف کے معہ لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ مہتدی نے مہر سکوت توڑ کر بولا "اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت دی جائے" اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ معہ اپنے مصاحبین کے پہنچ گیا اور خلیفہ مہتدی کو گرفتار کر کے باجورہ کے محل میں نظر بند کر دیا۔ ایوان خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ لیا۔

تجدید بیعت

مہتدی نے موسیٰ بن بغا سے معذرت کی لطف و عنایت کا خواستگار ہوا موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہتدی سے پہلے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ آئندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امور سلطنت میں نہ دیا

جائے اور ظاہر و باطن مجھ سے رسم دوستانہ یکساں رکھی جائے۔ بعد ازاں تجدید بیعت کی اور ہر کام میں یہی پیش رہنے لگا۔ اگلے دن صالح کو ایوان خلافت میں بلا بھیجا۔ وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کے مال واسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا۔ صالح نے دوسرے دن کا وعدہ کیا جوں ہی رات ہوئی سب ہمراہی ایک ایک دو دو کر کے منتشر ہو گئے۔ معدودے چند کے سوا کوئی باقی نہ رہا چار و ناچار بخوف جان چھپ رہا۔ اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اس کی تلاش کرنے لگے۔

صالح بن وصیف کا خط

آخری محرم ۲۵۶ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک خط دکھلایا جس کو سنا شرابی نے اس کی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دے کر غائب ہو گئی ہے۔ اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر جمع کیے گئے۔ سلیمان بن وہب نے خط کھولا خط کے مضمون سے یہ ثابت ہوا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ کا یہ خط لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کی وجوہات اور خلیفہ معتز اور اس کی ماں کا مال واسباب لینے کے واقعات تحریر کیے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ "میں بخوف جان اور فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے خیال سے سامرا میں چھپا ہوں" خط کا مضمون سن کر خلیفہ مہتدی کا دل بھر آیا اراکین سلطنت سے مخاطب ہو کر بولا "صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو تمہارا وہ سردار ہے۔ اگر اس سے کسی قسم کی لغزش ہو گئی ہے تو اس سے درگذر کرو تمہارے ساتھ اس نے کبھی بداندیشی نہیں کی" اس پر ترک یہ کہہ کر کہ خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہو گیا ہے اور اس نے اس سے سازش کر لی ہے اور یہ اس کا پتہ جانتا ہے" دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔

ترکوں میں اختلاف

اس کے دوسرے دن ایوان شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان پر ترکوں نے جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مہتدی کو مسند خلافت سے اتار دو۔ بایکیال نے اس رائے کی مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس امر کی دھمکی دی کہ اگر تم لوگ ایسے شنیع امر کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا جاؤں گا۔ اتفاق یہ کہ خلیفہ مہتدی کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت مجلس کا رنگ بدل دیا عمدہ نفیس کپڑے پہنے خوشبو لگائی تلوار حمایل کر کے غصہ کی صورت بنا کر مسند خلافت پر بیٹھا اور بایکیال وغیرہ کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بایکیال مع چند اراکین دولت کے حاضر ہوا۔

خلیفہ مہتدی کی سرزنش

خلیفہ مہتدی نے غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھ کر بہ غیظ آواز سے ڈانٹ کر کہا "کیوں نا عاقبت اندیشو! تم میں کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا تمام حال معلوم ہو گیا ہے۔ میں ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص میرا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ خدا کی قسم مجھے صالح کا پتہ نہیں معلوم ہے تم لوگ خلفائے اسلام کو قتل کر کے بہت جری ہو گئے ہو۔ کیوں بایکیال اور محمد بن بغا تم دونوں تو صالح کے شریک حال تھے جب اس نے مادر معتز کے اسباب اور مال کو ضبط کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی تنہا اسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھو یاد رکھو کہ مجھے ان سب واقعات کی اطلاع ہے!"

حاضرین نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی کہ ترکوں نے امیر المومنین کی معزولی کی

اتفاق کرلیا تھا اور ابن العوکے درپے تھے مگر ناکام رہے ۔ مساجد میں جمع ہو کر امیر المومنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہوتے ارکین سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سے سپہ سالاران لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کر پھینکے اور اُن کو علانیہ سخت و ناملایم خطاب سے یاد کرنے لگے ۔

کرخ اور شاہی محلات کے خدام کی عرض داشت

اس کے بعد یوم چہار شنبہ ۴ صفر ۲۵۶ھ میں اُن خدام نے جو کرخ اور شاہی محلات میں تھے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ "امیر المومنین اپنے بھائی ابو القاسم عبد اللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں ، جاں نثارانِ خلافت پناہی کچھ عرض و معروض کیا چاہتے ہیں " خلیفہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور اپنے بھائی ابو القاسم کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا ان لوگوں نے متفق اللفظ ہو کر کہا " ہم لوگوں پر موسیٰ ، بایکیال اور اُن کے ہمراہیوں کے حالات روز روشن کی طرح ظاہر ہیں ہم لوگ خلافت پناہی کے جان نثاروں ، اور تابعداروں میں سے ہیں ادنیٰ اشارہ پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے پر تیار ہیں ان کمبخت سپہ سالاران لشکر اور نمک حرام ارکین دولت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں روزینے دیر میں دیتے ہیں بڑی بڑی جاگیرات کے مالک ہیں ہماری بیکسی اور بے چارگی سے غافل اور بے پروا ہیں ۔ جو خراج آتا ہے اُس کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں تحایف پر بھی ہاتھ مارتے ہیں " ابو القاسم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا ان لوگوں نے اسی مضمون کی ایک عرض داشت لکھی اور ابو القاسم کی معرفت دربار خلافت میں بھیج دی خلیفہ مہتدی نے اس عرض داشت کو غور سے پڑھ کر قلم خاص سے تحریر کیا ۔ " تمہاری عرض داشت ملاحظہ سے گذری اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے ۔ میں تمہاری اطاعت اور ہوا خواہی سے بہت خوش ہوا ہوں عنقریب تمہارے روزینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کرتا ہوں ۔ جاگیرات اور ممالک محروسہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام " ۔

فرمانِ خلافت

ابو القاسم اس فرمان کو لئے ہوئے شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا وہ لوگ اس کو پڑھ کر خوش ہو گئے دعائیں دینے لگے اور متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ " آج سے کوئی کام بلا حکم امیر المومنین کے نہ کیا جائے ۔ اور نہ کوئی خلافت پناہی کے کاموں میں دخیل ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت کا دستور تھا ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو پر ایک افسر مقرر کیا جائے ۔ عورتوں کی جاگیریں یک قلم ضبط کر لی جائیں ۔ ہر دوسرے مہینہ وظایف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں ۔ ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرض و معروض کرنے کے لئے امیر المومنین کے باب عالی پر حاضر ہوا کریں جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے فوراً اُس کا سر اتار لیا جائے اور اگر امیر المومنین کا ایک بال بھی بیکا ہو تو اُس کے عوض میں موسیٰ بن بغا ، بایکیال اور باجور کا کام فوراً تمام کر دیا جائے " جلسہ برخاست ہونے پر اسی مضمون کی عرض داشت ابو القاسم کی معرفت دربار خلافت میں ارسال کی گئی ۔

عرض داشت کی منظوری

یہ عرض داشت خلیفہ مہتدی کے پاس اُس وقت پہنچی جب کہ وہ دربار عام میں انفصال قضایا اور خصومات کی غرض سے رونق افروز تھا فقہاء ، قضاۃ ، سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت حسبِ مراتب کھڑے ہوئے تھے لفافہ کھولا گیا اور عرض داشت اُن لوگوں کی موجودگی میں پڑھی گئی

سب کے چہروں پر ہوائی سی اڑنے لگی۔ کچھ بن نہ پڑا جن جن امور کو اُن لوگوں نے پیش کیا تھا از اول تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا۔ ابوالقاسم نے سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کو عذر و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کے بھیجنے کی رائے دی۔

کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے مطالبات

چنانچہ سپہ سالاران لشکر و ارکین دولت نے اس رائے پر عمل درآمد کیا اور ابوالقاسم معہ فرمانِ خلافت اور ان لوگوں کے سفیروں کے کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا انھوں نے ان کے عذرات کو گوشِ التفات سے سنا۔ فرمانِ خلافت کو سر اور آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور ذیل کی پانچ توقیعات کے صدور کی درخواست کی۔

(۱) زیادات کی ضبطی فرمائی جائے۔

(۲) جاگیرات واپس کر دی جائیں۔

(۳) بیرونی خدام خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔

(۴) طریقہ سیاست و ملک داری جیسا خلیفہ مستعین کے عہد خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔

(۵) موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب فہمی کی جائے۔ ہر دو مہینے تنخواہ تقسیم ہو۔ عساکر اسلامی کی افسری پر امیر المومنین کا کوئی بھائی یا عزیز قریب مقرر فرما دیا جائے آزاد غلاموں کے قبضہ سے یہ معزز عہدہ نکال لیا جائے۔

مطالبات کی منظوری

اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کے نام بھی لکھ کر روانہ کیا خلیفہ مہتدی نے درخواست کو پڑھ کر توقیعات متذکرہ بالا کے لکھنے اور صادر کئے جانے کا حکم دیا۔ اور سپہ سالاران لشکر و ارکین دولت نے بھی اُن تمام باتوں کو منظور کر لیا جن کے وہ خواستگار تھے علاوہ اس کے موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط مشعر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اُس سے حساب سمجھنے کا لکھ بھیجا۔ ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کر جواب بھیجنے کا وعدہ کر کے جلسہ برخاست کیا۔

صالح بن وصیف کو امان

اگلے دن ابوالقاسم سوار ہو کر اُن لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا۔ موسیٰ بن بغا بھی ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا اثنائے راہ میں ایک مقام پر پہنچ کر جس طرف سے اُن لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا۔ ابوالقاسم بھی دوسری طرف سے آ گیا اس عرصہ میں جوق جوق وہ لوگ بھی آ گئے۔ ہر شخص اپنے فہم و ادراک کے مطابق رائے زنی کرنے لگا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹنے لگے جب وہ لوگ کسی امر پر متفق نہ ہوئے تو ابوالقاسم نے ایوانِ خلافت کی طرف مراجعت کی اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی لوٹا لایا۔ تب خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو ابوالقاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کر ان کو مرحمت کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی اِن لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قایم مقام کیا جائے اور صالح کو اُس کے باپ کا عہدہ عنایت ہو۔ اور لشکر بدستور سابق اس کے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربار خلافت میں حاضر ہو۔ ارکین دولت نے اُس کی بھی

منظوری دیدی۔ مگر پھر بھی وہ لوگ متفق اللفظ نہ ہوئے کرخ، سامرا اور شاہی محلات میں منتشر ہو گئے۔

اس کے دوسرے دن بنو وصیف نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا آلاتِ جنگ سے مسلح ہوئے اہل شہر کے جالدروں کو لوٹ لیا اور سامرا میں ان کو فوج کی طرح مرتب کر کے ابو القاسم کے مکان کو جا گھیرا صالح کو لاؤ صالح کو لاؤ چلانے لگے۔ خلیفہ مہتدی نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ "اگر ان کے پاس صالح ہو تو اُس کو حاضر کر دیں اس شور و غوغا سے کیا فائدہ ہے"۔

موسیٰ بن بغا نے یہ حالت دیکھ کر سپہ سالاران لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چند لمحہ میں سپہ سالاران لشکر مع اپنی رکاب کی فوج کے تیار ہو گئے۔ موسیٰ مع ان لوگوں کے سوار ہو کر بلوائیوں کی طرف چلا اب اس وقت اس کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی بلوائیوں نے موسیٰ کو اس تیاری سے آتے ہوئے دیکھ کر دم نہ مارا کمال خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کر چلتے پھرتے نظر آئے یہ دن بخیر و خوبی تمام ہو گیا نہ تو کرخیوں نے موسیٰ بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں نے چون و چرا کیا۔

صالح بن وصیف کا قتل

موسیٰ بن بغا نے صالح کی جستجو میں بے حد کوشش کی شہر میں چاروں طرف منادی کرا دی۔ غوغائیوں میں سے کسی نے اس کو کسی صورت سے گرفتار کر لیا۔ ایوانِ خلافت کی طرف لے کر چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا موسیٰ بن بغا کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر صالح پر تلوار چلائی سیدھا ہاتھ مونڈھے سے اتر گیا بے ہوش ہو کر گرا دوسرے نے دوڑ کر سر اتار لیا اور تشہیر کی غرض سے نیزہ پر نصب کر کے شہر میں پھرایا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر موسیٰ بن بغا شرات سے جنگ کرنے کو سن کی طرف روانہ ہوا۔

عہد منتصر سے ایام مہتدی تک کی بیرونی مہمات

۲۴۸ھ عہد خلافت منتصر میں ایک شخص محمد بن عمر شارزی نے اطراف موصل میں دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا دربار خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اس کی سرکوبی پر متعین ہوا چنانچہ اس نے اس کو مع اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا اسی سنہ میں وصیف لبسر افسری لشکر صایفہ جہاد کرنے کو گیا خلیفہ منتصر نے حکم دیا کہ حکم ثانی صادر ہونے تک چار برس ملطیہ میں قیام پذیر رہو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام و چین سے نہ بیٹھنے دو۔ یہ ان دنوں بلاد سرحدی شام میں مقیم تھا چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے بلاد روم پر فوج کشی کی اور قلعہ فردریہ کو کامیابی کے ساتھ فتح کیا۔

۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صایفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر فوج کشی کرنے کی اس سے اجازت طلب کی اس نے اہل ملطیہ سے ایک لشکر مرتب کر کے بلاد روم پر حملہ کرنے کی اجازت دیدی بادشاہ روم سے مرج اسقف میں مڈبھیڑ ہو گئی پچاس ہزار لشکر اس کے ہمراہ تھا اس نے مسلمانوں کو جن کی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا۔ عساکر اسلامیہ نے محاصرہ توڑنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی ایک بہت لڑائی کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے رومیوں کے دل بڑھ گئے اور وہ جوش فتح مندی میں حدود جزریہ کی طرف بڑھے اور حالات

غفلت میں پہنچ کر مسلمانوں کو خوب پامال کیا، علی بن یحییٰ ارمنی کو اس کی خبر لگی اس وقت بیارمنقیہ سے میافارقین کی طرف جا رہا تھا اس موحش خبر کو سن کر لوٹ پڑا اور رومیوں سے دست بدست لڑ کر مع چار سو مسلمانوں کے شہید ہوگیا، یہ واقعہ ۲۴۹ھ کا ہے۔

۲۵۳ھ عہد خلافت معتز باللہ میں محمد بن معاذ نے اطراف ملطیہ سے جہاد شروع کیا لیکن اتفاق سے شکست کھا کر بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔

احمد بن خصیب کی وزارت

خلیفہ منتصر نے سرفراز فرمایا اور ابو عمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) کو بعہدہ فوج داری کی حکومت عنایت کی۔ بعد ازاں (۲۴۹ھ میں) خلیفہ مستعین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس اثناء میں طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہوگیا۔ دربار خلافت سے بجائے اس کے اس کے بیٹے محمد کو خراسان کی اور محمد بن عبداللہ کو عراق کی گورنری مرحمت فرمائی گئی۔ حرمین، معادن سواد اور سررشتہ پولیس کی افسری بھی اسی کو دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مامور کیا۔ بغا کبیر کی وفات پانے پر اس کا بیٹا موسیٰ مامور ہوا ساتھ ہی اس کے محکمہ خبر رسانی کی افسری بھی اسی کو عنایت کی گئی۔ اہل حمص کی سرکشی اور عامل حمص سے بغاوت کرنے پر فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا اس نے حمص میں پہنچ کر قتل عام کا حکم دیدیا ایک گروہ کثیر مارڈالا گیا اور سرداران حمص میں سے سو آدمی گرفتار کر کے سامرا بھیج دیئے گئے۔

اتامش کی وزارت

اس کے بعد خلیفہ مستعین نے احمد بن خصیب کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے قلمدان وزارت اتامش کے سپرد کیا مصر و مغرب کی حکومت عنایت کی، اور معزول وزیر احمد بن خصیب کو بعد معزولی اور ضبطی مال و اسباب جزیرہ اقریطش کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان، ماسبذان اور مہرجانقذق کی گورنری مرحمت ہوئی (یہ واقعات ۲۴۸ھ کے ہیں) اس کے بعد اتامش کو لوگوں نے مار ڈالا تب خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن داؤد کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (یعنی محکمہ مال) سے معزول کر کے عیسیٰ بن فرخان شاہ کو، وصیف کو اہواز پر بغا صغیر کو فلسطین پر مامور کیا۔ اس کے بعد بغا صغیر اور ابو صالح سے ان بن ہوگئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بغداد بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے عہدہ وزارت پر محمد بن فضل جرجانی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو متعین فرمایا۔ جعفر بن عبدالواحد کو عہدہ قضا سے معزول کر کے جعفر بن محمد بن عثمان برجمی کو مقرر کیا اور معزول قاضی کو بصرہ کی جانب جلاء وطن کر دیا۔ (یہ واقعات ۲۴۹ھ کے ہیں)

جعفر بن فضل محجب والی مکہ

۲۵۰ھ میں دربار خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بہ بشاشات کو مکہ کی حکومت دی گئی۔ اہل حمص میں بغاوت پھوٹ نکلی بلوہ کر کے اپنے گورنر فضل بن قارن کو مار ڈالا خلیفہ مستعین نے ان کی سرکوبی اور گوشمالی پر موسیٰ بن بغا کو مامور فرمایا اہل حمص برسر مقابلہ آئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل حمص کو شکست ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اسی سنہ میں شاکریہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والی فارس پر دفعۃً حملہ کر دیا۔ اور اس کے

مکان کو تاخت و تاراج کر کے محمد بن حسن بن قارن کو مار ڈالا۔ عبداللہ بن اسحاق کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ اطراف طبرستان میں علویہ کا ظہور بھی اسی ۲۵۱ھ میں ہوا۔

بغا اور وصیف کی بحالی

۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو ان کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر کو واپس فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن طاہر نے ابوالساج کو کوفہ کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ یہ عبدالرحمن کے پاس گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آتے ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ابو احمد سے میل جول پیدا کر کے بہ حکمت عملی قید کر کے بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ اسی ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عنایت فرمایا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ابوالساج کو راہ مکہ پر متعین کیا۔ دربار خلافت سے عیسیٰ بن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ حسان بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد سے تھا) رملہ کی گورنری پر بھیجا گیا اس نے فلسطین اور دمشق کو مع اس کے مضافات کے دبا لیا۔ شام کا خراج جو ہمیشہ دارالخلافہ کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔

باجور بحیثیت والیٔ دمشق و شام

انھیں دنوں ابراہیم بن مدبر مصر کی گورنری پر تھا اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا اتفاق سے عیسیٰ کو اس کی خبر لگ گئی اثنائے راہ میں قافلہ کو روک کر لوٹ لیا دارالخلافت سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکریوں کے سر تھوپ دیا خلیفہ معتمد نے اس کو انتظام مملکت کے پیش نظر ارمینیہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور باجور کو دمشق و شام کی حکومت عنایت فرمائی جس وقت باجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے باجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا باجور و منصور میں جنگ ہوئی منصور شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا اس واقعہ سے عیسیٰ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے مجبوراً بہ تعمیل فرمان خلافت پناہی براہِ ساحل ارمینیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں وصیف نے عبدالعزیز بن ابی دلف عجلی کو صوبجات جبل پر اپنی طرف سے متعین کیا۔

موسیٰ بن بغا کی گورنری

۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا جبل کی گورنری پر مامور کیا گیا چنانچہ موسیٰ مع اپنی رکاب کی فوج کے جبل کی طرف روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح مولی ابوالساج تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے صف آرائی کی مگر شکست کھا کر اپنے قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا مفلح نے کرخ پر قبضہ کر کے اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے بغداد میں وفات پائی اس کی وصیت کے مطابق اس کا بھائی عبیداللہ مامور ہوا اس کے بعد خلیفہ معتز نے اس کے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے طلب کر کے بجائے اس کے متعین فرمایا ان دنوں سلیمان بن عمران ازدی موصل کی گورنری پر تھا اس نے اور ازد نے اطراف موصل میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اسی سنہ میں مزاحم بن خاقان کا مصر میں انتقال ہو گیا۔

صفاریہ حکومت کا قیام

یعقوب صفار نے اسی سنہ میں سجستان، فارس، اور ہراۃ پر قبضہ حاصل کر کے اپنی دولت و حکومت کی بنا قائم کی۔ اور بایکیال نے اپنی جانب سے احمد بن

طولون کو حکومت مصر پر متعین کیا اسی زمانہ میں بنو طولون کی حکومت کا بنیادی پتھر رکھا گیا بعد ازاں خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں یار جوج کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی ۔ اس سے اس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور مضبوطی ہو گئی ۔ اور ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہو گیا تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں کے سردار کا ظہور و خروج ہوا اور یہی زمانہ اس کے فتنہ کے آغاز کا ہے ۔

زنگیوں کے حالات

اکثر دعاۃ علوۃ جنھوں نے عہد خلافت معتصم یا اس کے بعد عراق میں خروج کیا زیدیہ ہیں ۔ انھیں کے آئمہ میں سے علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہیں جو بصرہ میں رہتے تھے ۔ چنانچہ جس وقت اُن لوگوں نے خلفاء وقت سے متنازعت شروع کی اور انھوں نے اُن کی جستجو کی جانب توجہ فرمائی اور اُن کے ابن عم علی بن محمد بن حسین کا مقام فدک میں کام تمام کیا گیا ۔

بصرہ پر قبضہ

اُسی زمانہ میں ایک شخص نے رَے میں خروج کیا اس دعوی سے کہ میں علی بن محمد بن عیسیٰ ہوں یہ واقعہ عہد خلافت مہتدی ۲۵۵ھ کا ہے ۔ اور جب ابن علی نے بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو عمائدین اور مشہور خاندان والوں نے اس پر جرح وقدح شروع کی اُس وقت اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے یحییٰ شہید جرجان برادر عیسیٰ مذکور کی طرف خود کو منسوب کر دیا ۔

علی بن عبدالرحیم

مسعودی نے اس کو طاہر بن حسین کی جانب منسوب کیا ہے میرا گمان یہ ہے کہ یہ حسین طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا ہے ۔ لیکن ابن حزم نے حسین سبط کی نسبت یہ لکھا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب سوائے علی بن حسین کے اور کسی سے نہیں چلا ۔ طبری اور حزم وغیرہ محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ میں سے ہے اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گاؤں کا رہنے والا ہے ۔ زیدیہ کے متواتر خروج کرنے سے اس کے دل میں خروج کا ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور اسی وجہ سے اس نے خود کو اس خاندان سے منسوب کر دیا ۔ اس دعوی کی اس امر سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازارقہ کے عقاید کا پابند تھا اور ان عقائد سے اہل بیت منزلوں دُور ہیں ۔

معرکہ بحرین

بہر کیف اس کے یہ حالات ہیں کہ یہ خلیفہ منتصر کے حاشیہ نشینوں کے ایک گروہ سے ملا اور ان کی تعریف اور مدح میں قصاید لکھے جس سے اس کا رسوخ اُن لوگوں کی مجلسوں میں بڑھ گیا بعد ازاں ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعوٰی کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کی نسل میں سے ہوں اور لوگوں کو اپنی اطاعت و فرماں برداری کی دعوت دی اکثر اہل ہجر وغیرہ نے اس کی اتباع کی اور اسی کی وجہ سے بادشاہ وقت کے لشکر سے لڑے اور بہت بڑے فتنہ و فساد کے بانی مبانی ہوتے کچھ عرصہ بعد علی ان لوگوں سے جدا ہو کر احسا چلا آیا اور قبیلہ سعد بن تمیم میں بنی شماش کے ہاں قیام پذیر ہوا ۔ بحرین سے چند عمائدین بھی اس کے ساتھ چلے آئے تھے از انجملہ یحییٰ بن محمد ازرق بحرانی اور سلیمان بن جامع تھا یہی دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار تھے ۔ اس سے اور اہل بحرین سے لڑائی ہوئی میدان جنگ اہل بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کر بھاگا ۔

علی کا بغداد میں قیام

اس شکست سے عرب کا گروہ اس سے جدا ہو گیا مگر علی ابن ابان کا ساتھ نہ چھوڑا

بصرہ پہنچا اور بنی ضبیعہ کے ہاں مقیم ہوا ان دنوں محمد بن رجاء، عامل بصرہ تھا۔ بلالیہ و سعدیہ میں آتش فتنہ مشتعل ہو رہی تھی اس نے فریقین میں سے ایک کے ملانے کی کوشش کی۔ راز افشا ہو گیا۔ محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری پر چند سپاہیوں کو متعین کر دیا علی یہ خبر پا کر بھاگ گیا اس کا بیٹا، اس کی بیوی اور اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ علی بہزار خرابی بغداد پہنچا ایک برس تک مقیم رہا اور یہیں اس نے خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی جانب منسوب کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ایک گروہ اس کی جانب مائل ہو گیا منجملہ جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحان کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا (یہ دونوں یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے) علی کے مصاحبین میں داخل ہونے کے بعد مسروق و رفیق کے نام بدل دیئے گئے۔ مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو احمد رکھی گئی اور رفیق کو جعفر کے نام سے نامزد کر کے کنیت ابو الفضل رکھی بعد اس کے رہ سپار۔ بلالیہ و سعدیہ نے متفق ہو کر محمد بن رجاء، عامل بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

علی کی مراجعت

رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہنچی ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی جانب مراجعت کی یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع، مسروق اور رفیق اس کے ہمراہ تھے بصرہ پہنچ کر قصر قرشی میں اترا اور زنگی غلاموں کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا بات ہی بات میں ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ ایک پر جوش تقریر کے بعد ملک و مال دینے کا وعدہ کیا احسان اور حسن سلوک کی قسم کھائی اور حریر کے ایک ٹکڑہ پر ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ تا آخر آیت لکھ کر آیت بنایا اور ایک بلند مقام پر نصب کر دیا زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ ایک ایک دو دو کر کے علی کے پاس اپنے غلاموں کی بابت کہنے سننے کو آئے علی نے اشارہ کر دیا۔ زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا شرفاء بصرہ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود ہو گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر لیا تھا۔

زنگی غلاموں کی آزادی

الغرض یہ رایت کامیابی کی ہوا میں برابر یوں ہی لہرا رہا تھا اور چاروں طرف سے زنگی غلام جوق در جوق اس کے نیچے آ کر غلامی سے خود کو رہا کراتے جاتے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنے پر جوش تقریر سے ابھار رہا تھا اور ملک و مال کی حاصل کرنے کی رغبت دلا رہا تھا۔

دجلہ و قادسیہ پر قبضہ

جس وقت ان لوگوں کا ایک خاصا گروہ جمع ہو گیا دجیل کو نہر میمون کی طرف عبور کیا اور حمیری کو دجلہ سے نکال کر قبضہ کر لیا بعد ازاں ابلہ کی طرف بڑھا ان دنوں ابلہ میں ابن ابی عون تھا۔ چار ہزار فوج لے کر مقابلہ پہ آیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن عون کو شکست ہوئی۔ علی کے ہمراہیوں نے بہت مال و اسباب لوٹ لیا۔ پھر قادسیہ کا رخ کیا ہمراہیوں نے اس کے اشارہ سے قادسیہ کو بھی تاخت و تاراج کیا۔

اہل بصرہ کی مزاحمت

ان واقعات سے اس کی قوت بڑھ گئی آلات حرب کی بھی ضرورت باقی نہ رہی اہل بصرہ کا ایک گروہ آئندہ خطرہ کا خیال کر کے اس سے لڑنے کے لئے آیا۔ اس نے یحییٰ بن محمد کو بسر افسری پانچ سو لشکر کے مقابلہ پر بھیجا۔ یحییٰ نے پہلے ہی حملہ میں اہل بصرہ کو شکست دے کر ان کا سامان جنگ اور آلات حرب کو چھین لیا۔ اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا گروہ اہل بصرہ کا آیا اور وہ بھی نیچا دیکھ کر واپس گیا۔ بعد ازاں بصرہ کے دو نامی سپہ سالار خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آئے اور شومی بخت سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے

ہوئے سیکڑوں آدمی کام آگئے۔ ان کے ہمراہ رسد و غلہ اور سامان جنگ کی کشتیاں تھیں۔ ہوائے مخالف نے کنارہ پر پہنچا دیا علی کے ہمراہیوں نے جی کھول کر لوٹ لیا اور جن لوگوں کو اس پر پایا اُن کو مار ڈالا۔

ابو ہلال ترکی کی شکست

ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرأت بڑھ گئی۔ بات بات پر فتنہ و فساد برپا کرنے لگے اس اثناء میں ان کے شر انگیز طوفان کے فرو کرنے کو دربار خلافت سے ابو ہلال ترکی چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ مامور کیا گیا۔ نہر ریان پر صف آرائی ہوئی۔ زنگی غلاموں نے اس کو بھی شکست دیدی اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور سیکڑوں آدمی پامال ہو گئے۔

ابو منصور کی شکست

اس کے بعد ابو منصور (یہ بنو ہاشم کا آزاد غلام تھا) ایک لشکر عظیم الشان لے کر زنگیوں کی گوشمالی کو چلا اس لشکر میں رضا کاروں کی بہت بڑی جماعت تھی باہلہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی اس میں شریک تھیں۔ علی نے اس کے مقابلہ پر علی ابن ابان کو متعین کیا۔ ابو منصور کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوئی علی ابن ابان نے اس کو شکست فاش دی اور ایک گروہ کو گھاٹ پر بھیج دیا جہاں کہ تقریباً ایک ہزار کشتیاں لنگر انداز تھیں۔ اہل کشتی زنگیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر بھاگ گئے زنگیوں نے بلا مخاصمت و مزاحمت ان کو لوٹ لیا اس واقعہ سے ابو منصور کو طیش آگیا وہ مسلح ہو کر خود میدان جنگ میں آیا۔ زنگیوں نے نخلستان میں پڑاجمایا ان کے لشکر کے دو ٹکڑے کیے گئے ایک علی بن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا احمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو بڑھا اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابو منصور کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر معرکہ کارزار میں کام آگیا زنگیوں نے ان کے مال و اسباب اور آلات حرب کو لے لیا۔ اطراف و جوانب کے دیہات اور قصبات پر قتل و غارت کا ہاتھ بڑھایا جس سے زنگیوں کا بہت بڑا تمول ہو گیا مال و اسباب سے مالا مال ہو گئے۔ بعد ازاں علی نے بصرہ کا رخ کیا اثناء راہ میں لشکر بصرہ مقابلہ پر آیا اور زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اگلے دن بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل بصرہ جمع ہو کر میدان جنگ میں آئے خشکی اور دریا سے حملہ کیا۔ زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو شکست دی اور بہت بڑی شکست دی ہزارہا آدمی کام آگئے۔

جعلان ترکی کی پسپائی

اہل بصرہ نے ان واقعات سے خلیفہ کو مطلع کیا دربار خلافت سے جعلان ترکی اہل بصرہ کی کمک پر بھیجا گیا۔ ابلہ پر ابو الاحوص باہلی متعین کیا گیا اور ترکوں کا ایک عظیم الشان لشکر کو اس کے ہمراہ کیا گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ہمراہیوں کو دائیں بائیں قتل و غارت کے لیے پھیلا دیا تھا۔ جعلان نے بصرہ کے قریب پہنچ کر زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور گرد خندق کھدوائی۔ چھ ماہ تک ٹھیرا ہوا زینبی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجتا رہا ان لڑائیوں سے کوئی نتیجہ فریقین کے نفع و نقصان کا پیدا نہ ہوا۔ ایک روز زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شبخون مارا اور حالت غفلت میں پہنچ کر ایک گروہ کثیر کو کاٹ ڈالا۔ مجبور ہو کر جعلان نے مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے دست کش ہو کر بصرہ کو واپس آیا۔ زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر گاہ کو لوٹا کشتیوں کو تاخت و تاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر ڈالا بے حد مال و اسباب ہاتھ آیا اس کے بعد قتل و غارت کرتے ہوئے ابلہ کی طرف گئے اور آخری رجب ۲۵۶ھ میں بزور تیغ ابلہ میں گھس کر اس کے گورنر ابو الاحوص عبید اللہ بن حمید کو مع ایک گروہ کثیر کے مار ڈالا آگ لگا دی ابلہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔

زنگیوں کا اہواز پر قبضہ

اس واقعہ قیامت خیز کی خبر اہل عبادان کو پہنچی تو ان لوگوں نے بہ خوف قتل و غارت امان کی درخواست کی زنگیوں نے ان کو امان دیدی۔ عبادان اور جو کچھ وہاں مال و اسباب، آلات حرب اور لونڈی غلام تھے۔ غرض سب پر اہواز تک قبضہ کرلیا ان دنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال)، کا افسر اعلیٰ ابراہیم بن مدبر تھا اہل اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کر خاطر خواہ لوٹا۔ اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کرلیا۔

زنگیوں کو ہزیمت

اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر اطراف و جوانب بلاد میں چلے گئے۔ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو ۲۵۷ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو شکست دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ انھیں سیاہ بختوں کے پنجہ غضب میں ابراہیم ابن مدبر گرفتار تھا۔ یحییٰ بن محمد بحرانی کا مکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا دو سیاہ دیو اس کی محافظت و نگرانی پر مامور تھے ابن مدبر نے ان سے سازش کرکے ایک سرنگ کھدوائی اور اس کی راہ سے نکل کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا۔

محمد بن بغا کا قتل

اوائل رجب ۲۵۶ھ میں ان ترکوں نے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی محافظت پر مامور تھے تنخواہ اور روزینہ مانگنے کا بہانہ کرکے پھر ایک ہنگامہ برپا کیا خلیفہ مہتدی نے اپنے بھائی ابوالقاسم اور کیغلغ ترکی وغیرہ کو ترکوں کے پاس بھیجا ابوالقاسم اور کیغلغ کے سمجھانے سے شورش فرو ہوگئی اپنے اپنے مکانات اور قیام گاہ پر واپس آئے کسی نے ابونصر محمد بن بغا تک یہ خبر پہنچا دی کہ خلیفہ مہتدی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ کل مال و خزانہ محمد و موسیٰ پسران بغا کے قبضہ میں ہے۔ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس سن بھاگ گیا (یہ) کا بھائی سن میں مساور خارجی سے لڑ رہا تھا خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو طلبی کے متعدد خطوط لکھے امان دی محمد بن بغا مع اپنے بھائی حنون اور کیغلغ کے واپس آیا خلیفہ مہتدی نے اس کو گرفتار کرکے قید کردیا اور پندرہ ہزار دینار اس کے وکیل سے وصول کرکے اس کو قتل کر ڈالا۔

بابکیال کی گرفتاری

جن دنوں محمد بن بغا قید میں تھا انھیں ایام میں خلیفہ مہتدی نے ایک فرمان بنام موسیٰ بن بغا بابکیال کی معرفت روانہ کیا اس مضمون کا کہ لشکر اسلام کا چارج بابکیال کو دے کر تم دارالخلافۃ میں چلے آؤ اور روانگی کے وقت بابکیال کو یہ ہدایت کردی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور مفلح کو کسی بہانہ سے موقع پاکر مار ڈالنا۔ بابکیال نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر خلیفہ مہتدی کا فرمان پڑھا ہنوز موسیٰ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بابکیال نے نبی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری وقید اور خلیفہ مہتدی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا موسیٰ اور مفلح کے ہوش یہ سن کر اڑ گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ بابکیال دارالخلافت واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے چنانچہ بابکیال مع یارجوخ اساتکین اور سیاطویل کے نصف رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت واپس آیا۔ خلیفہ مہتدی نے بابکیال

ؔ یہ واقعہ قیصری رجب ۲۵۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰۔

کو گرفتار کرکے قید کر دیا باکیال کے ہمراہیوں اور ترکوں نے جمع ہو کر اسی بنا پر بلوہ کر دیا۔

مہتدی کی ترکوں کے خلاف رائے

خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت صالح بن علی بن یعقوب بن منصور بیٹھا ہوا تھا خلیفہ مہتدی نے صالح سے رائے طلب کی صالح نے ترکوں کے قتل اور پامال کرنے کی رائے دی خلیفہ مہتدی جوش شجاعت میں آکر اٹھ کھڑا ہوا ترکوں' فراغنہ اور مغاربہ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا اور جنگ کے ارادہ سے مسلح ہو کر نکلا۔ میمنہ میں مسرور بلخی تھا' میسرہ میں یارکوج اور خود بدولت مع اساتگین وغیرہ سپہ سالاران لشکر کے قلب میں تھا۔ رعب و داب دکھانے کی غرض سے باکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سر اتار کر ترکوں کے روبرو پھینک دیا۔ بجائے مرعوب ہونے کے ترکوں کو اس سے حد درجہ کا اشتعال پیدا ہوا طرہ اس پر یہ ہوا کہ جس قدر ترکی فوجیں اس کے میمنہ و میسرہ میں تھیں وہ باکیال کے قتل سے بگڑ کر بلوائیوں سے جا ملیں باقی لشکر وقت مقابلہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

مہتدی کی گرفتاری

تنہا خلیفہ مہتدی کیا کرتا شمشیر بکف لڑتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا۔ "یا معشر المسلمین انا امیر المؤمنین قاتلوا عن خلیفتکم" (اے گروہ مسلمانان میں امیر المومنین ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو اپنے خلیفہ کی طرف سے لڑو) مگر کوئی جواب نہ دیتا تھا جیل پر پہنچا اس خیال سے کہ شاید رہائی پانے کے بعد قیدی میری طرف سے لڑیں' جیل کا دروازہ کھول دیا اور ان کی ہتھکڑیاں' بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اس کے خیال کی تائید نہ کی۔ رہائی پاتے ہی چھر ہو گئے مجبور ہو کر احمد بن جمیل افسر پولیس کے مکان میں جا چھپا بلوائیوں نے پہنچ کر دروازے توڑ ڈالے نکال لائے ایک خچر پر سوار کرا کر جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے پاس نظر بند کر دیا۔

مہتدی کا قتل

اس کے بعد بلوائیوں میں خلیفہ مہتدی کے معزول کرنے کا مشورہ ہونے لگا خلیفہ مہتدی نے اس سے انکار کیا بلکہ بجائے معزولی کے مرجانے پر آمادگی ظاہر کی بلوائیوں نے ایک خط جو موسیٰ بن بغا' باکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھلایا یہ خط خاص اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا مضمون خط کا یہ تھا۔ "کہ تمام بردگان کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکا دیا جائے گا۔ نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال چلی جائے گی اور نہ ان لوگوں کے قتل کا بہانہ ڈھونڈا جائے گا اور جب کوئی فعل اس قسم کا کیا جائے تو یہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں' میری بیعت کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہے"۔ خلیفہ مہتدی یہ خط دیکھ کر خاموش ہو رہا اور ان لوگوں نے غریب خلیفہ مہتدی کے قتل کو مباح تصور کرکے خلیفہ مہتدی[۱] کا کام تمام کر دیا۔

زوال مہتدی کی دوسری روایت

روایت متذکرہ بالا کے علاوہ مورخین نے خلیفہ مہتدی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی کی ہے کہ رجب ۲۵۶ھ مکاتبت شاہی کے ترکوں نے خلیفہ

---

[۱] خلیفہ مہتدی باللہ خلفاء عباسیہ میں نہایت دین دار' منصف مزاج' عابد' زاہد' پرہیز اور تقویٰ سے آراستہ تھا اس نے لہو و لعب' ناچ رنگ' گانا بجانا اور شراب کی ممانعت کر دی تھی اس کی سلطنت کو ظلم کرنے سے روکتا تھا گیارہ مہینے چند روز خلافت کی اڑتیس مرحلے عمر کے طے کیے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۷۳۔

مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض و معروض کرنے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ مہتدی نے حاضری کی اجازت دیدی محمد بن بغا دربار خلافت سے اٹھ کر محمدیہ کی طرف چلا گیا۔ ترک چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاران لشکر معزول کر دیئے جائیں اور ان سے حساب فہمی کی جائے اور عہدہ ہائے جلیلہ پر خاندان خلافت کے افراد متعین کئے جائیں۔ خلیفہ مہتدی نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا تو اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ صبح ہوئی تو یہ لوگ ایفاء وعدہ کے خواستگار ہوئے۔ خلیفہ مہتدی نے معذرت کی کہ فی الحال چند وجوہ کی بنا پر ان وعدوں کا ایفاء نہیں ہو سکتا۔ ہاں آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق تمام کام انجام دیئے جائیں گے ترکوں نے نہ مانا خلیفہ مہتدی نے ارشاد کیا "اچھا تم لوگ بہ حلف اقرار کرو کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہو گے اور جس سے امیر المومنین لڑیں گے اس سے لڑو گے" ترکوں نے قسمیں کھا کر اس امر کا عہد و پیمان کیا۔

اس کے بعد اپنے اور خلیفہ مہتدی کی جانب سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اس کو دربار خلافت سے چلے جانے پر ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگ اپنا حال عرض کرنے کے لئے آئے تھے مکان خالی پا کر قیام کر دیا۔ محمد بن بغا اس خط کو دیکھ کر واپس آیا۔ ان لوگوں نے محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور مفلح کو طلبی کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ لشکر اسلام کا فلاں شخص کو (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) چارج دیدو اور خفیہ طور سے چند لوگوں کو جبکہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کو گرفتار کر لانے کی ہدایت کر دی۔ جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کے روبرو پڑھا گیا۔ سب نے اس کی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی جانب کوچ کر دیا خلیفہ مہتدی نے بقصد جنگ لشکر مرتب کیا۔ فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے۔ موسیٰ کے ہمراہی اس امر کے خواستگار تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کی گورنری دیدی جائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کی طرف واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے مصاحبوں کا یہ منشاء تھا کہ موسیٰ دربار خلافت میں حاضر ہو کر مال و خزانہ کا حساب سمجھائے۔ دونوں فریق کسی امر پر متفق نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ موسیٰ کے بہت سے ہمراہی موسیٰ سے علیحدہ ہو گئے مجبوراً موسیٰ اور مفلح نے خراسان کا قصد کیا اور بایکباک مع ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے خلیفہ مہتدی سے آملا۔ خلیفہ مہتدی نے چونکہ پہلے یہ مخالف تھا اسے قتل کر ڈالا۔ ترکوں کو اس سے ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی مگر کسی نے کچھ چون و چرا نہ کی۔ بعد ازاں ترکوں کو فراغنہ اور مغاربہ کا ہم پلہ سمجھا جانا ناگوار گذرا مکانات شاہی سے ان لوگوں کو نکال دینے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مہتدی نے مدافعت کی ترکوں کو ایک خاصا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ بایکباک کے معاوضہ خون کے بہانہ سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مہتدی اس طوفان بے تمیزی کو فرو کرنے کے لئے سوار ہوا۔ اس کی رکاب میں چھ ہزار فوج فراغنہ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ یہ خبر پا کر ترکوں نے بھی جمع کیا اور دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آئے۔ خلیفہ مہتدی کو شکست ہوئی اور وہی واقعات پیش آئے جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

باب ۱۷

احمد بن متوکل معتمد علی اللہ ۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

تخت نشینی شکست مہتدی کے بعد ابو العباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا حاضر کیا گیا۔ حاضرین نے خلافت کی بیعت کی۔ ترکوں نے موسیٰ بن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اس وقت خانقین میں تھا۔ چنانچہ اس نے بھی حاضر ہو کر بیعت کی۔ الغرض تکمیل بیعت اور تخت نشینی کے بعد احمد بن متوکل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

وزارت کی تبدیلیاں خلیفہ معتمد کے مسند خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدہ وزارت دیا گیا۔ بیعت کے دوسرے دن نصف رجب ۲۵۶ھ کی صبح کو خلیفہ مہتدی کو مردہ پایا گیا۔ جبکہ اپنی خلافت کا پہلا سال تمام کر رہا تھا۔ ۲۶۳ھ میں عبید اللہ بن یحییٰ میدان میں گھوڑے سے گر کر مر گیا سر میں سخت چوٹ آئی اور سارا دماغ نتھنوں سے بہ گیا خلیفہ معتمد نے قلمدان وزارت محمد بن مخلد کے سپرد کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس میں اور موسیٰ بن بغا میں ان بن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضگی کی وجہ سے اس کو معزول کر کے سلیمان بن وہب کو عہدہ وزارت سے ممتاز فرمایا۔ پھر اس کو بھی معزول کر کے قید کر دیا حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی۔ موفق کو سلیمان بن وہب کے قید کر دینے سے برہمی پیدا ہوئی تو اس نے بغداد کی غربی جانب صف آرائی کی فریقین میں خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ اور ابن وہب کو رہا کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۲۶۴ھ کا ہے۔

مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور ۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ معروف بہ ابن صوفی مصر میں ظاہر ہوا اور آل محمدؐ کی حمایت کی لوگوں کو دعوت دینے لگا۔ بلاد صعید کے چند قصبات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ احمد بن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا۔ ابن صوفی نے اس کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار کو قتل کر ڈالا دوسرا لشکر آیا بمقام اخمیم میں صف آرائی ہوئی ابن صوفی کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر واحات میں دم لیا اور لشکر کی فراہمی کی کوشش کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک لشکر فراہم ہو گیا مرتب و مسلح ہو کر اشمونین کی جانب کوچ کیا ابو عبد الرحمٰن عمری (یعنی عبد المجید بن عبد اللہ بن عمر) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

ابو عبد الرحمٰن عمری چونکہ بجاۃ آئے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو چین سے نہیں

رہنے دیتے تھے اس وجہ سے ابو عبدالرحمن عمری نے خود کو جنگ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اسی ہمدردی اور حمیت اسلامی کی وجہ سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئی اس اطراف میں اس کے متبعین کثرت سے تھے۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پاکر ایک لشکر ابو عبدالرحمن کی طرف روانہ کیا۔ ابو عبدالرحمن نے امیر لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ وفساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کی اذیت اور تکلیف رفع کرنے کے ارادے سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جاکر اس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تم کو واپس بلالے تو فبہا، ورنہ تم لوگ معذور سمجھے جاؤ گے۔ امیر لشکر نے اس معذرت پر توجہ نہ کی صف آرائی کرکے بھڑ گیا۔ ابو عبدالرحمن نے اس کو شکست دیدی وہ بھاگ کر اسوان پہنچا احمد ابن طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو امیر لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابو عبدالرحمن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابو عبدالرحمن نے بزور تیغ بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔

معرکہ اشمونین

مقام اشمونین میں جہاں کہ آپ ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سپہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی۔ اپنے اپنے لشکروں کو لئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا۔ دونوں حریف جنگ پر تلے ہوئے تھے مگر تم عمری کی سوانح سننے میں ایسے مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی دلاور (ابن صوفی) کو شکست دیدی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن صوفی بھاگ کر اسوان پر پہنچا اطراف وجوانب پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا۔ احمد ابن طولون نے مصر سے ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ ابن صوفی اس سے مطلع ہو کر عیذاب کی جانب بھاگا اور دریا عبور کرکے مکہ معظمہ پہنچا۔ ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ والی مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کرکے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا بعد ازاں رہا کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ چلا آیا اور اسی سرزمین پاک میں جان بحق تسلیم کر دی۔

علی بن زید کی بغاوت

اسی ۲۵۶ھ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں دولت عباسیہ کے خلاف علم امارت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کرکے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلے ہی معرکہ میں شاہ بن میکال کو شکست دے کر اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا تب خلیفہ معتمد نے کیجور ترکی کو جنگ علی بن زید پر متعین فرمایا علی بن زید یہ خبر پاکر کوفہ سے قادسیہ چلا آیا۔ کیجور نے یکم شوال ۲۵۶ھ میں کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلاد بنی اسد میں مقیم رہا کچھ عرصہ بعد آخر ذی الحجہ سنہ مذکور میں کیجور ترکی نے دوبارہ علی بن زید پر چڑھائی کی لڑائی ہوئی۔ علی بن زید کے بہت سے ہمراہی مارے اور قید کر لئے گئے چنانچہ جنگ کے بعد کیجور کوفہ لوٹ آیا پھر کوفہ سے بلا اجازت خلیفہ سر من رائے چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں ایک لشکر مع چند سپہ سالاروں کے روانہ کیا مقام عکبرا میں ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا جس سے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے اس کو ۲۶۰ھ میں قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا کو اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔

زنگیوں کے بقیہ حالات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب زنگیوں کی گوشمالی پر متعین کیا تھا۔ چنانچہ سعید نے میدان جنگ میں پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اُن کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ پھر دوبارہ وہ اپنی حالت کو درست کر کے اور جمع ہو کر لڑنے کو آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی۔ اس کے اکثر ہمراہی کام آگئے لشکرگاہ جلا دیا گیا۔ خائب و خاسر لوٹ کر سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو متعین فرمایا۔ جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی۔ بعد ازاں دریا کے راستے زنگیوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا مگر اُن سے شکست کھا کر بصرہ چلا آیا زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالاروں میں سے علی بن ابان کو اربک کا پل توڑنے کے لیے روانہ کیا۔ ابراہیم بن سیما سے جبکہ وہ فارس سے واپس آ رہا تھا مقابلہ ہو گیا۔ ابراہیم نے علی بن ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ علی بن ابان زخمی ہوا اور بہت سے اس کے ہمراہی مارے گئے۔

علی بن ابان کی فتوحات

اختتام جنگ پر ابراہیم نہرجی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے کاتب (سکریٹری) شاہین بن بسطام کو علی بن ابان کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تھوڑی دور تعاقب کر کے دوسری راہ سے نہرجی پر آ کر مل جانا۔ علی بن ابان کو اس کی خبر لگ گئی۔ تیار ہو کر حالت غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر جا پڑا ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ شاہین اور اُس کا چچازاد بھائی مار ڈالا گیا۔ جوں ہی علی بن ابان جنگ شاہین سے فارغ ہوا۔ ایک مخبر نے ابراہیم بن سیما کے قریب آ جانے کی خبر کر دی اسی وقت علی بن ابان نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر لیا۔ عشا کے وقت مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک سخت اور بڑی خونریز جنگ کے بعد علی بن ابان نہرجی کی جانب واپس آیا۔

بصرہ پر قبضہ

جس وقت سے منصور بن جعفر دریا میں زنگیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تھا زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے جی چراتا تھا۔ کشتیوں کی اصلاح خندق کے کھودنے اور مورچہ کے قائم کرنے پر اکتفا کرتا تھا اس اثنا میں علی بن ابان نے اُس کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کر دی اور اہل شہر کو اپنی روزانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا۔ گرد و نواح کے بادیہ نشینان عرب کو سمجھا بجھا کر اپنا ہم صفیر بنا لیا ان کا ایک گروہ کثیر اس سے آ ملا اس نے ان لوگوں کو بصرہ کے چاروں طرف پھیلا دیا اور وہ ہر وقت برابر لڑتا رہا۔

بصرہ میں قتل عام

بالآخر نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزور تیغ فتح کر لیا نہایت بے رحمی سے اہل بصرہ کو قتل و غارت کر کے واپس آیا۔ اس پر بھی اس کے بے رحم دل کو تسکین نہ ہوئی دوبارہ سہ بارہ قتل و غارت کرتا ہوا بصرہ میں گیا۔ تا آنکہ اہل بصرہ نے امان طلب کی علی بن ابان نے امان دے کر ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے اُن سب کو قتل کر ڈالا جامع مسجد اور اکثر محلات بصرہ میں آگ لگا دی۔ آتش زنی کو اس قدر وسعت دی کہ بصرہ میں اس سرے سے اُس سرے تک آگ ہی کے شعلے دکھائی دیتے تھے لوٹ و مار کی کوئی حد نہ تھی۔ اہل بصرہ جہاں نظر آتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی۔ بالآخر الامان الامان کی منادی کرا دی۔ چونکہ اہل بصرہ اس سے پیشتر ایک بد

دھوکا کھا چکے تھے، اس لیے کوئی فرد باہر نہ نکلا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر خبیث (زنگیوں کے سردار) تک پہنچی۔ اُس نے علی بن ابان کو معزول کر کے یحییٰ بن محمد بحرانی کو مامور کیا۔

مولد کی زنگیوں کے خلاف لشکر کشی

جس وقت زنگیوں نے بصرہ میں داخل ہو کر ویران و خراب کر دیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد معروف بہ مولد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ مولد روانہ ہو کر ابلہ پہنچا اور پھر ابلہ سے کوچ کر کے بصرہ میں جا اترا اہل بصرہ اُس کے پاس آ کر جمع ہوئے زنگیوں نے ظلم و جور کی شکایت کی مولد نے ان کو اور نیز اپنے لشکر کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی بصرہ سے نکل کر نہر معقل کی طرف چلے آئے۔ خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحییٰ بن محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا دس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ تب خبیث نے ابولیث اصفہانی کو یحییٰ بن محمد کی کمک پر بھیجا اور حالت غفلت میں شب خون مارنے کی ہدایت کی۔

مولد کی شکست

چنانچہ ابولیث اور یحییٰ بن محمد نے مولد کے لشکر پر شب خون مارا تمام رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ مغرب کے وقت مولد کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی زنگیوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یحییٰ نے جامدہ تک منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ اثنائے تعاقب میں جس کو پایا گرفتار کر لیا جو کچھ مال لوٹ لیا۔ قریہ و جوار کے قصبات اور دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا۔ غرض جہاں تک ان کی قوت تھی اُس کو اُن لوگوں نے قتل و خوں ریزی میں صرف کیا اور خاتمہ جنگ کے بعد نہر معقل کی جانب واپس آئے۔

نہر جی کا معرکہ

جس وقت زنگیوں کو مہم بصرہ سے فراغت حاصل ہوئی علی بن ابان نے نہر جی کا رخ کیا اہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا۔ خلیفہ معتمد نے اس کو زنگیوں کی لڑائی کے بعد جو بحرین میں ہوئی تھی اہواز کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ منصور نے اہواز میں پہنچ کر نہر جی پر قیام کیا اس عرصہ میں زنگیوں کا نامی سپہ سالار علی ابن ابان آ پہنچا۔ اس کے بعد ہی ابولیث اصفہانی براہ دریا اس کی کمک پر آ گیا اور بلا حکم و اجازت علی۔ منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو فتح یابی حاصل ہو گئی۔ ابولیث کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔

منصور کا خاتمہ

معدودے چند بھاگ کر خبیث کے پاس پہنچے۔ اس کے بعد علی بن ابان اور منصور سے معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر منصور کے لشکر کو شکست ہوئی زنگیوں نے تعاقب کیا۔ منصور نے اس خیال سے کہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر میں گھوڑا کودا دیا تیر نہ سکا ڈوب گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ ایک زنگی سپاہی نے جبکہ منصور نہر میں کود پڑا تھا پانی میں کود کر منصور کا کام تمام کر دیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کے بھائی خلف بن جعفر کو بھی مار ڈالا گیا۔ یارجوج نے سپہ سالاران ترک میں سے بجائے منصور کے اصطیخور کو متعین کیا۔

مؤفق کی تقرری

ابو احمد مؤفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی)، مکہ معظمہ کی گورنری پر تھا۔ جس وقت زنگیوں نے آتش فساد روشن کی خلیفہ معتمد نے مکہ معظمہ سے طلب فرما کر کوفہ، حرمین، راہ مکہ اور یمن کی حکومت عنایت کی۔ کچھ عرصہ بعد بغداد، سواد، واسط، کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کی سند گورنری بھی دے دی اور یہ

ہدایت کی کہ اپنی جانب سے یارجوج کو بصرہ، کور دجلہ، یمامہ اور بحرین پر مقرر کردو چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد ان بلاد پر سعید بن صالح کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا۔ جب صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یارجوج نے بصرہ، کور دجلہ اور اہواز پر بجائے اس کے منصور کو متعین کیا۔ اور جب منصور انہیں لڑائیوں میں مارا گیا،

موفق اور مفلح کی پیش قدمی

جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مصر، قنسرین اور عواصم کی گورنری عنایت فرمائی۔ مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔ یہ واقعہ ۲۵۸ھ کا ہے۔ اور ان دونوں کو زنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ یہ دونوں نامور روانہ ہوئے خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی کی مشایعت کی۔

علی بن ابان کی فتح

اس وقت علی بن ابان نہر یحلی پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا یحییٰ بن محمد بحرانی نہر عباس پر پڑا تھا اور خبیث (زنگیوں کا سردار) معہ اپنے چند ہمراہیوں اور معدودے چند سپاہیوں کے لوٹ کا مال و اسباب لانے کی غرض سے بصرہ تک آ جا رہا تھا۔ چنانچہ جس وقت موفق نے نہر موصل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں کے سردار نے علی بن ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ مفلح سے مڈبھیڑ ہو گئی جو موفق کے مقدمۃ الجیش پر تھا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اثناء جنگ میں مفلح کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے اسی وقت وہ تڑپ کر مر گیا۔ اس کا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ہمراہی گرفتار کر لیے گئے۔

معرکہ نہر ابوالخصیب

اس واقعہ سے موفق کو فراہمی اور ترتیب لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مفلح کے مارے جانے سے مجبوراً میدان جنگ سے ابلہ کی جانب چلا آیا نہر اسد پر قیام کر کے درستی فوج میں مصروف ہوا۔ اتفاق سے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی اور اس کے اکثر ہمراہی بیمار ہو گئے اور بعض مر بھی گئے تو نہر اسد سے کوچ کر کے باورود چلا آیا آلات حرب، سامان جنگ، درستی بیڑہ جہازات اور ترتیب لشکر میں مشغول ہو گیا۔ جب اس طرف سے ایک گونہ اس کو اطمینان ہو گیا تو خبیث کے لشکر پر جا پڑا یہ لڑائی نہر ابوالخصیب پر ہوئی۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک اور خوں ریز تھا اس معرکہ میں زنگیوں کا ایک گروہ کثیر مار ڈالا گیا بہت سی عورتیں جن کو ان سیاہ بختوں نے گرفتار کر لیا تھا چھڑالی گئیں۔

اختتام جنگ پر ابو احمد اپنے لشکر گاہ باورود میں واپس آیا باورود میں آنے کے ساتھ ہی لشکر گاہ میں آگ لگ گئی فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ واسط پہنچ کر آرام و آسائش کی غرض سے اس کے اکثر ہمراہی اس سے جدا ہو گئے۔ اس نے بھی واسط میں محمد بن مولد کو بجائے اپنے چھوڑ کر سامرا کی طرف مراجعت کر دی۔

یحییٰ بن محمد بحرانی کا قتل

جس وقت اصطیخور بعد منصور خیاط گورنر اہواز ہو کر آیا اور جب کہ موفق زنگیوں کی طرف جنگ کے ارادہ سے جا رہا تھا یہ خبر لگی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا نامور سپہ سالار نہر عباس کی جانب روانہ ہوا ہے۔ اسی وقت اصطیخور نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے کوچ کر دیا نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخور کے مقابلہ پر چھوڑا دوسرے حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے ان کشتیوں پر جا پڑا جو اصطیخور کے ساتھ رسد لے کر آئی تھیں اور ان کو لوٹ

لیا۔ شام کے وقت اپنے پیدلوں کو دجلہ کی جانب روانہ کیا۔ موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوچار ہوگیا۔ دو دو ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوا موفق کے مقدمۃ الجیش نے تعاقب کیا۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ دوڑ کی گھبراہٹ میں جس طرف یحییٰ تھا عبور نہ کیا۔ بلکہ دوسری جانب عبور کر گیا اور فتح مند گروہ جو اس کے تعاقب میں تھا یحییٰ سے آ کر بھڑ گیا۔ اس وقت یحییٰ کے ساتھ معدودے چند آدمی تھے تھوڑی دیر لڑ کر شکست کھا کر بھاگے۔ یحییٰ زخمی ہو کر ایک کشتی میں جا چھپا۔ موفق کے مقدمۃ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اہل کشتی نے شاہی سطوت سے خوف کھا کر یحییٰ کو ایک گھاٹ پر جا کر اُتار دیا گھاٹ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا یحییٰ بحال پریشان اس گاؤں میں پہنچا زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی بہ غرض علاج ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اس کے رنگ ڈھنگ سے شبہ پیدا ہوا۔ ابواحمد کے ہمراہیوں سے جا کر اس کی خبر کر دی ابواحمد نے اس کو گرفتار کرا کر سامرا بھیج دیا۔ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے بعد ازاں مار ڈالا گیا۔

زنگیوں کا اہواز پر قبضہ

زنگیوں کو اس سانحۂ قیامت خیز سے سخت صدمہ ہوا ۲۵۹ھ میں خبیث نے اپنے نامی سپہ سالاروں سے علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اس لشکر کو بھی ان کی فوج میں شامل کر دیا جو یحییٰ بن محمد بحرانی کی رکاب میں تھا مقام دشت میسان میں اصیلجور سے مقابلہ ہوا زنگیوں نے جی توڑ کر حملہ کیا اصیلجور کو شکست ہوئی۔ بھاگ دوڑ میں اصیلجور مارا گیا۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس واقعہ کی نذر ہو گیا۔ حسن بن ہرثمہ، حسن بن جعفر وغیرہ گرفتار کر لیے گئے۔ اور فتح مند گروہ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہوا ایک مدت تک اطراف وجوانب اہواز میں لوٹ مار کرتا رہا دن دہاڑے جس کو پایا لوٹ لیا تا آنکہ موسیٰ بن بغا ان کے مقابلہ پر آیا۔

موسیٰ بن بغا کا تقرر

جب زنگیوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز پر قبضہ کر لیا اس وقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے کے لیے موسیٰ بن بغا کو لوار جنگ عنایت فرما کر متعین کیا۔ موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور باوردو پر ابراہیم بن سیما کو مقرر کر کے چاروں طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

علی بن ابان کی شکست

چنانچہ سب سے پہلے عبدالرحمٰن ابن مفلح نے میدان جنگ میں پہنچ کر علی بن ابان پر حملہ کیا علی بن ابان کا لشکر اس مستعدی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمٰن بن مفلح کی رکاب کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتح مند گروہ اپنے فریق منہزم کو قتل وقید کرتا رہا۔ جوں ہی تاریک شب نے اپنے سیاہ دامان پھیلا دیئے لڑائی خود بخود رک گئی۔ دوسرے دن عبدالرحمٰن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب وآراستہ کیا اور کمال مستعدی سے صبح ہوتے ہی زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس شدت کا تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی بن ابان نے ہر چند اس کو روکنے کی کوشش کی مگر کارگر نہ ہوئی زنگیوں کی ایک تعداد کثیر اس معرکہ میں کام آ گئی اور بہت سے سیاہ بخت قید کر لیے گئے۔ علی بن ابان خبیث کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمٰن بن مفلح درستی وتیاری

لشکر کے خیال سے قلعہ مہدی میں چلا آیا۔

علی بن ابان کا قلعہ مہدی پر حملہ

علی بن ابان نے خبیث (اپنے سردار) کے پاس پہنچ کر پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور خبیث سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا حملہ کر دیا۔ چونکہ عبدالرحمن نے نہایت ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی علی بن ابان کو کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی بے نیل مرام ابراہیم بن سیما کی طرف لوٹ پڑا۔

بادرود پر حملہ

ابراہیم بن سیما اس وقت بادرود میں تھا پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو شکست ہوئی مگر دوبارہ ابراہیم نے سنبھل کر اس سختی کا حملہ کیا کہ علی بن ابان کے لشکریوں پر عرصہ کارزار تنگ ہو گیا میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں نے اور بید کا جنگل تھا اس وجہ سے عیاض تک ہنوز نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہیوں نے آگ لگا دی علی ابن ابان اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ جنگل سے نکل کر بھاگا ایک جماعت کثیر گرفتار کر لی گئی۔ اس کے بعد عبدالرحمن نے یہ خبر پا کر علی بن ابان پر حملہ کر دیا۔

عبدالرحمن اور علی بن ابان میں جنگ

اس عرصہ میں خبیث کی طرف سے براہ دریا علی بن ابان کی کمک آ پہنچی فریقین نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ علی بن ابان نے اپنے ایک حصہ فوج کو عبدالرحمن پر پیچھے سے حملہ کرنے کو بھیج دیا۔ عبدالرحمن کو اس کی اطلاع ہو گئی ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کر فوراً دوسرے حصہ کو لے کر لوٹ پڑا علی بن ابان کے ہمراہیوں کو علاوہ دو ایک چھوٹی کشتیوں کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا۔ دوسرے دن عبدالرحمن نے علی بن ابان پر حملہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر طاشتمر[1] تھا۔ علی بن ابان نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کر بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس جا کر دم لیا۔ عبدالرحمن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما نے دو مختلف راستوں سے خبیث پر چڑھائی کی مدتوں دونوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ اسحاق بن کنداجیق والی بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کر دی۔ جس وقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمن سے معروف جدال و قتال رہا اس وقت تک اس نے اسحاق سے کچھ تعرض نہ کیا۔ لیکن جوں ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا اپنی ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جو سترہ ماہ تک اہل بصرہ سے لڑتا رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا نے زنگیوں کی لڑائی سے مراجعت کی اور بجائے اس کے مسرور بلخی کو اس مہم کی سرداری دی گئی۔

صفار کو بلخ و طخارستان کی سند گورنری

اس سے پیشتر عہد خلافت خلیفہ معتز میں یعقوب بن لیث صفار کے فارس پر قابض و متصرف ہو جانے اور علی بن حسین ابی قبل کے قبضہ سے نکل جانے کے واقعات لکھے جا چکے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد پھر فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت کے پھریرے کامیابی کی ہواؤں میں لہرانے لگے حارث بن سیما کو اس کی گورنری دی گئی۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص

---

[1] طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا عبدالرحمن نے اس کو علی بن ابان کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ مترجم۔

عراق عرب کا رہنے والا محمد بن واصل بن ابراہیم تیمی مقیم تھا اس نے احمد بن لیث سے راہ و رسم پیدا کر کے اُن کردوں سے میل جول پیدا کیا جو ان اطراف میں رہتے تھے اور موقع پا کر حرث بن سیما پر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ حرث بن سیما اس واقعہ میں مارا گیا محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس عرصہ میں خلیفہ معتمد کی خلافت کا دور آ گیا۔ اس نے حسن بن فیاض کو والی فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن یعقوب بن لیث نے یہ خبر پا کر ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی۔ سخت برہم ہوا موفق نے مصلحتاً بہ نظر اطفاء آتش فساد بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھ کر یعقوب بن لیث کے پاس بھیج دی چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس سے اعراض کر کے بلخ و طخارستان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

کابل پر قبضہ

پھر بلخ سے روانہ ہو کر کابل پہنچا اور رتبیل کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں معہ تحائف کے روانہ کیا اور مراجعت کر کے بست میں آ کر اتر پڑا سجستان کی جانب واپس آنے کا قصد تھا مگر بعض سپہ سالاروں کی علالت سے جھلا کر ایک برس تک ٹھہرا رہا۔ ایک سال کے قیام کے بعد سجستان واپس آیا۔

کروخ، ہرات اور باذغیس پر قبضہ

پھر سجستان سے ہرات چلا آیا اور شہر کروخ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازہ کھول دیئے یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج پر حملہ کر دیا اور حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کر لیا محمد بن طاہر بن عبداللہ نے سفارش کی مگر یعقوب بن لیث نے اس کو رہا نہ کیا۔ اس کے بعد ہرات اور باذغیس پر بھی قبضہ حاصل کر کے سجستان کی جانب لوٹا ان دنوں سجستان کی گورنری پر عبداللہ سجزی مامور تھا۔

صفار اور عبداللہ سجزی

ایک زمانہ دراز سے یعقوب بن لیث سے اس کی چل رہی تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی اور اس نے عبداللہ سجزی کو اپنی حکمت عملیوں سے ضعیف و کمزور کر دیا۔ اس وقت عبداللہ سجزی سجستان چھوڑ کر خراسان کی طرف چلا گیا اور محمد بن طاہر والی خراسان کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے شکست خوردہ حریف (عبداللہ سجزی) کو طلب کیا۔ محمد بن طاہر نے عبداللہ سجزی کے دینے سے انکار کیا۔

صفار کا نیشاپور پر قبضہ

اس بناء پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور نیشاپور کو جا کر گھیر لیا۔ محمد بن طاہر نے ملاقات کی خواہش کی یعقوب نے انکار کر دیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزا اور خاندان کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے کو روانہ کیا چنانچہ یعقوب اُن لوگوں سے بہ احترام و عزت ملا مگر اس کے بعد ہی ماہ شوال ۲۵۹ھ میں بزور و جبر نیشاپور میں گھس کر محمد بن طاہر کو مع اس کے خاندان والوں کے گرفتار کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو نیشاپور پر مامور کر کے دربار خلافت میں ایک اطلاعی عرض داشت اس مضمون کی بھیج دی کہ اہل خراسان نے اس وجہ سے کہ محمد ابن طاہر اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی اور پہلو تہی کرتا تھا اور طبرستان پر علویوں کے غالب و متصرف ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا مجھے بلا بھیجا اس وجہ سے میں نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور محمد بن طاہر کو مع اس کے اہل و

عیال کے گرفتار کر لیا ہے خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف تہدیداً لکھ بھیجا کہ ما بدولت واقبال کو تمہارا یہ فعل سخت ناگوار گذرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر بلاد تمہارے قبضہ وتصرف میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کیا جائے گا اور تم دولت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کئے جاؤ گے۔ یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

نیشاپور پر قبضہ کی دوسری روایت

بعض نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض ومتصرف ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر والی خراسان کے قوائے حکومت مضمحل اور کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس کے بعض اعزہ اور اقارب نے یعقوب بن لیث صفار کو لکھ بھیجا کہ "موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل سلب ہو گئی ہے نیشاپور پر آ کر قبضہ کر لو" یعقوب نے پہلے اس امر کی تحقیقات کی بعد ازاں محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا "چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو پوٹا پیوٹا دبائے جاتا ہے اس وجہ سے مجھے دربار خلافت سے اس کی روک تھام کا حکم آیا ہے تم سے کسی قسم کا مجھے سروکار نہیں ہے میں خلافت پناہی کے حکم کی تعمیل کرنے کو سوریا کی جانب جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ پیدا کرو" مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کی غرض سے نیشاپور بھیج دیا تا کہ دم بدم محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں مقابلہ وجنگ کا انتظام نہ کرنے دیں اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے قریب پہنچ گیا۔ عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کر محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کر لایا یعقوب نے اُس کو فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت وسست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے تمام خاندان کو جو تعداد میں ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے بحستان کی جانب روانہ کر دیا محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی اس کے توابین کل صوبجات خراسان میں پھیل گئے اور بات ہی بات میں محمد بن طاہر کے عُمّال کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت کے گیارہ برس دو مہینے کے بعد وقوع میں آئے۔

صغار کا ساریہ اور آمل پر قبضہ

الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا اور خراسان کے تمام صوبجات پر اس کے نوابین متعین ومقرر ہو گئے اُس وقت اس کے حریف عبد اللہ سنجری نے حسن بن زید والی طبرستان کے پاس جا کر پناہ لی۔ یعقوب نے حسن بن زید سے عبد اللہ سنجری کے پناہ گزین ہونے کے متعلق خط وکتابت کی حسن بن زید نے لکھ بھیجا "میں نے اُس کو پناہ دیدی تم کو اگر دعوائے مردانگی ہو تو تیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں" اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ھ میں حسن بن زید یعقوب کے سر پر پہنچ گیا۔ یعقوب نے لشکر مرتب کر کے مقابلہ کیا مقام ساریہ میں صف آرائی کی نوبت آئی دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے بالآخر حسن بن زید شکست کھا کر سرزمین دیلم کی جانب بھاگ گیا اور یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمل پر قبضہ کر لیا۔

حسن بن زید کا تعاقب

خاتمہ جنگ اور ساریہ وآمل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہنچا چالیس روز تک مینہ برستا رہا بہ ہزار خرابی ووقت اپنی فوج کی ایک تعداد کثیر کو ضائع کر کے واپس آیا اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں بھیج دی۔

عبداللہ سنجری کی گرفتاری و قتل

عبداللہ سنجری شکست کے بعد حسن بن زید رے کی جانب چلا گیا تھا یعقوب نے یہ خبر پا کر حاکم رے کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا "بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ" حاکم رے نے عبداللہ سنجری کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب نے اس کو قتل کر کے سجستان کی جانب مراجعت کی۔

خراسان پر تسلط

جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں بمقابلہ عبدالرحمن بن مفلح شکست ہوئی اور ابن مفلح نے میدان جنگ سے مراجعت کی حسن بن زید نے اُسی وقت جرجان پر قبضہ کر لینے کے ارادہ سے جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے یہ خبر پا کر ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا مگر یہ لشکر اس کو حسن بن زید کے تصرف و غلبہ سے نہ بچا سکا۔ حسن بن زید نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ تکتا رہ گیا۔ اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت کو لغزش ہو گئی اکثر صوبجات خراسان میں بدامنی پھیل گئی۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے کچھ بھی برہمی تھی یا برائے نام پیدا ہو گئی۔ اُنھوں نے جس طرف سے موقع پایا خروج کر دیا اور محمد ابن طاہر ان کی مدافعت نہ کر سکا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آل صفار کی کامیابی کے پھریرے ہوا میں اُڑنے لگے جیسا کہ ابھی ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

اذکرتکین کی بداعمالیاں

خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کی گورنری پر سپہ سالاران ترک سے اساتکین نامی ایک نامور سپہ سالار کو متعین فرمایا تھا۔ اس نے اپنی جانب سے اپنے لڑکے اذکرتکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں روانہ کیا۔ اذکرتکین نے موصل میں پہنچ کر اُدھم مچا دیا، فسق، فجور، شراب نوشی، زنا، ظلم اور سفاکی کا دروازہ کھول دیا ایک روز ایک لشکری نے بدمستی کی حالت میں ایک عورت پر اثنائے راہ میں دست درازی کی۔ عورت چلائی۔ ادریس حمیری نامی ایک بزرگ سیرت نے پہنچ کر اس عورت کی عزت بچائی۔ لشکری نے اذکرتکین سے ادریس کی شکایت جڑ دی اذکرتکین نے ادریس کو گرفتار کرا کے خوب پٹوایا۔

یحییٰ بن سلیمان کا تقرر

اہل شہر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے رائے یہ قرار پائی کہ خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع کرنی چاہیے۔ اذکرتکین کو اس مشورہ کی خبر لگ گئی۔ لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور بلا استفسار لڑائی شروع کر دی۔ اہل شہر بھی جمع ہو کر لڑنے لگے آخرالامر اہل شہر نے اذکرتکین کو مار کر نکال دیا اور متفق ہو کر یحییٰ بن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھا دیا۔

ہثیم بن عبداللہ کا موصل پر حملہ

اس اثناء میں ۲۶۱ھ کا دور آ گیا۔ اساتکین نے ہثیم بن عبداللہ بن معمر تغلبی عدوی کو صوبہ موصل کی نیابت عطا کی اور اہل موصل کی گوشمالی کی تاکید کی چنانچہ ہثیم نے موصل پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ ایک مدت تک اہل موصل لڑتے رہے طرفین

کے ہزارہا آدمی کام آگئے۔ شیم مجبور ہو کر واپس آیا۔ اسا تکین نے بجائے اس کے اسحاق بن ایوب تغلبی (بنو حمدان کے دادا) کو متعین کیا۔ ایک مدت تک اسحاق بھی محاصرہ کیے رہا۔ اثنائے محاصرہ میں یحییٰ بن سلیمان علیل ہو گیا۔

اسحاق و یحییٰ میں جنگ

اسحاق نے اس کی علالت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی محاصرہ میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی زمین دوش کر دیں۔ اہل شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اسی حالت میں لا کر صف لشکر کے آگے ڈال دیا۔ اہل شہر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوئے اسحاق کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی اور اسی جوش سے شروع ہوئی۔ اسحاق اہل شہر سے برابر خط و کتابت کر رہا تھا اور ان کو طرح طرح کی امیدیں دلاتا تھا تا آنکہ اہل شہر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ اسحاق شہر میں داخل ہو کر ربض میں قیام پذیر ہو چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربض میں ٹھہرا رہا اس کے بعد کسی شہری اور اس کے لشکری سے باتوں باتوں میں چلی جس سے آتش جنگ پھر بھڑک اٹھی۔ اہل شہر نے جمع ہو کر اسحاق کو مار کر شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور سے موصل میں حکومت کرنے لگا۔

جنگ ابن مفلح و ابن واصل

اس سے پیشتر ہم حرث بن سیما گورنر فارس پر محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی کے حملہ کرنے اور سنہ ۲۶۱ھ میں فارس پر اس کے متصرف و قابض ہونے کے واقعات بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی فارس کی حکومت بھی عبدالرحمٰن بن مفلح کو عنایت فرمائی اور جنگ کے ارادہ سے ابن واصل اہواز کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور طاشتمر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کر کے ابن مفلح کی کمک پر متعین کیا چنانچہ سنہ ۲۶۲ھ میں ابن مفلح اہواز کی جانب سے ابن واصل پر حملہ آور ہوا اس کے ہمراہ ابو داؤد صعلوک بھی تھا۔ مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ابن واصل نے پہلے ہی حملہ میں ابن مفلح کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور طاشتمر میدان جنگ میں مارا گیا ہزارہا آدمی مارے اور قید کر لئے گئے۔ ابن مفلح کا لشکرگاہ لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن واصل سے ابن مفلح کی رہائی کے متعلق خط و کتابت شروع کی۔ ابن واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور بجائے رہا کرنے کے ابن مفلح کو خفیہ طور سے مار کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ

اس واقعہ کے بعد ابن واصل نے جنگ کے ارادہ سے موسیٰ بن بغا واسط کا رخ کیا۔ رفتہ رفتہ اہواز تک پہنچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیما ایک فوج کثیر لئے ہوئے مقیم تھا۔ اس سے پیشتر موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پا کر اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے گھبرا کر گورنری سے دربار خلافت میں استعفاء پیش کیا جس کو خلافت مآب نے منظور فرما لیا۔

ابو الساج کی معزولی

جن دنوں ابن مفلح اہواز سے فارس کی طرف واپس آ رہا تھا اسی زمانہ میں بجائے اس کے ابو الساج مقرر کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ علی بن ابان نے اسے شکست دے کر مار ڈالا۔ ابو الساج اس وحشت اثر خبر کو سن کر لشکرگاہ مکرم کی جانب لوٹ آیا۔

علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اہواز اور اہل اہواز کو جی کھول کر پامال کیا بازاروں میں آگ لگادی شاہی مکانات منہدم کرا دیئے۔ اس جاں گداز واقعہ کے بعد ابو الساج گورنری اہواز سے معزول کر دیا گیا بجائے اس کے ابراہیم بن سیما متعین ہوا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا فارس کی گورنری سے استعفا دے کر واپس آیا۔

فارس پر صفار کا قبضہ

عبدالرحمن بن مفلح جنگ ابن واصل میں مارا گیا جس کو ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صفار تک پہنچی۔ حکومت فارس کی طمع دامن گیر ہوگئی فوراً لشکر مرتب کر کے سجستان سے کوچ کر دیا۔ ابن واصل کو اس کی خبر لگ گئی۔ ابراہیم بن سیما کی لڑائی چھوڑ کر صفار کی جانب لوٹ پڑا اور صفار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر اپنے ماموں ابو بلال مرواس کو خط لکھ کر روانہ کیا۔ صفار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کی معرفت خط بھیجا۔ ابن واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے دفعۃً حملہ کرنے کی تیاری کر دی۔ اتفاق یہ کہ صفار کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ صفار نے ابو بلال سے مخاطب ہو کر کہا۔ "دیکھو تمھارے دوست نے ہمارے ساتھ بد عہدی کی۔ ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر دی ہے۔ مگر ہم کو اس کی مطلق پروا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل و حامی ہے" ابو بلال یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا صفار نے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے ابن واصل کی طرف کوچ کر دیا۔ ابن واصل کے ہمراہی۔ درازئ سفر سے تھک گئے تھے اور بہت سے کثرت تشنگی سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ حواس باختہ بے حس وحرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں کہاں تھی ابن واصل اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا صفار نے اس کے لشکر گاہ میں گھس کر جو کچھ پایا معہ اس مال و اسباب کے جو ابن مفلح کی شکست سے ابن واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے صفار کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا اور کل بلاد فارس پر اس کا قبضہ ہو گیا صوبجات فارس پر اپنی طرف سے عمال مقرر کئے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر اہلِ رَم پر اس وجہ سے کہ انھوں نے ابن واصل کی حمایت کی تھی صفار نے چڑھائی کر دی اور جوش کامیابی میں اہواز پر قبضہ کر لینے کی بھی طمع دامن گیر ہوگئی۔

باب ۱۸

سامانی حکومت کا قیام ۲۷۹ھ تا ۳۸۹ھ

اسد بن سامان خراسانی بنو سامان کا مورث اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ایک معزز فرد تھا کبھی یہ اپنے اہل فارس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور گاہے سامہ بن لوئی بن غالب کی جانب۔ اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد، یحییٰ اور الیاس جن دنوں مامون خراسان کی گورنری پر تھا انھیں ایام میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کی۔ مامون نے ان لوگوں کو عہدہ ہائے جلیلہ سے سرفراز فرمایا چنانچہ جب مامون نے عراق کی جانب مراجعت کی اور خراسان میں اپنی نیابت پر غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہل کا عزیز تھا) مامور کیا تو اس نے نوح کو سمرقند کی، احمد کو فرغانہ، یحییٰ کو شاش واشروسنہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت دی۔

طاہر بن حسین کچھ عرصہ بعد بجائے غسان کے طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت عطا ہوئی اس نے ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد نوح بن اسد کا انتقال ہو گیا۔ تب طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائیوں یحییٰ اور احمد کے صوبجات سے ملحق کر دیا۔ احمد نہایت خوش خلق اور خصائل پسندیدہ سے متصف تھا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد الیاس نے ہرات میں وفات پائی۔

عبداللہ بن طاہر عبداللہ بن طاہر نے اس کے بیٹے ابو اسحاق محمد بن الیاس کو اس کی جگہ پر مقرر کیا۔ احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے۔ نصر، یعقوب، یحییٰ، اسمٰعیل، اسحاق، ابو الاشعث، اسد اور ابو غانم حمید، احمد کے انتقال کرنے پر صوبہ سمرقند میں اس کا بڑا بیٹا نصر اس کا قائم مقام بنایا گیا چنانچہ اس وقت سے تا زمانِ انقراضِ حکومتِ بنی طاہر اور ان کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی۔ سمرقند کی سند حکومت اس کو گورنران خراسان کی جانب سے ملتی رہی، یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم برہم ہو گئی۔

یعقوب صفار دولت صفار کا پھریرہ خراسان میں کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد نے اپنی جانب سے نصر کو اس صوبہ کی سند گورنری ۲۶۱ھ میں مرحمت فرمائی۔ جبکہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو نصر نے اپنی فوجوں کو شط جیحون کی طرف صفار کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کرنے کو روانہ کیا۔ اتفاق سے اس لشکر کا سردار جنگ صفار کی نذر ہو گیا۔ نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا۔ احمد بن عمر والی بخارا جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

آل لیث بن نصر

اہل بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امارت کی کرسی پر بٹھایا پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے احمد بن محمد بن لیث کو امیر بنایا تھوڑے دنوں بعد اس کو بھی معزول کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت سپرد کی پھر جب اس کو بھی معزول کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسمٰعیل کو بخارا کی زمام حکومت عنایت کی۔ اس اثناء میں رافع بن ہرثمہ ایہ بنو طاہر کا داعی تھا۔ خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اس ملک پر غالب و متصرف ہوئے۔

اسمٰعیل

اُس وقت اسمٰعیل والی بخارا نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور باہم معاونت و اتحاد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی۔ لوگوں نے اسمٰعیل و نصر میں کہہ سن کر چخ چلوا دی چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسمٰعیل پر چڑھائی کر دی۔ اسمٰعیل نے رافع بن ہرثمہ سے مدد طلب کی رافع بن ہرثمہ ایک کثیر التعداد فوج لے کر خود اس کی کمک کو بخارا پہنچا لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی رافع خراسان کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں برہمی پیدا ہوئی جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی۔ ۲۷۵ھ میں ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد اسمٰعیل کو نصر پر فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر اسمٰعیل کے روبرو حاضر ہوا۔ اسمٰعیل نے دوڑ کر دست بوسی کی اور بدستور کرسی امارت سمرقند پر اس کو جلوہ افروز رکھا۔ خود اس کی نیابت میں بخارا کی امارت کرتا رہا۔ اسمٰعیل نہایت منکسر مزاج، سخی اور اہل علم و دین کا قدر دان تھا۔

ولی عہدی کی بیعت

جس وقت موسیٰ بن بغا گورنری ولایت شرقیہ سے مستعفی ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کے بھیجنے کا قصد کر لیا چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے شوال ۲۶۱ھ میں دربار عام منعقد کیا امراء، وزراء اور ارکین سلطنت حسب مدارج حاضر ہوئے۔ خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولی عہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب مرحمت فرما کر موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت عنایت کی۔ افریقیہ، مصر، شام، جزیرہ، موصل، ارمینیہ، طریق، خراسان، اور مہر جانقذق کی سند گورنری عطا فرمائی۔ اسی جلسہ میں یہ بھی قرار دیا کہ میرا دوسرا ولی عہد میرا بھائی ابو احمد ہو گا۔ اس کو الناصر الدین اللہ الموفق کا لقب دے کر بلاد شرقیہ، بغداد، کوفہ، طریق مکہ، یمن، کسکر کو، دجلہ اہواز، فارس، اصفہان، کرخ، دینور، رے، زنجان، اور سندھ کی حکومت عنایت کی۔ دونوں ولی عہدوں کے لئے دو لواء سفید و سیاہ بنائے اور یہ شرط کی کہ اگر میں مر جاؤں اور اس وقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق مسند خلافت پر متمکن ہو بعد ازاں جعفر۔ اسی شرط کے ساتھ حاضرین سے بیعت لی گئی جعفر کی جانب سے صوبجات مغرب پر موسیٰ بن بغا مامور کیا گیا۔ قلمدان وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا بعد ازاں ۲۶۳ھ میں اس کی بداقبالی کی گھٹا اس کے سر پر چھا گئی معافی کا خواستگار ہوا۔ بجائے اس کے اسمٰعیل بن بابل کو یہ معزز عہدہ عنایت ہوا۔

تقرر ولی عہدی کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا موفق نے اپنی جانب سے اہواز، بصرہ اور کور دجلہ پر مسرور بلخی کو مقرر کر کے بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اپنی روانگی کا عزم کیا۔

یعقوب صفار سے جواب طلبی

جس وقت یعقوب صفار نے فارس کو واصل کر کے اور خراسان کو ابن طاہر کے

قبضہ سے نکال کر اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا اور اس کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی خلیفہ معتمد نے سرِ دربار کہہ دیا "حاشا و کلاّ میں نے یعقوب صفار کو فارس و خراسان پر قبضہ کر لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو اُن افعال کے کرنے کی ہدایت کی جن کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ مجھکو اس کے اس فعل سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی ہے" موفق نے گذارش کی "امیر المومنین! ایسے خود سر شخص کی سرکوبی کرنا ضروری ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے اس سے جواب طلب کیا جائے"۔

خلیفہ معتمد نے اس رائے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھ کر اسمٰعیل بن اسحاق اور نہراج نامی ایک نامور سپہ سالار ترک کو صفار کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ ما بدولت و اقبال کو تمھاری یہ دست درازی مطبوع خاطر اقدس نہیں ہوئی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اُنھیں بلاد کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربار خلافت سے مرحمت ہوئے ہیں اور میں ان لوگوں کو جو تمھارے ہمراہیوں میں سے ہیں اور جن کو میں نے محمد بن طاہر کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا تھا رہا کر کے تمھارے پاس بھیجتا ہوں" اسمٰعیل تھوڑے دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا قصد موصل کی طرف بڑھنے کا ہے۔ موفق ان واقعات سے مطلع ہو کر زنگیوں کی مہم پر جانے سے رُک رہا۔ ہاں اسمٰعیل کے ساتھ صفار کا حاجب درہم نامی بھی حکومت طبرستان، خراسان، جرجان، سرے، فارس اور افسری پولیس بغداد کی سند حاصل کرنے کو دربار خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے علاوہ صوبجات سجستان اور کرمان کے جو کہ پہلے سے اس کے قبضہ میں تھے۔

یعقوب صفار کی روانگی

ان صوبجات کی سند گورنری بھی عنایت کی جن کی حکومت کی صفار نے استدعا کی تھی۔ درہم مع عمر بن سیما کے صوبجات مذکورۃ الصدر کی گورنری کی سند لیے ہوئے صفار کے پاس واپس آیا صفار نے یہ لکھ کر کہ "میں شکر و احسان کی غرض سے امیر المومنین کے در دولت پر حاضر ہوا چاہتا ہوں" اپنے لشکر گاہ مکرم سے کوچ کر دیا ابو الساج والی اہواز چونکہ صفار کا ماتحت تھا یہ خبر پاکر استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا عزت و احترام سے صفار کو شہر میں لے گیا۔ بڑی دھوم کی دعوت کی۔ صفار ایک دو روز قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ یہ حالات تو صفار کے تھے۔

جنگ صفار و موفق

اب دربار خلافت کا رنگ ڈھنگ ملاحظہ کیجیے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس ہو کر صفار کی عرضی پیش کی اہل دربار کے چہروں پہ ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگا کسی نے کہا "اس کی نیت اچھی نہیں ہے" کوئی بولا " وہ بڑا نمک حرام ہے" غرض ہر شخص اپنی فہم کے مطابق رائے زنی کر رہا تھا۔ اتنے میں خلافت پناہی اٹھ کھڑے ہوئے اور بغداد سے نکل کر زعفرانیہ میں پہنچ کر لشکر آرائی کی اور اپنے بھائی موفق کو بہ قصدِ جنگ صفار آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ نصف رجب ۲۶۲ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ موفق کے میمنہ میں موسیٰ بن بغا تھا میسرہ میں مسرور بلخی اور قلب لشکر میں خود موفق، پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ موفق کا میسرہ پہلے حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیما وغیرہ نامی نامی سپہ سالار اس معرکہ میں کام آئے۔ موفق نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر شہسواروں کو آواز دی اور ان کو حکمت عملی سے واپس لا کر دوبارہ صفار کے لشکر پر حملہ کیا۔ صفار کی فوج نے بھی جی توڑ کر

مقابلہ کیا جنگ وخوں ریزی کی گرم بازاری ہوگئی لاشوں کے انبار لگ گئے۔ آخر وقت عصر تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔

یعقوب صفار کی شکست

اس اثناء میں خلیفہ معتمد کی جانب سے محمد بن اوس اور دیرانی ایک تازہ دم فوج لیتے ہوئے موفق کی کمک پر آگیا۔ جو دونوں فوجیں مجموعی قوت سے صفار کے لشکر پر دو طرف سے حملہ آور ہوئیں۔ صفار کی فوج اس ناقابل برداشت حملہ سے گھبرا گئی۔ اکثر ہمراہی اس گھبراہٹ میں مارے گئے۔ خلیفہ کی امدادی فوج دیکھکر صفار کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹا موفق کی فوج نے تعاقب کیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تقریباً دس ہزار گھوڑے، خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال واسباب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بار برداری کو جانور نہ ملتے تھے۔ محمد بن طاہر والی خراسان بھی پابزنجیر اسی لشکر گاہ میں تھا۔ صفار کی شکست سے اس کی قسمت کھل گئی۔ قید کی تکلیف سے رہائی ملی شکریہ ادا کرنے کے لئے موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اس کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرماکر محکمہ پولیس بغداد کی افسری عنایت کی۔

صفار میدانِ جنگ سے شکست کھاکر خوزستان کی طرف روانہ ہوا اور جند سابور میں پہنچ کر قیام کیا۔ زنگیوں کے سردار نے خط وکتابت شروع دوبارہ جنگ کرنے پر ابھارنے لگا اور امداد واعانت کا وعدہ کیا۔ صفار نے جواب میں سورۃ کافرون (یعنی قل یاایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون تا آخر سورۃ) لکھ بھیجی۔

ابن واصل کو فارس کی سند گورنری

ان واقعات کے اثناء میں ابن واصل نے صفار کو مصروف جنگ دیکھکر فارس پر قبضہ کرلیا دربار خلافت میں اطلاعی عرض داشت روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہوکر فارس کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ صفار نے یہ خبر پاکر ایک لشکر بسرافسری عمر بن السری فارس پر بھیج دیا، جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی ابن واصل کو نکال باہر کرکے قبضہ کرلیا۔ انہیں دنوں صفار نے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر مامور کیا۔

خلیفہ معتمد وموفق کی مراجعت

ہم صفار کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف مراجعت کی اور موفق واسط کی جانب لوٹ آیا۔ قصد مصمم صفار کے تعاقب کرنے کا تھا لیکن علالت طبیعت کی وجہ سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا جو کہ بعد موسیٰ بن بغا کے زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا چونکہ ابوالساج نے صفار کی مہمان داری اور مدارات کی تھی اس وجہ سے اس کی جاگیرات اور مال واسباب ضبط کرکے مسرور بلخی کو مرحمت ہوا اور محمد بن طاہر محکمہ پولیس بغداد کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں کے حالات

اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور اس کے بعد موفق کا قصد روانگی تھا۔ لیکن صفار کے واقعات پیش آجانے کی وجہ سے روانہ نہ ہوسکا۔ صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہوگیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربار خلافت کو واپس آیا۔ زنگیوں کے سردار نے عساکر سلطانیہ سے میدان خالی دیکھ کر اپنی فوج کو چاروں طرف قتل وغارت کرنے کو پھیلا دیا۔ چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیحہ کی جانب روانہ

کیا اور سلیمان بن موسیٰ کو قادسیہ کی طرف شبخون مارنے کے لئے بھیجا اس اثنا میں ابن ترکی سپہ سالار دولایا کے داسنہ شاہی لشکر لئے ہوئے زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے کو آپہنچا۔ سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا تقریباً ایک ماہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے شکست کھا کر سلیمان بن جامع کی جانب مائل ہوا خبیث (زنگیوں کا سردار) نے اپنے سپہ سالاروں اغرتمش اور حشیش براہ دریا اور خشکی حملہ آور ہوئے۔ سلیمان نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کے حصہ کثیر کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طبلوں کی آواز نہ سننا اس وقت تک حملہ آور نہ ہونا۔ جوں ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت نے لشکر گاہ سے نکل کر صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔ سلیمان نے اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کر شاہی لشکر کے پیچھے سے حملہ کیا۔ قریب پہنچ کر طبلوں کو بجوایا نقاروں پر چوب کا پڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کی رکاب کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی حشیش مارا گیا زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں بڑھ گئیں جو کچھ پایا لوٹ لیا اور چار کشتیاں پکڑ لیں۔ لیکن اغرتمش نے اپنی شکست خوردہ فوج کو پھر جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ جو کچھ زنگی شاہی لشکر گاہ سے لوٹ لے گئے تھے ان کو واپس دلا لیا۔

سلیمان مظفر و منصور حشیش کا سر لئے ہوئے خبیث (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیث نے حشیش کے سر کو علی ابن ابان کے پاس اطراف اہواز میں بھیج دیا۔

محمد بن عبیداللہ اور خبیث میں معاہدہ

دوسری لڑائی زنگیوں کی احمد بن کیثونہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بری طرح سے شکست اٹھانی پڑی۔ مسرور بلخی نے اہواز کی جانب احمد بن کیثونہ کو روانہ کیا تھا چنانچہ مقام سوس کے قریب پہنچ کر جند سابور میں قیام کیا اور صفار کی طرف سے محمد بن عبیداللہ ابن ہزار مرد کردی والی اہواز تھا اس نے شاہی سطوت سے خائف ہو کر خبیث سے خط و کتابت کی یہ طے پایا کہ علی بن ابان کو اہواز کی گورنری دی جائے اور محمد کو اس کی نیابت۔ بروقت مقابلہ ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہو گا۔ اس عہد و پیمان کی توثیق کی غرض سے دونوں تستر میں مجتمع ہوئے۔ احمد نے ان کی سازش سے مطلع ہو کر جند سابور سے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

احمد اور زنگیوں میں جنگ

اس عہد نامہ کا ایک یہ پیمان بھی تھا کہ اہواز کے منابر پر خبیث کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ لیکن جمعہ کے روز تستر میں محمد نے معتضد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا خبیث کا ذکر تک نہ آیا علی بن ابان کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً اہواز کی جانب مراجعت کی۔ احمد بن کیثونہ بھی یہ خبر پا کر تستر سے اہواز کی طرف روانہ ہوا اثنا راہ میں دونوں بھڑ گئے۔ احمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی وہ تستر میں آکر قلعہ نشین ہو گیا۔ علی بن ابان نے تعاقب کیا تستر میں آکر قلعہ نشین ہو گیا علی بن ابان نے تعاقب کیا تستر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر خوب لڑے۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے آخر الامر علی کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس معرکہ میں کام آگیا تن تنہا جان بچا کر بھاگا اہواز پہنچا۔ اہواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر زخموں سے چور چور تھا علاج کرنے کو خبیث کے لشکر گاہ میں چلا آیا اور اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی طرف روانہ کیا احمد ان دنوں لشکر گاہ مکرم

میں تھا خلیل کی آمد کی خبر پاکر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش کامیابی میں بڑھتی گئیں تا آنکہ اُس مقام سے گذر گئیں۔ جہاں کہ احمد کی فوج چھپی ہوئی تھی زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتاً حملہ کر دیا۔ زنگیوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایک بہت بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آگئی منہزموں نے علی بن ابان کے پاس جاکر دم لیا۔ علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصہ کو بقیہ منہزموں کے روکنے کو مرقان کی جانب روانہ کیا۔ احمد نے یہ سن کر اپنے لشکر کے چند کار آزمودہ سواروں کو ان کی روک تھام کے لئے بھیج دیا جن کو زنگیوں نے پہلے ہی حملہ میں پامال کر کے صفحہ دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

ابراہیم کا قتل اس واقعہ[۱] کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کی جانب روانہ کیا ان لوگوں نے سرخس میں پہنچ کر ابراہیم کا کام تمام کر دیا۔ ابراہیم کے مارے جانے پر صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کی جانب مراجعت کی بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن سری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمرو بن لیث کو متعین کیا اور عمرو بن لیث نے ہرات کی نیابت طاہر بن حفص باذغیسی کو مرحمت کی۔

خجستانی خجستانی میں فتنہ و فساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بدمعاشی کا خون دورہ کر رہا تھا: صفار سے تو کچھ پیش نہ گئی بڑے غور و فکر سے ایک یہ بہانہ

---

[۱] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ احمد بن عبداللہ خجستانی جبال ہرات صوبہ باذغیس کا رہنے والا محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر لیا اُس وقت احمد بن عبداللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کیا۔ ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابو حفص یعمر۔ ابو طلحہ منصور ان میں سے ابراہیم معمر و مسن تھا چونکہ زمانہ جنگ حسن بن زید میں جرجان میں اُس نے یعقوب صفار کے ساتھ جان نثاری کے ساتھ کار نمایاں کئے تھے اس وجہ سے جب یہ نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اس کو کمال احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا خجستانی کی آتش حسد اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ پٹی دی کہ صفار تمہارے ساتھ غدر کیا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تم کو خلعت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اس کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ بدسلوکی اور غدر کرتا ہے۔ ابراہیم نے گھبرا کر دریافت کیا "اچھا بتلایئے اس سے اب نجات کس طرح ملے؟" خجستانی نے جواب دیا۔ "بہتر ہے کہ ہم اور تم۔ تمہارے۔ بھائی یعمر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے" یعمر ان دنوں بلخ میں ابوداؤد ناہجوزی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی شب کو وقت اور مقام مقرر کر کے نکل کھڑا ہوا۔ مقام موعود پر ابراہیم پہلے پہنچا۔ تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا۔ خجستانی بعد روانگی ابراہیم۔ دربار صفار میں حاضر ہوا اور یہ فقرہ دیا کہ "جس کو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا۔ آپ کے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا" صفار نے اسی وقت چند آدمیوں کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا۔ چنانچہ سرخس میں پہنچ کر ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا

کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۷ و ۱۱۸۔

نکلا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کر ادھر ادھر کی باتیں کرکے کہنے لگا "تم نے یہ دیکھا کہ تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمرو بن لیث نے خراسان کو باہم تقسیم کرلیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہ دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی۔ مزہ یہ ہے کہ خراسان میں تمہارے قابو کا ایک شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیج دو میں تمہارے کاموں کو نہایت مستعدی سے انجام دوں گا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کروں گا" علی بن لیث اس دم پٹی میں آگیا اپنے بھائی یعقوب صفار سے اس امر کی اجازت طلب کی صفار نے اجازت دیدی۔ غرض کہ اس معقول بہانہ سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔

نیشاپور اور بسطام پر قبضہ

جوں ہی صفار نے مع اپنے بھائی اور ہمراہیوں کے کوچ کیا خجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہوا تھوڑے دنوں میں ایک گروہ جمع کرکے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کردی اور غفلت کی حالت میں حملہ کرکے اس کے عامل کو نکال دیا بعد ازاں قومس کی طرف بڑھا بسطام میں ایک سخت وخوں ریز جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔ یہ واقعات سنہ ۲۶۱ھ کے ہیں۔ اس کے بعد اوائل سنہ ۲۶۲ھ میں لشکر مرتب کرکے نیشاپور پر حملہ کیا۔ نیشاپور کی گورنری پر عزیز بن سری تھا خجستانی کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گیا۔ خجستانی نے نیشاپور پر بھی بلا جدال وقتال اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور بنو طاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ تسلط وتصرف کے بعد رافع بن ہرثمہ کو بلا بھیجا۔ جب یہ آگیا تو اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی۔

ابو حفص یعمر کی گرفتاری

ابو حفص یعمر سرکبی نے جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ یہ تحریک کی کہ آیئے ہم اور آپ متفق ہو کر اپنی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعمر نے اس کے قول وفعل پر اعتماد نہ کیا اور بلخ کے محاصرہ سے دست کش ہو کر ہرات کی طرف چلا گیا اور طاہر بن حفص (عمرو بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کر اس پر قبضہ کرلیا۔ طاہر بن حفص انہیں واقعات میں یعمر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ خجستانی کو اس کی خبر لگی۔ تیار ہو کر فوراً یعمر پر فوج کشی کردی۔ جس وقت مقابلہ پر پہنچا بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا۔ یعمر کے ایک سپہ سالار[1] سے جو کہ ابو طلحہ منصور کے ساتھ مانوس ومالوف تھا اس شرط سے سازش کرلی کہ تم یعمر کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو میں ابو طلحہ کو تمہارے سپرد کردوں گا۔ چنانچہ اس نمک حرام سپہ سالار نے یعمر کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر میں بلایا۔ خجستانی نے اسی وقت حملہ کرکے یعمر کو گرفتار کرلیا اور پابہ زنجیر نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیج دیا۔ نائب نے یعمر کو بار حیات سے سبکدوش کردیا۔

خجستانی عامل کا نیشاپور سے اخراج

یعمر کے ہمراہیوں نے جمع ہو کر ابو طلحہ کو امیر لشکر بنایا ابو طلحہ نے اس نمک حرام سپہ سالار کو جس نے اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغابازی کی تھی قتل کر ڈالا اور سامان سفر درست کرکے نیشاپور کی جانب کوچ کردیا۔ نیشاپور پہنچ کر حسین بن طاہر سے

---

[1] اس سپہ سالار کا نام عبداللہ ابن ہلال تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸۔

ملاقات ہوئی۔ یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ خجستانی بنو طاہر کی حکومت کا خواہاں ہے اس وجہ سے میرے نام کا خطبہ پڑھے گا۔ لیکن خجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا۔ اگلے جمعہ کو ابوطلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اُس کے نام کا خطبہ پڑھا دونوں نے جمع ہو کر خجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کر قیام کر دیا۔

خجستانی کی مراجعت خجستانی یہ خبر پا کر ہرات سے نیشاپور پر چڑھ آیا اس کے رکاب میں بارہ ہزار فوج تھی۔ جب نیشاپور کی تین منزلیں باقی رہیں اپنے بھائی عباس کو حملہ کے ارادہ سے بڑھنے کا حکم دیا۔ ابوطلحہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا عباس شکست کھا کر بھاگا۔ خجستانی شکست کی خبر سن کر ایسے اضطراب میں ہرات کی جانب لوٹا کہ اس کو اپنے شکست خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی۔ ہرات پہنچ کر ہوش و حواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی اعلان کر دیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا دے گا اس کو اس قدر انعام دیا جائے گا۔ کسی نے پتہ لگانے کا اقرار نہ کیا۔ مگر رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا بیڑہ اُٹھالیا۔

رافع بن ہرثمہ کا فریب ابوطلحہ کی طرف آیا امان کی درخواست کی ابوطلحہ نے امان دیدی۔ رافع نے ابوطلحہ کے پاس جا کر اپنا اعتبار ایسا بڑھایا کہ ابوطلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا۔ کچھ عرصہ بعد خفیہ طور سے عباس کے حالات خجستانی کو لکھ بھیجے۔ بعد ازاں ابوطلحہ نے رافع کو معہ دو سپہ سالاروں کے بیہق کی جانب خراج وصول کرنے کو بھیجا رافع نے بیہق پہنچ کر باطمینان تمام خراج وصول کیا اور دونوں سپہ سالاروں کو حالت غفلت میں گرفتار کر کے خجستانی کی جانب کوچ کر دیا۔ اثنائے راہ میں تھک کر ایک گاؤں کے کنارہ قیام پذیر ہوا اس گاؤں میں پہلے سے علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا۔ ابن طاہر اور ابوطلحہ نے رافع کی اس بے عنوانی اور بد عہدی سے مطلع ہو کر اسی وقت حملہ کر دیا رات کے وقت اُس گاؤں میں پہنچے۔ جہاں کہ علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا۔ ابوطلحہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ رافع ہے چھاپہ مارا رافع موقع پا کر لو دو گیارہ ہو گیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ رافع نہیں ہے غلطی سے علی بن یحییٰ پر ہاتھ صاف کیا گیا۔

محاصرہ نیشاپور رجب ۲۶۳ھ میں ابن طاہر نے اسحاق شاری کو لسبر افسری ایک عظیم الشان فوج کے جرجان کی جانب حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے دیلم کو سختی کے ساتھ پامال کیا مگر کچھ عرصہ بعد فتح مندی کے غرور میں ابن طاہر سے باغی ہو گیا۔ ابن طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسحاق کی سرکوبی کو گیا۔ اسحاق نے اثنائے راہ میں موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا۔ ابن طاہر کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ مجبوراً ابن طاہر بھاگ کر نیشاپور آیا۔ اہل نیشاپور نے اس کو کمزور تصور کر کے شہر سے نکال باہر کیا۔ ابن طاہر نے نیشاپور سے نکل کر ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قیام کیا۔ لشکر کے فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہوا جب ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تو اہل نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی۔ اور اثنائے جنگ میں اہل نیشاپور کی جانب سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا اس مضمون کا کہ "چونکہ ابن طاہر اور ابوطلحہ نے آ کر ہم کو گھیر لیا ہے تم یہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ تاکہ ہم تم کو اپنے شہر پر قبضہ دے کر تمہارے ساتھ ہو کر ان دونوں سے مقابلہ کریں"۔ دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہل نیشاپور کے نام اس مضمون کا تحریر کیا "میرے پیارے" ہوا خواہو! میں تمہارے لکھنے کے

مطابق تمھاری امداد کرنے کو حاضر ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو حدود نیشاپور کی کامل طور سے محافظت کرو میں عنقریب تمھاری مدد کو پہنچا چاہتا ہوں" اس خط کے روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کو روانہ ہو گیا جوں ہی نیشاپور کے قریب پہنچا ابو طلحہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسحاق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا مع اپنے ہمراہیوں کے مارا گیا۔ ابو طلحہ نے اس کے بعد نہایت شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کیا۔

نیشاپور پر خجستانی کا قبضہ

اہل نیشاپور مجبور ہو کر خجستانی سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو اپنی حمایت کے لئے بلا بھیجا چنانچہ خجستانی ہرات سے متواتر دو شبانہ روز سفر کر کے نیشاپور آپہنچا۔ رات کا وقت تھا اہل نیشاپور نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خجستانی شہر میں داخل ہو کر لشکر کی فراہمی اور محاصرہ کے توڑنے کا انتظام کرنے لگا۔ ابو طلحہ نے یہ سن کر حسن بن زید سے امداد طلب کی حسن بن زید نے پوری مدد دی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ محاصرہ سے دست کش ہو کر بلخ کی جانب واپس آیا اور ابوداؤد ناہجوزی پر محاصرہ ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۲۶۵ھ کا ہے۔

حسن بن زید سے جنگ

نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کر دی اس وجہ سے کہ اس نے اس کے مقابلہ میں ابو طلحہ کو مدد دی تھی۔ اہل جرجان جمع ہو کر حسن بن زید کی کمک پر آئے لیکن خجستانی نے ان کو بھی نیچا دکھا کر چالیس لاکھ درہم تاوان جنگ وصول کئے (یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۶۵ھ کا ہے)

خجستانی اور عمرو بن لیث

انھیں ایام میں یعقوب صفار نے وفات پائی بجائے اس کے عمرو بن لیث حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور خجستانی نے جرجان سے نیشاپور کی جانب مراجعت کی عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر ہرات سے حملہ کر دیا۔ ایک نہایت سخت و خون ریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث شکست اٹھا کر نقصان کے ساتھ ہرات واپس آنا پڑا اور خجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی۔ اس وجہ سے فقہا اور امراء نیشاپور کا میلان طبع اس کی جانب تھا۔ خجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کانٹا سا کھٹکتا تھا موقع پا کر اپنے اطمینان قلب کی غرض سے ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعد ازاں ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی عمرو بن لیث کا ایک مدت تک حصار کئے رہا مگر فتح یابی حاصل نہ ہوئی تو اپنے نائب کو نیشاپور میں چھوڑ کر سجستان چلا آیا۔

عمرو بن لیث کا نیشاپور پر قبضہ

خجستانی کے نائب نے نیشاپور میں خود مختاری حاصل ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اہل شہر کے ساتھ ظلم و سفاکی سے پیش آنے لگا۔ اوباش مزاج آبرو باختہ اور مفسدہ پردازوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی۔ دن دہاڑے لوگوں کو لوٹنے لگے امراء و روساء نیشاپور نے جمع ہو کر خجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہل نیشاپور کی کمک پر بھیج دیا خجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا اور عمرو بن لیث کی فتح یابی کے پھریرے کامیابی کی ہوا کے ساتھ شوخیاں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر خجستانی تک پہنچی آگ بگولہ

ہوگیا۔ لشکر مرتب کرکے نیشاپور آپہنچا اور بہ زور تیغ عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال کر دوبارہ قبضہ کرکے اختتام ۲۷۶ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے خجستانی سے تنگ آکر ابو طلحہ کو جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابو طلحہ ایک عظیم الشان فوج لے کر آیا عمرو بن لیث نے بڑی خاطر و مدارات کی، بہت سا مال نذر کیا اور خراسان میں اس کو چھوڑ کر سجستان کی طرف کوچ کر دیا۔ خجستانی نے بھی یہ سن کر سرخس کا رخ کیا۔ کیونکہ اس وقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا ایک گورنر یہاں موجود تھا۔ ابو طلحہ نے آگے بڑھ کے مزاحمت کی لڑائی ہوئی۔ ابو طلحہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا خلم پہنچا۔ خجستانی نے تعاقب کیا اور خلم میں پہنچ کر دوبارہ دوبارہ شکست دی ابو طلحہ سجستان کی طرف بھاگا اور خجستانی نے طخارستان میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد ابو طلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر جمع کیا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کرکے نیشاپور پر چڑھ آیا۔ خجستانی کے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا جس وقت خجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی جانب روانہ ہوگیا۔

ابو العباس نوفلی کی شکست و قتل

واقعات متذکرہ بالا سے جب ابن طاہر اور اس کے ہوا خواہوں کے دلوں پر یہ امر مرتسم ہوگیا کہ خجستانی کی یہ ساری کوششیں اپنے ذاتی نفع کے لئے ہیں اور اس پردہ میں کہ وہ ابن طاہر کی حکومت کا داعی ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ اسی وقت سے خجستانی کی بیخ کنی کا خیال استحکام کے ساتھ دماغ میں جاگزیں ہوگیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن محمد بن طاہر صوبہ خوارزم کی گورنری پر فائز تھا اس نے اپنے ایک نامور سپہ سالار ابو العباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت کے ساتھ خجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی جانب روانہ کیا۔ خجستانی یہ خبر پاکر شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بہ طور سفیر کے نوفلی کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ "قتل و خوں ریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ بے وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو" نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کر پٹوایا۔ اہل نیشاپور کو اس سے حد درجہ کا اشتعال پیدا ہوا ہر کہہ و مہ جمع ہوکر خجستانی کے پاس آئے اور صف آرائی کی ٹھہرائی۔ نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہوکر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر خجستانی نے نوفلی کو گرفتار کرکے مار ڈالا اس کے بعد یہ خبر پاکر کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن طاہر نے مرو میں وہاں کے رہنے والوں سے جبر و ظلم سے دو سال کا خراج پیشگی وصول کرلیا ہے براہ ابیورد ایک شبانہ روز میں مسافت طے کرکے مرو میں پہنچ کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کرایا اور بجائے اس کے مرو کی حکومت پر موسیٰ بلخی کو مامور کیا۔ اس کے بعد حسین بن طاہر وارد ہوا اور اہل مرو کے ساتھ بہ حسن وسلوک پیش آیا جس سے تھوڑے دنوں میں بیس (۲۰۰۰۰) ہزار درہم فراہم ہوگئے۔

خجستانی کا قتل

جس وقت خجستانی کے اہل وعیال اور والدہ نیشاپور میں گرفتار کرلئے گئے اور اس کو طخارستان میں اس کی خبر لگی اور خبر سنتے کے ساتھ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ مقام ہرات میں ابو طلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہوکر امان کی درخواست کی خجستانی نے امان دیدی اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ امر خجستانی کے اس غلام (رام جور نامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اس درجہ شاق گذرا کہ وہ خجستانی کے قتل کے درپے ہوگیا موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ خجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی

بھی اس سے ساز کر گیا وجہ یہ تھی کہ خجستانی نے ایک روز غصہ میں آکر اس کی ایک آنکھ نکلوالی تھی۔ چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کر ۲۶۸ھ میں خجستانی کے شیرازۂ حیات کو درہم و برہم کر ڈالا۔

خجستانی کو قتل کر کے رامجور نے اس کی انگلی سے انگشتری نکال لی اور مع چند لوگوں کے اصطبل کی طرف گیا۔ داروغہ اصطبل کو انگشتری دکھا کر گھوڑے تیار کرائے اور اُن پر سوار ہو کر ابوطلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب خجستانی حسب معمول دربار عام میں نہ آیا اور ارکین دولت۔ سپہ سالاران انتظار کرتے کرتے اُکتا گئے تو سب کے سب باتفاق رائے دریافت حال کے غرض سے خجستانی کے خیمہ میں گئے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے سب کے ہوش و حواس جاتے رہے ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگا داروغہ اصطبل نے امجور کے جانے اور انگشتری دکھا کر گھوڑے تیار کرانے اور پھر اس پر سوار ہو کر جانے کا حال بتایا سب دیوانہ وار اس کی تلاش کرنے لگے لیکن اُس وقت نہ پایا۔ چند دنوں کے بعد اتفاق سے ہاتھ آگیا مار ڈالا۔ پھر سب نے متفق ہو کر رافع بن ہرثمہ کے سر پر امارت کی ٹوپی رکھ دی اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اہواز پر صفار کا قبضہ

سنہ ۲۶۳ھ میں صفار نے اہواز کا رخ کیا ان دنوں احمد بن کیتونہ والی اہواز جو مسرور بلخی کا سپہ سالار تھا تستر میں مقیم تھا۔ صفار کی آمد کی خبر پا کر تستر سے کوچ کر گیا صفار نے جند سابور میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ سلطانی فوجیں جو اس کے قرب و جوار میں تھیں صفار کے خوف سے بھاگ گئیں۔ صفار نے بلا مزاحمت غیرے جند سابور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ہمراہیوں میں سے خضر بن عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی جانب روانہ کیا جوں ہی خضر اہواز کے قریب پہنچا علی بن ابان معہ اپنے کالی پلٹنوں کے اہواز چھوڑ کر نہر سدرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور خضر نے اطمینان کے ساتھ اہواز میں داخل ہو کر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

چند دنوں تک خضر اور علی بن ابان کے ہمراہیوں سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی تا آنکہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا۔ خضر کے ہمراہیوں کی ایک تعداد کثیر اس واقعہ میں کام آگئی۔ بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خضر پسپا ہو کر لشکر گاہ مکرم پہنچا۔ علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کر جس قدر خضر کا اسباب و مال تھا سب پر قبضہ کر لیا اور جس جس پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا اشتباہ ہوا اُن سب کو گرفتار کر کے اہواز کے باہر ایک مکان میں قید کر دیا بعد ازاں اہواز سے واپس ہو کر نہر سدرہ پر قیام کر دیا اس اثناء میں صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں، مگر ساتھ ہی اس کے زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت کی۔ علی بن ابان نے اس شرط کو منظور نہ کیا جو کچھ اہواز میں از قسم رسد و غلہ تھا سب کو اُٹھا لایا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

زنگیوں کا واسط پر قبضہ

اغرتمش اور سلیمان بن جامع کی لڑائی اور سلیمان بن جامع کی فتح یابی کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ پس جب سلیمان بن جامع اپنا دلی مقصود حاصل کر چکا تو چند امور میں مشورہ کرنے کی غرض سے خبیث کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق سے تکین بخاری کے لشکر کی طرف

ہو کر گذرا تکین ان دنوں بیرزود میں مقیم تھا سلیمان جس وقت بیرزود کے قریب پہنچا جنائی نے رائے دی کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے پریشان اور تھک گیا ہے بہتر ہے کہ تم اس مقام پر سامنے کے ٹیلے کے پیچھے چھپ رہو میں تھوڑی سی فوج لے کر نہر کی طرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا جس وقت اس ٹیلہ سے لشکر مخالف جوش فتح مندی میں آگے بڑھے۔ عقب سے تم حملہ کر کے اپنا مطلب حاصل کر لینا سلیمان نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر اسی پر عمل درکیا تکین کا لشکر شکست کھا کر اپنے لشکر مرتب کر کے تکین کے لشکر پر شبخون مارا تکین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے زنگیوں نے جی کھول کر تکین کے لشکر گاہ کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔

تکین اپنا لشکر گاہ چھوڑ کر دور جا کھڑا ہوا پھر کمال اطمینان سے اپنے خاص خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کیا سلیمان کے ہمراہی جو چند گھنٹہ پیشتر سے لوٹنے میں مصروف تھے اپنے کو سنبھال نہ سکے پسپا ہوئے۔ سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب اس وقت تکین کو ایک گونہ اطمینان ہو چلا تھا۔ سلیمان کے ہمراہی لوٹے ہوئے مال واسباب کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جس کو تکین کے لشکری دلجمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے۔ اس اثناء میں سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور متعدد وجوہ سے براہ دریا وخشکی حملہ آور ہوا تکین کے قدم اس حملہ میں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ زنگیوں نے خاطر خواہ اس کے لشکر گاہ کو لوٹا۔ ہزاروں کا مال واسباب ہاتھ سلیمان نے خاتمہ جنگ کے بعد اپنے لشکر کا چارج جنائی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کی طرف روانہ ہو گیا (یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں)

بعد روانگی سلیمان جنائی نے فراہمی رسد وغلہ کی جانب توجہ کی قرب وجوار کے دیہات میں لشکر لئے ہوئے گیا۔ اتفاق سے جعلان نامی ایک سپہ سالار شاہی اس طرف آیا ہوا تھا ان واقعات کی خبر پا کر جنائی سے بھڑ گیا۔ جنائی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر مستعد ہوا لڑائی ہوئی مگر جنائی کو نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے واپس آنا پڑا۔ جعلان نے اثناء داروگیر میں جنائی کی تلوار چھین لی۔ اس کے بعد شاہی لشکر کے نامور سپہ سالاروں منجور اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور حجابیہ تک بڑھ آئے حجابیہ نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا۔ چنانچہ سلیمان بہ اظہار جنگ جعلان مقام طہثا میں وارد ہوا۔ جنائی نے حاضر ہو کر کل حالات سے مطلع کیا۔ سلیمان نے اسی وقت جنائی کو مقدمۃ الجیش پر متعین کر کے جعلان کے مقابلہ پر بلا چھیڑ چھاڑ ٹہرے رہنے کی ہدایت کی اور خود بقیہ فوج لے کر محمد بن علی پر حملہ آور ہوا ایک خونریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں کام آگیا سلیمان نے محمد بن علی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سیکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے)

بعد ازاں ماہ شعبان سنہ مذکور میں قصبہ حسان پر چڑھائی کی یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن خمار تکین رہتا تھا۔ تھوڑی سی فوج بھی محافظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی۔ سلیمان نے اس کو بھی شکست دے کر حسان کو لوٹ لیا۔ اور مکانات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اس واقعہ سے سلیمان کی جرأت بڑھ گئی۔ قتل وغارت کی غرض سے اپنے لشکر کو چاروں طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا۔ بعض دستہ فوج سے جعلان

نے تعرض کیا اور بزور تیغ ان کی کامیابی کا سد راہ ہوا۔ اس کے بعد سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور اس سپہ سالار پر جو رصافہ میں رہتا تھا۔ غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ سلیمان اور اس کے ہمراہیوں نے رصافہ میں داخل ہو کر جس قدر اسباب و مال لوٹ سکے لوٹ لیا۔ باقی میں آگ لگا دی۔ قتل و خوں ریزی کو عام طور سے مباح کر دیا۔ جب اس کے اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ قتل و غارت سے تھک گئے اس وقت شہر خبیث کی جانب مراجعت کی۔

سلیمان کی مراجعت پر مطر بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ کر حماجیہ پر چڑھائی کر دی۔ چونکہ حماجیہ میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطر سے مزاحم ہوتا اس وجہ سے مطر نے حماجیہ کو لوٹ کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے ایک گروہ کثیر کو قید کر لیا۔ ان میں قاضی سلیمان بھی تھا اس کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا۔ اس کے بعد طہٹا کی جانب بڑھا۔ جبائی نے سلیمان بن جامع کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ چنانچہ ۲ رذی الحجہ ۲۶۳ھ کو سلیمان اپنا لشکر لیے ہوئے آ پہنچا اس اثناء میں احمد بن کیتونہ بھی کوفہ اور جنبلا ہوتا ہوا بریدیہ پہنچ گیا۔ جعلان نے نہایت تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ جا بجا سرحد پر فوجیں متعین کر دیں۔ تکین نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو شربت مرگ چکھا کر روزانہ جنگ سے ہمیشہ کے لیے نجات دیدی۔ انھیں دنوں موفق نے شہر واسط کی سند امارت محمد بن مولد کو مرحمت فرمائی ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لئے ہوئے وارد واسط ہوا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیث سے امداد طلب کی خبیث نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے قوائے مضمحل جس میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ اس تازہ دم فوج کے آجانے سے مضبوط و توانا ہو گئے۔ لشکر مرتب کر کے ابن مولد پر فوج کشی کر دی۔ ابن مولد کو شکست ہوئی سلیمان نے واسط میں گھس کر قتل عام دروازہ کھول دیا نہار ہا آدمی مارے گئے بازار لوٹ لئے گئے، مکانات جلا دیئے گئے۔ منکجور بخاری اس وقت واسط ہی میں تھا۔ اس قتل و خوں ریزی کا خوفناک منظر اس سے نہ دیکھا گیا۔ اہل واسط کو بچانے کی غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر مغرب کے قریب مارا گیا۔ بچ رہا تھا۔ رہا سہا جو کچھ تھا وہ بھی فتح مند گروہ کی نذر ہو گیا۔

واسط کے ویران کرنے کے بعد ابراہیم واشناس کے خیال سے سلیمان نے جنبلا کی جانب مراجعت کی اور کوئی نوے راتیں یہاں مقیم رہا۔

ابن طولون کا شام پر قبضہ

دمشق کی گورنری پر ترکی سپہ سالاروں میں سے ماجور نامی ایک سپہ سالار عہد خلافت معتمد میں مامور تھا۔ ۲۶۴ھ کے دور میں اس نے وفات پائی تب اس کے بیٹے نے بجائے اپنے باپ کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر مصر کی نیابت

لہ یہ وہی شخص ہے جو رصافہ کا سپہ سالار تھا جس پر سلیمان نے اس سے پیشتر حملہ کیا تھا۔ ماخوذ از کامل ابن اثیر جلد ۷، صفحہ ۱۲۵۔

اپنے بیٹے عباس کو دی اور بقصد توسیع دائرہ حکومت وقبضۂ دمشق مصر سے روانہ ہوا۔ دمشق کے قریب پہنچ کر ابن ماجور کو لکھا۔ "مجھے بارگاہ خلافت سے شام کا صوبہ عنایت ہوا ہے۔ تم کو کیا عذر ہے"؟ ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آکر ابن طولون سے نیاز حاصل کیا۔ ابن طولون اس کو رملہ پر مامور کر کے دمشق پہنچا اور اُس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سپہ سالاران دمشق کو ان کے عہدوں پر بحال وقائم رکھا دو چار روز قیام کر کے حمص، حماۃ اور حلب کی طرف گیا اور اُن پر بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اس کے بعد انطاکیہ اور طرسوس کی طمع دامن گیر ہوئی۔

انطاکیہ و طرسوس پر قبضہ

ان دنوں ان دونوں صوبوں پر سیما طویل نامی ایک ترکی سپہ سالار مامور تھا ابن طولون نے بہ شرط اطاعت بحال رکھنے کا پیام بھیجا۔ سیما طویل نے انکاری جواب دیا۔ ابن طولون نے چڑھائی کر دی۔ چونکہ اہل انطاکیہ کے ساتھ سیما طویل کے برتاؤ اچھے نہ تھے ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے حالات خفیہ سے آگاہ کر دیا۔ ابن طولون نے شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرائیں۔ سیما طویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کی فصیلوں سے جواب ترکی بہ ترکی دینے لگا۔ بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے شہر میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ سیما طویل اسی عام خوں ریزی میں مارا گیا۔ پھر کیا تھا۔ اہل شہر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ بعد ازاں طرسوس کا رُخ کیا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے جہاد کے ارادہ سے قیام کیا۔ ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے گرانی شروع ہو گئی۔ اہلِ شہر نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ "آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں تمام چیزیں گراں ہو گئی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی عنایت ہو گی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جاتا اور اگر یہاں کی آب وہوا مرغوب خاطر ہے تو فبہا تھوڑے آدمیوں کو ہمراہ رکاب رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے"۔

حرّان پر قبضہ

ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اگلے دن شام کے ارادہ سے کوچ کر دیا حرّان پہنچا۔ حران کی زمام حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی۔ محمد بن اتامش بر سر مقابلہ آیا۔ ابن طولون نے اس کو بھی شکست دے کر حران پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس اثنا میں یہ خبر لگی کہ اس کے بیٹے عباس نے مصر میں اس کے خلاف آتش بغاوت مشتعل کر دی ہے اور خزانہ میں جو کچھ تھا اُس کو لے کر برقہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جوں تک نہ رینگی۔ کمال اطمینان سے بلاد شامیہ کا انتظام کرتا رہا۔ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ حران میں ایک چھاؤنی قائم کی۔ رقہ کی محافظت پر اپنے غلام لولو کو معہ ایک لشکر کے مامور کیا۔ رفتہ رفتہ محمد بن اتامش کی شکست کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہنچی۔ ہمدردی اخوت کا خون جوش میں آ گیا ایک لشکر مرتب کر کے حران پر حملہ کر دیا۔

محمد بن اتامش کی گرفتاری

ان دنوں حران میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیغویہ مامور تھا۔ موسیٰ کی خبر پا کر متردد ہوا ابو الاغر نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گذارش کی "امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول تردد ہو رہا ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اُس کو زندہ گرفتار کر لاؤں

مگر شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی مرحمت فرمائیے"۔

احمد نے خوشی کے لہجہ میں کہا "تم بشوق تمام میرے لشکر سے بیس آدمی چن لو میں تمھیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں" ابوالاغر نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کئے اور اُن کو اپنے ہمراہ لیتے ہوئے موسیٰ کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور موسیٰ کے لشکر کے قریب پہنچ کر انھیں بیس آدمیوں میں سے چند آدمیوں کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا اور خود مع بقیہ آدمیوں کے بلباس اعراب۔ موسیٰ کے لشکرگاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی اُن کو کھول دیا شور و غل مچا چاروں طرف سے سپاہی دوڑ پڑے۔ موسیٰ بھی شور و غو غا سن کر نکل آیا ادھر مع چند سپاہیوں کے ابوالاغر پر حملہ آور ہوا ابوالاغر مع اپنے ہمراہیوں کے حملوں سے اپنے کو بچاتا ہوا بھاگا تا آنکہ اس مقام سے گذر گیا جہاں کہ اس کے ہمراہی کمیں گاہ میں بیٹھے تھے۔ موسیٰ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے گھوڑا بڑھاتے ہوئے دوڑا آرہا تھا۔ جوں ہی اس کا گذر کمیں گاہ سے ہوا ابوالاغر کے ہمراہی نکل پڑے۔ ادھر موسیٰ کے ہمراہی اُن معدودے چند کے اچانک نکل آنے سے بھاگ کھڑے ہوئے جو پہلے سے کمیں گاہ میں چھپے ہوئے تھے، ادھر ابوالاغر بھی مع اپنے ہمراہیوں کے لوٹ پڑا اور موسیٰ کو گرفتار کر کے احمد بن جیغونہ کے روبرو حاضر کیا۔ احمد نے اُس کو ابن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ابن طولون نے اُس کو رہا کر دیا اور مع اپنی رکاب کی فوج کے مصر کی جانب مراجعت کر دی (یہ واقعات ۲۶۶ھ کے ہیں)

زنگیوں کا پھر سر اٹھانا

۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سواد کوفہ تک کھدوائی تاکہ آسانی و سہولت کے ساتھ اُس اطراف میں قتل و غارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے احمد بن کیتونہ (موفق کا گورنر) جنبلاء میں رہتا تھا اس نے اس سے مطلع ہو کر ایک روز سلیمان کے لشکر پر شبخون مارا تقریباً چالیس سرداروں کو تہ تیغ کیا۔ متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہوئے سلیمان شکست کھا کر طہثا پہنچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شبخون کے بدلہ لینے کو نعمانیہ پر چڑھائی کر دی اہل نعمانیہ کو اس کی اطلاع نہ تھی جو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کئے گئے۔ باقی ماندہ جان بچا کر جرجرایا چلے گئے۔ اہل سواد نے یہ سن کر بخوف جان و آبرو بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

تستر پر فوج کشی

انھیں دنوں علی بن ابان نے تستر پر فوج کشی کی اور اُس کو جا گھیرا۔ موفق نے اپنی جانب سے صوبہ اہواز پر سرور بلخی کو حکومت عنایت کی تھی اور اس نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو مقرر کیا۔ تکین نے یہ خبر پا کر تستر کی حمایت پر فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تستر جا پہنچا جبکہ اہل تستر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آکر شہر سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر تکین کے آجانے سے حوصلہ مند ہو گئے اور شہر کی فصیلوں سے اُن لوگوں نے اور باہر سے تکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا۔ زنگیوں کا لشکر اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر ان کا اس معرکہ میں کام آگیا۔

تستر پر تکین کا قبضہ

تکین نے خاتمہ جنگ کے بعد تستر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو پل میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ مخبروں نے تکین تک یہ خبر پہنچا دی تکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے اُسی وقت حملہ کر دیا۔ رات کا وقت تھا۔ سپہ سالاران علی بن ابان کی مجلس

میں نبیذ کا دور چل رہا تھا خوبصورت خوبصورت لونڈیاں گا بجا رہی تھیں عیش و عشرت کا رنگ جما ہوا تھا اس اثناء میں تکین نے پہنچ کر چھاپہ مارا۔ سپہ سالاران علی بن ابان کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ بھاگ کر علی بن ابان کے پاس پہنچے۔ تکین نے تعاقب کیا اور علی بن ابان یہ سُن کر بلا جدال وقتال بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد علی بن ابان نے تکین سے مصالحت کے متعلق خط و کتابت شروع کی تکین نے قتل و خونریزی کے خیال سے منظور کر لیا دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ رفتہ رفتہ مسرور تک یہ خبر پہنچی۔ طرح طرح کے خیالات تکین کی جانب سے قایم ہونے لگے بالآخر صبر نہ ہو سکا ڈبل کوچ کرتا ہوا تکین تک پہنچ گیا اور اُس کو اس الزام میں کہ زنگیوں سے سازش کر لی ہے گرفتار کر کے زیر نگرانی ابراہیم بن جعلان کے قید کر دیا۔ تکین کے گرفتار ہوتے ہی تکین کے ہمراہی منتشر ہو گئے چند لوگ زنگیوں سے جا ملے۔ ایک گروہ محمد بن عبداللہ کُردی کے پاس چلا گیا مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر امان کا اعلان کر دیا تو اکثر لوگ لوٹ آئے۔

یعقوب صفار کا انتقال عمرو کی حکومت

۹ شوال ۲۶۵ھ کو یعقوب صفار بانی دولت صفاریہ نے بمقام جند سابور میں بعارضہ قولنج) وفات پائی اور قبل از وفات مقام رخج و زابلستان (یعنی غزنہ) کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا۔ اس کے آخر زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی جانب ہو گیا تھا حکومت فارس دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہ فرمان اُس وقت صفار کے پاس پہنچا جبکہ اپنے خالق اکبر سے لَو لگائے ملک الموت سے باتیں کر رہا تھا۔

صفار کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین ہوا دربار خلافت میں بغرض اظہار اطاعت و فرمانبرداری عرضی روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان کی سند گورنری اصفہان، سندھ، سجستان، سرمن رائے اور پولیس بغداد کی افسری عنایت کی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ پولیس بغداد کی افسری عنایت کی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ بھی روانہ فرمائی۔

اغرتمش اور زنگیوں میں جنگ

سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور اس کے بعد تکین و جعلان، مطر بن جامع و احمد بن کیتونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے متصرف ہو جانے کی کیفیت ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ تکین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش کو ۲۶۶ھ میں وارد تشتر ہوا۔ مطر بن جامع بھی اس کے ہمراہ تھا تشتر میں پہنچ کر علی ابن ابان کے اُن سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو تشتر میں محبوس تھے قید حیات سے آزاد کر کے لشکر گاہ مکرم کی جانب کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر پا کر کدم میں آگیا دونوں حریف متصادم ہو گئے۔ صبح سے دوپہر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر اغرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کر لڑائی موقوف کر دی علی بن ابان نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور اغرتمش بہ قصد خلیل بن ابان۔ اربل کا پل عبور کر کے کو بڑھا خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ہمراہیوں کو دو حصہ میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو اہواز میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف کوچ کیا۔ اُس کے روانہ ہوتے ہی اُس کے بقیہ ہمراہی بھی اغرتمش کے خوف سے اہواز چھوڑ کر نہر سدرہ چلے آئے علی اور اغرتمش سے نہر اربل پر تمام دن لڑائی ہوتی رہی، مگر کوئی نتیجہ جس سے دونوں حریف کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا پیدا نہ ہوا۔ لڑائی

ختم ہونے پر علی پھر اہواز کی جانب لوٹ آیا۔ اہواز اس کے آنے سے پیشتر اس کے ہمراہیوں سے خالی ہو چکا تھا اُن لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے چند آدمیوں کو روانہ کیا لیکن وہ لوگ واپس نہ ہوئے۔ بدرجہ مجبوری خود بھی اُن لوگوں سے جا ملا۔ اس اثناء میں ان واقعات سے مطلع ہو کر اغرتمش آ پہنچا لڑائی شروع ہوئی شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اتفاق وقت سے ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک کو آ گئی (اس فوج کو خبیث نے روانہ کیا تھا) اغرتمش نے کثرت فوج سے خوف کھا کر اپنے حریف کے لئے میدان جنگ کو برائے چندے خالی کر دیا۔

محمد بن عبید اللہ اور علی بن ابان میں جنگ

چونکہ ایک مدت سے محمد بن عبید اللہ (یہ رامہرمز کا والی تھا) اور علی بن ابان سے ان بن چلی آ رہی تھی اس وجہ سے آئندہ خطرات کو پیش نظر کر کے محمد نے انکلائی بن خبیث سے درخواست کی کہ مجھے علی ابن ابان کی ماتحتی سے نکال کر اپنے حاشیہ نشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیجئے۔ مگر محمد کی یہ تدبیر برعکس ہو گئی انکلائی کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اپنے باپ (خبیث) سے محمد سے حساب فہمی اور خراج طلب کرنے کی اجازت حاصل کر کے علی ابن ابان کو اس خدمت پر مامور کیا محمد بن عبید اللہ نے بحیلہ و حوالہ ٹالنے کی کوشش کی علی بن ابان زنگیوں کی فوج لئے ہوئے رامہرمز کے قریب پہنچ گیا محمد نے یہ خبر پا کر رامہرمز کو خالی کر دیا اقصائے سرحد پہ جا کر پناہ گزیں ہوا علی اور اس کے لشکریوں نے رامہرمز میں داخل ہو کر خاطر خواہ لوٹا بعد ازاں محمد نے علی سے خط و کتابت کر کے دو لاکھ درہم پر مصالحت کر لی۔ علی نے رامہرمز کو واگذاشت کر دیا۔

اس مصالحت کے چند دنوں بعد محمد نے علی سے بمقابلہ اکراد امداد طلب کی اس شرط پر کہ کل مال غنیمت کا مالک علی ہو گا۔ علی کو طمع دامن گیر ہوئی۔ محمد بن عبید اللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے طلب کیا محمد بن عبید اللہ نے اس کو بحیلہ و حوالہ ٹال کر ایک حلف نامہ تحریر کر کے بھیج دیا علی نے محلز نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار بنا کر ایک لشکر کثیر التعداد کے ساتھ محمد بن عبید اللہ کے پاس بھیج دیا محمد بن عبید اللہ نے بہمراہی اس لشکر کے اکراد پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد کے ہمراہیوں نے قصداً مورچہ خالی کر دیا اکراد نے سختی سے زنگیوں پر حملہ کیا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آ گیا بے حد نقصان اٹھا کر واپس ہوئے محمد نے چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کے روکنے پر مامور کیا مگر خفیہ طور سے یہ ہدایت کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کمبخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اکراد کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو محمد کے لشکریوں نے لوٹ لیا علی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر محمد کو ایک ڈانٹ کا خط تحریر کیا۔ محمد نے براہ تملق و چاپلوسی معذرت کی۔ ساتھ ہی اس کے اُن کے بہت سے ہتھیار اور جانور بھی واپس کر دیئے مگر بایں ہمہ محمد کے خالف دل کو تسلی نہ ہوئی تو خبیث کے بعض مصاحبوں سے اس معاملہ میں تحریک کی اور مصالحت کرا دینے کے معاوضہ میں بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے خبیث اور علی کو کہہ سُن کر راضی کر دیا۔ شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے ممالک مقبوضہ میں خبیث کی حکومت و دولت کے قائم ہونے کی ترغیب دیتا رہے۔ محمد نے لطیب خاطر اس شرط کو منظور کر لیا پھر باہم صفائی اور مصالحت ہو گئی۔

علی بن ابان اور مسرور بلخی میں جنگ

اس کے بعد جب علی ابن ابان کو محمد کی جانب سے ایک اطمینانی صورت پیدا ہوگئی تو موتہ پر چڑھائی کر دی بے شمار آلات حصار اپنے ہمراہ لے گیا۔ مسرور بلخی ان دنوں صوبہ اہواز میں تھا یہ خبر پاکر موتہ کی حمایت کو اپنا لشکر لیے ہوئے پہنچ گیا علی اور مسرور سے لڑائی ٹھن گئی بالآخر علی شکست کھا کر جس قدر اسباب اپنے ہمراہ لایا تھا سب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آگیا ہنوز اس شکست سے علی کی شکستگی خاطر رفع نہ ہوئی تھی کہ موفق کے آنے کی خبر گرم کانوں میں پیہم پہنچنے لگی۔

باب ۱۹

ابوالعباس اور زنگیوں میں معرکہ

آئے دن زنگیوں کی کامیابی اور واسط میں غلبہ اور قتل و غارت سے متنبہ ہوکر موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا۔ (ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ خلیفہ معتمد کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوگا۔ اور اسلامی دنیا میں المعتضد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا جائے گا)

ماہ ربیع الثانی ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج پیادہ و سوار کی جمعیت کے ساتھ زنگیوں کی طرف ابوالعباس نے رُخ کیا دریا کے راستہ سے بھی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ روانہ کیا گیا جس کی افسری پر ابوحمزہ نصیر مامور تھا رفتہ رفتہ یہ لشکر دیر عاقول میں وارد ہوا ابوالعباس کو اطلاع دی کہ زنگیوں کے مقدمۃ الجیش پر جبائی ہے۔ اس وقت وہ جزیرہ میں قریب بردریا کے مقیم ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کو معرابان میں پڑا ہوا ہے ابوالعباس نے یہ خبر پاکر کوچ کر دیا۔ زنگیوں نے اس مہم کے لئے بے حد فوجیں فراہم کی تھیں سُن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوعمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی میں مطلق دخل نہیں ہے اس سے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً کثرت فوج سے خائف ہوکر بر سر مقابلہ نہ آئے گا اور ثانیاً اگر آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں دانت ایسے کھٹے ہو جائیں گے کہ پھر کبھی لڑائی کا حوصلہ نہ ہوگا۔

ابوالعباس کی زنگیوں پر پہلی فتح

غرض ابوالعباس نے مقام صلح میں پہنچ کر جاسوسوں کو فریق مخالف کے خبر لانے پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر بعد جاسوسوں نے حاضر ہوکر ظاہر کیا کہ زنگیوں کا لشکر بھی آگیا ہے اول حصہ لشکر کا صلح کے اس کنارے پر ہے اور آخری حصہ لشکر نشیبی واسط تک پھیلا

ہوا ہے۔ ابوالعباس معمولی راستہ چھوڑ کر غیر متعارف راہ سے نکل گیا۔ ابوالعباس نے اپنے پُر زور حملہ سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا مگر پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹا۔ زنگیوں کے دل اس سے بڑھے اور وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے ابوالعباس نے للکار کر کہا۔ نصر! کیا دیکھتا ہے۔ ان کتوں کو اب آگے نہ بڑھنے پائیں۔ نصیر اس آواز کو سُن کر ایک دوسری جانب سے جس طرف زنگیوں کا خیال و وہم بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لئے ہوئے نکل پڑا۔ زنگیوں کے ہوش و حواس گم ہو گئے کچھ بن نہ پڑا نہر کی طرف بھاگے ابوالعباس نے رومال کے اشارہ سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کا حکم دیا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا چاروں طرف کے حملہ سے گھبرا کر جس طرف راستہ پایا بھاگ کھڑے ہوئے۔ چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

زنگیوں کی دوسری شکست

اس جنگ کے بعد سلیمان بن جامع نہرامین کی جانب سلیمان بن موسیٰ شعرانی بازار خمیس کی طرف بھاگ آیا اور ابوالعباس نے واسط سے ایک کوس ہٹ کے پڑاؤ کیا۔ دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور درستی سامان جنگ میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں پر منقسم کر کے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابوالعباس کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج کو کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستہ سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ نصیر اور ابوالعباس نے دریائی حملہ کی روک تھام پر اپنی ہمت کو مصروف کیا اور اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا۔ ہنگامہ کارزار ہو گیا دو پہر تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی ظہر کے قریب زنگیوں کی فوج ہمت ہار گئی۔ بے ترتیبی سے بخوف جان اس طرف اُس طرف چھپنے لگی اور ابوالعباس کا لشکر جوش کامیابی میں قتل و قید کرنے لگا۔ ظہر کے بعد زنگیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ جنگی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں۔ ہزاروں زنگی تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ سلیمان اور جبائی بہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کر طہثا پہنچا اور ابوالعباس مظفر و منصور اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اور اُن کشتیوں کی درستی اور اصلاح کا حکم صادر فرمایا جو حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کو جس وقت بمقابلہ شاہی عساکر ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کر بھاگے اس وقت بھی نقصان رسانی اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف ہی تھے آئندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گذر ہونے والا تھا اس راستہ میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا۔ غریب ابوالعباس اور نصیر کو اس کی خبر نہ تھی اسی راستہ سے ہو کر گذرے دو چار سوار اُن گڑھوں اور کنوؤں میں گر پڑے شاہی لشکر نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی۔

اس کے بعد خبیث نے اپنے مصاحبوں اور ہمراہیوں کو براہ دریا غفلت میں حملہ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ زنگیوں نے اسی پر عمل کیا اور ابوالعباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لائے۔ ابوالعباس نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور جنگ کے زور سے اپنی کشتیوں کو تو واپس ہی لایا ان کی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تیس کشتیوں کو معہ مال و اسباب کے گرفتار کر لیا ابوالعباس کو زنگیوں کی اس حرکت ناشائستہ سے سخت طیش آیا نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینے لگا۔ اس کے بعد سلیمان ابن جامع ان پیہم شکستوں کے بعد طہثا میں جا کر قلعہ نشین ہوا اس نے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور شعرانی بازار خمیس میں جا چھپا اس کے شہر کا نام منیعہ تھا۔ سلیمان اور شعرانی نے منصور

اور منیعہ میں پہنچ کر محاصرہ کے خطرات کے خیال سے اطراف وجوانب سے فراہمی رسد وغلہ کی جانب توجہ کی اور ابو العباس ان دونوں کے رسد وغلہ کے چھیننے پر کمر ہمت باندھے تھا چند دنوں تک اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی ایک روز ابو العباس اپنے افسران فوج کو مشورہ کر کے خشکی کے راستہ منیعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستہ سے روانہ کیا۔ ادھر اتفاق وقت سے زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے ابو العباس دوچار ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا تقریباً تمام دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو العباس شہر منیعہ تک نہ پہنچ سکا ادھر نصیر نے منیعہ کے قریب پہنچ کر آتش باری شروع کر دی۔ اہل منیعہ گھبرا گھبرا کر جوں ہی باہر نکلے تیروں کا مینہ برسنے لگا مجبور ہو کر پھر شہر کی طرف لوٹے۔ نصیر نے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر کے مراجعت کر دی۔ ابو العباس کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ مظفر و منصور اپنی لشکر گاہ میں آیا۔ خبیث نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علی ابن ابان اور سلیمان بن جامع کو منتشر ہو کر لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو بمقابلہ ابو العباس جمع ہو کر مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

موفق کی آمد

اس وقت تک تنہا ابو العباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اپنی مردانگی سے باوجود نوعمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جاتا تھا۔ ہنوز موفق لشکر کی درستی اور فراہمی رسد وغیرہ سے فارغ نہیں ہوا تھا بلکہ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کرنے میں مصروف اور قلعجات کی درستی اور مرمت میں مشغول تھا اس اثناء میں اس کو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یک جا ہونے کی خبر پہنچی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابو العباس کے مقابلہ پر آئیں گے۔ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ واسط پہنچا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس سے ملا ابو العباس نے تمام حالات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ موفق نے ابو العباس کے سرداران لشکر کو خلعتیں مرحمت فرمائیں۔ لشکریوں کو انعامات دیئے۔ اس کے بعد ابو العباس اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا دوسرے دن موفق نے نہر شداد پر جا کر قیام کیا اور اس کا بیٹا شرقی دجلہ میں دہانہ بردودا پر جا اترا دو روز تک دونوں ٹھہرے رہے۔ تیسرے روز ابو العباس نے بقصد محاصرہ منیعہ کوچ کیا۔ موفق بھی دریا کے راستہ منیعہ کی طرف بڑھا۔

منیعہ پر موفق پر قبضہ

یوم سہ شنبہ آٹھ ربیع الثانی ۲۶۷ھ کو دونوں طرف سے باپ اور بیٹوں نے منیعہ پر حملہ کیا زنگیوں کو موفق کی خبر نہ تھی دریا کی حالت سے بے خبر و غافل ہو کر جمعیت باندھ کر ابو العباس کے مقابلہ پر آ گئے لڑائی کا بازار گرم ہو گیا اس اثناء میں موفق نے پہنچ کر دریا کی طرف سے حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جوں ہی شہر کی حفاظت کی طرف مائل ہوئیں ابو العباس کے ہمراہی بھی انھیں کے ہمراہ شہر میں گھس پڑے ایک گروہ کثیر قتل اور قید کیا گیا۔ شعرانی مع بقیہ آدمیوں کے بھاگ کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجہ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن پھر موفق سوار ہو کر منیعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اس کے لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ شہر پناہ کو منہدم کرا کر خندقیں جو شہر پناہ کے اردگرد تھیں ان کو پٹوا دیں۔ کشتیوں میں آگ لگوا دی۔ بے انتہا رسد وغلہ ہاتھ آیا۔ کچھ فروخت کر ڈالا گیا باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر لگی تو اس نے ابن جامع کو لکھ بھیجا "دیکھو خبردار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمھاری بھی وہی گت ہوگی جو شعرانی کی ہوئی ہے۔ خلیفہ کا لشکر طوفان بے تمیزی کی طرح بڑھا آتا ہے"۔ اس اثناء میں جاسوسوں نے دربار موفق میں حاضر ہو کر گوش گذار کیا کہ سلیمان ابن جامع اس وقت حوانیت میں مقیم ہے موفق یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تیاری کا حکم دیدیا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو دریا کے راستے جنگی کشتیوں کو لے کر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کی راہ سے کوچ کر کے صینیہ پہنچا۔ ابن جامع یہ خبر پاکر دو سپہ سالاروں کو مع ایک دستہ فوج کے کمسریث کی حفاظت پر مامور کر کے بھاگ گیا۔ ابو العباس نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ رات کے وقت انھیں دو سپہ سالاروں کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔

شاہی لشکر کی منصورہ کی طرف پیش قدمی

ابو العباس نے امان دے کر سلیمان بن جامع کا حال دریافت کیا اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اس وقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے۔ ابو العباس یہ سن کر اپنے باپ (موفق) کی خدمت میں واپس آیا اور ان واقعات سے مطلع کیا۔ موفق نے اسی وقت منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی کوچ کر دیا۔ طہثا (منصورہ) کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر مورچہ قایم کیا اگلے دن موقع جنگ اور شہر پناہ کی فصیلوں کے دیکھنے کو سوار ہوا زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پاکر کمیں گاہ میں چھپی ہوئی تھی دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ ابو العباس نے احمد بن مہدی جبائی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ جاں بر نہ ہوا گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا۔ اس کے مرنے سے خبیث کو سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا۔ مغرب کا وقت آگیا تھا تاریکی چاروں طرف پھیلتی جاتی تھی موفق نے اپنے لشکرگاہ کی جانب مراجعت کی اور زنگیوں کا لشکر منصورہ واپس گیا۔

شہر پر قبضہ

دوسرے دن کہ یوم شنبہ تھا اور ربیع الثانی ۲۶۷ھ کی ستائیسویں رات تھی موفق نے آخر شب میں اٹھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا جنگی کشتیوں کو دریا کے راستہ منصورہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اس عرصہ میں سفیدی صبح نمودار ہو گئی۔ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی۔ دیر تک اللہ جل شانہٗ کے حضور میں بحضور قلب دعا کرتا رہا جوں ہی افق فلک پر سرخی نمایاں ہوئی حملہ کا حکم دیدیا۔ عساکر شاہی کا ایک کالم شیر غرّاں کی طرح ڈکارتا ہوا شہر پناہ کے قریب پہنچ گیا۔ ابو العباس اس کالم کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا دو پہر تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر زنگی پسپا ہو کر اپنی خندقوں کی طرف لوٹے عساکر شاہی نے تعاقب کیا ادھر خندق پر کمال تیزی سے لڑائی شروع ہوئی ادھر جنگی کشتیاں براہ دریا شہر کے کنارہ پر پہنچ گئیں عساکر شاہی نے خشکی پر اتر کر شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اس اثناء میں ابو العباس کے رکاب کی فوج خندق پر لکڑی کا مختصر سا پل بنا کر عبور کر گئی۔ زنگی فوجوں نے گھبرا کر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا مگر شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ ان کا حریف مقابل اس سے چند ہی گھنٹہ پیشتر شہر کے ایک حصہ پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بہ لحظہ بقیہ حصہ شہر پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا دونوں طرف کے حملہ سے جیا

کر پائمال ہونا تھا پائمال ہوئے ہزاروں قتل یا قید کیے گئے۔

منصورہ کی فتح

ابن جامع مع معدودے چند مصاحبوں کے بھاگ گیا فتح مند گروہ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا مگر اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوا اس معرکہ میں زنگیوں کی تعداد کثیر کام آ گئی اور باقی ماندگان کا اکثر حصہ گرفتار کر لیا گیا۔ جاں بروں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا جس کا دور ایک کوس کا تھا۔ اہل کوفہ اور واسط کی دس ہزار عورتوں، لڑکوں کو زنگیوں کی غلامی سے نجات ابدی حاصل ہوئی مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگا اس کی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔ سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے۔ چند سپہ سالار اُن زنگیوں کو گرفتار کر لانے پر مامور کیے گئے جو جان بچا کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے تھے شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں خندقیں پاٹ دی گئیں۔ سترہ دن تک موفق مع اپنے ہونہار بیٹے کے ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا بعد ازاں واسط کی جانب مراجعت کر دی۔

مختارہ کا محاصرہ

موفق نے واسط میں پہنچ کر اپنے لشکر کا جائزہ لیا ان کی تکالیف کو دور اور ضرورتوں کو رفع کر کے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور بقصد شہر خبیث جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابو العباس بھی تھا مختارہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ رات کے وقت موقع جنگ اور فصیلوں کی حالت و کیفیت دیکھنے کو گیا۔ شہر پناہ کی فصیلیں نہایت مستحکم و مضبوط تھیں۔ چوڑی چوڑی خندقیں چاروں طرف سے اُس کو اپنی آغوش حفاظت میں لیے ہوئے تھیں۔ راستہ نہایت دشوار گذار تھا۔ فصیلوں پر جا بجا حصار شکنی کے آلات اس کثرت سے رکھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں باایں ہمہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ موفق شہر کی مضبوطی و استحکام کو دیکھ کر امید و بیم کی حالت میں واپس آیا۔

اسیر زنگیوں سے حسن سلوک

صبح ہوتے ہی براہ دریا جنگی کشتیوں کے ساتھ اپنے بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کر کے خشکی کے راستہ سے مختارہ پر حملہ کیا۔ ابو العباس نے کمال تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اُتر پڑتا اتفاق وقت سے زنگیوں نے دیکھ لیا شور و غل مچاتے ہوئے دوڑ پڑے منجنیقوں سے سنگ باری شروع کر دی۔ اوپر سے پتھروں کا مینہ برسانے لگے۔ ابو العباس نہایت استقلال و تحمل سے ان سب مصائب کو برداشت کرتا ہوا خشکی پر اُترنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی طرح کامیاب نہ ہوتا تھا موفق نے یہ رنگ دیکھ کر واپس آنے کا اشارہ کیا۔ ابو العباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں زنگیوں کی بھی چلی آئیں جس میں ملاح اور سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے ان لوگوں کو امان بھی دی، خلعت بھی دی اور خاطر مدارات سے بھی پیش آیا۔ اس حسن سلوک سے امان کے چاہنے والوں کی آمد شروع ہو گئی۔ خبیث نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً چند آدمیوں کو دہانہ دریا پر مامور کر دیا تاکہ جنگی کشتیوں کے بیڑے تتر بتر نہ ہونے پائیں اور حریف مقابل کے سایۂ عاطفت میں جا کر پناہ گزیں نہ ہوں۔

زنگیوں کا بحری حملہ

بعد ازاں بہبود امیر البحر کو براہ دریا حملہ کی تیاری کا حکم دیا۔ ابو العباس مقابلہ پر آیا نہایت

سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد بہبوذ کو شکست ہوئی ہزار ہا زنگی قتل یا غرق ہوئے مجبور ہو کر بہبوذ کو واپس آنا پڑا اس لڑائی کے بعد بھی زنگیوں کی بعض جنگی کشتیوں نے ابو العباس سے امان کی درخواست کی علاوہ اس کے اکثر خشکی کی فوجیں بھی امان کی خواستگار ہوئیں جن کو ابو العباس اور موفق نے سیر چشمی اور فیاضی سے امان دیدی۔ اور ایک ماہ کامل بلاجدال وقتال مقیم رہا۔

موفق کا عام معافی کا اعلان

پندرھویں شعبان سنہ مذکور کو موفق نے بقصد حملہ اپنی فوج کو پھر درستی اور تیاری کا حکم دیا۔ پچاس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ براہ دریا اور خشکی مختارہ کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی سے محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہو گئے منادی کرادی کہ "جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امان کا خواستگار ہو اور جس کو اپنی جان دوبھر ہو، اپنے مال و اسباب کو لاوارث، اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ ہمارے خارہ شگاف تلواروں اور نوک دار نیزوں کے مقابلہ پر آئے یہ رعایت خاص عام باشندگان مختارہ اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی۔ خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہ ملے گا" اسی مضامین کے رقعہ بھی لکھ لکھ کر تیروں کے ذریعہ سے شہر میں پھنکوائے اکثر باشندگان مختارہ اور لشکریوں نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔ جن کو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی عطا کئے اس محاصرہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ بلاجدال وقتال خبیث کا جتھا ٹوٹ گیا۔ اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آئے۔

موفقیہ کی تعمیر

اگلے دن مصلحتاً موفق اس مقام سے کوچ کر کے مختارہ کے قریب ایک مقام پر خیمہ زن ہوا۔ فوجی چھاونی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر کے آباد کرنے کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقیہ کے نام سے موسوم کیا۔ تھوڑے دنوں میں لشکریوں، سرداروں، شاگرد پیشوں کے مکانات بن گئے جامع مسجد تیار ہو گئی اور دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہنچ گئی۔ تمام ممالک محروسہ میں تجار کے نام گشتی فرمان بھیج دیئے بات ہی بات میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی متعدد دوکانیں کھل گئیں۔ کھانے پینے اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہو گئیں۔

ابو العباس کا حملہ

ایک مہینہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو یہ حکم دیا۔ "کہ مختارہ کے باہر جس قدر زنگی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کرو اور اپنے پرزور حملوں سے ان کو ان کی سرکشی اور تمرد کا مزہ چکھا دو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا زچ ہو کر امان کے خواستگار ہوں" اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان میں سے اکثر امان کی درخواست کر کے موفق کے لشکر میں چلے آئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کر لئے گئے۔ مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہ گئے۔ مگر موفق ان پر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمت عملی سے بھی ہزار ہا زنگی آئے دن گرویدہ احسان ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آ رہے تھے۔

پچاس ہزار زنگیوں کی اطاعت

انھیں دنوں اتفاق وقت سے زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی گرفتار کر لی جو رسد غلہ لئے ہوئے موفقیہ کو آ رہی تھی۔ موفق کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا

جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو تیاری کا حکم دیدیا اور اپنے بیٹے ابو العباس کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک حرکت یہ کی کہ ان میں سے ایک گروہ نے شب کے وقت نکل کر نصیر کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا جاسوسوں نے نصیر کو اس سے مطلع کر دیا نصیر نے قبل اس کے کہ وہ حملہ کریں اثنا راہ میں جا کر ان کو گھیر لیا دو ایک سپہ سالار گرفتار اور دو ایک قتل ہوئے۔ باقی ماندہ سپاہی اور سپہ سالاروں نے بھاگ کر مختارہ میں دم لیا اس چھیڑ چھاڑ پر بھی پناہ گزیں اور امان کے خواستگاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباسی علم کے نیچے آ کر اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور امان کے خواہاں ہوئے۔

خبیث کا شبخون کا منصوبہ

ماہ شوال میں خبیث نے موفق کے بلا جدال و قتال طول قیام سے گھبرا کر پانچ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ علی بن ابان کو موفق کے لشکر پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کرو اور کمال تیزی سے چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کر سفیدی صبح نمودار ہونے سے پیشتر جس وقت موفق کے لشکری ادائے نماز قضائے حاجت میں مصروف ہوں، عقب لشکر سے حملہ کر دو اور تم جس وقت حملہ کرو گے اُسی وقت میں بھی مقابلہ پر آ جاؤں گا یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہوگی علی نے اس رائے کو استحسان کی آنکھوں سے دیکھ کر تیاری کر دی اور اسی رائے کے مطابق نصف شب کے پہلے دریا عبور کر لیا۔

علی بن ابان کی شکست

جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی۔ موفق نے اُسی وقت اپنے بیٹے ابو العباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور روک تھام پر روانہ کیا ابو العباس نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑہ کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مامور کیا تاکہ علی بن ابان کے ہمراہی شکست کھا کر دریا عبور نہ کر سکیں اور خود ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے اس راستہ پر جا کر چھپ رہا جس طرف سے علی بن ابان آنے والا تھا جوں ہی علی بن ابان اس راہ سے گذرا ابو العباس نے حملہ کر دیا زنگی اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگے ابو العباس کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ نیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کر دریا کی طرف بھاگے بحری فوج نے عبور کرنے سے روکا۔ بہت بڑی خوں ریزی ہوئی اکثر حصہ کام آ گیا۔ کچھ دریا میں ڈوب کر مر گئے کچھ قید کر لئے گئے۔ معدودے چند چھپ چھپا کر بچ گئے۔ صبح ہوتے ہوتے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

زنگیوں کے سروں کی نمائش

آفتاب کی سرخی کنارۂ آسمان پر نمایاں ہو رہی تھی قریب طلوع آفتاب ابو العباس نے میدان جنگ ہی میں نماز ادا کی بعد ازاں قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے فرط محبت سے گلے لگا لیا دعائیں دیں۔ لڑائی کے حالات استفسار کئے۔ دوپہر کے قریب حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں بار کر کے خبیث کے محل سرا کے سامنے دکھلانے کی غرض سے لے جاؤ۔ خبیث اور اس کے ہمراہیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ تمسخر سے کہنے لگے "موفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے۔ ہم لوگوں کو دکھلانے اور زنگی دلاوروں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جو شامت اعمال سے جا کر اس سے امان کے خواہاں ہوئے ہیں اور یہ سر مصنوعی ہیں آدمی کے سر نہیں ہیں مگر بہت اچھے بنائے ہیں" جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی موفق کو خبر کر دی۔ موفق نے ان سروں کو منجنیق

میں رکھ کر محصوروں کے پاس پھکوا دیا ایک ہنگامہ شور قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کر رو اٹھتا تھا خبیث بھی ان سروں کے دیکھنے کو آیا۔ صبر نہ ہو سکا۔ گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

مختارہ کے محاصرہ میں سختی

اس واقعہ کے بعد ابوالعباس اور زنگیوں میں متعدد دریائی لڑائیاں ہوئیں اور سب میں ابوالعباس فتح مند ہوتا رہا تا آنکہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی۔ غلہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی قریب اختتام پہنچ گیا۔ مگر فریق محاصر کی سختی کی وہی کیفیت تھی۔ بڑے بڑے سورما اور نامی نامی سردار فاقہ کشی اور شدت حصار سے تنگ آ کر شہر سے نکل آئے۔ امان کی درخواست کی۔ مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد بربوعی وغیرہ۔ محمد بن حرث بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا شہر پناہ کی حفاظت اس کے سپرد تھی اور احمد بربوعی زنگیوں کے نامور جنگ آوروں سے تھا موفق نے ان دونوں کو امان دی انعام دیئے۔ صلے دیئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

زنگیوں کا ناکام حملہ

خبیث نے یوں ناخوشی اپنے ہمراہیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبل[1] دوسرے کا نام ابوالندی تھا) کو دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ شہر کے غربی جانب سے نکل کر تین طرف سے موفق کے لشکر پر حملہ اور رسد دجلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق کے کان تک یہ خبر پہنچا دی۔ موفق نے ایک فوج بسرافسری اپنے ایک آزاد غلام (اس کا نام[2] زیرک تھا) کے بھیجدی چنانچہ جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اترنے کا قصد کیا شاہی لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی ہزاروں قتل ہو گئے۔ سیکڑوں دریا میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی گرفتار کر لی گئیں۔ زنگیوں کو اس معرکہ میں سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ رہی سہی قوت جاتی رہی۔ طرہ اس پر یہ تھا کہ پناہ گزینوں کی تعداد برابر بڑھتی جاتی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پذیر ہو رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوت بھی انحطاط کی جانب مائل ہوتی جاتی تھی۔

زنگیوں اور عساکر شاہی میں جھڑپیں

خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا معتبر معتبر نامی نامی سرداروں کو راستہ کی محافظت پر مامور کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ موفق کے لشکر میں امان حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طول حصار سے کوئی فائدہ نہ ہو گا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں" موفق نے اس پیام پر اپنے بیٹے ابوالعباس کو نہر غربی کی جانب حملہ کرنے کو روانہ کیا شہر کی یہ سمت علی بن ابان کے سپرد تھی۔ کمال شدت سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے دو پہر ہوتے ہوتے ابوالعباس کی فتح مندی اور علی بن ابان کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قریب تھا علی بن ابان اپنے مورچہ سے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے کو ہٹا۔ خبیث نے اس امر کا احساس کر کے سلیمان ابن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی بن ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدان جنگ میں پھر

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد، صفحہ ۱۴۲۔

[2] تاریخ کامل ابن اثیر جلد، صفحہ ۱۴۲۔

جم گئے شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابوالعباس کو فتح نصیب ہوئی اور سیاہ بخت زنگی لشکر شہر کی جانب بھاگا۔

اس اثناء میں ایک گروہ اُن زنگیوں کا آگیا جنھوں نے امان حاصل کرلی تھی اور اپنی قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوالعباس اس کامیابی کے بعد واپس آرہا تھا مگر ان لوگوں کی تحریک سے نہر اتراک کی طرف بڑھا۔ اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد نہایت قلیل تھی ابوالعباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے قصد سے اُن پر حملہ کر دیا۔ چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور گروہ محافظین کا وارا نیارا کر دیا خبیث نے یہ خبر پاکر اپنے سرداروں کو للکارا زنگی فوجیں خبیث کی آواز سُن کر دوڑ پڑیں۔ ابوالعباس بوجہ قلت فوج پیچھے ہٹ آیا اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہنچ گئی جس سے شکست نے فوراً فتح کی صورت اختیار کرلی۔ اور ابوالعباس کو پھر اپنے حریف مقابل کے مقابلہ میں فتح مندی حاصل ہوگئی۔

ابوالعباس کی ناکامی

مگر یہ کامیابی عارضی تھی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی سے بدل گئی۔ سلیمان ابن جامع ابوالعباس کی پہلی کامیابی کا احساس کرکے فوج کثیر لے کر بالائے نہر چلا گیا تھا۔ اور ایک میل کا چکر کاٹ کر ابوالعباس کے لشکر پر عقب سے حملہ آور ہوا جبکہ وہ اپنے حریف مقابل سے مصروف جدال و قتال تھا ابوالعباس کی رکاب کی فوج جوں ہی سلیمان کے لشکر کی مدافعت کی جانب مائل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں پلٹ پڑیں جو شکست کا لباس پہنے ہوئے فرار ہونے والی تھیں اس سے ابوالعباس کو ایک دل شکن شکست اٹھانی پڑی موفق کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ مارا گیا۔ اور چند نامی سورما بھی کام آگئے۔ ابوالعباس ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقع ہوا کہ جس سے زنگیوں کے شکستہ قلوب پر مضبوط اور قوی ہو گئے اور ان کو ایک گونہ اپنی کامیابی کا یقین سا ہو گیا۔

موفق کا مختارہ پر حملہ

موفق کو یہ اتفاقی ناکامی بہت شاق گذری سرداران لشکر کو جمع کرکے کہا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل نہر اتراک کی جانب سے عام حملہ کیا جائے گا اور سامنے کے برج پر جس طرح ممکن ہوگا قبضہ کرلوں گا۔ نہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت سے مہیا رکھا جائے۔ دوسری جانب سے میرا ہونہار بیٹا ابوالعباس حملہ کرے گا۔ تم لوگ اس اتفاقی ناکامی سے بددل نہ ہو اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے وہ ضرور ہم کو ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے گا۔ سرداران لشکر اس عام حکم کو سُن کر اپنے اپنے خیموں میں گئے۔ حملہ کی تیاری میں مصروف ہوئے صبح ہوتے ہی تیار ہوکر موفق کے خیمہ کے پاس آئے سلامی دی موفق نے لشکر کو مرتب کرکے نہر اتراک کے عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بھی "بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا" پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا۔ یہ دن چہار شنبہ کا تھا اور ماہ ذیحجہ ۲۶۷ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی۔

شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھا جاتا ہے نہایت مضبوط و مستحکم ہے جا بجا موقع موقع پر منجنیقیں بھی نصب ہیں آلات قتال بھی کثرت سے موجود ہیں۔ انکلائی بن خبیث مع سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان کے اسی حصہ میں ہے۔ غرض بظاہر اس کی کامیابی دشوار معلوم ہو رہی ہے۔

جانبین کی سنگباری

خبیث نے موفق کے لشکر کو اس طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر سنگباری کا حکم دے دیا نہایت

تیزی سے منجنیقیں چلنے لگیں تڑاتڑ پتھر پڑنے لگے تیر اندازوں نے روح و تن کے فیصلہ کرنے کو تیر و کمانیں اٹھالیں پھر ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کے بعد شہر پناہ کی دیواروں کے قریب جانا کارے دارد تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر موفق کا لشکر اس خوفناک وجانستاں منظر کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رُک گیا۔ موفق نے للکار کر کہا "میرے شیر دل کیا یہ منجنیقیں جن کو سیاہ بخت زنگی چلا رہے ہیں تمہاری مردانگی کی سدِراہ ہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری جوانمردی اور دلاوری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے" یہ آواز نہ تھی بلکہ ایک برقی قوت تھی جو دم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچ گئی جان نثاران دولت بلا تامل و غور بات ہی بات میں نہر عبور کر گئے نہ تیر دل کے مینہ کی پرواکی اور نہ سنگ باری کا ان کو کچھ خوف ہوا۔

شہر فصیل پر قبضہ شہر پناہ کی دیوار کے نیچے پہنچ کر منہدم کرنے اور سیڑھیاں لگا کر اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ زنگیوں نے سنگ باری سے ان کو روکنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے سیڑھیاں لگا کر فصیل شہر پر چڑھ گئے اور لڑ بھڑ کر اس پر قبضہ کر ہی لیا۔ علم دولت عباسیہ نصب کر دیا گیا منجنیقین اور آلات حصار شکنی میں آگ لگا دی۔ زنگیوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔ دوسری جانب ابو العباس لڑ رہا تھا۔ اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا ابو العباس نے اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کر کے شکست فاش دیدی علی بن ابان نے بھاگ کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا! ابو العباس کا لشکر جوش کامیابی میں دیواروں تک پہنچ گیا اور اس میں ایک روزن کر کے بزور تیغ گھس پڑا سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا شدت کے ساتھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ ابو العباس کے رکاب کی فوج اپنے مورچہ میں واپس آ گئی۔

معرکہ میدان خبیث مزدوروں نے فوراً اس روزن کو بند کر دیا مگر دوسری طرف موفق کی رکاب کی فوج نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن کر کے خندق پر ایک مختصر سا پل بنا لیا جس سے بآسانی تمام شاہی لشکر عبور کر گیا زنگیوں میں بھگدڑ مچ گئی شاہی لشکران کو قتل و گرفتار کرتا ہوا دیر ابن شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے آگ لگا دی۔ اس مقام پر زنگیوں سے بہت بڑی اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر شکست کھا کر بھاگے میدان خبیث تک پہنچے خبیث خود سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا۔ اپنے ہمراہیوں کو للکار کر لڑانے لگا مگر کسی کے قدم رُکتے نہ تھے جو تھا وہ بھاگنے ہی پر تیار تھا۔ آخر کار خبیث کے خاص خاص ہمراہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے اتنے میں رات کی تاریکی نے فتح مند گروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تھے موفق نے واپسی کا حکم دیدیا تھا۔

ابو العباس کی فتحمندانہ مراجعت ابو العباس کو پناہ گزیں زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے مراجعت میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہو گئی زنگیوں کو موقع مل گیا یورش کر کے سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کسی قدر کامیابی حاصل کر کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑتے۔ بہبود زنگیوں کا امیر البحر، مسرور بلخی کے مقابلہ پر تھا۔ واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ہمراہیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک جماعت کام آ گئی اور ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض منہ زوروں نے امان کی درخواست کی جس کو موفق نے بطیب خاطر منظور کر لیا۔ از انجملہ زنگیوں کا نامور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی

تھا۔ موفق نے امان دینے کے بعد اس کو ابو العباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ اُنتیسویں ماہ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کا ہے)

زنگی سپہ سالار کی اطاعت

ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم معروف بہ سجان نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی امان کا خواستگار ہوا موفق نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے مرحمت کئے۔ اگلے دن خبیث کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار کرا کر خبیث کے محل سرا کی طرف روانہ کیا۔ سپہ سالاران خبیث اور اس کے ہمراہیوں کے معائب اور موفق اور اس کے لشکریوں کے حسن اخلاق و عادات کو باتفصیل بیان کئے اور واپس آیا اس سے زنگیوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں چھپ چھپ کر بہت سے نامی نامی رؤسا اور سردار موفق کے پاس امان حاصل کر کے چلے آئے۔

مختارہ پر حملہ کی تیاریاں

ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بلاجدال وقتال محاصرہ ڈالے ہوئے پڑا رہا۔ ۱۵ ربیع الثانی کو بقصد حملہ لشکر کو پھر مرتب کیا سرداران لشکر کو شہر کی ایک ایک سمت پر مامور فرمایا۔ ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والوں، دیواروں میں روزن بنانے والوں اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ جانے والوں کا ایک گروہ متعین کیا اور ان کے پیچھے حملۂ مخالف کے بچانے کے غرض سے مشہور مشہور تیر اندازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروہ سے مزاحمت کرے اس کو فوراً نشانہ تیر اجل بنا دینا اور کُل سپہ سالاران فوج کو یہ ہدایت کر دی کہ زنگیوں کی شکست کے بعد بلا اجازت میرے بقصد تعاقب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ روزنوں کی راہ سے بلا حکم میرے شہر میں داخل ہونے کا قصد کرنا۔

مختارہ پر حملہ اور پسپائی

الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا اس وقت سب کو حملہ کا حکم دیا۔ لشکر نہ تھا ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں کی کاہ کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے قصد سے تیر باری شروع کی مگر شاہی تیراندازوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برسنے لگا۔ زنگی گھبرا گھبرا کر چھتوں سے اُتر کر مکانوں میں چھپ گئے اور شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن بنا لئے۔ زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کر مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے پرزور حملہ سے پیچھے ہٹا دیا اور جوش کامیابی میں قتل و غارت کرتا ہوا اس مقام سے بھی آگے بڑھ گیا جہاں تک جنگ سابق میں پہنچا تھا حریف مقابل نے جو شکست پر شکست کھاتا ہوا بھاگا جاتا تھا مڑ کر حملہ کیا مختلف مقامات سے اُن زنگیوں نے نکل کر حملہ کیا جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ شاہی لشکر نقصان اُٹھا کر دجلہ کی جانب لوٹا زنگیوں نے ان لوگوں کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ہاتھ آیا۔ موفق نے اپنے شہر موفقیہ کی طرف مراجعت کی سرداران لشکر کو بلا اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی اور جو لوگ اس معرکہ میں کام آ گئے تھے ان کے اہل و عیال کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور درستی و ترغیب لشکر کا حکم صادر فرمایا۔

بنو تمیم کی سرکوبی

اس کے بعد موفق تک یہ خبر پہنچی کہ بعض بادیہ نشینان بنو تمیم زنگیوں کو رسد و غلہ پہنچاتے ہیں سن کر آگ بگولا ہو گیا اسی وقت ایک لشکر بنو تمیم کی سرکوبی کو بھیج دیا جس نے پہنچ

کے ساتھ ہی قتل عام کا بازار گرم کر دیا، اکثر قتل کیے گئے اور جو قید ہو کر آئے ان کے قتل کا موفق نے حکم دیدیا۔ حدود بصرہ تک رسد و غلہ کی آمد روک دی ادھر رسد کی آمد قطعاً موقوف ہو گئی اُدھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے لگا۔ پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی۔ زنگیوں کی ایک جماعت شدت گرسنگی سے تنگ آکر تلاش اشیاء خوردنی کے لئے بلاد و قصبات بعیدہ میں پھیل گئی موفق نے ان لوگوں کے سمجھانے اور بُلانے پر آدمیوں کو متعین کیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شاہی امان حاصل کرنے سے انکار کرے اس کو بے تامل مار ڈالنا۔ اس حُسنِ تدبیر سے بھی ہزار ہا زنگی موفق کے سایۂ امان میں آگئے اور ہزاروں کا کام تمام کر دیا گیا۔

بہبود کا قتل

خبیث اور اس کے ہمراہی جب اس حال بد تک پہنچ گئے تب موفق اور اس کے لڑکے نے پھر ہنگامہ کارزار کو گرم کیا روزانہ جنگ و خونریزی سے زنگیوں کی گرمی دماغ فرو کرنے لگے انھیں معرکوں میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار بہبود بن عبدالواحد مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا موفق کے اعظم فتوحات کا مقدمہ تھا ویسا ہی زنگیوں کے ادبار کا یہ پیش خیمہ تھا۔ اس کے مارے جانے سے عساکر اسلامیہ کو بہت بڑی راحت نصیب ہوئی۔ یہ کمبخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لئے ہوئے دریا میں گشت کرتا رہتا تھا۔ کشتی پر عباسی پھریرا کی طرح پھریرا نصب کیا تھا۔ اسلامی جنگی کشتیوں کا بیڑہ اس سے یہ خیال کر کے کہ یہ بھی ایک اسلامی جنگی کشتی ہے متعرض نہ ہوتا اور یہ موقع پا کر ان پر اپنا ہاتھ صاف کر دیتا تھا ایک بار اتفاق سے ابو العباس کے ہاتھ لگ گیا۔ قریب تھا کہ اس مکار کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا دوبارہ ایک اسلامی کشتی پر حملہ کیا۔ اہلِ کشتی لڑنے لگے جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ موفق کے غلام نے لپک کر اس کے پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہو گیا تڑپ کر دریا میں گرا ہمراہیوں نے اٹھا کر کشتی میں رکھا اور روانہ ہو گئے۔ خبیث تک پہنچتے پہنچتے اس نے دم توڑ دیا۔ موفق نے اہل کشتی اور نیز اس غلام کو انعامات دیئے اور گراں بہا خلعتیں عنایت کیں۔

شہر پناہ کی دیواروں کا انہدام

بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو طمع دامن گیر ہوئی بہبود کے عزہ اور اقارب کو گرفتار کر کے مال و اسباب طلب کیا ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا۔ اس پر خبیث نے بعض کو ان میں سے پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو خزانہ کی امید میں کھدوایا اس سے خواص اور عوام میں برہمی پیدا ہوئی اکثر بھاگ کر موفق کے پاس چلے آئے موفق نے عہدہائے جلیلہ اور انعامات عطا فرمائے اور بقیہ ہمراہیان بہبود کو امان دینے کی منادی کرا دی چونکہ اکثر اوقات ہوائے مخالف کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دقتیں پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی مختارہ کی جانب غربی کی صفائی کا حکم دیا اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور فوج محافظ کی حفاظت کی غرض سے مورچے قائم کئے اردگرد عمیق عمیق خندقیں کھدوائیں مگر نادانستگی راہ اور پہاڑی دروں کے سبب سے بجائے کامیابی کے نقصان اٹھانا پڑا زنگیوں کو یہ راہیں اچھی طرح معلوم تھیں وقت بے وقت دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے دفعتہ حملہ کر دیتے تھے اور ان غریب لشکریوں کو نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے ان لوگوں تک امدادی فوج بھی نہ پہنچ سکتی تھی۔

موفق نے مجبور ہو کر اپنے اس قصد سے رُک کر پھر انہدام شہر پناہ کی طرف پوری توجہ منعطف کی اور راستہ کو فراخ کرنے میں جان توڑ کوشش کرنے لگا۔ اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آ کر شمشیر بکف میدان جنگ میں جا پہنچتا۔ آخر کئی روز کی لڑائی اور شبانہ روز کی جانکاہ محنت کے بعد نہر سلمیٰ کی جانب شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہو گیا۔ زنگیوں نے یورش کی۔ موفق بذات خاص لڑنے لگا ہر سردار اور سپاہی جاں فروشی پر تیار ہو گیا۔ عنفوان جنگ نہایت خطرناک تھا۔ جانبین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ زخمیوں کا کوئی شمار تھا۔ چار روز تک برابر یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے شور سے ہوتی رہی لیکن دونوں حریفوں میں سے ایک کی بھی قسمت کا آخری فیصلہ ظہور میں نہ آیا اور نہ کسی نے ہمت ہاری۔

زنگیوں کی مزاحمت

شہر کے شمالی جانب دو پل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا مصروفین وقت جنگ اکثر انھیں پلوں سے عبور کر کے شاہی لشکر پہ آ پڑتے تھے اور نقصان کثیر پہنچا کر واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے مطلع ہو کر جبکہ زنگیوں سے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ایک دستہ فوج مع مزدوروں کے ان کے توڑنے کو بھیج دیا۔ زنگیوں نے توڑنے میں مزاحمت کی مگر کامیابی نہ ہوئی شاہی فوج نے دو پہر تک توڑ ڈالا۔ بعد اس کے موفق کی رکاب کی فوج ایک دوسری جانب سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر گھس پڑی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک بڑھ گئی جہاں کہ خبیث کے خزائن اور دفاتر تھے پھر یہاں سے بڑھ کر جامع مسجد پہنچی اور اس کو ویران کر کے ایک بہت بڑی خوں ریز جنگ کے بعد اس کے ممبر کو موفق کے پاس اٹھا لائے زنگیوں نے روکنے کی ہر چند کوشش کی مر جانے پر تیار ہوئے لیکن اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد شہر پناہ کی دیوار منہدم ہو گئی فتح مندی کے آثار نمایاں ہو چلے مگر ہنگامہ کارزار تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر پیشتر تھا۔

موفق کی زخمی حالت میں مراجعت

اس اثناء میں اتفاق سے جبکہ جمادی الاول ۲۶۹ھ کے پورا کرنے کو پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں موفق کے سینہ پر ایک تیر آ لگا اسی وقت لڑائی موقوف کر دی اپنے لشکر گاہ موفقیہ میں واپس آیا۔ زخم کے علاج میں مصروف ہوا۔ گلے دن لشکریوں کی تسلی خاطر کے خیال سے پھر میدان جنگ کا راستہ لیا تمام دن اسی مستعدی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی صاحب فراش ہو گیا مصاحبوں نے بغداد کی طرف مراجعت کرنے کی رائے دی۔ موفق نے اس رائے سے مخالفت کی اور کچھ وقت کے لئے جنگ موقوف کر کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تین ماہ تک علاج کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا بڑی دھوم دھام سے غسل صحت کیا۔ عساکر اسلامیہ میں پھر چہل پہل ہونے لگی۔ لشکریوں کے دل خوش اور چہرے بشاش ہو گئے۔

مختارہ کے شہر پناہ کی دوبارہ تعمیر

زنگیوں نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو پھر درست کرا لیا اور حفاظت کی غرض سے جا بجا

فوجیں متعین کیں۔ موفق نے صحت یابی کے بعد ہی پھر حملہ کیا اور شہر پناہ کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہر پناہ کی دیواروں سے نہر سلمٰی کے قریب جا کر ٹکر کھانے لگیں جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج کی مدافعت پر کمر بستہ تھا اور یہ کہتے کہ جان پر کھیل کر چلے پڑتے تھے۔

بحری جھڑپیں

ایک روز جبکہ اس سمت میں نمونہ قیامت جنگ ہو رہی تھی۔ موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کی جانب سے حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اسلامی امیر البحر نے یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو نشیبی نہر ابن خصیب کے کنارہ پر اس تیزی سے پہنچا دیا کہ زنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہوئی وہ پورے زور و مجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمٰی کے قریب عساکر اسلامیہ سے لڑتے رہے اور اس طرف بحری فوج نے زنگیوں کے ایک محل سرا کو جلا دیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ رہنے والوں کو گرفتار و قید کر لیا۔ غروب آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں مظفر و منصور میدان جنگ سے اپنی قیام گاہ پر آئیں۔

اگلے دن نماز فجر کے بعد پھر حملہ ہوا۔ اسلامی مقدمۃ الجیش انکلائے بن خبیث کے محل تک قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اس کا محل سرا اس کے باپ خبیث کے محل سے ملا ہوا تھا علی بن ابان نے نہروں میں جو محل سرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور عساکر اسلامیہ کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تاکہ اسلامی فوجیں انکلائے کے محل تک نہ پہنچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہوا دوسرا حصہ بدستور مصروف جدال و قتال رہا موفق نے حریف کی ان حرکات سے مطلع ہو کر فوراً اپنی رکاب کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر منقسم کر کے ایک کو خندق اور نہر کے پاٹنے پر مامور کیا دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی جانب سے قصر خبیث پر حملہ کا اشارہ کیا باقی رہی تیسری ٹکڑی۔ جس کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی جانب حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے بیڑہ جنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی جوں ہی جنگی کشتیاں دیوار شہر پناہ کے قریب پہنچتیں اوپر سے سنگ باری اور آتش باری ہونے لگتی تھی مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا ایک شبانہ روز اسی عنوان سے لڑائی ہوتی رہی۔

قصر خبیث پر حملہ

موفق نے یہ رنگ دیکھ کر کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے پاٹنے اور ان کو ادویہ مانع احراق سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین اور نامی جنگ آوروں کے ایک گروہ کو اس پر متعین فرمایا تمام رات جنگ کے اہتمام سے نہ سویا۔ سرداران لشکر کو ہدایتیں لشکریوں کو بڑھاوے اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا۔ اسی شب میں عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیث کے سکریٹری) نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی موفق نے خلعت عنایت کی امان دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت جنگ تقسیم کرنے کے خیال سے ابوالعباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات کے جلانے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیث کے قریب و متصل واقع تھے ادھر ان کشتیوں کا بیڑہ جن کی چھتیں ایسی ادویہ سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہنچ سکتا تھا.............

قصر خبیث کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھا زنگیوں نے آتش باری شروع کی مگر بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ نہایت تیزی سے آتش باری کرتا ہوا قصر خبیث کے نیچے جا لگا نفاطوں نے گرم تیل کی پچکاریاں

بھر بھر کر خالی کرنا شروع کردیں قصر خبیث کی بیرونی عمارت جلا کر خاک و سیاہ کردی گئی زنگیوں کا لشکر محل سرا خبیث میں جا چھپا عساکر اسلامیہ نے دجلہ کے کنارے پر جس قدر مکانات تھے سب میں آگ لگادی بڑے بڑے عالی شان مکانات جل رہے تھے کوئی بجھانے والا نہ تھا قیمتی قیمتی اسباب اور سامان کو آگ نے دم کی دم میں نیست و نابود کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اس کو عساکر اسلامیہ نے پہنچ کر لوٹ لیا اور عورتوں کی ایک جماعت کو ان کے پنجہ غضب سے چھڑا لیا زنگیوں کے نامی نامی سرداروں کے مکانات اور نیز انکلائے بن خبیث کا محل جل کر ایک تودہ خاک ہو گیا اس اثناء میں عشاء کا وقت آگیا موفق نے عساکر اسلامیہ کو واپسی کا حکم دیا۔

امیر البحر نصیر کا خاتمہ

اگلے دن صبح ہوتے ہی موفق نے نصیر امیر البحر کو اس پل پر قبضہ کرنے کو مامور کیا جس کو خبیث نے نہر ابی خصیب پر حال میں علاوہ ان دو پلوں کے تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے شرقی جانب میں تھے۔ اور سر دلوان عساکر اسلامیہ کو تھوڑی تھوڑی نوجوں کے ساتھ مختارہ کے چاروں طرف پھیلا دیا۔ نصیر پہلے ہی حملہ میں مع اپنی جنگی کشتیوں کے پل کے قریب پہنچ گیا اس کے بعد ہی چند اسلامی کشتیاں اور بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہنچ گئیں زنگیوں نے پل سے تیر باری شروع کردی نصیر نے اپنی کشتیوں کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے دہانہ نہر کا بند کر رکھا تھا زنگیوں نے اس امر کا احساس کر کے اپنی کشتیوں کو بڑھایا اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں۔ متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ گرفتار ہو جانے کے خیال سے ملاح دریا میں کود پڑے نصیر نے بھی انھیں ملاحوں کے ساتھ اپنے کو دریا میں ڈال دیا خود ڈوب گیا باقی کشتیاں صحیح و سلامت واپس آئیں تمام دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی۔

سلیمان ابن جامع (زنگیوں کے نامور سپہ سالار) نے اس لڑائی میں کمال مردانگی سے کام لیا جس طرف جاتا تھا صفوف لشکر کو الٹ پلٹ دیتا تھا مگر اختتام جنگ کے قریب شکست کھا کر بھاگا سوء اتفاق سے ان مقامات سے ہو کر گذرا جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دیتے رہتے بہزار جد و جہد اس سے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریفوں نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ موفق بھی صحیح و سالم اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

شکستہ پلوں کی از سر نو تعمیر

اسی شب میں موفق بعارضہ وجع مفاصل گرفتار ہو گیا ماہ شعبان ۲۶۹ھ تک سلسلہ علالت قائم رہا بمجبوری ہنگامہ کارزار بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا پلوں کو درست کرا لیا بالخصوص اس پل کو از سر نو تعمیر کرا لیا جہاں پر کہ نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا مزید براں پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے ڈھس باندھ دیئے تاکہ کشتیوں کی آمد و رفت نہ ہو سکے

نہر ابی خصیب کا معرکہ

موفق نے صحت یابی کے بعد حملے کا حکم صادر فرمایا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو دو حصہ پر منقسم کر کے ایک کو نہر ابی خصیب کے شرقی جانب اور دوسرے کو غربی جانب سے بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدوروں نجاروں اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی ایک کشتی پر گھاس پھوس اور ے وغیرہ بار کرا کر روانہ کیا تھا۔ غرض پل کے جلانے اور دھسوں کے توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دس شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا ہنگامہ کارزار گرم کرنے کو چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا

انکلائے بن خبیث، ابن ابان اور ابن جامع پل کے بچانے کو بڑھے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی دونوں طرف کے سیکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہوئے۔ عشاء کے وقت تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی مزدوروں نے دمدموں کو توڑ کر نہر میں بہادیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنا شروع کر دیں معماروں نے پہنچ کر پل کے پرزہ پرزہ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا، اور گھاس پھوس اور نے کو ڈال کر روغن نفط چھڑک کر آگ لگا دی۔ نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا۔ کشتیوں کی آمد و رفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی۔ زنگیوں کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں مارا گیا۔ کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی موفق نے ان کو اپنے سایہ امن و عاطفت تلے جگہ دی۔

موفق کی نہرابی کے شرقی جانب پیش قدمی

خبیث اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہرابی خصیب کے شرقی جانب چلا آیا تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف اٹھ آئے ضعف اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے رسد غلہ وغیرہ کی آمد بالکل بند ہو گئی شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ کا تھا وہ بھی تمام ہو گیا گرانی اور گرسنگی کی یہ نوبت پہنچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا بعد ازاں جب اس سے بھی کفایت نہ کی تو آدمیوں نے آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا مگر خبیث کا دم وخم وہی رہا اور موفق جانب شرقی کے منہدم کرنے میں اسی سرگرمی سے مصروف رہا جیسا کہ جانب غربی کے توڑنے میں مشغول تھا اس سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے دمدمے اور اونچی اونچی چوڑی چوڑی دیواریں چاروں طرف محافظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں جا بجا منجنیقیں نصب تھیں آلات حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچ کر رک گئیں، موفق نے للکارا مگر بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کر خبیث کے پھریروں کو کھینچا ان کا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کر دیں سارا مکان ایک لمحہ میں جل کر خاک و سیاہ ہو گیا عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا قرب و جوار کے مکانات میں آگ لگا دی۔

خبیث کو ہمراہیوں کو امان

خبیث کے خاص خاص مصاحبین امان کے خواستگار ہوئے موفق نے نہایت خوشی سے ان کو امان دی انعامات دیئے۔ صلے دیئے۔ ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتا دیا جو پہلے پل کے قریب بہار کے نام سے آباد تھا۔ اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی تھی۔ موفق نے اس پر حملہ کر دیا اور جلا دینے کے قصد سے نفاطوں کو لے کر قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا۔ زنگیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ موفق کے لشکریوں نے آگ لگا دی تمام دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیث اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا تجار اور ساہوکار موقع پاکر بالائے شہر میں اٹھ گئے۔

قلعہ پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد خبیث نے مختارہ کی جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کر دیا جیسا کہ شہر کی جانب غربی میں حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اس کے اہل و عیال غربی جانب سے شرقی جانب چلے آئے باقی رہے اس کے ہمراہی، وہ نہر غربی ہی پر مقیم رہے۔ موفق نے ان حالات سے مطلع ہو کر غربی جانب پر حملہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزارہا آدمی

دونوں فریق کے مارے گئے۔ بالآخر موفق نے مختارہ کے شہر پناہ کو نہر غربی تک جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ اس سمت میں خبیث کے نامی نامی جنگ آوروں کا جمگھٹا تھا ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا سامان کئے ہوئے پناہ گزین تھے موقع جنگ پر جس وقت موفق کا لشکر مصروف جدال و قتال رہتا اس وقت لوگ داہنیں بائیں سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کے سر کرنے کے قصد سے سرداران لشکر کو جمع کیا اور دریا اور خشکی کے راستے ایک عام حملہ کا حکم دیا۔ خبیث نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملہ سے بچانے کو مہلبی اور ابن جامع کو مامور کیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی خائب و خاسر مجبوراً موفق کے لشکریوں کے حوالے کر کے بھاگ گئے۔ زنگیوں کا ایک گروہ کثیر کھیت رہا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے پر عورتوں اور لڑکوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق مظفر و منصور اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

غربی جانب موفق کا قبضہ

جس وقت موفق نے خبیث کے محل سرا کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کے وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اول پل کو جو نہرابی خصیب پر تھا جلا دیا اس غرض سے زنگی فوجیں ایک دوسرے کو مدد نہ پہنچا سکیں اس پل کے توڑنے اور جلانے میں بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتش باری ہوئی ہزارہا پچکاری روغن نفط کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پل کے جلانے کا سامان تھا موفق عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر خود سوار ہو کر دہانہ نہرابی خصیب کی طرف حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر کے شرقی اور غربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا تا آنکہ موفق کے لشکری پل تک غربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہنچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابن جامع کی سپردگی میں تھی ایک سخت و خوں ریز جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل کے جانب غربی میں آگ لگا دی اسی اثنا میں موفق کے لشکر کا دوسرا کالم شرقی جانب سے پہنچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کر پل کے اس جانب میں بھی آگ لگا دی۔ زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں پل، گھاٹ جہاں پر خبیث کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوا کرتی تھی اور قید خانہ جلا دیا گیا تھا۔ خبیث معہ اپنے ہمراہیوں کے اس سمت سے دوسری سمت شہر کے شرقی جانب چلا گیا۔ اور موفق نے اپنی کامیابی کا جھنڈا غربی جانب پر گاڑ دیا۔ خبیث کے اکثر سپہ سالاروں نے امان حاصل کر لی اور جو بھاگ سکے بھاگ گئے انہیں فراریوں میں خبیث کا قاضی بھی تھا۔

اس پل کے جل جانے کے بعد ادھر خبیث نے دوسرے پل کی حفاظت پر نامی نامی سپہ سالاروں کو متعین کیا ادھر موفق نے اس پل کے جلانے کے ارادے سے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا مشہور نبرد آزماؤں کی ایک فوج مرتب کی گئی۔ بڑے بڑے سورماؤں کو اس کی افسری دی گئی۔ پل توڑنے کے آلات گرم تیل کی پچکاریاں، کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ہمراہ تھی۔ دونوں فوجیں دو برو ہوتے ہی بھڑ گئیں غربی جانب میں ابو العباس کے مقابلہ پر انکلائے اور ابن جامع تھا اور شرقی جانب میں اشند (یہ موفق کا آزاد غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیث اور مہلبی لڑ رہا تھا۔ تین پہر کامل لڑائی ہوتی رہی آخر الامر انکلائے اور ابن جامع کو شکست ہوئی۔ فتح مند گروہ نے پل پر پہنچ کر آگ لگا دی۔ بات ہی بات میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔

انکلائے اور ابن جامع مع اپنے ہمراہیوں کے نہریں کود پڑا۔ لا محالہ ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا مگر یہ دونوں بہزار خرابی و دقت بچ گئے۔ پل کے جلنے کی حالت میں جو شعلے حرارت فاعلی کی وجہ سے آسمان سے باتیں کرنے کو بلند ہو رہے تھے اور پھر اجزاء کثیفہ ارضیہ کے مل جانے سے اپنے مرکز ثقل کی طرف گر رہے تھے انھوں نے اُن مکانات باغات اور بازاروں میں آتش زنی شروع کر دی جو کنارے نہر پر تھے موفق کا لشکر دونوں جانب پھیل گیا۔ خبیث کے اُس مکان کو لوٹ لیا جس میں محل سرا کے جلنے کے بعد آ ٹھہرا تھا عورتوں اور لڑکوں کو قید سے رہا کیا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جو نہر ابی خصیب میں لنگر زن تھیں دجلہ کی جانب نکالا جوں ہی دہانہ نہر سے نکلیں اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ انکلائے بن خبیث نے بھی امان حاصل کر لی۔ خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا بعد اس کے سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا) امان کا خواستگار ہوا تھوڑی دیر توقف کر کے اس کو بھی امان دیدی گئی۔

سلیمان بن موسیٰ کے آنے کے وقت عجب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اس کے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے اُن سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا موفق نے نہایت احترام سے اس کو ٹھہرایا حسن سلوک سے پیش آیا۔ اس کے بعد ہی شبل بن سالم زنگیوں کا ایک دوسرا نامور سپہ سالار بھی امان حاصل کر کے موفق کے لشکر میں چلا آیا خبیث اور اس کے ارکین دولت کو ان لوگوں کے امان حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا شبل بن سالم کے چلے آنے سے خبیث کو زیادہ نقصان اس وجہ سے اُٹھانا پڑا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر شب خون مارتا تھا جس سے ان کو بے حد نقصان پہنچا کرتا تھا۔

شرقی جانب موفق کا قبضہ

انھیں لڑائیوں کے اثناء میں ایک روز موفق نے دربار عام کیا سرداران لشکر ارکین دولت ارباب شوریٰ اور وہ نامی نامی سپہ سالار بھی حسب مدارج حاضر ہوئے جو فریق مخالف سے علیحدہ ہو کر موفق کے سایہ عاطفت میں آ کر پناہ گزیں ہوئے تھے موفق نے حمد و نعت کے بعد پناہ گزیں سپہ سالاران لشکر مخالف سے مخاطب ہو کر کہا "میرے عزیز دلاورو! تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اُس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی اس کا شکریہ یہ ہے کہ مختارہ کی جانب شرقی پر قبضہ کرنے میں جان توڑ کر کوشش کرو تم لوگ اس کی راہوں اور ہر قسم کے حالات سے بخوبی آگاہ ہو میں نے جو کچھ تمھارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصاً و مخلصاً للہ اس مہم کو سر کرو۔ علاوہ رہین منت ہونے کے تم لوگوں کو خاطر خواہ انعام دوں گا"۔ پناہ گزیں سپہ سالاروں نے یک زبان ہو کر عرض کی خداوند نعمت! ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں مگر گذارش یہ ہے کہ ہم لوگ کسی مخصوص سمت کی طرف متعین فرمائے جائیں تاکہ ہماری جان نثاری اور دشمنان دولت کے مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں" بات معقول تھی موفق نے منظور فرمائی اُسی وقت دجلہ کے تمام گھاٹوں پر کشتی کی فراہمی کا گشتی فرمان بھیج دیا چاروں طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہو گئی دو ہی ایک روز میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی موجود ہو گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔

موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو مختارہ کے شرقی جانب سے دریا کے راستہ حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور

یہ ہدایت کردی کہ اگر خبیث کے محل سرا جلانے پر قادر نہ ہو سکنا تو مہلبی کے مکان پہ آ کر جمع ہونا ابو العباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی کشتیوں کا بیڑہ تھا جو شرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر علاوہ ملاحوں اور مزدوروں کے دس ہزار فوج تھی۔ خشکی کی راہ سے دریا کے کنارہ کنارہ ایک فوج قدر اندازوں کی روانہ کی اور اُن کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑہ جنگی سے مزاحمت کریں تو اُن کو بے تامل نشانہ تیر اجل بنا دینا یہ دونوں فوجیں اول ہی شب میں ذی تعدہ کو روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذی تعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خود بھی چیدہ چیدہ جنگ آوروں کو لئے ہوئے حملہ کے ارادہ سے بڑھا۔ ادھر زنگیوں نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا شاہی تیر انداز جواب ترکی بہ ترکی دینے پر تل گئے دوسری طرف سے موفق نے حملہ کر دیا۔ ابو العباس نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اس کی مدافعت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جس کا خاتمہ جنگ پر وارا نیارا کیا گیا۔

موفق نے خبیث کے مکان پر حملہ کیا خبیث نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا چاروں سے جھرمٹ باندھ کر ٹوٹ پڑے مگر فوراً منہ کی کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس کو حریف مقابل کے تصرف سے بچانے کو آئے تھے اُس کو بمجبوری اپنے مقابل حریف کے حوالہ کر گئے۔ فتحمند گروہ نے فرش، اسباب، سامان آرائش غرض اور جو کچھ پایا لوٹ لیا بیس نفر عورتیں اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ خبیث بھاگ کر مہلبی کے مکان میں جا چھپا شاہی لشکر نے تعاقب کیا خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی نکل بھاگا۔ مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس اثنار میں شام ہو گئی۔ لشکری مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر بار کرنے میں مصروف ہوئے زنگیوں کو طمع دامن گیر ہوئی جمع ہو کر پھر مقابلہ پر آئے اور نیچا دیکھ کر واپس گئے۔ موفق نے مع اپنے لشکر کے مظفر و منصور موفقیہ کی جانب مراجعت کی۔

اس واقعہ کے بعد لولو، ابن طولون کے غلام کی عرضی آئی جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی۔ موفق نے مصلحتاً لولو کے آنے تک لڑائی موقوف کر دی۔

بند نہر ابی خصیب پر قبضہ

۳ محرم ۲۷۰ھ کو لولو، ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفقیہ میں وارد ہوا۔ موفق نے حسب مدارج اس کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

چونکہ خبیث نے زمانہ قبضہ نہر ابی خصیب میں پلوں کو تڑوا کر ایک جدید باندھ دہانہ نہر پر دونوں طرف سے ایسا بند صوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی آ گئی تھی کشتیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی اور اگر اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہنچ بھی جاتی تو اس کی واپسی دشوار تھی موفق کی آئندہ کامیابی اس باندھ کے توڑنے پر موقوف تھی ایک مدت سے موفق اس کے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اس کی مدافعت میں سرگرم تھا۔ لولو کے آنے پر موفق نے اس مہم پر لولو کو متعین فرمایا۔ چنانچہ لولو نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی سیکڑوں بیسیوں مکانات جو کنارہ پر بنے ہوئے تھے جلا دیئے۔ ہزارہا آدمی خاک و خون میں ملا دیئے گئے۔ غربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ہنوز موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور وہاں پر چند مکانات اور باغات تھے جس کی حفاظت پر زنگیوں کا ایک گروہ معمور تھا ابو العباس نے اس سمت پر حملہ کر دیا مخالفین میں

سے سوائے معدودے چند کے کوئی جاں بر نہ ہوا۔ اس کے بعد لولو نے بند پر بھی قبضہ کر لیا اور اُس کو کھدوا ڈالا۔

شبل بن سالم کا حملہ

خبیث طیش میں آ کر خود مقابلہ پر آیا اور ابو العباس موقع پا کر مہلب کے مکان کی طرف بڑھا پناہ گزینوں کی فوج شبل بن سالم کی رکاب میں تھی شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑی کو علیحدہ کر کے ایک گوشہ میں چھپا کر یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ کرنائی کی آواز سُننا یا جب تم اپنے سیاہ پھریرہ کو جو کرمانی کے مکان پر نصب ہے جنبش دوں اُس وقت بے تامل حملہ کر دینا۔ زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ ابو العباس کے مقابلہ پر جی توڑ کر لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ دفعتہً شبل بن سالم نے زنگیوں کے عقب میں پہنچ کر سیاہ جھنڈی کو حرکت دی کرنا والے نے قرنا بجایا سارا میدان جنگ پناہ گزینوں سے بھر گیا جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ہزارہا مارے گئے اور بے شمار ڈوب کر دریا میں مر گئے یہ واقعہ ستائیس محرم ۲۷۰ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔

شہر پر قبضہ

موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی۔ خلیل اور ابن ابان معہ اپنے بھائی کی اولاد کے گرفتار کر لیا گیا۔ خبیث معہ اپنے بیٹے انکلائے اور ابن جامع وغیرہ سپہ سالاروں کے نہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا جس کو بوقت ضرورت اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا۔ موفق نے دریا کے راستہ تعاقب کیا اور لولو نے خشکی کا راستہ لیا۔ نہر کے کنارے پر خبیث سے ملاقات ہو گئی۔ خبیث نہایت تیزی سے نہر عبور کر گیا لولو نے اپنے ہمراہیوں کے مع چار گھوڑوں کو مار کر دہانہ نہر میں ڈال دیا اور اُس پر سے مع اپنے ہمراہیوں کے عبور کر کے خبیث سے جا بھڑا۔ خبیث دو چار ہاتھ لڑ کر پھر بھاگا۔ لولو نے تعاقب کیا۔ خبیث کمال سرعت سے نہر سامان کو عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اس کے قرب میں تھی۔ چونکہ شام کا وقت آ گیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا لولو نے مع اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی موفق نے لولو اور اس کے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت اور اپنے ہمراہیوں کو لولو کی امداد نہ کرنے پر نصیحت و ملامت کی ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم نے لولو کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ اس مرتبہ ہماری خطا معاف کی جائے آئندہ سے ایسی غلط فہمی نہ ہونے پائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پناہ گزین زنگیوں کی سرفروشی

اس واقعہ کے دوسرے دن موفق نے اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے خبیث کے تعاقب کی ترغیب دی سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے میں دریغ نہ کریں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اس کو بغیر گرفتار کئے ہوئے زندہ واپس نہ آئیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں تاکہ حریف مقابل کے مقابلہ سے جی چرا کر ہم لوگ اس طرف آنے کا قصد نہ کریں۔ موفق نے زنگیوں کا اس مستعدی اور آمادگی پر شکریہ ادا کیا۔ جلسہ برخاست ہو گیا۔ سرداران لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہوا۔

خبیث زنگی کا قتل

۲ صفر ۲۷۰ھ کو جمعہ کا دن تھا حملہ کے لئے لشکر کی روانگی کا حکم دیا اور عبور کرنے کے بعد کشتیوں کو ہٹا دیا۔ عساکر اسلامیہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے خبیث کے سر پر جا پہنچے گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کر بھاگا خبیث نے ان کے پیچھے اور روک کے پر چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کیا موفق نے اس امر کا احساس کر کے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دی

خبیث نے قلب لشکر کو اس کی کمک پر متوجہ کیا مگر اس کمک کے پہنچنے سے بیشتر میسرہ میں بھگدڑ شروع ہو گئی تھی انہیں کے ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی چاروں طرف سے قتل اور گیرو دار کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خبیث کے ساتھ معدودے چند آدمی میدان کارزار میں اڑے رہے۔ ازاں جملہ مہلبی تھا نیز خبیث کا بیٹا انکلائے اور ابن جامع جیسا نامور سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلا تھا عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے ابو العباس کے حکم سے ان کا تعاقب کیا اسی اثناء میں ابراہیم بن جعفر ہمدانی (زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار) گرفتار کیا گیا ابو العباس نے مشکیں بندھوا کر ایک کشتی میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بقیہ زنگیوں نے جمع ہو کر خبیث کے ابھارنے سے عساکر اسلامیہ پر پھر حملہ کیا یہ حملہ نہایت پُر جوش اور حد سے زیادہ خطرناک تھا عساکر اسلامیہ کو اس حملہ میں پیچھے ہٹنا پڑا لیکن پھر سنبھل کر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ موفق نے خبیث کا تعاقب کیا انتہائے نہر ابی خصیب تک بڑھتا چلا گیا بوقت مراجعت جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید ہو کر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا لولو کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا۔ موفق نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکرگاہ میں لوٹ آیا۔

انکلائے اور مہلبی کی گرفتاری

انکلائے اور مہلبی دیناری کی طرف بھاگ گیا تھا۔ موفق نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر متعین کیا چنانچہ انکلائے اور مہلبی مع پانچ ہزار زنگیوں کے گرفتار ہوا تھا مہلبی اور انکلائے کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ درموسہ زنگی اس واقعہ سے پیشتر خبیث کے اشارہ سے دشوار گذار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا دن دہاڑے لوٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ تجارت پیشہ اور مسافروں کو اس سے سخت زحمت تھی لیکن اس کو جب خبیث کے مارے جانے کی خبر لگی بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑا موفق کی خدمت میں امان کی درخواست کی موفق نے نہایت فراخ حوصلگی سے امان دیدی۔ درموسہ نے امان حاصل کرنے کے بعد مغصوبہ مال و اسباب کو ان کے مالکوں کے پاس بھیج دیا اور نہایت نیک نیتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

اعلان امن

موفق نے اس مہم کو سر کر کے بلاد اسلامیہ میں زنگیوں کی واپسی اور امان دینے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور چند دنوں تک امن و امان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفقیہ میں مقیم رہا بصرہ، ابلہ اور کورہ دجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو عنایت کی اور اپنے بیٹے ابو العباس کو بغداد کی جانب روانہ کیا چنانچہ ابو العباس نصف جمادی الثانی ۲۷۰ھ کو داخل بغداد ہوا اہل بغداد نے بڑی خوشی منائی سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

زنگیوں کے سردار نے آخر رمضان ۲۵۵ھ میں خروج کیا تھا اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد اول صفر ۲۷۰ھ میں مارا گیا۔

اسحاق بن کنداج کی سرگرمیاں

جس وقت احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی گورنری دی گئی اور اسے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر متعین کیا اسحاق بن کنداج کو سخت برہمی پیدا ہوئی اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک جداگانہ گروہ قائم کر لیا اور موقع پا کر اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو تہ تیغ کر کے موصل کی جانب چلا آیا اہل موصل نے ڈر کر کچھ نقد اور مال پر مصالحت

گر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی ابن داؤد تھا ہنوز اس کی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اس کی خبر لگ گئی ابن کنداج کی مدافعت پر تیار ہو گیا۔ حمدان بن حمدون تغلبی اور اسحاق بن عمر بن ایوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی آملا پندرہ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ابن کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ ابن کنداج نے جوڑ توڑ لگا کر علی بن داؤد کے ہمراہیوں سے سازش کر لی جس سے ابن کنداج فتح یاب ہو گیا۔ حمدان اور علی بن داؤد نیشا پور کی جانب بھاگ گیا۔ اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کر دم لیا۔ چونکہ ابن کنداج اس کے تعاقب میں تھا نصیبین سے نکل کر آمد پہنچا عیسیٰ ابن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا دو چار روز بعد جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ والی آمد اور ابو العز موسیٰ بن زرارہ عامل ارون اعانت و امداد پر آمادہ و تیار ہو گیا۔

ابن کنداج کو سند گورنری

اس اثناء میں دربار خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام سند گورنری موصل آپہنچی۔ ابن کنداج نے موصل کا رخ کیا۔ عیسیٰ بن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کے لئے یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمر وغیرہ کو ان کی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے۔ ابن کنداج نے اس کو منظور نہ کیا تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ ابن کنداج نے یہ خبر پا کر مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی مگر یہ مصالحت عارضی تھی چنانچہ پھر ۲۶۷ھ میں ان لوگوں نے ابن کنداج سے معرکہ آرائی کی اسحاق بن ایوب، عیسیٰ بن شیخ اور ابو العز بن حمدان بن حمدون وغیرہ نے ربیعہ، تغلب، بکر اور یمنی قبائل کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ جا کر بڑے زور شور سے مقابلہ کیا مگر ابن کنداج نے ان کو دوبارہ شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبین اور نصیبین سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابن شیخ اور ابن کنداج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

موصل میں خوارج کی لڑائیاں

مساور خارجی ۲۶۳ھ مقام بوازیج میں بحالت جنگ عساکر مر گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں نے محمد بن حرزاد کو جو کہ ان دنوں شہرزور میں تھا بجائے مساور کے اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا تب ان لوگوں نے ایوب بن عیان معروف غلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن حرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے عجلت کی بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی نقض بیعت کر کے اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مساور نے مجھ سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے" ان لوگوں نے جواب دیا "اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جس کی بیعت کر لی ہے اسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بدعہدی ہرگز نہ کریں گے۔ محمد بن حرزاد اس جواب کو سن کر آگ بگولا ہو گیا اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ آیا مساور کے ہمراہی بھی بسر افسری ایوب بن حیان کے مقاومت کرنے کو میدان جنگ میں آئے لڑائی ہوئی۔ اثنائے جنگ میں ایوب بن حیان مارا گیا۔ تب ان لوگوں نے ہارون بن عبداللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں کی رجوعات زیادہ ہوئی تھوڑے ہی دنوں میں اس کے متبعین کی تعداد بڑھ گئی محمد بن حرزاد اس وقت اس سے جنگ کرنا نامناسب تصور کر کے شہرزور واپس آیا اور ہارون نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا کچھ عرصہ بعد محمد بن حرزاد نے پھر یلغار کی یہ شخص بہت بڑا عابد اور زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا تھا اور جنگ کے وقت گائے پر سوار ہوتا، تاکہ بھاگنے کا وہم و خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ الغرض رفتہ رفتہ واسط پہنچا امرائے موصل یہ خبر پا کر موصل سے باہر آئے محمد بن حرزاد بھی ان کی طرف بڑھا مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کر بھاگا تقریباً اس کے

دو سو ہمراہی مارے گئے۔ ہارون نے بنو تغلب سے امداد چاہی بنو تغلب امداد پر آمادہ ہو گئے۔ اسی اثناء میں حمدان بن حمدون بھی آ گیا۔ ترتیب لشکر اور فراہمی آلات حرب کے خیال سے موصل کی جانب سب نے مراجعت کی۔ محمد بن حرزاد فتح یابی کی خوشیاں منانے لگا۔ لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا۔ ہارون نے موقع پا کر محمد بن حرزاد کے ہمراہیوں کو ملا لیا محمد بن حرزاد کے ہمراہ اکراد کی ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی۔ ہارون نے لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا محمد بن حرزاد اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے اکراد جلالیہ پر یلغار کر دی متبعین کی جماعت بہت بڑھ گئی۔ موصل کے قرب وجوار پر ہاتھ بڑھایا۔ دجلہ کے راستہ مال کی درآمد و برآمد پر چنگی مقرر کی زکوٰۃ اور صدقات کے وصول کرنے پر عمال مقرر کیے۔

ان واقعات کے بعد ۲۷۲ھ میں ہارون سے بنو شیبان جنگ کرنے کو آئے ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی۔ چنانچہ حمدان خود ہارون کی کمک پر آیا۔ نہر خازن پر بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بالآخر ہارون کا ہراول بھاگ کھڑا ہوا اس کی شکست سے خود ہارون بھی شکست کھا کر بھاگا اور حدیثہ میں پہنچ کر مع اپنے ہمراہیوں کے قیام کر دیا۔

حالات رافع بن ہرثمہ

جس وقت ۲۶۸ھ میں خجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اس وقت اس کے ہمراہیوں نے جمع ہو کر رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو محمد بن طاہر کا ایک سپہ سالار تھا اور پھر جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے بنو طاہر کو حکومت کی کرسی سے اُتار دیا رافع بن ہرثمہ ایک چلتا پرزہ تھا۔ یعقوب صفار سے مراسم پیدا کر کے مصاحب بن گیا کچھ عرصہ بعد یعقوب نے سجستان کی طرف مراجعت کی تو رافع بھی اس کے ہمراہ سجستان چلا آیا مگر یہاں پہنچ کر اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنی قیام گاہ تامیں مضافات باذغیس میں آٹھہرا تا آنکہ خجستانی نے رافع کو طلب کر کے اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی۔ پھر جب خجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کر اس کو اپنا امیر بنایا۔

نیشاپور کا محاصرہ

رافع نے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کر دی۔ ابو طلحہ بن سرکب ان دنوں جرجان سے نیشاپور چلا آیا تھا۔ رافع نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد قطعاً بند کر دی۔ ابو طلحہ نے مجبور ہو کر نیشاپور کو چھوڑ کر مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ (یہ واقعہ ۲۶۹ھ کا ہے)

محمد بن مہتدی کی ہزیمت

ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن مہتدی کو ہرات کی حکومت پر متعین کیا۔ چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کا نام خطبہ میں پڑھا گیا عمرو بن لیث صفار نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اس معرکہ میں محمد بن مہتدی کو شکست ہوئی جس قدر ممالک اس کے قبضہ میں تھے اُن سب پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہو گیا۔ محمد بن سہل بن ہاشم اس کی طرف سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ابو طلحہ اس خوف سے کہ آئی گئی بلا میرے سر نہ آ جائے مرو سے نکل کر بیکند چلا گیا۔ اسمٰعیل ابن احمد سامانی سے مدد کا خواستگار ہوا اسمٰعیل نے ایک لشکر جرار سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال باہر کیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

اسی ۲۷۱ھ میں موفق نے صوبجات خراسان کی گورنری محمد بن طاہر کو مرحمت فرمائی یہ اُس وقت بغداد ہی میں تھا سند گورنری حاصل کر کے خراسان روانہ ہوا۔ بہ لحاظ ضرورت وقت خراسان پر اپنی طرف سے رافع بن ہرثمہ کو بطور

نائب کے مقرر کیا اور ماوراءالنہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال و قائم رکھا دربار خلافت نے اس انتظام پر ناراضگی اور عمرو بن لیث کی معزولی کا فرمان صادر ہوا۔ اس پر رافع خراسان سے ہرات کی جانب روانہ ہو گیا۔ ان دنوں ہرات میں محمد بن مہتدی (ابوطلحہ کا نائب) حکومت کر رہا تھا۔ یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے یورش کر کے محمد بن مہتدی کو مار ڈالا تھا۔ اس وجہ سے ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر کہ رافع آ گیا ہے۔ رافع کے پاس چلا آیا۔ امان کی درخواست کی رافع نے اس کو امان دی عفو تقصیر کی اور اپنی جانب سے ہرات پر مہتدی بن محسن کو متعین کیا۔

بعد ازاں رافع کو ابوطلحہ کی فکر دامن گیر ہوئی کمی فوج کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اسمٰعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ بمقابلہ ابوطلحہ کے میری مدد کرو۔ اسمٰعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کر اس امدادی فوج کے ہمراہ آیا۔ اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مرورودی کو معہ اس کی رکاب کی فوج کے بلا بھیجا اور ایک عظیم الشان لشکر مرتب کر کے ۲۷۲ھ میں ابوطلحہ پر چڑھائی کر دی۔ یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک خوں ریز جنگ کے بعد ابوطلحہ شکست کھا کر بھاگا ہرات پہنچا مہتدی بن محسن عامل ہرات اپنے محسن رافع سے باغی ہو کر ابوطلحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے فوج کو فراہم کیا اور بعد تیاری سامان جنگ رافع سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے مگر رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے دونوں کو پھر نیچا دکھا دیا ابوطلحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا مگر مہتدی بن محسن ۲۷۲ھ میں گرفتار ہو گیا رافع نے کچھ عرصہ بعد رہا کر دیا اور اسی سنہ میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہل خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ معتمد اور موفق کی ناانصافی

چونکہ بوجہ چند موفق کو ابن طولون سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے موفق نے ابن طولون کی معزولی کے خیال سے موسیٰ بن بغا کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ۲۶۳ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا تھا۔ دس مہینے تک یہ لشکر رقہ میں ٹھہرا رہا بالآخر لشکریوں کے باہمی اختلاف و مخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا بے نیل و مرام واپس آیا۔

خلیفہ معتمد نام کا خلیفہ تھا عمال کا رد و بدل، ملک کا نظم و نسق، سرداران لشکر کی تقرری تنزلی غرض حکومت و سلطنت کی زمام موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی۔ وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری، معاملہ فہمی، سیر چشمی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا اس قدر صاحب قابو ہونا ناگوار گزرتا تھا خفیہ طور سے احمد بن طولون کو اس امر کی شکایت لکھ بھیجی۔ احمد بن طولون نے تحریک کی کہ آپ میرے پاس مصر میں چلے آیئے میں آپ کی اعانت و مدد کروں گا خلیفہ معتمد اس امر پر تیار ہو گیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کی غرض سے ایک لشکر رقہ میں بھیج دیا۔ موفق ان دنوں زنگیوں سے مصروف جدال و قتال تھا خلیفہ معتمد دربار خلافت سے اس کی غیر حاضری کو غنیمت خیال کر کے شکار کے بہانہ سے معہ اپنے چند سپہ سالاروں کے ۲۶۹ھ میں دارالخلافت سے بقصد مصر روانہ ہو گیا۔ موصل کے قریب پہنچا ان دنوں موصل اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق ابن کنداج تھا۔ موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی جانب سے بوقت روانگی خلیفہ معتمد کو لکھ بھیجا تھا۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ خلیفہ معتمد کو اثنا راہ سے دارالخلافت کو لوٹا دو۔ اور اس کے ہمراہی سرداروں کو گرفتار کر لو۔ پس جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابن کنداج نے حاضر ہو کر دست بوسی کی نذر دی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا۔ تا آں کہ ابن طولون کی گورنری کے حدود تک پہنچا۔ ایک روز خلیفہ معتمد کی خدمت میں

حاضر ہو کر سرداروں سے جو خلیفہ کے ساتھ تھے۔ مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کیوں حضرات تم کو ابن طولون کے پاس جاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کو کوئی فضیلت تم پر نہیں ہے۔ وہ تم جیسا ایک شخص ہے۔ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس کے ماتحت ہو کر رہو؟ سرداروں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابن کنداج نے اس کو رد کر دیا۔ بحث و مباحثہ ہونے لگا ابن کنداج بولا۔ امیر المومنین کے حضور میں ان لغویات پر بحث کرنا بے ادبی ہے۔ آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں اور خوب جی کھول کر بحث کریں۔ اگر مجھے آپ لوگ قائل کر دیں تو میں آپ کا ہم آہنگ ہو جاؤں؟ سرداروں نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ معتمد کی خدمت سے اٹھ کر ابن کنداج کے خیمہ میں آئے اندر آنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لئے گئے۔ ابن کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا جو دارالخلافت چھوڑ کر آئے تھے۔ ہونہار لائق بھائی (موفق) سے کشیدہ خاطر ہونے اور ایسے حال میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جبکہ وہ دشمنانِ خلافت و خاندان حکومت سے معروف جنگ ہے۔ خلیفہ معتمد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ ابن کنداج نے اس کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے، بجبر و اکراہ سامرا کی جانب واپس کر دیا۔

انہی وجوہات سے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ابن طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا۔ اور عنوان خطوط سے بھی محو کر دیا اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہنچی تو سخت برہم ہوا۔ مگر اس وجہ سے کہ زنگیوں سے معروف جدال و قتال تھا۔ ابن طولون کی گوشمالی کی جانب متوجہ نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر ہو گئی۔ ابن طولون کو دربارِ خلافت میں طلب کر کے بے حد لعنت و ملامت کی اور بہ نظر چشم ثانی معزول کر کے اس کی گورنری پر اسحاق بن کنداج کو متعین فرمایا غرض باب شماسیہ سے افریقہ تک کے بلاد ابن کنداج کی گورنری میں داخل ہو گئے۔

لولو (ابن طولون کا آزاد غلام) حمص، حلب، قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابن طولون کی جانب سے والی تھا۔ رقہ میں اس کا صدر مقام تھا۔ اسی ۲۶۹ھ میں ابن طولون کی بداقبالی اور موفق سے منحرف ہو جانے کا واقعہ سن کر ابن طولون سے باغی ہو گیا۔ رقہ سے نکل کر بالس پہنچا اور اس کو لوٹ لیا۔ موفق سے خط و کتابت شروع کی حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اس کی خواہش کے مطابق جواب بھیجا۔ چنانچہ لولو بالس سے روانہ ہو کر قرقیسیا میں جا اترا ابن صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے رسد و غلہ کے دینے سے انکار کیا لولو نے نقارۂ جنگ بجوا دیا اور حملہ کر دیا۔ ابن صفوان کو شکست ہوئی لولو نے قرقیسیا پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن مالک ابن طوق کے سپرد کر دیا اور خود ایک عظیم لشکر کے ساتھ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہنچا۔ موفق اس وقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا۔ بڑی عزت سے پیش آیا۔ خلعت اور انعامات مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لولو نے ان لڑائیوں میں ناموری اور کامیابی حاصل کی۔

اس کے بعد ابن طولون نے اسی سنہ میں بلا کسی استحقاق کے ایک لشکر مکہ معظمہ کو موسم حج کے انتظام کی غرض سے روانہ کیا ان دنوں ہارون بن محمد والی مکہ تھا۔ ابن طولون کے لشکر کے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ موفق نے ایک لشکر جرار مکہ معظمہ کو بہ سرکردگی جعفر روانہ کیا۔ اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے۔ مردانگی کے ساتھ ابن طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا سخت معرکہ ہوا۔ ابن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ دو سو سپاہی مارے گئے۔ سپہ سالاران لشکر کو ہزار ہزار دینار زر فدیہ دے کر رہا کیا۔ حرم شریف کی مسجد میں موفق کا عالی شان فرمان پڑھا گیا جس میں

ابن طولون پر لعن طعن کی گئی تھی۔ اہل مصر صحیح وسلامت اپنے شہر کو واپس آگئے۔

اسی وقت سے لولو نہایت مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس کو ناراض ہو کر گرفتار کرلیا اور چار لاکھ زرجرمانہ وصول کر کے رہا کیا۔ اسی زمانہ سے اس کے ادبار کی ابتدا ہوتی ہے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا مفلوک اور نادار ہو جاتا ہے کہ نان شبینہ کو بھی محتاج نظر آتا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر واپس آتا ہے۔

ابن طولون کی وفات

۲۷۰ھ میں بازمان خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کر کے ابن طولون کے نائب کو گرفتار کرلیا۔ احمد بن طولون اس وحشت خیز خبر کو سن کر تاب نہ لا سکا۔ لشکر جمع کر کے بازمان کی سرکوبی کی غرض سے طرسوس پر چڑھ آیا اور محاصرہ کرلیا۔ بازمان نے شہر پناہ کے دروازے بند کروائے مجبور ہو کر ابن طولون نے انطاکیہ کی جانب مراجعت کی انطاکیہ پہنچ کر علیل ہو گیا۔ اطباء نے بہت علاج کیا کچھ سود مند نہ ہوا۔ حکومت مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

ابن طولون کے انتقال پر اس کا لڑکا خمارویہ مقرر کیا گیا۔ ابن طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا۔ خمارویہ سے مخالفت کی۔ خمارویہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ گرمی دماغ فرو ہوگئی بدستور سابق مطیع ہو گیا۔

ان دنوں موصل اور جزیرہ کی گورنری پر اسحاق بن کنداج تھا۔ انبار۔ رحبہ۔ اور طوق فرات کی حکومت محمد بن ابوالساج کے ہاتھ میں تھی۔ ان دنوں (ابن کنداج اور ابن ابوالساج) نے شام کی جانب قدم بڑھانے کی اجازت طلب کی اور کمک کے خواستگار ہوئے۔ موفق نے اجازت دیدی۔ اور اعانت وامداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابن کنداج اور ابن ابوالساج نے لشکر مرتب کر کے بقصد بلاد شام کوچ کر دیا۔ قرب وجوار کے جس قدر شہر تھے سب پر قبضہ کرلیا۔ ابن کنداج نے انطاکیہ حلب اور حمص کو دبالیا نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات سے مطلع کیا خمارویہ نے متعدد فوجیں ملک شام کی حفاظت کو روانہ کیں۔ ابن کنداج نے موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کر قیام کیا۔ خمارویہ کے لشکر نے دمشق میں پہنچ کر ابن کنداج اور ابن ابوالساج سے جنگ کرنے کے قصد سے شیراز کا رخ کیا۔ ابن کنداج نے نہایت آہستگی سے لڑائی شروع کی اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں زمانہ جنگ کو طول دیتا گیا اور موسم سرما آگیا۔ اور ابوالعباس احمد بن موفق (یہی معتضد باللہ کے لقب سے مشہور ہے) بغداد سے ایک فوج لئے ہوئے آ پہنچا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی۔ اور اس نے غفلت کی حالت میں ان پر شبخون مارا۔ خمارویہ کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا۔ معدودے چند جو باقی رہے انھوں نے دمشق کا راستہ لیا۔ اور ابوالعباس نے ان لوگوں کو جلاوطن کر دیا۔ اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے معہ اپنے بقیہ لشکر کے رملہ میں قیام کیا۔ ابن کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ابوالعباس سے اجازت حاصل کر کے رقہ پر فوج کشی کر دی۔ رقہ ثغور اور عواصم پر خمارویہ کی جانب سے ابن عباس تھا۔ ابن عباس نے ابن کنداج کی آمد سے مطلع ہو کے جنگ کی تیاری کی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن کنداج کو فتح یابی حاصل ہوئی۔

ابوالعباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر پا کر مصر سے رملہ کی حمایت کو آ پہنچا

دونوں لشکروں کا ایک چشمہ پر جس کا نام طواحین تھا۔ مقابلہ ہوا۔

چونکہ ابوالعباس نے ابن کنداج اور ابوالساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ کیونکہ انھوں نے امداد کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں دو رنگی کی تھی اس وجہ سے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

اگرچہ خمارویہ کے رکاب میں زیادہ فوج تھی لیکن ابوالعباس نے نہایت ہوشیاری اور مردانگی سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا لڑائی شروع ہوئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اُس نے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک گوشہ میں چھپا رکھا تھا۔ قصداً اپسا ہوا۔ ابوالعباس جوشِ کامیابی میں بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ خمارویہ کے خیمہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جس وقت اُس کے ہمراہی لوٹنے میں معروف ہوئے۔ خمارویہ کی فوج نے میدانِ جنگ کے ایک گوشہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ ابوالعباس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا۔ شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگا۔ اہلِ دمشق نے دروازہ نہ کھولا۔ بدرجہ مجبوری طرسوس کا راستہ لیا دونوں فوجیں بلا امیر کے لڑنے لگیں۔ خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کر اُس کے بھائی معبد کو بجائے اس کے امیر بنایا اور قتل و غارت کرتا ہوا شام کی جانب بڑھا اور کُل بلاد شامیہ پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر لیا کوئی مزاحمت و مخاصمت کرنے والا نہ تھا۔ موفق اور اُس کے بیٹے کا نام خطبہ سے نکال ڈالا گیا۔ خمارویہ اس نمایاں کامیابی کو سُن کر مارے خوشی کے جامہ میں پھولے نہ سماتا تھا۔ قیدیوں کو جو اُس کے ہمراہ تھے رہا کر دیا۔

چند دنوں بعد اہل طرسوس کے دماغ میں بھی بغاوت کے بخارات چڑھ گئے۔ مجتمع ہو کر ابوالعباس کو نکال دیا۔ بیچارہ ابوالعباس بحال پریشان بغداد کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد اہل طرسوس نے مازیار کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ جب اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا تو اس نے خمارویہ سے زر کثیر لے کر اُس کے نام کو خطبہ میں شامل کر دیا۔ نیز اس کے حق میں دعا کی۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار دینار پانچ سو تھان قیمتی قیمتی کپڑوں کے۔ پانچ سو گھوڑے اور بے شمار آلات حرب بھیجے تھے۔ اس کے بعد جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبہ میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار اور بھیج دیئے۔

محمد بن زید والی طبرستان

ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے وفات پائی بیس برس اُس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا بھائی (محمد بن زید) طبرستان کا والی ہوا۔ ان دنوں خلافت عباسیہ کا عَلَم قزوین میں اذکوتکین کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے چار ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ رے پر چڑھائی کر دی۔ محمد بن زید بھی یہ خبر پا کر دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر محمد بن زید کو شکست ہوئی اور بھاگ کر جرجان پہنچا۔ اس کے لشکر کے چھ ہزار سپاہی ہلاک ہوئے تھے جن میں سے دو ہزار اور گرفتار کر لئے گئے۔ بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا اُس نے رے میں داخل ہو کر خلافت عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل رے سے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمّال کو صوبہ رے میں چاروں طرف پھیلا دیا۔

رافع بن ہرثمہ کی جرجان پر فوج کشی

اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربار خلافت سے معزولی کا فرمان پہنچا اور زمام حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کی گئی۔ اس نے اپنی نیابت پر رافع بن ہرثمہ کو مقرر کیا۔ ۲۷۵ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر فوج کشی کی۔ محمد بن زید یہ خبر پا کر رات ہی کو استرآباد

۱؎ یہ واقعہ ۲۷۲ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ، صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر۔

بھاگ گیا۔ رافع نے استر آباد پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دو برس تک محاصرہ کئے رہا۔ محمد بن زید طول حصار سے تنگ آ کر شب کے وقت بھیس بدل کر ساریہ کی جانب چلا گیا۔ رافع نے تعاقب کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام کار محمد بن زید نے زچ ہو کر ساریہ اور طبرستان چھوڑ دیا (یہ واقعہ ۲۷۷ھ کا ہے)

سالوس کا محاصرہ

اسی زمانہ میں (یعنی اسپہان محمد بن زید سے) رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی امان دیدی گئی۔ بعد ازاں محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا۔ علی بن کافی والی سالوس نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ محمد بن زید کو اس کی خبر لگ گئی۔ اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہنچا اور محمد وعلی پر محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف کی ناکہ بندی کر لی جس سے خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک مدت تک رافع کو ان دونوں کی کچھ خبر نہ ملی۔ کچھ عرصہ بعد ایک جاسوس سے معلوم ہوا کہ محمد وعلی مقام سالوس میں محصور ہیں اور محمد بن زیدان کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ رافع نے اسی وقت روانگی کا حکم دیدیا۔ محمد بن زید یہ سن کر کہ رافع آ رہا ہے سرزمین دیلم کی جانب کوچ کر گیا۔ اس کے بعد ہی رافع نے سرزمین دیلم میں داخل ہو کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا اور ہر چیز تہ و بالا کرتا ہوا حدود قزوین تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے رے کی طرف مراجعت کی اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ خلیفہ معتضد نے ۲۹۹ھ میں وفات پائی۔

ابن کنداج و ابن ابی الساج کی مخالفت

(۲۷۳ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رحبہ کا گورنر تھا اس سے اسحاق بن کنداج کی جو جزیرہ کا حاکم تھا برہمی پیدا ہو گئی جو رفتہ رفتہ بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ ابن ابی الساج نے خمارویہ ابن طولون والی مصر سے خط وکتابت کر کے اطاعت قبول کر لی اور قنسرین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیوداد کو بطور اپنے ضامن کے بھیج دیا۔ خمارویہ نے بہت سا مال واسباب ابن ابی الساج کو روانہ کیا اور شام کی جانب کوچ کر دیا۔ ابن ابی الساج نے مقام بالس میں اس سے ملاقات کی اور صلاح ومشورہ کر کے ابن ابی الساج نے فرات کو رقہ کی جانب عبور کیا۔ اسحاق مقابلہ پر آیا۔ لڑائی شروع ہو گئی آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ابن ابی الساج نے اس کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقہ پہنچا۔ اسحاق یہ سن کر قلعہ ماردین میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ ابن ابی الساج نے قلعہ ماردین کو جا کر گھیر لیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائلی عرب کو زیر کرنے کی غرض سے سنجار جانے کی ضرورت پیش آ گئی۔ چار و ناچار قلعہ ماردین سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اسحاق کو موقع مل گیا۔ ماردین سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔

خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو خبر لگ گئی مقام برتعید میں چھیڑ چھاڑ کی۔ خفیف سی لڑائی ہوئی۔ اسحاق شکست کھا کر پھر ماردین میں واپس آیا اور ابن ابی الساج نے صوبجات جزیرہ اور موصل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دونوں مقامات میں خمارویہ اور اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابن ابی الساج نے موصل پر متصرف وقابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح نامی کو موصل کے مضافات میں خراج وصول کرنے کو بھیجا۔ فتح نے پہنچ کر خراج وصول کرنا شروع کر دیا اسی کے قریب یعقوبیہ کی فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی۔ فتح نے کہلا بھیجا "تم لوگ ناحق جمع ہو رہے ہو مجھے تم لوگوں سے کچھ سروکار نہیں ہے میں تھوڑے دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار روز قیام کر کے چلا جاؤں گا"۔ یعقوبیہ یہ سن کر منتشر ہو گئے۔ فتح نے ایک روز غفلت کی حالت میں یعقوبیہ پر شب کے وقت دھاوا بول دیا۔ یعقوبیہ کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ کر ان لوگوں کے پاس دم لیا جو اطراف وجوانب میں منتشر ہو گئے تھے۔ بسب

نے جمع ہو کر فتح کے لشکر پر دفعۃً حملہ کر دیا۔ فتح کے ہمراہیوں میں سے آٹھ سو آدمی مارے گئے۔ ایک سو ادھر اُدھر منتشر ہو گئے تقریباً سو آدمیوں کو ساتھ لے کر فتح جان بچا کر بھاگ گیا۔

ابن ابی الساج کی سرکشی

ان واقعات کے بعد ابن ابی الساج نے خمارویہ سے سرکشی کی اور پیمان اطاعت توڑ دیا۔ خمارویہ اس سے مطلع ہو کر مصر سے ایک عظیم الشان فوج لے کر شام پر چڑھ آیا ابن ابی الساج بھی مقابلہ پر تل گیا دونوں فریق متصادم ہو گئے۔ پہلے تو خمارویہ کے میمنہ کو شکست ہوئی مگر خمارویہ نے سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ ابن ابی الساج کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے خمارویہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر حمص کی جانب قدم بڑھایا حمص میں ابن ابی الساج بہت مال و اسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر خمارویہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا تھا اور جب ابن ابی الساج حمص کے قریب پہنچا تو خمارویہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرض کیا مجبور ہو کر حلب کا قصد کیا اور جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ خمارویہ تعاقب میں ہے تو حلب سے نکل کر رقہ کا راستہ لیا اور فرات کو عبور کر کے موصل پہنچ گیا اس کے بعد ہی خمارویہ بھی موصل کے قریب آ پہنچا ابن ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا اور حدیثہ چلا آیا۔

خمارویہ اور اسحاق کا اتحاد

اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست اٹھانے کے بعد خمارویہ سے سازش کر لی تھی اور ماردین سے نکل کر خمارویہ کے لشکر میں آ رہا تھا۔ خمارویہ نے موصل میں پہنچ کر اسحاق کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ابن ابی الساج کے تعاقب میں روانہ کیا اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کیے گئے تھے ابن ابی الساج کو جاسوسوں نے خبر کر دی حدیثہ سے نکل کر دجلہ کو عبور کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا اور اسحاق کنارہ دجلہ پر پہنچ کر دریا عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہوا ہنوز کشتیاں پوری طرح سے فراہم نہ ہو سکی تھیں کہ ابن ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا تمام رات سفر کیا کرتا تھا اور دن کو کسی مقام میں چھپ جاتا تھا غرض سفر و قیام کرتا ہوا چوتھے روز موصل کے قریب پہنچا اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی وہ موصل کی جانب لوٹ پڑا ابن ابی الساج کی رکاب میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار نبرد آزما تھے موصل کے باہر قصر حرب میں ہنگامہ کارزار گرم کیا گیا باوجودیکہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی مگر پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی خود اسحاق بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوا ابن ابی الساج نے رقہ میں پہنچ کر موفق کی خدمت میں عرض داشت بھیجی اور اس امر کی استدعا کی کہ حکم ہو تو فرات کو عبور کر کے بلاد شام میں خمارویہ پر یلغار بھیجدوں موفق نے امدادی فوج کے پہنچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ کے پاس جا کر دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لے کر ابن الساج کی طرف بڑھا دریائے فرات پر پہنچ کر ٹھہر گیا اس کنارہ پر ابن ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اُس کنارہ پر اسحاق نے پہنچ کر اپنا مورچہ قایم کیا ایک مدت تک دونوں فوجیں بلا کسی لڑائی کے مقابلہ پر پڑی رہیں ایک روز شب کے وقت اسحاق نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو فرات عبور کر کے ابن ابی الساج کے لشکر پر شب خون مارنے کا اشارہ کر دیا ابن ابی الساج کے لشکر کو اس اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس وجہ سے اس کو شکست اٹھانی پڑی پھر یہ لشکر بھاگ کر ابن ابی الساج کے پاس رقہ پہنچا۔

ف یہ واقعہ آخر سنہ ۲۷۳ھ کا ہے اور لڑائی محرم ۲۷۵ھ دمشق کے قریب مقام ثنیۃ العقاب میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد، صفحہ ۱۷۲۔

ابن ابی الساج بحیثیت گورنر آذر بائیجان

ادھر اس واقعہ کے بعد ابن ابی الساج نے ربیع الاول ۲۷۶ھ میں رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ موفق نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت دی۔ انعامات عنایت کئے۔ ادھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کر دیار ربیعہ اور دیار مضر غرض کل سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

کچھ عرصہ بعد اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو قدر افزائی کے طور پر آذر بائیجان کی گورنری عنایت فرمائی۔ چنانچہ ابن ابی الساج سند گورنری حاصل کر کے آذر بائیجان کی طرف روانہ ہوا جس وقت وہ مراغہ کے قریب پہنچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبہ سے راستہ نہ دیا اور مزاحمت کی ابن ابی الساج نے بہت کچھ سمجھایا مگر جب وہ نہ سمجھا تو حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر مراغہ میں جا چھپا ابن ابی الساج نے مراغہ میں پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایک جنگ عظیم اور محاصرۂ طویل کے بعد ۲۷۸ھ میں مراغہ پر قابض ہو کر عبداللہ بن حسین کو قتل کر ڈالا اور اپنے صوبہ آذر بائیجان پر بے فکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

عمرو بن لیث

موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان، اصفہان، بجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی افسری عنایت فرمائی تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ عمرو بن لیث کی طرف سے فارس کا حاکم محمد بن لیث تھا اس نے ۲۶۰ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث) کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی بلکہ اس سے باغی و منحرف ہو گیا عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر محمد بن لیث پر بخیال چشم نمائی اور سرکوبی فوج کشی کر دی۔ مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی اور نمک حرام حاکم کو شکست ہوئی۔ کمال جدوجہد سے جان بچا کر بھاگا عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر کو بھی زیر و زبر کر ڈالا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر مامور کیا۔ دو ہی چار روز کے بعد وہ گرفتار ہو کر آ گیا عمرو بن لیث نے کرمان کی جیل میں اُسے قید کر دیا۔

اصفہان سے خراج کی وصولی

اسی زمانہ جنگ میں عمرو بن لیث نے احمد بن ابی الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن عبدالعزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا سب کا سب احمد بن الاصبغ کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار، پچاس من[1] مشک، اسی قدر عنبر، دو سو من عود، تین سو تھان زربفت، ظروف طلائی، نقرئی، گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت غلام لونڈیاں جن کی قیمت تخمیناً دو لاکھ دینار تھی دربار خلافت میں روانہ کیں اور محمد بن عبید کردی حاکم رامہرمز پر یلغار کرنے کی درخواست کی خلافت پناہی نے اجازت دیدی۔ عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک سپہ سالار کو بسرافسری ایک فوج جرار کے ساتھ رامہرمز کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن عبید کردی گرفتار ہو کر عمرو بن لیث کے روبرو پیش ہوا عمرو بن لیث نے اُسے قید کر دیا۔

عمرو بن لیث کی معزولی

اس واقعہ کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا اور حجاج خراسان سفر مکہ معظمہ سے واپس آئے تو اُن کو اس کی معزولی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ

---

[1] من میں بہت اختلاف ہے ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے من طبی ۱ تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے من عالمگیری چالیس سیر کا من تبریزی دو سو تولہ کا۔ جو بحساب وزن رائج الوقت تین سیر کے برابر ہوا دیا ایک من اور ہوتا ہے جو چالیس تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائے گا تو اس سے اغلب یہی من مراد لیا جائے گا۔ - مترجم۔

کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ بر سر منبر عمرو بن لیث پر لعنت کی جائے۔ اور صاعد بن مخلد کو فارس کی طرف عمرو بن لیث کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے۔ صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر نے اپنی نیابت میں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو مامور کیا۔

ابھی صاعد فارس تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کا صادر ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑے زور و شور کی لڑائی ہوتی رہی عمرو بن لیث کے ہمراہ پندرہ ہزار فوج تھی اور شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عصر کے قریب عمرو بن لیث کو شکست ہوئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہوا سو سرداران نامی مارے گئے تین ہزار گرفتار کئے گئے باقی لشکریوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور امان کی درخواست کی۔ لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا۔

ابو طلحہ اور علی بن لیث کی اطاعت پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی گوشمالی اور سرکوبی کی غرض سے فارس پر فوج کشی کی عمرو بن لیث نے یہ سن کر اپنے بیٹے محمد کو ارجان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو طلحہ بن شرکب تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ محمد اور عباس کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں کار آزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالاروں کی ماتحتی میں تھے۔ جس وقت ابو طلحہ موفق کے مقابلہ پر پہنچا کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ جا کر موفق کے قدموں پر گر پڑا اور امان کی استدعا کی جو فوراً منظور کر لی گئی اس سے عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا ہمت ہار کر کرمان کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے بعد موفق کو ابو طلحہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اور شیراز کے قریب پہنچ کر گرفتار کر لیا اس کا مال و اسباب اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو دے دیا۔ اور عمرو بن لیث کی تلاش میں کرمان کا قصد کیا عمرو بن لیث یہ خبر پا کر کرمان سے نکل کر سجستان چلا آیا راستہ میں اس کا لڑکا محمد مر گیا۔ اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس آیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا قصد کیا اور محمد بن زید کو طبرستان میں دبا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ طبرستان ہی میں علی بن لیث اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل کے ساتھ رافع کی خدمت میں حاضر ہوا جس کو کرمان میں اس کے بھائی عمرو بن لیث نے قید کر دیا تھا۔

موفق کی مراجعت ۲۷۶ھ میں ابو تکین کے سکریٹری (مادرائی) نے موفق کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیجی کہ ابو تکین کے پاس بہت سا مال و اسباب ہے آپ تشریف لایئے اور سب پر قبضہ کر لیجئے۔ موفق نے یہ خبر پاتے ہی بلاد جبل کا قصد کیا وہاں پہنچ کر مطلع صاف پایا۔ اور مایوس ہو کر کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف بقصد احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف روانہ ہوا احمد بن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنے مکان کو معہ فرش و جملہ اسباب و سامان کے موفق کے قیام کی غرض سے چھوڑ دیا اور اہل و عیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا۔

معتضد کی گرفتاری موفق نے واپسی اصفہان کے بعد واسط میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ پھر واسط سے واپس ہو کر بغداد آیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مدائن میں چھوڑتا آیا۔ بغداد پہنچ کر اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو بعض اطراف بلاد اسلامیہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ معتضد نے انکار کیا موفق نے قید کا حکم صادر فرمایا اور چند سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر مامور کیا اس سے اہل بغداد کو اشتعال پیدا ہوا۔ موفق کو اس کی خبر لگ گئی اور وہ سوار ہو کر میدان کی طرف آیا سپہ سالاران

لشکر اور عوام الناس اس کی صورت دیکھ کر دم بخود ہو گئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "تم لوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تم لوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو تنبیہ کی غرض سے قید کیا ہے تم لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے۔" اہل بغداد یہ سن کر واپس آئے (یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے)

موفق کی علالت

جن دنوں موفق بلاد جبل میں تھا انہیں ایام میں اسے وجع نقرس کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ واپس ہوتے ہوتے مرض ایسا ترقی پذیر ہو گیا تھا کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا (یا نہ دیا لکی)، پر چلا کرتا تھا ماہ صفر ۲۷۸ھ میں اپنے محل سرا میں پہنچا۔ اپنے سکریٹری ابو الصقر ابن بلبل کو طلب کر کے حکم دیا کہ مداین جا کر خلیفہ معتمد اور اس کی اولاد کو بلا لاؤ۔ ابو الصقر سیدھا مداین چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو مع اس کی اولاد کے موفق کے محل سرا میں بلا لایا معتضد کے مکان کی طرف جہاں پر وہ قید تھا نہ گیا اور نہ اُس کو موفق کی شدت علالت کی اطلاع دی۔ ہوا خواہان معتضد کو یہ ناگوار گزرا خادمان معتضد شور و غل مچاتے ہوئے معتضد کے مکان پر پہنچے قفل توڑ کر معتضد کو نکال لاتے اور اس کے باپ موفق کے سرہانے لا کر بٹھا دیا موفق پر اس وقت غشی طاری تھی ذرا ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کر پیار کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔

ارکین دولت، سپہ سالاران فوج اور شاہی لشکر یہ خیال کر کے کہ موفق نے وفات پائی ابو الصقر کے پاس جمع ہوئے۔ پھر یہ سن کر کہ ماشاء اللہ موفق ہنوز بقید حیات ہے سب کے سب ابن ابی الساج ابو الصقر کو چھوڑ کر موفق کو دیکھنے دوڑ پڑے بعد ازاں ابو الصقر اُن لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کے محل سرا میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔

موفق کی وفات

اس اثناء میں دشمنان ابو الصقر نے یہ خبر اڑا دی کہ ابو الصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعہ سے خلیفہ معتمد کے تقرب کی کوشش کی ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اس کے مکان کو لوٹ لیا عورتیں بغیر چادر اور پردہ کے نکل پڑیں مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ پاس پڑوس کے مکانات بھی لٹ گئے۔ جیل کے دروازے توڑ کر قیدی رہا کر دیئے گئے۔ موفق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابو العباس معتضد اور ابو الصقر کو خلعتیں عنایت کیں سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانات پر آئے مگر معتضد نے حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس پر اور محمد بن غانم کو شرقی جانب نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت ماہ صفر ۲۷۸ھ کے ختم ہونے کو آٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق نے پیک اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

اس حادثہ جاں گداز کے بعد سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت نے جمع ہو کر موفق کے بیٹے ابو العباس معتضد باللہ کی بیعت اس شرط سے کی کہ مفوض بن خلیفہ معتمد علی اللہ کے بعد ابو العباس معتضد باللہ وارث خلافت ہو گا۔ بیعت ولیعہدی کے بعد معتضد نے ابو الصقر بن بلبل کو معہ اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا۔ مکانات اور کُل اسباب و مال لٹوا لیا۔ قلمدان وزارت عبداللہ بن سلیمان بن وہب کے سپرد ہوا۔ محمد بن ابی الساج کو واسط کی جانب بھیجا گیا تاکہ وصیف خادم معتضد کو بغداد میں واپس لائے۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی وصیف نے مراجعت سے انکار کیا اور سوس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

قرامطہ کا ظہور

قرامطہ[1] کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مورخین نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے یہ ہے کہ اطراف کوفہ میں ایک شخص زاہد و متقی ۲۷۸ھ میں ظاہر ہوا جس کو اس وجہ سے کہ بیل پر سوار ہوا کرتا تھا کرمیطہ کہتے تھے جس کا معرب قرمط

---

[1] قرامطہ غلاۃ شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱۔

ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا حمدان نام اور قرمط لقب تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدعی محبت اہل بیت تھا اور ان میں سے ایک آنے والے کا منتظر تھا بہت سے آدمیوں نے اس کی اتباع کر لی تھی۔ ہیصم گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق یہ ہوا کہ محافظین جیل کی غفلت سے بھاگ نکلا اس پر قرمط کے متبعین نے یہ اڑا دیا کہ قرمط کو قید آنے جانے سے نہیں روک سکتی۔ قرامطہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرمط وہی شخص ہے جس کی احمد بن محمد بن حنفیہ نے بشارت دی ہے۔ قرامطہ کے عقاید مذہبی سے متعلق یہ بھی ہے کہ یہ ایک کتاب پیش کرتے ہیں جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد لکھا ہوا ہے۔

"یقول الفرج بن عثمان من قریۃ نصرانہ داعیۃ المسیح وھو عیسیٰ وھو الکلمۃ وھو المھدی" "وھو احمد بن محمد بن الحنفیۃ وھو جبریل وان المسیح تصور لہ فی جسم انسان فقال لہ انک" "الداعیۃ وانک الحجۃ وانک الناقۃ و انک الدابۃ وانک یحیی بن زکریا وانک روح القدس"۔

عقائد قرامطہ

اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہیے۔ دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت بعد غروب آفتاب۔ اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے۔ اذان یہ تھی "اللہ اکبر" تین بار "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ" دو بار "اشھد ان آدم رسول اللہ" "اشھد ان نوحاً رسول اللہ" "اشھد ان ابراہیم رسول اللہ" "اشھد ان موسیٰ رسول اللہ" "اشھد ان عیسیٰ رسول اللہ" "اشھد ان محمد رسول اللہ" "اشھد ان احمد بن الحنفیۃ رسول اللہ" صرف ایک بار اس کے بعد ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح منجملہ اُس کے ہے جو احمد بن محمد بن الحنفیۃ پر نازل ہوئی ہے۔ اور بیت المقدس کو قبلہ بنائے اور بجائے جمعہ دوشنبہ کو جمعہ تصور کرے اس دن میں کوئی کام دنیا کا نہ کیا جائے۔ اور اس سورہ کو ہر رکعت میں پڑھے۔

"الحمد للہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ المتخذ لاولیائہ باولیائہ قل ان الاھلۃ مواقیت للناس" "ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب والشھور والایام وباطنہا اولیائی الذین عرفوا" "عبادی سبیلی اتقونی یا اولی الالباب وانا الذی لا اسئل عما افعل وانا العلیم الحکیم" "وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری القیتہ" "فی جنتی واخلدتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی خلدتہ مہاناً فی عذابی واتممت اجلی واظھرت" "علی السنۃ رسلی فانا الذی لم یعل علی جبار الا وضعتہ واذللتہ فبئس الذی اصر" "علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ موقنین اولئک ھم الکافرون" اور رکوع کرے رکوع میں دو بار "سبحان ربی ورب العزۃ عما یصف الظالمون" پڑھے۔ بعد ازاں سجدہ کرے سجدہ میں "اللہ اعلیٰ" دو بار "اللہ اعظم" ایک بار کہے سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں۔ نبیذ حرام ہے شراب حلال ہے۔ جنابت میں غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وضو کر لینا کافی ہے دم دار اور چنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اُس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر برسر مقابلہ نہ آئے اُس سے جزیہ لیا جائے۔ اسی قسم کے دعاوی شنیعہ اور مسائل خلاف اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب نہایت لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ جس کے متعلق قرامطہ کی کتاب مذکور کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اس کو ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور قبل واقعہ قتل خبیث ہوا ہے اور اس نے اُس سے امان طلب کی تھی۔ اُس کے پاس گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک لاکھ تلوار زن ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کر کے ایک مذہب پر ہم اور تم ہو جائیں تا وقت ضرورت ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں۔ خبیث نے اس رائے کو

پسند کیا دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ کہ دونوں مختلف الرائے ہو گئے۔ قرمط واپس آیا۔ قرمط اپنے کو "القائم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ قرمط خوارج ازارقہ کے معتقدات کا مقلد تھا۔ واللہ اعلم۔

طرسوس کی بغاوت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ بازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے تنبیہ اور سرزنش میں لانے کے غرض سے بازمان پر محاصرہ ڈال دیا تھا اور بازمان نے قلعہ بندی کر لی تھی مگر کچھ عرصہ بعد احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کر لی تھی بہت سا مال و اسباب اور آلات جنگ نذر کئے تھے جس سے طرسوس میں بازمان کی حکومت بدستور قائم رہ گئی۔ ۲۷۸ھ میں بہمراہی احمد جعفی لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا تھا اسکندریہ پر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اتفاق سے ایک پتھر آ لگا جس سے زخمی ہو گیا بوقت واپسی راہ میں مر گیا اور اسے طرسوس میں لا کر دفن کیا گیا۔

بازمان جس وقت لشکر صایقہ کے ساتھ جا رہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنے نایب کے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج ہتھیار اور مال سے بھی اس کی مدد کی مگر چند دنوں کے بعد معزول کر کے اپنے چچا زاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مامور کیا۔ جب موفق نے اس جہان فانی کو چھوڑا تو اس کے خدام میں سے ایک خادم راغب الی آشک نامی جہاد کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا خلیفہ معتضد سے سرحدی بلاد کی طرف جانے اور جہاد کرنے کی اجازت طلب کی۔ اور پھر سامان جنگ و سفر درست کر کے طرسوس پہنچا۔ کل سامان طرسوس میں اپنے ہمراہیوں کے سپرد کر کے خمارویہ سے ملنے کو دمشق چلا گیا۔ خمارویہ نے بڑی عزت کی۔ آؤ بھگت سے ملا۔ راغب کو بھی خمارویہ سے دلچسپی ہوئی ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ہمراہیوں کو جو طرسوس میں تھے۔ یہ خیال پیدا ہوا کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر لیا ہے رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ یقین کے درجہ پر پہنچ گیا ہمراہیان راغب نے اہل شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا اہل شہر کو سخت برہمی پیدا ہوئی جمع ہو کر دفعتہً حملہ کر دیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ہوئی اسی وقت راغب کو طرسوس کی جانب روانہ کیا۔ راغب نے طرسوس میں پہنچ کر اہل طرسوس کو اس عامیانہ فعل پر ملامت کی اور محمد بن موسیٰ کو رہا کرا دیا۔ محمد بن موسیٰ رہا ہو کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف حکومت طرسوس پر بحال ہو گیا۔

خوارج اور اہل موصل میں معرکہ

ہم یہ اوپر لکھ آئے ہیں کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے دن مقابلہ کیا کرتے تھے اور بلاد موصل کو قتل و غارت سے اکثر تہ و بالا کرتے تھے۔ ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے جمع ہو کر نینوی (مضافات موصل) پر دھاوا بول دیا۔ ہارون بن حمدان بن حمدون تغلبی اور روسا موصل بنی شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کو آئے۔ بنی شیبان کے ہمراہ ہارون بن سیما (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد غلام) بھی تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداجیق نے اپنے باپ اسحاق کی وفات کے بعد موصل اور دیار ربیعہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے ہارون بن سیما کی حکومت پسند نہ کی اور اسے اپنے شہر سے نکال دیا۔ ہارون بن سیما استمداد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ ہو کر خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریقوں نے صف آرائی کر کے گھمسان کی لڑائی شروع کر دی اور ایک دوسرے سے متصادم ہوئے تو بنی شیبان بھاگ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا لشکر لوٹنے میں مصروف ہو گیا بنی شیبان نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور کامیاب ہو گئے۔

محمد بن یحییٰ کی تقرری و معزولی

ہارون بن سیما نے جن دنوں اہلِ موصل نے اس کو اپنے شہر کی حکومت پر متمکن نہ ہونے دیا تھا۔ محمد بن اسحاق بن کنداجق کو اہلِ موصل کی سرکشی کی کیفیت لکھ بھیجی تھی اور امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ محمد بن اسحاق خود ایک لشکر عظیم الشان کے ساتھ موصل پر آ پہنچا اہلِ موصل بے حد خائف و ہراساں ہوئے۔ بعض امراء موصل بغداد چلے گئے اس فکر میں کہ دربار خلافت سے محمد بن اسحاق کو معزول کر کے ایک دوسرا گورنر مقرر کرا لائیں اتفاق یہ کہ محمد بن یحییٰ مجروح کی طرف ہو کر گذرا اس کو معتضد نے راہ کی حفاظت پر متعین فرمایا تھا اہل موصل اس سے ملے ربط و اتحاد پیدا کیا اسی اثنا میں دربار خلافت سے بلا کسی تحریک کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا فرمان آ گیا۔ پھر کیا تھا موصل میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ ابن کنداجق کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ خمارویہ کی خدمت میں تحایف اور ہدایا بھیجے موصل کی امارت پر بحال رہنے کی درخواست کی۔ وہاں تو دربار خلافت سے جدید گورنر مقرر ہو کر آ گیا تھا۔ درخواست منظور نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد دربار خلافت سے مجروح کے نام معزولی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کر دی کو سند گورنری مرحمت ہوئی۔

بیرونی مہمات

۲۵۷ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ میخائیل بن رونیل بادشاہ قسطنطنیہ کو اس کے ایک قریبی رشتہ دار سک معروف بہ صقلبی نے اس کی حکومت کے چودھویں برس غفلت کی حالت میں حملہ کر کے مار ڈالا اور خود حکومت پر جا قابض ہو گیا۔ ۲۵۹ھ میں رومیوں نے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی پہلے تو سمیساط پر آ اترے، پھر ملیطہ پر حملہ کیا اہلِ ملیطہ مقابلہ پر آئے ایک خونریز جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک بطریق منجملہ اُن کے بطریقوں کے اس معرکہ میں مارا گیا۔

رومیوں کا کرکرہ پر قبضہ

۲۶۳ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر قبضہ کر لیا اسباب یہ پیدا ہوئے کہ احمد بن طولون قبل حکومت مصر حدود طرسوس کی طرف سے بلاد کفار پر اکثر جہاد کیا کرتا حکومت مصر پر مامور ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کر لینے کی درخواست موفق نے نامنظور کر دی اور محمد بن ہارون تغلبی کو طرسوس کا والی مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ جس وقت محمد بن ہارون دجلہ کے راستہ طرسوس کو جا رہا تھا مساور خارجی کے ہمراہیوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا تب بجائے اس کے دربار خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترکی مامور ہوا یہ بہت متکبر اور نہایت جاہل مزاج تھا اہل طرسوس کے ساتھ کج ادائی اور ظلم کے برتاؤ کیے اہل کرکرہ (یہ ایک قلعہ قریب طرسوس کے تھا) کی رسد بند کر دی اہل کرکرہ نے اہلِ طرسوس کو رسد بند کر دینے کی شکایت لکھی اہل طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا اماجور نے اس کو بھی دبا لیا اور اہل قلعہ کرکرہ کو صاف جواب دیدیا۔ اہل کرکرہ نے مجبور ہو کر قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک مدت سے اسی تاک میں تھے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

ابن طولون کا بلادِ شامیہ پر قبضہ

اہل طرسوس کو اس قلعہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا نہایت افسوس ہوا اس وجہ سے کہ یہ قلعہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ دشمنانِ دین جہاں ذرا سی نقل و حرکت کرتے اہل قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کے نام سند گورنری طرسوس بھیج دی اور یہ حکم دیا کہ سرحد کی حفاظت پر جس کو مناسب و لائق تصور کرو مقرر کرو تا کہ سلسلہ جہاد منقطع نہ ہو۔ اسی اثنا میں اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے کل بلاد شامیہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

عبداللہ بن رشید کی بلادِ روم پر فوج کشی

۲۶۴ھ میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس نے چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ بلادِ روم پر چڑھائی کی بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ خوش و خرم واپس آرہا تھا جوں ہی بدبدوں سے نکلا۔ سلوقیہ، قرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے غفلت کی حالت میں اسلامی فوج پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی اسلامی فوج نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر ان کی قسمت نے اس کا فیصلہ اس سے پیشتر کر دیا تھا اکثر شہید ہوئے باقی ماندہ جان بچا کر سرحدی اسلامی بلاد میں پہنچے عبداللہ بن رشید کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

اذنہ پر حملہ

۲۶۵ھ میں روم کے پانچ بطارقہ نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر حملہ کیا اہل اذنہ کو ان کی فوج کشی کی اطلاع نہ تھی شدید نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے چار سو مسلمان شہید اور اتنے ہی گرفتار ہو گئے ارجوز والیٔ ثغور کو اس غفلت کے الزام میں معزول کر دیا گیا اور مرابط کو سند حکومت عطا کی گئی۔ اسی سنہ میں بادشاہ روم نے عبداللہ بن رشید کو اور ان قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے چند جلد قرآن کے ساتھ احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

معرکہ صقلیہ

۲۶۶ھ میں اسلامی بیڑہ جنگی جہازات کا رومیوں کے جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں مقابلہ ہوا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر اسلامی بیڑہ جنگی کو شکست ہوئی رومیوں نے مسلمانوں کی متعدد کشتیاں قبضہ میں کر لیں باقی ماندہ نے صقلیہ میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا مگر سردی کی تیزی نے رومیوں کی گرمی دماغ اور جوشِ جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہنچ کر آگے قدم نہ بڑھا سکے۔

احمد بن طولون کے نایب نے بھی اسی سنہ میں لبھر گروہی تین سو طرسوسی فوج کے ساتھ بلاد شامیہ کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کر بھاگ گئے لوٹے مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

۲۶۹ھ میں بادشاہ روم نے بلادِ اسلامی پر فوج کشی کی اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل مرعش یہ خبر پا کر اہلِ ملطیہ کی مدد کو آپہنچے بادشاہ روم اپنا سا منہ لے کر واپس گیا۔

اسی سنہ میں خلف فرغانی (ابن طولون کے عامل) نے حدودِ شام کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کیا دس ہزار رومی مارے گئے بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

قلمیہ میں رومیوں کو شکست

۲۷۰ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے پیش قدمی کی اور قلمیہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلمیہ طرسوس سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا بازمار (والی طرسوس) نے غفلت کی حالت میں رومیوں پر شبخون مارا ستر ہزار رومی مارے گئے۔ ایک گروہ بطریقوں کا قید کر لیا گیا اور بطریق البطارقہ (بطریقوں کا سردار) بھی اسی معرکہ میں کام آیا۔ سات صلیبیں طلائی و نقرئی چھین لیں صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی جو جواہرات سے لیس تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے اسی قدر زینیں، اسی قدر تلواریں، چار کرسیاں طلائی، دو سو علم نقرئی مابیس علم دیبائی اور بے شمار ظروف نقرئی ہاتھ آئے۔

بازمار کی وفات

پھر ۲۷۱ھ میں بازمار نے بسرافسری لشکر صائفہ رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو تہ تیغ کر کے سیکڑوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مالِ غنیمت لے کر طرسوس واپس آیا۔ ۲۷۰ھ میں احمد جعفی طرسوس میں

داخل ہوا اور بازما کے لشکر کے ہمراہ صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا شکند پر پہنچ کر عساکر اسلامیہ نے محاصرہ کرلیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجنیق کا ایک پتھر بازمار کو آ لگا وہ زخمی ہو گیا اور لڑائی موقوف کر دی محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا راہ میں جان بحق تسلیم کردی مسلمانوں نے طرسوس میں لا کر دفن کر دیا۔

گورنروں کی خود مختاری

خزانہ دولت اور اعضائے حکومت کے مضمحل و کمزور ہو جانے سے چاروں طرف فتنہ و فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن وامان کا نام باقی تھا اور معنی نہیں تھے اندرونی نفاق اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی امراء سلطنت نزدیک و دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے چنانچہ بنو سامان نے ماوراء النہر کو اور صفار نے سجستان، کرمان اور ملک فارس کو خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت قائم کر دی خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی تاہم یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

بغاوتیں

حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو علم خلافت کے برخلاف دبا لیا دیلم میں ابن سامان و صفار سے اور اصفہان میں عساکر خلیفہ سے معرکہ آرائی کی۔ زنگیوں کا سردار خبیث بصرہ واپلہ پر واسط اور کور دجلہ تک بجبر و بزور تیغ قابض و متصرف ہو گیا جس سے دولت عباسیہ کو سخت ترین دقتوں کا سامنا کرنا پڑا آتش فساد چاروں طرف پھیل گئی موفق نے اسی ہنگامہ کے فرو کرنے میں اپنی عمر تمام کر دی مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قرب میں بنی شیبان اور اکراد نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے۔ ابن طولون نے مصر و شام پر اور ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اس کی خلافت کو تسلیم کرتے رہے۔ البتہ مغرب اقصیٰ اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں

مسلوب الاختیار خلیفہ

خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں نام کا خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ نہ اس کے اوامر اور احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اس کی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا ارکین دولت اور اعیان سلطنت کاٹ کی پتلی کی طرح اس کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے وہ جس طرف چاہتا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرا لیتا۔ طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی مطیع معدودے چند امراء تھے۔ کیونکہ جنھوں نے علم خلافت کے خلاف ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے۔ ہاں بعض بعض جو ہنوز غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لئے ہوئے تھے اور ان کا جو کچھ حال ہم کو معلوم ہوا ہے اس کو ہم احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔

گورنروں کی تقرریاں

خلیفہ معتمد کے زمانہ خلافت کے شروع میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد ہوا جعلان کو ترکی عساکر شاہی کا امیر بنا کر زنگیوں سے جنگ کرنے کو بصرہ بھیجا گیا اس کا جو انجام کار زنگیوں کے ہاتھوں ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد ازاں بنی شیبان سے عیسیٰ بن شیخ کو دمشق کی گورنری مرحمت ہوئی حکومت دمشق پر پہنچتے ہی اس کی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربار خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے کو بغداد سے دمشق میں آیا۔ عیسیٰ بن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں صرف کر ڈالا خلیفہ معتمد نے خلافت عباسیہ کی دعوت قائم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو ارمینیہ کی حکومت کی سند عطا کی اور اماجور کو دمشق کی اماجور جب نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے کو بھیجا اماجور اور منصور میں لڑائی ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ منصور مارا گیا عیسیٰ نے یہ خبر پا کر ساحل کے راستہ ارمینیہ کا قصد کیا اور اماجور نے ایک فاتح کی حیثیت سے دمشق میں داخل ہو کر

قبضہ کرلیا۔

خانقین کا معرکہ

سنہ ۲۵۶ھ[1] میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی سے مقام خانقین میں معرکہ آرائی ہوئی چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ہمراہ صرف دو سو آدمی تھے۔ اس وجہ سے خوارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اسی سنہ میں اہل فارس سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نامی ایک شخص نے حرث بن سیما والی فارس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لڑائی کی نوبت آئی انجام یہ ہوا کہ حرث بن سیما مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس پر قبضہ کرلیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

علی بن زید کی بغاوت

اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے رے کو دبا لیا موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پاکر رے پر چڑھائی کردی اور حسن بن زید کے لشکر کو بزور تیغ نیچا دکھا دیا۔ اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علم مخالفت بلند کرکے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا دربار خلافت سے کیجور ترکی کو اس علم مخالفت کو گرانے اور علی بن زید کو سرکرنے کو بھیجا گیا۔ علی بن زید یہ سن کر لشکر مرتب کرنے کی غرض سے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ چلا گیا اور قادسیہ سے خفان پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کیجور نے کوفہ سے فوجیں بھیجیں، باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر کیجور کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور علی بن زید سر من رائے جا پہنچا۔

زنگیوں کی سرکوبی

سنہ ۲۵۷ھ میں خلیفہ معتمد نے جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت حد سے متجاوز ہوگئی اپنے بھائی موفق کو کوفہ، حرمین اور یمن کی گورنری عنایت فرمائی کچھ عرصہ بعد بغداد، سواد، رے، بصرہ، اہواز اور فارس کی سند حکومت بھی مرحمت کی اور یہ حکم دیا کہ بصرہ، کور دجلہ، یمامہ اور بحرین پر بجائے سعید بن صالح کے یارجوج کو متعین کیا جائے چنانچہ یارجوج نے اپنی طرف کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان بلاد پر مقرر کیا اور خود اہواز میں جاکر مقیم ہوگیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن مولد کو زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا گیا دس روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بالآخر احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ بطائح پہنچا ان دنوں بطائح پر سعید بن احمد باہلی قابض تھا احمد بن مولد نے اس کو گرفتار کرکے سرمن رائے بھیج دیا۔

حسن بن زید کا خراسان پر قبضہ

اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور بعض صوبجات خراسان پر قبضہ حاصل کرلیا۔ بعد قبضہ حاصل کرلینے کے دربار خلافت سے انہیں بلاد مقبوضہ کی سند حکومت بھی عنایت ہوگئی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے خراسان پر قبضہ کرلیا محمد بن طاہر والی خراسان تھا یہ خبر پاکر مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس سے محمد بن طاہر کی حیثیت اس قدر گرگئی کہ اکثر شہر صوبہ خراسان کے اس کے قبضہ سے نکل گئے اور جو معدودے چند باقی رہ گئے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ تھے۔

مصر پر ابن طولون کا قبضہ

اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافات مصر کی سند حکومت یارجوج کو مرحمت فرمائی یارجوج نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو مقرر کیا اتفاق وقت سے اس کے ایک سال بعد یارجوج کا انتقال ہوگیا اور احمد بن طولون نے مصر کو مع اس کے مضافات کے دبا لیا۔ اسی سنہ میں عبدالعزیز بن ابی دلف والی رے نے حسن بن زید علوی والی طبرستان کے خوف سے رے کو چھوڑ دیا حسن بن زید نے اپنے اعزہ میں سے قاسم بن علی بن قاسم کو بھیج کر رے پر بھی قبضہ کرلیا۔ یہ نہایت کج خلق اور بدمزاج تھا اہل رے کے ساتھ سخت کج ادائی کے برتاؤ کیے۔

---

[1] اسی سنہ میں امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسمٰعیل بخاری جعفی صاحب مسند صحیح بخاری نے وفات پائی سنہ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تھے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۶۔ سنہ ۵ ماہ ذی قعدہ تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہفتم صفحہ ۹۸۔

موفق اور مسرور بلخی کو اسنادِ حکومت

۲۵۸ھ میں منصور بن جعفر خیاط جنگ زنگیاں میں مارا گیا یارجوخ نے بجائے اس کے صوبجات بصرہ وغیرہ پر اصطیخور کو متعین کیا۔ اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیار مصر، قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عنایت فرما کر زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ہمراہ مفلح بھی تھا چنانچہ مفلح انہیں لڑائیوں کی نذر ہو گیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے موصل اور جزیرہ کی سند حکومت مسرور بلخی کو عنایت ہوئی اس سے اور مساور شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں احمد بن واصل نے علم شاہی کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور فارس کو محمد بن حسن بن ابی فیاض کے حوالہ کر دیا۔

والی کوفہ کی سرکشی و قتل

۲۵۹ھ میں اصطیخور والی صوبجات بصرہ وغیرہ نے اہواز میں وفات پائی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ بلاد خراسان پر قبضہ حاصل کر کے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا اسی سنہ میں کیجور ترکی والی کوفہ نے بغیر اجازت سامرا کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے واپسی کا حکم صادر ہوا کیجور نے کچھ خیال نہ کیا اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی و سرکش کا سر اتار لاؤ مقام عکبرا میں کیجور سے ملاقات ہوئی ان سپہ سالاروں نے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلیفہ معتمد کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ اسی سنہ میں حسن بن زید کا قومس پر قبضہ ہو گیا۔ اور مابین محمد بن فضل بن قیسان اور وہشودان بن حسان دیلمی کی لڑائی ہوئی۔ وہشودان شکست کھا کر بھاگا۔ اسی سنہ میں شرکب حمال نے مرو اور اس کے اطراف کو لوٹ لیا۔ اور کامیابی کے ساتھ ان پر غالب ہو گیا۔

طبرستان، موصل اور حمص کے واقعات

۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید علوی سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی حسن بن زید کو شکست ہوئی یعقوب نے قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں اہل موصل نے اپنے گورنر اذکوتکین بن اساتکین کو نکال باہر کیا۔ اساتکین[1] نے اہل موصل کی سرکوبی کی غرض سے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کی جمعیت سے موصل کی جانب روانہ کیا اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلبی بھی اسحاق کے ہمراہ تھا اہل موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہ دیا جنگ پر آمادہ ہوئے یحییٰ بن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالآخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا۔

اسی سنہ میں اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر ڈالا دربار خلافت سے بکتمر کو سند حکومت عطا ہوئی۔ اسی سنہ میں ابوالردینی عمر بن علی کو آذربائیجان کی گورنری عنایت ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علاء بن احمد ازدی والی آذربائیجان بعارضہ فالج مبتلا ہو گیا ہے مگر جس وقت ابوالردینی آذربائیجان کے قریب پہنچا علاء نے چارج دینے سے انکار کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علاء کو شکست ہوئی اثنائے گیرودار میں مارا گیا ابوالردینی نے آذربائیجان اور اس پر جو علاء چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا جس کی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی۔ اسی سنہ میں علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھوں مارا گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفاء

۲۶۱ھ میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے اہواز، بصرہ، بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی عنایت کی چنانچہ اس نے عبدالرحمن بن مفلح کو ان صوبجات پر مامور کیا

---

[1] خلیفہ معتمد نے اساتکین کو موصل کی گورنری پر مامور کیا تھا اس نے ماہ جمادی الاولیٰ ۲۵۹ھ میں اپنے بیٹے اذکوتکین کو روانہ کیا تھا تفصیل ملاحظہ ہو دیکھو ترجمہ تاریخ ہذا جلد ہفتم صفحہ ۳۲۔ [2] اسی سنہ میں امام فن حدیث ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب صحیح مسلم نے وفات پائی ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۴۔

اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبدالرحمن بن مفلح نے فارس میں پہنچ کر محمد بن واصل سے لڑائی چھیڑ دی مگر محمد بن واصل سے شکست کھا کر بھاگا اور قید کر لیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن بغاوت سے گھبرا کر استعفاء دیدیا تب اس صوبہ کی حکومت ابوالساج کو مرحمت ہوئی اور زنگیوں نے اہواز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اسی وجہ ابوالساج کو معزول کیا گیا اور بجائے اس کے ابراہیم بن سیما کو ان صوبجات کی سند گورنری عنایت ہوئی اور محمد بن اوس بلخی کو طریق خراسان کی حفاظت سپرد کی گئی۔ یعقوب بن صفار نے حکومت کے رد و بدل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی سجستان سے فارس کی طرف قدم بڑھایا محمد بن واصل مزاحمت کی غرض سے آیا لیکن ناکام رہا یعقوب صفار نے فارس کو بھی لے لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا

موفق کی ولیعہدی کی بیعت

ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کے بعد اپنے بھائی موفق کی ولیعہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی جانب اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو جنگ زنگیاں پر پہلے روانہ کیا بعد ازاں خود بھی چڑھائی کر دی۔ اور اسی سنہ میں محمد بن زیدویہ یعقوب صفار سے علیحدہ ہو کر ابن ابی الساج کے پاس اہواز چلا آیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کی گورنری مرحمت فرمائی جائے! اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراء النہر کو دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی اسمٰعیل کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا۔ اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی گورنری عنایت کی۔ حسین بن زید طبرستان کی جانب واپس آیا اور یعقوب صفار کے ہمراہیوں اور عمال کو نکال دیا۔ شالوس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اہل شالوس کی جاگیروں اور زمینوں کو دیلم کو دیدیا۔ اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خراسان، رے، طبرستان اور جرجان کے حجاج کو جمع کر کے یہ امر ظاہر کر دیا کہ میں نے یعقوب صفار کو نہ تو خراسان کی گورنری دی ہے اور نہ اس نے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اس سے اور اس کے کل فعلوں سے بری ہوں! اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر (صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) کو قتل کر ڈالا مسرور بلخی یہ خبر پا کر مساور خارجی کے تعاقب میں دوڑا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی مگر دونوں ناکام رہے۔

سنہ ۲۶۲ھ میں موفق اور صفار سے لڑائی ہوئی۔ زنگیوں نے بطلیحہ اور دشت غسان پر قبضہ کر لیا اور اہواز پر اپنی جانب سے ایک والی مقرر کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ اہواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سر کرنے کو بھیجا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اور اسی سنہ میں احمد بن عبداللہ خجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی حکومت کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے خجستانی کا کام بھی تمام کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (والی مصر) سے ان بن ہو گئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تقریباً ایک سال تک رقہ میں پڑا رہا سامان کی کمی اور قلت مال کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور عراق کو لوٹ آیا۔ اسی سنہ میں تغلان والی موصل (مفلح کا ساتھی تھا) موصل سے دارالخلافہ کو آ رہا تھا کہ راستے میں مقام رقہ میں اعراب نے مار ڈالا۔

سنہ ۲۶۳ھ میں یعقوب صفار نے اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور مساور خارجی نے بوازیخ میں وفات پائی جس وقت کہ بقصد عساکر شاہی اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیخ سے روانہ ہو چکا تھا خوارج نے بجائے اس کے ہارون بن عبداللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور مضافات موصل کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل پر فتحیابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کر) مر گیا اس کے بعد حسین بن مخلد کو قلمدان وزارت

سپرد ہوا موسیٰ بن بغا ان دنوں جنگ عرب میں گیا ہوا تھا جس وقت واپس آیا حسین بن مخلد اس کے خوف سے روپوش ہو گیا تب بجائے اس کے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت عنایت ہوا۔ اسی سنہ میں شرکب کے بھائی جمال نے نیشاپور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا حسین بن طاہر نیشاپور سے مرو چلا آیا ان دنوں مرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا بہی خواہ اور اس کا آوردہ تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسط پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن مولد نے واسط کے باہر زنگیوں سے خوب مقابلہ کیا لیکن انجام یہ ہوا کہ محمد بن مولد کو شکست ہوئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسط میں داخل ہو کر قتل و غارت شروع کر دیا۔

اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اور قلمدان وزارت حسین بن مخلد کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر پا کر سفارش کرنے کو بغداد سے سامرا آیا عبداللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمراہ تھا خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی موفق کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور ناراض ہو کر غربی جانب چلا آیا اور لشکر آرائی میں مصروف ہو گیا پھر دونوں بھائیوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخر الامر خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا موفق اور اس کے ہمراہیوں مسرور، کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں عنایت کیں سلیمان بن وہب بدستور ایوان وزارت میں رونق افروز ہوا حسین بن مخلد اور محمد بن صالح بن شیرزاد معہ ان اراکین سلطنت کے جو سامرا میں معتمد کے ہم زبان اور ساتھ تھے موفق کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ گئے موفق نے ابن ابی الاصبغ کو ان کے مال و اسباب کے ضبط کر لینے کا حکم دیا۔ اسی سنہ میں اماجور والی دمشق کا انتقال ہوا ابن طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس کے عامل سیما طویل کو مار ڈالا۔ ۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو اہواز کی سند حکومت عطا ہوئی شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اسی سنہ میں یعقوب صفار اپنی عمر کے کل مرحلے طے کر کے راہی ملک عدم ہوا اور اس کے بجائے اس کا بھائی عمرو مسند حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی بجائے اس کے بھائی کے اس کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت عنایت کی۔ اسی سنہ میں قاسم بن مہان نے دلف کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت نے قاسم کا کام تمام کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز (دلف کا بھائی) مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن مولد یعقوب صفار کی خدمت میں قبل از وفات حاضر ہوا یعقوب نے عزت افزائی کی مگر بغداد میں اس کا مال و اسباب خلیفہ کے حکم سے ضبط کر لیا گیا۔ اسی سنہ میں موفق نے سلیمان بن وہب وزیر السلطنت اور اس کے بیٹے عبداللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نو لاکھ دینار جرمانہ دے کر ان دونوں نے اپنے کو قید سے رہا کرایا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے ابو الصقر اسمٰعیل بن بلبل کے سپرد ہوا اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش، اسحاق بن کنداجیق اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی اور بغداد سے کوچ کر گئے موفق نے ان کے بعد ہی صاعد بن مخلد کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے یہ سب واپس لائے گئے۔

۲۶۶ھ میں زنگیوں نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور اساتکین نے امیر رے کو نکال کر رے کو دبا لیا پھر قزوین کی طرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اس نے اساتکین سے مصالحت کر لی اور اس کے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کر لیا اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو، اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو، اور حرمین و طریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مقرر کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی سند حکومت عنایت کی پس اس نے اپنی طرف سے دیار ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو متعین کیا۔ اسحاق بن کنداجیق کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی احمد بن موسیٰ کے لشکر سے علیحدہ ہو کر شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کر کے اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دے کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو قتل کر کے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ موصل کے قریب پہنچ کر اہل موصل سے خراج طلب کیا ہنوز دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ علی بن داؤد والی موصل کو اس کی خبر لگ گئی یہ ان دنوں معتضا یا مین تھا لشکر مرتب کر کے معہ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے بقصد جنگ آپہنچا ایک دوسرے

متصادم ہو گئے۔ باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر علی ابن داؤد کو شکست ہوئی اور خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداجق کو صوبہ موصل کی سند حکومت عنایت کر دی ان سب واقعات کا اس سے پیشتر تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسی سنہ میں اہل حمص نے اپنے گورنر عیسیٰ کرخی کو قتل کر ڈالا اور مابین لولو (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے مقام راس عین میں لڑائی ہوئی لولو نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقہ بھیج دیا بعد ازاں احمد بن موسیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی لولو کو شکست ہوئی احمد بن موسیٰ کی فوج نے لولو کے کیمپ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جب فتح مند گروہ لوٹنے میں مصروف ہوا تو لولو نے مڑ کر حملہ کر دیا احمد بن موسیٰ کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی ترقیسیا میں جا کر دم لیا اور پھر ترقیسیا سے نکل کر بغداد اور سامرہ کی جانب روانہ ہو گئی اسی سنہ میں احمد بن عبد العزیز اور بکتمر سے معرکہ آرائی ہوئی بکتمر شکست کھا کر بغداد کو بھاگ گیا اسی سنہ میں خجستانی نے حسن بن زید پر جرجان میں حملہ کیا۔ حسن بن زید شکست کھا کر آمد چلا گیا اور خجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطراف طبرستان پر قبضہ کر لیا جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان کو جا رہا تھا اس وقت نظم و نسق کے لئے سار یہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی بن حسین بن زید کو شکست ہوئی تو حسن بن محمد والی ساریہ نے یہ ظاہر کر کے کہ حسن بن زید مارا گیا اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ ایک گروہ نے بیعت کر لی اس اثنا میں حسن بن زید آپہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی بالآخر حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دے کر مار ڈالا اسی سنہ میں خجستانی نے نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اس کے عمال اور ہوا خواہوں کو نیشاپور سے جلا وطن کر دیا اسی سنہ کے ماہ صفر میں موفق نے خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ اس کے شہر کو تاخت و تاراج کر کے نصف ۲۷۰ھ میں اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ اسی سنہ میں مابین بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے مدینہ منورہ میں لڑائی ہوئی۔

۲۶۶ھ میں خوارج مختلف الآرا ہو گئے آپس ہی میں مقام موصل میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے اسی سنہ میں سلطان محمد بن عبد اللہ بن طاہر معہ اپنے خاندان کے ایک گروہ کے قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا کہ وہ بوقت جنگ خجستانی و عمرو بن لیث خجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ راہ و رسم اور خط و کتابت کرتا تھا خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دے دیا اسی سنہ میں کیغلغ ترکی اور احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف سے لڑائی ہوئی۔ احمد بن عبد العزیز نے شکست فاش کھائی اور کیغلغ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد احمد بن عبد العزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کی اس واقعہ میں کیغلغ کو شکست ہوئی بھاگ کر صیمرہ پہنچا اور احمد بن عبد العزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض و متصرف ہو گیا اسی سنہ میں خجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکلوا ڈالا اور خلیفہ معتمد کے بعد اپنے نام کو داخل کیا اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور بقصد عراق خراسان سے روانہ ہو کر رے تک پہنچا اہل رے نے راستہ بند کر دیا لوٹ گیا۔ اسی سنہ میں ابو الساج کے ہمراہیوں نے ہیثم عجلی والی کوفہ سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ابو العباس بن موفق نے اسی سنہ میں ان قبائل عرب بنو تمیم بادیہ نشین کی سرکوبی کی جو بوقت جنگ زنگیوں کو رسد پہنچاتے تھے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

۲۶۸ھ میں خجستانی کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے لشکری اور بانی حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا ایک نامور سپہ سالار تھا) کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے چنانچہ اس نے بلاد خراسان اور خوارزم پر قبضہ کر لیا اسی سنہ میں محمد بن لیث والی فارس نے اپنے بھائی عمرو بن لیث سے مخالفت کی عمرو بن لیث نے فوج کشی کر دی محمد بن لیث کو شکست ہوئی عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر و شیراز پر قبضہ کر لیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب میں روانہ کیا

چنانچہ وہ گرفتار ہو آیا اور اُسے قید کر دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں اذکرتکین اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے جنگ ہوگئی جس میں اذکرتکین فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبیداللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو مامور کیا۔ لولو نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون سے مخالفت کی اور اس سے منحرف ہو کر موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ ہو کر زنگیوں سے معرکہ آرائی کی۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق سے کشیدہ خاطر اور اس پر غضب ناک ہو کر ابن طولون کی طرف مصر کو روانہ ہوا موفق نے اسحاق بن کنداجیق والی موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر نہ جانے دو دارالخلافہ کی طرف واپس کر دو۔ اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے آخری حدود حکومت تک گیا اور بہ حکمت عملی اُن سپہ سالاروں کو جو خلافت پناہی کے ہمراہ تھے گرفتار کر کے خلافت مآب کو سامرا کی جانب لوٹا لایا۔

اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم کے ایک غلام کی عورت کو نشانۂ تیر اجل بنا دیا اہل بغداد نے ابراہیم خلیجی سے اس کی شکایت و فریاد کی ابراہیم نے کچھ سماعت نہ کی عوام الناس کو اس سے اشتعال پیدا ہوا سب کے سب پہلے اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے آگے بڑھے ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں میں سے جو سامنے آ گیا مار ڈالا گیا ابراہیم بخوف جان موقع پا کر بھاگ گیا تب محمد بن عبیداللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہو کر عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا بجھا کر جو اسباب وغیرہ ان لوگوں نے لوٹ لیا تھا اس کو واپس کرا لیا اور ہنگامہ فرو کر دیا۔ اسی سنہ میں خلف (ابن طولون کا ایک مصاحب تھا) ثغور شامیہ پر حملہ آور ہوا اور طرسوس کو بازمار والی طرسوس کے قبضہ سے نکال کر قید کر لیا۔ اہل طرسوس کو یہ امر ناگوار گزرا مجتمع ہو کر خلف پر حملہ کر دیا اور بازمار والی طرسوس کو اس کی قید سے چھڑا لیا خلف بھاگ کر ابن طولون کے پاس پہنچا۔ ابن طولون نے چڑھائی کر دی چونکہ اہل طرسوس نے ابن طولون کی یلغار پہنچنے سے پیشتر اپنے شہر کی حفاظت پوری پوری کر لی تھی ناکامی کے ساتھ حمص لوٹ آیا۔ پھر حمص سے دمشق چلا آیا۔

اسی سنہ میں مابین علویین اور جعفریین سرزمین حجاز میں لڑائی ہوئی آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے والی مدینہ (فضل بن عباس عباسی) نے بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی دونوں گروہ اس پر ٹوٹ پڑے بہزار دقت و خرابی بسیار اس نے اپنے کو ان کے ہاتھوں سے بچایا۔ اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی طرف سے ابی الساج کو انبار رحبہ اور طریق فرات پر مامور کیا محمد بن احمد کوفہ اور سواد کوفہ پر مقرر کیا گیا۔ محمد بن شمیم والی کوفہ نے چارج دینے سے انکار کیا دونوں میں جنگ کی ٹھہر گئی آخر الامر ابن شمیم بھاگ گیا اور محمد بن احمد فتح مندی کا جھنڈا اڑاتے ہوئے کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اسی سنہ میں عیسیٰ بن شیخ شیبانی والی ارمینیہ و دیار بکر نے داعی اجل کو لبیک پکارا اور جاں بحق تسلیم کر دی۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی

اسی ۲۶۹ھ میں موفق اور ابن طولون کی ناچاقی حد سے متجاوز ہو گئی۔ خلیفہ معتمد نے دارالعوام میں اور ممبروں پر علانیہ ابن طولون کو لعن طعن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسحاق بن کنداجیق کو ابن طولون کے صوبے، حدود افریقیہ اور دستہ فوج جان نثاران کی حکومت عنایت کی۔ ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ اور سرنامہ سے نکال ڈالا۔ اسی سنہ میں ابن طولون نے ایک خونریز جنگ کے بعد رحبہ پر قبضہ کر لیا مالک بن طوق والی رحبہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر شام سے ابن شمامہ کے پاس مقام قرقیسیا چلا گیا۔

سنہ ۲۷۰ھ میں خبیث (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن زید علوی والی طبرستان نے بھی وفات پائی اور اس کی بجائے اس کا بھائی محمد جانشین ہوا۔ احمد بن طولون والی مصر بھی راہی ملک عدم ہوا اور اس کے بیٹے خمارویہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا) نے ابن عباس عامل رقہ، ثغور اور عواصم پر (جو ابن طولون کی جانب سے ان بلاد کا والی تھا) فوج کشی کی دونوں میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔

سنہ ۲۷۱ھ میں مابین محمد و علی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مقام مدینہ منورہ بھی چل گئی دونوں نے باہم لڑ کر اپنے خاندان کے ایک گروہ کا کام تمام کر دیا اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کی وجہ سے مسجد نبوی صلعم میں جمعہ نہ ہونے پایا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث والی خراسان کو معزول کیا احمد بن عبداللہ بن ابی دلف سے مقام اصفہان میں معرکہ آرائی ہوئی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست کھانی پڑی۔ خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابو العباس ابن موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لیا۔ ابن موفق بھاگ کر طرسوس پہنچا۔ جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ ان دنوں مکہ معظمہ کا والی یوسف بن ابی الساج تھا (طائی کی طرف سے بدر طائی کا غلام) امیر حجاج ہو کر وارد مکہ معظمہ ہوا یوسف نے مسجد الحرام کے دروازہ پر بدر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کو گرفتار کر لیا لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کرا کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ سنہ ۲۷۲ھ کے نصف اول میں اذکرتکین نے اپنے کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے بزور تیغ نکال لیا۔ اذکرتکین چار ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ قزوین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے دیلم کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ہمراہیوں میں سے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور اذکرتکین کو فتح نصیب ہوئی۔

سنہ ۲۷۲ھ میں اہل طرسوس نے ابو العباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کی جانب نکال دیا اور بازمار کو اپنا امیر بنایا۔ سلیمان بن وہب وزیر السلطنت نے موفق کی قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے۔ صاعد بن مخلد وزیر۔ فارس سے واسط میں واپس آیا تو موفق کے حکم سے سپہ سالاران لشکر اور اعیان دولت نے اس کا استقبال کیا۔ پیادہ پا اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آئے اور دست بوسی کی۔ مگر یہ بوجہ تکبر کسی سے مخاطب نہ ہوتا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا۔ اس کے بعد ہی موفق نے اس کو مع اس کے ہمراہیوں اور اہل و عیال کے گرفتار کر لیا اور مکانات لٹوا دیے بغداد میں حکم بھیج دیا کہ اس کے بیٹے ابو عیسیٰ و صالح اور بھائی عبدون گرفتار کر لیا جائے۔ بجائے اس کے عہدہ کتابت (معتمدی) پر ابو الصقر اسمٰعیل بن بلبل کو مامور فرمایا اور تنہا اس کی کتابت پر اکتفا کیا۔ بنو شیبان نے اسی سنہ میں موصل اور اطراف موصل کو تاخت و تاراج کیا۔ ہارون خارجی نے بنو شیبان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے قصد سے فوجیں فراہم کیں اور اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج لے کر آ پہنچا سب کے سب جمع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوئے دجلہ کو شرقی جانب سے عبور کر کے نہر خاور کی طرف بڑھے دونوں فریقوں کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی حملہ میں ہارون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اہل نینوی جلا وطن ہو کر نکل گئے۔

سنہ ۲۷۳ھ میں اسحاق بن کنداجق اور محمد ابن ابی الساج میں برہمی ہو گئی۔ محمد بن ابی الساج ابن طولون سے

جا ملا۔ جزیرہ و موصل پر مقیم ہو کر ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور شراۃ سے نبرد آزمائی کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے لولوء (ابن طولون کا غلام تھا اور موفق سے آملا تھا) کو گرفتار کر لیا اور چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ سے لولو ادبار اور انحطاط میں مبتلا ہوا تا آنکہ اپنے ولی نعمت قدیم ابن طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس ہوا۔

سنہ ٢٦٤ھ میں موفق نے فارس کا قصد کیا اور اس کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا عمرو کرمان و سجستان کی طرف لوٹ آیا اور موفق بغداد کی جانب چلا گیا۔

سنہ ٢٦٥ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ کی اطاعت سے انحراف کیا خمارویہ نے گوشمالی کی غرض سے فوج کشی کر دی دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخرکار ابن ابی الساج شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا خمارویہ نے شام پر قبضہ کر کے تعاقب کیا ابن ابی الساج نے حدیثہ میں پہنچ کر دم لیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ خمارویہ نے مراجعت کی۔ اسحاق بن کنداجق اس موقع کو مناسب تصور کر کے خمارویہ سے آملا خمارویہ نے ایک لشکر معہ چند سپہ سالاروں کے اسحاق کے ہمراہ بغرض تعاقب و گرفتاری ابن ابی الساج روانہ کیا۔ ہنوز اسحاق دریا عبور کرنے کے لئے کشتیاں فراہم کر رہا تھا کہ ابن ابی الساج اس کے آنے سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا اسحاق نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا مقام قصر حرب میں دونوں سے جنگ کی ٹھہر گئی اگرچہ اسحاق کی رکاب میں ایک عظیم الشان و کثیر التعداد فوج تھی مگر پھر بھی شکست ہوئی رقہ تک ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے شام تک اسحاق کے تعاقب میں بڑھ جانے کی اجازت طلب کی اس اثناء میں خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آ گئی حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابن ابی الساج کو شکست ہوئی۔ بھاگ کر موفق کے پاس چلا آیا اسحاق نے دیار ربیعہ و دیار مضر پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے بقصد جنگ فارس عبدی فوج کشی کی طائی دربار خلافت کی طرف سے کوفہ، سواد کوفہ، خراسان، سامرا، شرطہ بغداد، محکمہ مال دردیا اور قطربل کا والی تھا فارس عبدی کے مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی۔ اسی[1] شکست کے بعد موفق نے طائی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابو العباس کو سزائے قید تجویز کی۔ رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا استرآباد کا دو برس تک محاصرہ کئے رہا محمد نے سنہ ٢٦٦ھ میں ساریہ اور طبرستان سے ایک فوج فراہم کر کے استرآباد کو بچانے کے لئے روانہ کی۔ رستم بن قارن امان حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس چلا آیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ اس کو مع اس کے دونوں بیٹوں معدل و لیث کے اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کی جانب روانہ کیا علی بن کافی امان حاصل کر کے محمد بن ہارون سے آملا محمد بن زید نے یہ خبر پا کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا محمد بن زید یہ سن کر بلاد دیلم بھاگ گیا قزوین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزوین کو تاخت و تاراج کر کے رے لوٹ آیا۔

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳۷۔

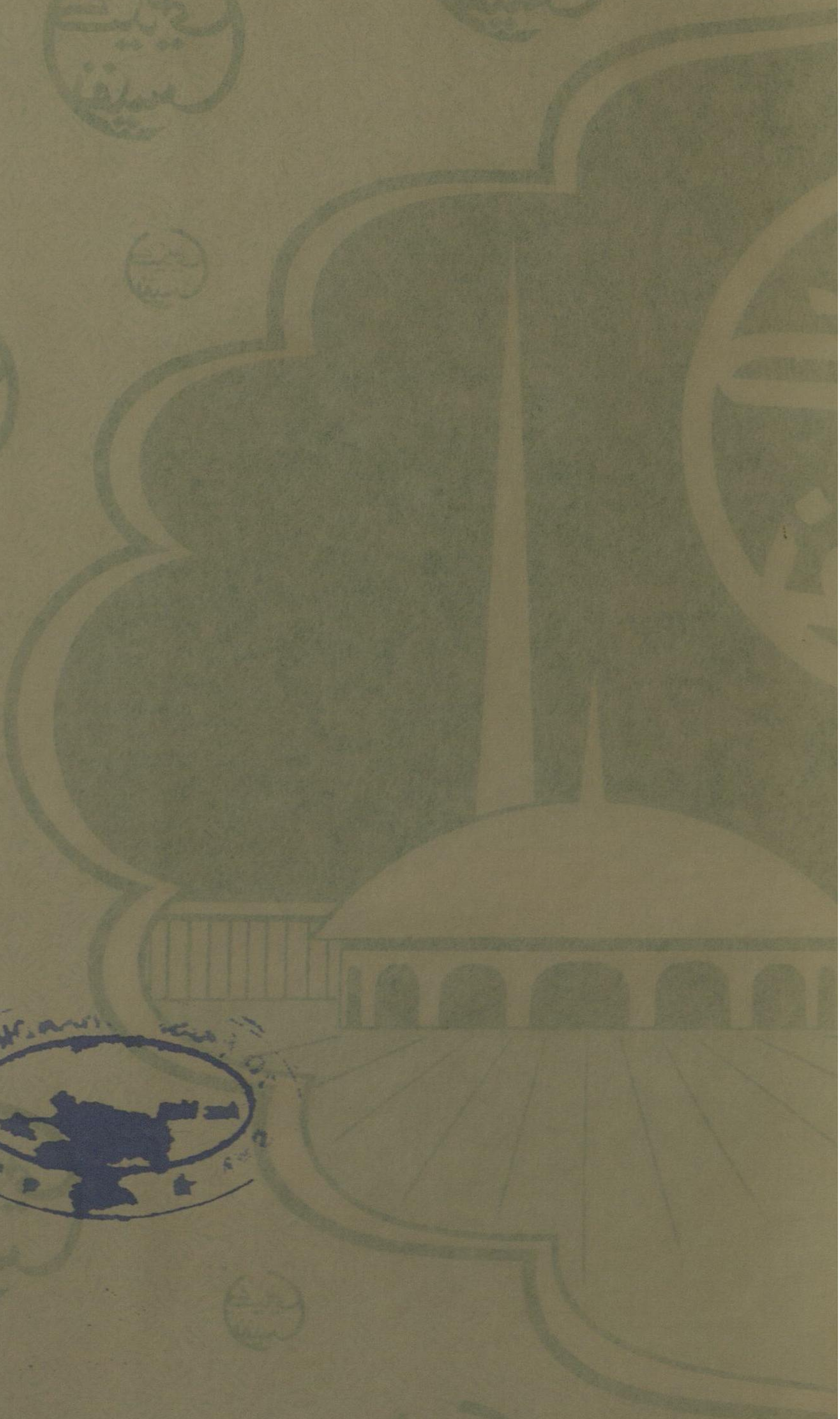
۲۷۶ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا اور سند حکومت عنایت کی اور اس کا نام پھر پردوں اور عماموں پر کندہ کرایا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اس کو معزول کر دیا۔ اسی سنہ میں موفق نے بقصد اتکوتکین و جنگ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف جبل کا قصد کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند حکومت دی عبداللہ بن حسین والی مراغہ نے راستہ نہ دیا لڑائی ہوئی ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں شکست دیدی اور باوجود کامیابی کے عبداللہ کو بدستور بحال رکھا۔ ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے موصل پر چڑھائی کی اہل موصل نے معذرت کی اور سر اطاعت خم کر دیا۔ ہارون کے دل میں رحم آ گیا اور جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار، پانچ سو خلعتیں، پانچ سو خز کی چادریں اور بے شمار آلات حرب بلزما والی طرسوس کے پاس بطور تحفہ کے بھیج دیئے تھے اس وجہ سے بلزمار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا بعد ازاں جب خمارویہ کو معتبر ذرائع سے اس کی خبر ہوئی تو پچاس ہزار دینار اور بھجوائے۔

۲۷۸ھ میں موفق کی وفات وقوع میں آئی بجائے اس کے معتضد کی ولیعہدی کی بیعت لی گئی۔ قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات

۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہدی سے معزول کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہو گا۔ اسی سنہ میں خوارج و اہل موصل و بنی شیبان کے مابین لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیما تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اس کو موصل میں امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہ دیا اور نکال دیا تب ہارون نے بنی شیبان سے راہ و رسم پیدا کی اور ان کے ساتھ ہو کر موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک خونریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دیدی۔ اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سیما کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا پھر چند امرا کو بغداد کی جانب والی مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راہ کی محافظت پر مامور تھا حکومت موصل کی سند عنایت کی۔ چنانچہ یہ ایک مدت تک موصل کی حکومت پر فائز رہا بعد ازاں اس کو معزول کر کے علی بن داؤد کردی کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی گئی۔



تا
ابن خ

حصہ سو

خلافت

ترجمہ
علامہ حکیم احمد حسین